تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّۃ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (الحدیث)

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد پانزدھم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ——————— ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ——————— ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون نمبر : ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب ———— فتاوٰی رضویہ جلد پانزدہم

تصنیف ———— شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

فیضانِ کرامت ———— مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

سرپرستی ———— مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمصطفٰی ہزاروی ناظمِ اعلٰی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ

اہتمام ———— مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت

ترجمہ عربی عبارات ———— حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور

پیش لفظ ———— حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ترتیب فہرست ———— " " " " " " "

تخریج و تصحیح ———— مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

کتابت ———— محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالہ)

پیسٹنگ ———— مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

صفحات ————

اشاعت ———— محرم الحرام ۱۴۲۰ھ / اپریل ۱۹۹۹ء

مطبع ————

ناشر ———— رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت ————

ملنے کے پتے:

- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
  ۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰
  ۷۶۶۵۷۷۲
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

پیش لفظ

الحمدُ للہ ! اعلیٰحضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خزائنِ علمیہ اور ذخائرِ فقہیہ کو جدید انداز میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظرِ عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی ترجمہ و تخریج کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاوٰی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہٖ تعالےٰ جل مجدہٗ و بعنایت رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقریباً نو سال کے مختصر عرصہ میں یہ پندرھویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود و التعزیر اور کتاب السیر کے بعض حصے پر مشتمل چودہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل سنین، مشمولات، مجموعی صفحات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسبِ ذیل ہے؛

جلد نمبر	عنوانات	جوابات اسئلہ	تعداد رسائل	سنین اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ — مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	"	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ — نومبر ۱۹۹۱	۷۱۰
۳	"	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ — فروری ۱۹۹۲	۷۵۶
۴	"	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ — جنوری ۱۹۹۳	۷۶۰
۵	کتاب الصلٰوۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ — ستمبر ۱۹۹۳	۶۹۲
۶	"	۴۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ — اگست ۱۹۹۴	۷۳۶
۷	"	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ — دسمبر ۱۹۹۴	۷۲۰
۸	"	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ — جون ۱۹۹۵	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ — اپریل ۱۹۹۶	۹۴۶
۱۰	کتاب الزکٰوۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ — اگست ۱۹۹۶	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ — مئی ۱۹۹۷	۷۳۶
۱۲	کتاب النکاح، طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ — نومبر ۱۹۹۷	۶۸۸
۱۳	کتاب الطلاق، ایمان، حدود وتعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ — مارچ ۱۹۹۸	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر (ا)	۳۳۹	۷	جمادی الاخرٰی ۱۴۱۹ — ستمبر ۱۹۹۸	۷۱۲

پندرھویں جلد

یہ جلد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم مطبوعہ سُنّی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڈھ بھارت کے صفحہ ۱۶۹ سے ۳۱۴ تک ۱۸۰ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ نئے شامل کردہ رسائل کے علاوہ اس جلد کی عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ فاضلِ شہیر مصنفِ کتبِ کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور نے کیا ہے۔ اس سے قبل چھٹی، ساتویں، آٹھویں، دسویں اور چودھویں جلد بھی علامہ موصوف کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہوچکی ہیں۔ پیشِ نظر جلد بنیادی طور پر کتاب السیر کے مباحثِ جلیلہ پر مشتمل ہے تاہم متعدد ابواب فقہیہ وکلامیہ وغیرہ کے مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں، مسائل ورسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کرام کی سہولت کےلئے تیار کردی گئی ہے، انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل پندرہ رسائل بھی اس جلد کی

زینت ہیں :

(۱) الجبل الثانوی علیٰ کلیۃ التھانوی (۱۳۳۶ھ)

کلمہ طیبہ اور درود شریف میں نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی جگہ اشرفعلی کہنے والے کا حکم شرعی۔

(۲) سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ)

اس بات کا بیان کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے اور اللہ تعالیٰ کو محال پر قادر ماننا اس کو عیب لگانا ہے بلکہ اس کی الوہیت کا انکار ہے۔

(۳) دامان باغ سبحٰن السبوح (۱۳۰۷ھ)

نظریۂ امکانِ کذب کا ردِ بلیغ

(۴) القمع المبین لآمال المکذبین (۱۳۲۹ھ)

مسایرہ، شرح مواقف اور حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی عبارت سے قائلینِ امکانِ کذب کے استدلال کا رد۔

(۵) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی عباراتِ کفریہ کا رد۔

(۶) حجب العوار عن مخدوم بہار (۱۳۲۹ھ)

غیر مقلدوں کی طرف سے مخدوم بہار شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک غلط بات منسوب کرنے کا رد اور آپ کی ایک عبارت سے دفع شبہات۔

(۷) ابحاث اخیرہ (۱۳۲۸ھ)

علماءِ دیوبند اور مولوی اشرفعلی تھانوی پر اتمامِ حجت

(۸) الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرہ (۱۳۳۵ھ)

نیچری کافروں کے خلاف زبردست دلائل

(۹) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ)

قادیانی مرتد پر قہرِ خداوندی

(۱۰) الجزاء الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ)

قادیانی مرتد پر اللہ تعالیٰ کی شمشیر براں

(۱۱) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ)

ختم نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے دشمنِ خدا پر جزائے خداوندی

(۱۲) الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ (۱۳۱۲ھ)

امام الوہابیہ کے کفریات کے بارے میں چمکدار ستارہ

(۱۳) سل السیوف الھندیۃ علی کفریات باباء النجدیۃ (۱۳۱۲ھ)

نجدی پیشواؤں کے کفریات پر لٹکتی ہوئی تلوار

(۱۴) تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ)

ترکی مسلمانوں کی حالتِ زار کا بیان اور مسلمانوں کی اصلاح، کامیابی اور نجات کی عمدہ تدبیریں۔

(۱۵) باب العقائد والکلام (۱۳۳۵ھ)

اس بات کا بیان کہ کوئی کافر اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا

پندرہ رسائل مذکورہ میں سے مقدم الذکر چھ رسائل تو پہلے سے فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم کتاب السیر میں موجود تھے، اگرچہ ان میں سے رسالہ جحب العوار کو سابق جگہ سے تبدیل کر دیا گیا ہے تاکہ رَدِّ مرزائیت اور رد منکرین ختم نبوت سے متعلق رسائل یکجا ہو جائیں جبکہ آخر الذکر رسالہ یعنی "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" فتاوٰی رضویہ قدیم جلد دوازدہم میں شامل تھا، مگر اس کے مباحث جلیلہ کتاب السیر سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں لہٰذا اس کو جلد ہذا میں شامل کر دیا گیا، اور رسالہ باب العقائد والکلام فتاوٰی رضویہ قدیم جلد اول کتاب الطہارۃ باب التیمم میں تھا وہاں سے خارج کیا گیا تھا اور وعدہ تھا کہ کسی مناسب مقام پر شامل کیا جائے گا، چنانچہ مضمون کے پیشِ نظر اسے بھی جلد ہذا میں شامل کر دیا ہے۔ باقی سات رسائل اس سے قبل فتاوٰی رضویہ میں شامل نہ تھے، موضوع کی مناسبت کے پیشِ نظر ان کو بھی اس جلد کی زینت بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جلد ہذا میں مسئلہ نمبر ۵۷ دراصل فتاوٰی رضویہ قدیم جلد نہم مطبوعہ کراچی کے صفحہ ۸۹ تا ۹۷ مسائل کلامیہ سے منتقل کیا گیا ہے کیونکہ اس کا مضمون کتاب السیر سے مطابقت رکھتا ہے، یاد رہے کہ کتاب السیر کے بعد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم میں کتاب المفقود تھی جس کو کتاب الطلاق کے ساتھ منسلک کرکے تیرھویں جلد (جدید) میں شامل کیا جا چکا ہے۔

لہٰذا اب اگلی جلد یعنی جلد ۱۶ کتاب المفقود کی بجائے کتاب الشرکۃ سے شروع ہوگی۔ مندرجہ ذیل رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس جلد میں شامل ہونے سے رہ گئے:

(۱) المجل المسدد ان ساب المصطفٰی مرتد۔

(۲) البارقۃ اللمعا علی ساعد من نطق بالکفر طوعا۔

(۳) المقال الباھر منکر الفقہ کافر۔

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ / اپریل ۱۹۹۹ء

اجمالی فہرست

فہرست رسائل

○

فہرست مضامین

کتاب السیر (حصہ دوم) — ۷۳

رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ ۳۱۱

○ رسالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب۔ ۵۷۱

4

فہرست ضمنی مسائل

فوائد تفسیریہ

فوائد حدیثیہ

سیرۃ النبی

احکامِ مسجد

نماز

امامت

نکاح

مہر

طلاق

حضانت

فوائد اصولیہ

فوائد فقہیہ

رسم المفتی

حدود

مناظرہ

ذبائح

تصوّف

اسماء الرجال

جرح وتعدیل

تاریخ وتذکرہ

جعلی اور وہابیوں کی طرف سے من گھڑت کتابوں کا جدول جو انھوں نے اعلحضرت اور ان کے والد ماجد قدست اسرارہم اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیں۔ ۹۰

جدول میں مذکور کتابوں اور ان کے جعلی مطابع کا جہان بھر میں کہیں وجود نہیں۔ ۹۱

اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے مولوی اشرفعلی تھانوی کو ۱۳۲۹ھ میں تحریر کردہ تاریخی خط جس میں آپ نے اتمام حجت کرتے ہوئے گستاخانہ عقائد و عبادات پر مناظرہ کی آخری دعوت دی۔ ۹۷

موجودہ ساری دنیا حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ ۱۵۶

روضۂ انور کے پاس اونچی آواز سے بولنے والے کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ڈانٹ۔ ۱۶۹

یہ بات جھوٹ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں داخل ہوجا اور وہاں بچہ جنن۔ ۱۹۳

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور اُن کے بارہ اساتذہ حدیث "ناد علی" کی سندیں لیتے اجازتیں دیتے اور وظیفہ کرتے تھے۔ ۲۱۷

حاکم مکہ کے حکم سے علماء حرمین شریفین اور وہابی مولویوں کے درمیان مناظرہ کی کیفیت۔ ۲۳۳

حضور کے وصال کے بعد بعض نام کے صحابہ مرتد ہوگئے تھے۔ ۲۶۸

مذاہب کی کثرت اور گمراہیوں کے شیوع نے موجودہ علم کلام کی بنا ڈالی۔ ۲۷۰

مجنوں بنی عامر اولیاء اللہ سے تھا، لیلیٰ کے جنون سے اس نے اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا۔ ۳۰۶

حضرت شبلی سے کسی نے پوچھا سلمیٰ کی خبر دینے والا کوئی ہے، انھوں نے فرمایا دارین میں اس کی خبر دینے والا کوئی نہیں ہے۔ ۳۰۶

ترک تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے بویا۔ ۵۲۱

قادیانیوں نے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھپوایا جس میں علمائے حق کو گالیاں دینے کے بعد مناظرہ کا چیلنج کیا گیا جس کے جواب میں رسالہ "ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" کا اجرا ہوا جو دو عددوں پر مشتمل ہے۔ ۵۹۲

حضرت عزیر علیہ السلام کو بعد موت اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا۔ ۶۱۳

چاروں طائران خلیل علیہ السلام مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے۔ ۶۱۳

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت۔ ۶۴۴

فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے گستاخ رسول کو طمانچہ مارا۔ ۶۶۱

حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال بچپن میں ہوا۔ ۶۷۱

مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، وہ فرمایا کرتے قتلت خیر الناس و شر الناس میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے

فضائل ومناقب

شہادت

عقائد و کلام

الجواب

اس میں جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں گاندھی کے تابع ہو کر آرہے ہیں، اشتہار کی سُرخی میں صرف اسی کی آمد ہے اور اسی کی خدمات اور قربانیوں کا ذکر کرکے اس کے استقبال کو شاندار بنانے کا شدوٗمد ہے، باقی مسلم یا نامسلم اس کے ساتھی یا تابع رکھے گئے ہیں اور پیغام بھی اسی کا سنانا لکھا ہے، پھر یہ جلوس دوسرے کا کیونکر ہوسکتا ہے، حدیث کے ارشاد پر نکتہ چینی مسلمان کا کام نہیں، فعلِ کفر میں جو دل سے شریک ہو وہ ظاہراً باطناً کافر ہے، اور جو اکراہ و اضطرار و مجبوری محض سے بظاہر شریک ہو اسے معافی ہے، مگر اکراہ صحیح شرعی درکار ہے، کسی کی خاطر وغیرہ سے مجبور ہونا شرعی مجبوری نہیں اور بلااکراہ شرعی شرکتِ کفر پر بھی شریعتِ مطہرہ لزومِ کفر و تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حکم دے گی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳ ازشہر محلہ ملوکپور چھوٹا دروازہ، مسئولہ سید رونق علی صاحب ۳ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خلافتِ اسلامیہ عرب کی کمیٹی کا جلسہ بریلی میں ہوگا، مولانا محمد علی و شوکت علی اور مہاتما گاندھی وغیرہ آئیں گے، بازار سجایا گیا ہے، ان سب کا جلوس دھوم دھام سے نکلے گا اور جلسہ میں مسلمان، ہندو، نیچری، وہابی، شیعہ سب شریک ہوں گے، ایسی حالت میں مسلمان اہلسنّت و جماعت اس جلسہ میں شرکت کریں یا جلوس دیکھیں یا نہیں؟ اور اس جلسہ میں شرکت جائز ہے یا گناہ؟ کیسا گناہ؟ خدا کے واسطے حکم شریعت اس جلسہ میں چندہ دینے اور بیان سننے وغیرہ کا صاف صاف قرآن و حدیث سے بیان فرمایا جائے۔

الجواب

تعظیمِ مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے، اور حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے، التفرج علی المحرم حرام[1] (حرام پر خوشی بھی حرام ہے۔ ت) ایسے جلسوں میں شرکت گناہِ کبیرہ ہے،

قال اللہ تعالٰی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین[2] اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: پس نصیحت و یاددہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ت)

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من سود مع قوم فھومنھم[3] (جس نے جس

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۳۱

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[3] تاریخ بغداد حدیث ۵۱۶۷ عبداللہ بن عتاب دارالکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۴۱

قوم کی کثرت بنائی وہ انہی میں سے ہے۔ ت) حرام کام میں چندہ دینا بھی حرام ہے،

قال اللہ تعالٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[1]

اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (ت)

اور نامسلم کو واعظِ مسلمین بنا کر اس کا بیان سُننا اشد سے اشد کبیرہ و بدخواہیِ اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ و یرید الشیطٰن ان یضلھم ضلٰلاً بعیدا[2]۔

اللہ تعالٰی کا مقدس فرمان ہے: پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دُور بہکا دے (ت)

سائل نے مہاتما لکھا یہ حرام ہے، مہاتما یعنی روحِ اعظم ہے کہ خالص لقب افضل الملائکہ ہے علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام، یونہیں جو لوگ ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم و کافر کا فرق اٹھائے، سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرا دے جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا جو لوگ کہیں کہ خدا کی رسّی مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے مگر دُنیا تو ضرور ملے گی ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے، حدیث میں فرمایا:

لا تقولوا للمنافق یا سیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم[3] واللہ تعالٰی اعلم۔

منافق کو یا سیدنا (اے ہمارے سردار) نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمھارا سردار ہے تو تم نے اپنے رب کو یقیناً اپنے سے ناراض کرلیا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] ؎ ؍؍ ۴/ ۶۰

[3] مسند امام احمد بن حنبل حدیث بریدہ الاسلمی دار الفکر بیروت ۵/ ۴۷-۳۴۶

رسالہ

الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ

۱۳۳۵ھ

(نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین پرور وفقہائے نامور (کثرہم اللہ تعالٰی ونصرہم) اس سوال میں کہ اس ملک کاٹھیاوار میں ایک مجلس بنام "کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس" یعنی کاٹھیاوار کے مسلمانوں کی تعلیمی مجلس قائم ہوئی ہے جن کے محرک ومختار متبعین ومتعلقین علیگڈھ کالج ہیں، ۲ر اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ان کا پہلا جلسہ جوناگڈھ (کاٹھیاوار) مقام پر ہوا جن کا صدر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پروفیسر علیگڈھ کالج وسکرٹری منشی غلام محمد بیرلیسٹرایٹ لاء کاٹھیاواری ایجنٹ علیگڈھ کالج ومؤید آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور واعظ مولوی سلیمان پھلواروی جان جانان ندوہ مخذولہ قرار پائے، اس کانفرنس کا مقصد بھی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ہے جن میں بلارعایت سنی ہر کلمہ گو رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم رکن (ممبر) ہوسکتا ہے، ایسی مجلس (کانفرنس) کو بعض مسلمان اپنی دینی ودنیوی ترقی کا سبب جان کر جان ومال سے امداد کرتے ہیں اور دینی مفسدہ ومضرت سے آگاہ نہیں اور بلاتفریق ورعایت اہل سنت تمام بے دینوں مرتدوں مدعیان اسلام کو مسلمان سمجھ کر رکن (ممبر) بنائیں بلکہ ان کے صدر اور سیکرٹری اور واعظ بنانے میں بھی خوفِ خدا نہ لائیں اور کوئی نصیحت کرے کہ ایسی بیچرنگی مسلم کانفرنس خلافِ شرع شریف ہے تو یہ بہانا بتائیں

کر یہ دینی کانفرنس کہاں ہے یہ تو دُنیوی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہے جو ہمارا ملک تعلیم میں سب سے پیچھے ہے، آیا سُنّیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان و مال سے اُس کی مدد کرنا، اُس کے جلسہ میں شریک ہونا، بددین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا اور اُن سے میل جول پیدا کرنا اور اُن سے ترقی کی امید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ یہ ہمارے ائمہ دین (رحمہم اللہ تعالٰی) وضاحت سے بیان کرکے ان سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہی کے گڑھے اور بددینوں کے ہتھکنڈوں سے بچاکر نعمائے دارین حاصل کریں۔ جواب آنے پر ان شاء اللہ تعالٰی اس استفتاء کو چھپواکر اس ملک کاٹھیاوار و گجرات و برما وغیرہا جگہ پر بغرضِ اشاعت مسلمانوں میں عام طور سے تقسیم کیا جائے گا، فقط۔

تاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ ہجریہ مقدسہ پنجشنبہ

راقم آثم خادم قاسم میاں عفی عنہ
از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار

الجواب

(۱) ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام، اور بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اُس بڑی آگ کی طرف کھینچ کرلے جانے والا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین[1] — اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:

دخل فیه الکافر والمبتدع والفاسق والقعود مع کلھم ممتنع[2] — اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل ہیں اُن میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[3] — ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لا یضلونکم — اُن سے دُور رہو اور اُنھیں اپنے سے دُور کرو

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] التفسیرات الاحمدیہ تحت آیۃ ۶/ ۶۸ مطبع کریمی بمبئی، انڈیا ص ۳۸۸

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

ولا یفتنونکم[1] کہیں وُہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس بات کی طرف بُلاتیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشُبہہ سراسر ضرر و بلا ہے، مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو اُن کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین جان لو کہ یہ ڈاکو ہے اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لیجانا چاہتا ہے ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہو لیا تو گردن مارے گا مال لُوٹے گا شامت اُس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سُنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اُون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہولے، ارے! مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تمھیں منع فرماتے ہیں وُہ تمھاری جان سے بڑھ کر تمھارے خیر خواہ ہیں حریص علیکم[2] تمھارا مشقت میں پڑنا اُن کے قلبِ اقدس پر گراں ہے عزیز علیہ ما عنتّم[3] واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر بالمؤمنین رؤف رحیم[4]۔ ارے! ان کی سُنو، اُن کا دامن تھام لو، اُن کے قدموں سے لپٹ جاؤ، وہ فرماتے ہیں:

ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم[5] اُن سے دُور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ابن حبان و طبرانی و عقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم:

لا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم

اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، اُن کے ساتھ پانی نہ پیو، اُن کے پاس نہ بیٹھو، اُن سے رشتہ نہ کرو، وہ بیمار پڑیں تو پُوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ،

---

[1] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

[2] القرآن الکریم ۹/۱۲۸ [3] القرآن الکریم ۹/۱۲۸

[4] القرآن الکریم ۹/۱۲۸

[5] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[۱] نہ اُن کی نماز پڑھو نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسجد اقدس نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے اس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اُٹھوالیا اور اُسے نکلوادیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا، لا تقرأہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث میری طرف سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سُنا ہے کہ اس نے کچھ بدمذہبی نکالی۔

سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا، کہا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میں سُننا نہیں چاہتا، عرض کی ایک کلمہ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا ولا نصف کلمۃ آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے، فرمایا از ایشاں منہم ہے۔

امام محمد بن سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس دو بدمذہب آئے عرض کی کچھ آیات کلام اللہ آپ کو سنائیں، فرمایا میں سُننا نہیں چاہتا، عرض کی کچھ احادیث نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سنائیں، فرمایا میں سُننا نہیں چاہتا، انھوں نے اصرار کیا، فرمایا تم دونوں اُٹھ جاؤ یا میں اُٹھا جاتا ہوں، آخر وہ خائب و خاسر چلے گئے، لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سُناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہوجاؤں۔

ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور ایسی جگہ مالِ دُنیا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا جو عقل سے بہرہ نہیں، یکے نقصان مایہ دگر شماتت ہمسایہ (ایک تو مال کا نقصان اور دُوسرے ہمسایہ کی خوشی۔ ت) ہمسایہ کون؟ وہ بئس القرین شیطان لعین کیسا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچایا، مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا،

خسر الدنیا والاٰخرۃ ذٰلک ھو الخسران المبین[۲] دُنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا، یہی ہے صریح نقصان (ت)

---

[۱] کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸، ۳۲۵۲۸، ۳۲۵۲۹، ۳۲۵۴۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹ و ۵۴۰ و ۵۴۲

الضعفاء الکبیر	حدیث ۱۵۳	دار الکتب العلمیہ بیروت	۱/ ۱۲۶
العلل المتناہیۃ	حدیث ۲۶۰	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور	۱/ ۱۶۲

[۲] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۱

دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمھیں تمھارے پیارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بتائی:

ایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم[۱] ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو نجات کی راہ وہی ہے جو تمھارے رب عزّوجل نے بتائی:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین[۲] یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے (ت)

بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہوجاؤ۔ ان مضامین کی تفصیل میں تمام اکابر علمائے حرمین شریفین کا فتوٰی مسمّی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین اور عامہ علمائے ہند کا فتوٰی مسمّی بہ فتاوی السنۃ لالجام اھل الفتنۃ اور فتاوی القدوۃ اور النذیر الاحمد اور النذیر المبین وغیرہا پچاس سے زائد کتابیں چھپ کر شائع ہوچکیں اور ہدایت اللہ عزّوجل کے ہاتھ۔

واللہ یقول الحق ویھدی السبیل[۳]، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل[۴]۔ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز (ت)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولٰنا محمد وآلہ وصحبہ بالتبجیل، واللہ تعالٰی اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری

(۲) صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ محمد حامد رضا القادری البریلوی

---

[۱] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[۲] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[۳] " ۳۳/ ۴

[۴] " ۳/ ۱۷۳

(۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح

حررہ مصطفےٰ رضا القادری البریلوی

(۴) الجواب ھو الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ابوالعلا امجد علی الاعظمی الرضوی عفا عنہ

(۵) الجواب صحیح

محمد ظہور الحسین الفاروقی الرامفوری

المدرس الاول المدرسۃ اہل السنۃ والجماعۃ

(۶)

(۷) الجواب صحیح

فقیر محمد اللہ کمال الدین القادری الپشاوری عفی عنہ

(۸) الجواب صحیح

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعاصی

(۹) الجواب صحیح

ابوالنصر محمد یعقوب عفی عنہ حنفی قادری بلاسپوری

(۱۰) الجواب صحیح

محمد عبدالرشید مظفرپوری

(۱۱) الجواب صحیح

فقیر عزیز الحسن القادری الرضوی عفا اللہ

عن ذنبہ الخفی والجلی

(۱۲) الجواب صحیح

رحم الٰہی مدرس مدرسہ اہلسنت

(۱۳) الجواب صحیح

احمد حسین رامپوری عفی عنہ

(۱۴) الجواب صحیح والمخالف قبیح

محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب و امام

مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور

(۱۵) الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالسلام غفرلہ قادری اعظمگڈھی

(۱۶) الجواب صحیح

محمد رحیم بخش مظفرپوری

(۱۷) الجواب صحیح

فقیر محمد حامد علی عفی عنہ فاروقی الہ آبادی

(۱۸) الجواب صحیح

سردار علی خاں بریلی

(۱۹) اصاب من اجاب
محمد حسنین رضا البریلوی مدرسہ پنجم
مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی

(۲۰) اصاب من اجاب
فقیر ابو المظفر محمد ایوب غفرلہ اللہ الذنوب
دربھنگوی

(۲۱) اصاب من اجاب وھو مرشدی
الفاضل البریلوی
محمد خلیل الرحمٰن بہاری صدیقی رضوی
مدرس منظر الاسلام

(۲۲) الجواب قد کتب الحق وھکذا مذھب اھلسنۃ والجماعۃ وانا اسلمہ ایضا ومن خالف ھذا فھو من الوھابیۃ۔
سید عبد اللہ الرضوی البہاری ثم البریلوی

(۲۳) الجواب صحیح
عمر النعیمی المرادآبادی

تصدیقات علمائے کلکتہ

(۲۴) الحمد للہ موفق اھل السنۃ للاھتداء بھدی الائمۃ المجتھدین مصابیح الظلم وھداۃ الامۃ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمد بن عبد اللہ قامع الکفرۃ والمبتدعین، وعلی اٰلہ الطیبین الطاھرین، واصحابہ البررۃ الکرام المتقین، اما بعد فقد اطلعت علی ما تضمنہ ھذا الجواب المستطاب من الادلۃ الواضحۃ والبراھین الساطعۃ التی لاعذر لاحد بجھلھا کیف لا والکتاب والسنۃ یحرمان صریحا وتلویحا الاشتراک مع اھل البدع فی امر ما دینیا کان او دنیویا ونقل ما ورد فی ھذا المعنی یطول شرحہ والموفق یکفیہ

سب خوبیاں اللہ تعالٰی کو جس نے اہلسنت کو توفیق بخشی کہ ائمہ مجتہدین کی پیروی کریں کہ وہ تاریکیوں کے چراغ اور امت کے راہنما ہیں اور درود وسلام سب نبیوں کے ختم کرنیوالے ہمارے سردار محمد بن عبد اللہ پر کہ کافروں اور بدمذہبوں کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور اُن کی آل طیب وطاہر اور اُن کے اصحاب نیک وبزرگ وپرہیزگاروں پر۔ بعد حمد ونعت میں مطلع ہوا اُن دلائل ظاہرہ اور براہین روشن پر جن پر یہ جواب مشتمل ہے کہ وہ ایسے نہیں کہ کوئی ان کے نہ جاننے میں معذور رہ سکے کیوں نہ ہو قرآن وحدیث صراحۃً واشارۃً بدمذہب کی شرکت کو حرام بتاتے ہیں کسی معاملہ میں ہو دینی ہو خواہ دُنیوی اور جو اس بارہ میں وارد ہوا اس کا نقل کرنا طویل شرح چاہتا ہے اور جسے توفیق ملی اُسے وہ کافی ہے

مانقله مولانا الامام الهمام فی الجواب
وۤ المخذول لایکفیه نقل الف کتاب
منزلة من رب الارباب، قال الجلال
فی تفسیر الأیة التی نقلها
مولانا حفظه الله وهی (ولا ترکنوا) تمیلوا
(الی الذین ظلموا) بموادة او مداهنة
او رضا باعمالهم (فتمسکم) تصیبکم (النار ومالکم
من دون الله) ای غیره (من) زائدة (اولیاء)
یحفظونکم منه (ثم لاتنصرون) تمنعون من
عذابهٖ ۱؎ انتهی قال العلامة الصاوی فی حاشیته
علی الجلالین (قوله الی الذین ظلموا) ای بالکفر
اوالمعاصی (قوله بموادة) مصدر وادد کقاتل
ای محبة (قوله او مداهنة) ای مصانعة فالمداهنة
بذل الدین لاصلاح الدنیا (قوله او رضا باعمالهم)
ای تزیینا لهم ولاعذر والاحتجاج بضرورة الدنیا
فان الله هوالرزاق ذوالقوة المتین (قوله فتمسکم
النار) ای لان المرء یحشر مع من احب (قوله
یحفظونکم منه) ای من عذاب النار ۲؎ انتهت عبارته
رضی الله عنه، اقول قد تبین جلیا ان الأیة الشریفة
صریحا فی النهی عن محبة المبتدعین ومعاونتهم
وتکثیر سوادهم ومشارکتهم فی امور الدین والدنیا

جسے ہمارے مولیٰ امام عالی ہمت نے نقل کیا اور جسے خدا نے
بے مدد چھوڑا اس کے لئے خدا کی اتاری ہوئی ہزار کتاب کا
نقل کردینا بھی کافی نہیں، جس آیت کو مولٰنا نے نقل فرمایا
اُس کی تفسیر میں امام جلال الدین فرماتے ہیں ظالموں کی
طرف نہ جُھکو کہ اُن سے دوستی یا چکنی چُپڑی بات کرو یا
اُن کے اعمال پر راضی ہو کہ تمھیں آگ پہنچے گی اور خدا کے
سوا تمھارا کوئی مددگار نہیں کہ اُس سے تمھیں بچائے
پھر تمھاری مدد نہ ہوگی کہ اُس کے عذاب سے روک دیے
جاؤ انتہٰے، علامہ صاوی جلالین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں
کہ ظالم سے مراد عام ہے کافر ہوں یا فاسق، مداہنت
کے معنے کارستانی اور دین دے کر دنیا سنوارنی اُن کے
اعمال پر راضی ہونا یعنی اُن کی زینت بڑھانا اور ضرورت
دنیا کے ساتھ حجت لانا یہ عذر مسموع نہیں کہ اللہ ہی روزی
دینے والا مضبوط قوت والا ہے، تمھیں آگ چھوئے گی'
اس لئے کہ آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس سے محبت
رکھے، میں کہتا ہُوں کہ بدمذہبوں کی محبت اور انکی اعانت
اور اُن کی جماعت بڑھانے اور اُن کی دینی و دُنیوی
شرکت سے ممانعت میں یہ آیت شریفہ صریح ہے خواہ
اُن کی بدمذہبی کفر کی حد کو پہنچی ہو یا معصیت کو، علاوہ
اس کے اُن میں وُہ ہیں جن کی بدمذہبی کفر تک پہنچی
ہُوئی ہے جیسے نیچری وغیرہم اور وہ ہیں جن کی

۱؎ تفسیر جلالین تحت آیۃ ۱۱/۱۱۳ مطبع مجتبائی دہلی نصف اول ص ۱۷۸

۲؎ حاشیۃ الصاوی علی الجلالین " " " المشہد الحسینی قم ایران ۲/۲۳۰

معاسواء کانت بدعھم بدع کفر او عصیان علی ان فیھم من بدعتہ مکفرۃ کالنیشریۃ ونحوھم ومن بدعتہ مفسقۃ کالوھابیۃ فیما یتعلق بغیر اصول الدین فالمسئول عنھم جامعون لبدع الکفر والفسق وعلی کل ھم من الذین ظلموا انفسھم وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من مشی مع ظالم فقد اجرم[1] رواہ الدیلمی وقال علیہ الصلٰوۃ والسلام من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام[2] رواہ الطبرانی وبالجملۃ فالاٰیات والاحادیث واقوال ائمۃ الدین وفقھاء المذاھب الاربعۃ فی ھذا المعنی یعسر حصرھا وفیما اجاب بہ مولانا المجیب کفایۃ لمن القی السمع وھو شھید واللہ وحدہ المستعان بہ علی المبتدعۃ اولیاء الشیطان۔

قالہ بفمہ ونقلہ بقلمہ عبدہ المذنب احمد موسٰی مصری المنوفی امام وخطیب المسجد الجامع بکلکتہ۔

بدمذہبی میں فسق ہے جیسے وہ وہابیہ[عــہ] جن کی وہابیت کا تعلق اصول دین کے ساتھ نہ ہو، تو جن کے بارے میں سوال ہے وہ جامع بدعت کفر و فسق ہیں اور ہر تقدیر پر وُہ اُن لوگوں میں ہیں جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظالم کے ساتھ چلا اُس نے جُرم کیا اس حدیث کو دیلمی نے روایت کیا اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا جو ظالم کے ساتھ چلا کہ اس کی اعانت کرے اور جانتا ہو کہ وُہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا، حاصل کلام آیات و احادیث اور ائمہ دین اور چاروں مذہبوں کے فقہاء کے اقوال اس بارے میں اتنے ہیں کہ اُن کا شمار مشکل ہے اور مولانا مجیب کے جواب میں کفایت ہے اس کیلئے جو کان لگائے اور دل سے حاضر ہو اور ایک اللہ سے مدد چاہی جاتی ہے بدمذہبوں پر کہ شیطان کے دوست ہیں۔

اسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اُس کے بندہ گنہگار احمد موسٰی مصری منوفی نے کہ مسجد جامع کلکتہ کا امام و خطیب ہے۔

عــہ رہے وہابیہ زمانہ کہ ضروریاتِ دین کے منکر اور اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں توہین کرنے والے ہیں وُہ قطعاً کافر ہیں جن کے بارے میں علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[3] ۱۲ مصحح۔

جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک بھی کیا وہ کافر ہے ۱۲ مصحح (ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن معاذ حدیث ۱۴۹۵۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۸۵

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۲۲۷ [3] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

(۲۵) الجواب صحیح

محمد لعل خاں عفی عنہ
نائب صدر انجمن اصلاح عقائد
و مدرسہ عثمانیہ اہلسنت و جماعت
نمبر ۲۲ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

محمد
لعل خاں
منشی

(۲۶) الجواب موافق بالصواب

ابو ابراہیم محمد اسمٰعیل بہاری مدرس اول مدرسہ فیض عام اہلسنت
و جماعت سیالدہ کلکتہ

مدرسہ فیض عام
اہلسنت
و جماعت

(۲۷) اقول و باللہ التوفیق ما تقرر ھکذا المجالس بین یدی سید الانبیاء والمرسلین واصحابہ واولیائہ الکاملین والعلماء المحققین والمدققین فی حین من الاٰن والاوان الحسرۃ فیہ ان الرجال فھموا ان فیہ اتساع الاسلام والامر لیس ھکذا وکلہ من فتور عقلھم و نقص ایمانھم واللہ الموفق للصواب و الیہ المرجع والمآب۔

حررہ سید علی حسن بہاری غفرلہ الباری

میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ ایسی مجلس کا تقرر نہ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا نہ صحابہ و اولیا و علمائے محققین و مدققین کے زمانوں میں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اسلام کی اس میں اشاعت ہے حالانکہ یہ بات نہیں، یہ سب ان کی عقلوں کا فتور اور ایمان کا نقصان ہے اور اللہ صواب کی توفیق دینے والا ہے اور اُسی کی طرف مرجع و بازگشت ہے۔

حررہ سید علی حسن بہاری غفرلہ الباری

(۲۸) الفتاوی التی صدرت من العلماء الکرام لاریب فیہ الشرکۃ فی ھذا المجلس بون من طرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان لیس فیہ رائحۃ الاسلام و لو کان فی بادی النظر فارجو من اللہ تعالیٰ ان یبعدنا من الشین والفطن و یحفظنا من البلاء والمحن ویثبتنا و یمیتنا علی ملۃ رسولہ الکریم واٰلہ و اصحابہ العظیم فقط۔

کتبہ الراجی لطریان فیضان الباری
حکیم سید محمد راحت حسین بہاری عفی عنہ مہتمم مدرسہ فیض عام
اہلسنت و جماعت سیالدہ کلکتہ

جو فتوے علمائے کرام کی جانب سے صادر ہوئے ان میں کچھ شبہہ نہیں، اس مجلس میں شرکت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے طریقہ سے دُوری ہے کہ اس میں اسلام کی بُو تک نہیں اگرچہ بظاہر ہو۔ میں اللہ تعالےٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ ہم کو بُرائیوں اور فتنوں سے دُور رکھے اور بلا اور محنتوں سے محفوظ رکھے اور اپنے رسول کریم اور اُن کی آل و اصحاب بزرگ کی ملت پر ہمیں ثابت رکھے اور اسی پر ہمیں موت دے۔

سید محمد راحت حسین عفی بہاری عنہ

(۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ حامدا و مصلیا ٭ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ[1] (اے محبوب! تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔) خلاصۂ کلام اگر محبوب بننا ہو تو اتباعِ شریعت سے کام لو اور ایسے خلاف مجالس سے پرہیز کرو کہ جس میں شرکت بھی منع ہے تو کجا امداد مالی واللہ الہادی۔ ان لوگوں کی باتوں اور لسانی سے دام فریب میں مت آؤ، جیسا کہ فتوے میں تحریر ہے وہی درست ہے، مولیٰ تعالےٰ عمل کی توفیق دے، اس فتوے پر کچھ اور حوالہ دینا اپنی کم لیاقتی کا ثبوت ہے۔

ذٰلک کذٰلک انی مصدق لذلک۔

حررہٗ مورضعیف فخر الحسن قادری غفرلہ مدرس عربی مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

(۳۰) التائید والشرکۃ فی مثل ھذہ المجالس بل المیلان الیھا مالیا کان او بدنیا بدلیل الکتاب والسنۃ وفقہ امام الامۃ ممتنع ۱۲۔

الراقم فقیر ابونعیم محمد ابراھیم عفی عنہ سلہٹی

مدرس اول مدرسہ عثمانیہ کلکتہ۔

ایسی مجلسوں کی تائید و شرکت بلکہ میلان خواہ مالی ہو یا بدنی بدلیل قرآن و حدیث و فقہ امام اعظم حرام ہے ۱۲

الراقم فقیر ابونعیم محمد ابراہیم عفی عنہ سلہٹی

مدرس اول مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

(۳۱) قد اصاب ما اجاب مولٰنا العلام مجدد مائۃ الحاضرۃ مصباح الدین احمد عفا عنہ،

مٹیا برج کلکتہ

(۳۲) الجواب صحیح والمجیب مصیب

محمد فضل الرحمٰن غفرلہ المنان، مٹیا برج کلکتہ

(۳۳) البتہ بدعقیدے کے لوگوں سے پرہیز واجب ہے۔

محمد اسمٰعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

تصدیقات علمائے جبل پور

(۳۴) بسمہٖ سبحٰنہ وتعالیٰ عزّ وجلّ، اعلحضرت امام اہل سنّت مجدد مائۃ حاضرہ بحر العلوم علامہ محقق بریلوی سلّمہ اللہ القوی کا یہ مبارک فتوٰی جو گونڈل کاٹھیاوار سے ہمارے پاس بغرض تصدیق بھیجا گیا ہے اور اس وقت ہمارے پیش نظر ہے مسئلہ مستفسرہ میں یہ مقدس فتوٰی اعلیٰ نصوص شریعت و فصوص حقیقت کا جامع سراپا حجت قاہرہ، اس کا ہر جملہ ہر فقرہ روشن دلیل و برہان، حق و صداقت کا مہر درخشان، ہم ایسوں کی طرف مراجعات اور ہمارے مزید افادات سے مستغنی ہے، اس کے قبول و تسلیم میں وہی شخص تامل کرسکے گا

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۳۲

جو دین و ایمان سے بے سروکار، حق و ہدایت و سبیلِ مومنین سے بیزار، ندوہ مخذولہ کا فضلہ خوار، وہابیت و نیچریت سے ہمکنار، اشرار اہل بدع ونار سے ہو۔ میرے نزدیک اس نورانی فتوے سے ہم ایسوں سے اضافہ چاہنا، یا بضمن تصدیق، تحریرِ کلمات توثیق و تائید کا خواستگار ہونا، نصف النہار کے چمکتے ہُوئے آفتاب کے آگے چراغ دکھانا ہے۔ ہم اس وقت اپنے بعض محبان حضرات اہل سنّت کی مخلصانہ استدعا پر مجبور ہو کر تعمیلاً للحکم۔ اس محترم فتوے کی تصدیق میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں:

ان ھذا الجواب ھو الصراط المستقیم وسبیل الشرع القویم والحمد للہ الرب الرحیم وعلی حبیبہ ونبیہ الکریم وآلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ عز مجدہ اتم واحکم۔

کہ یہ جواب ہی سیدھا راستہ اور شریعت کا مضبوط راستہ ہے۔ (ت)

کتبہ

الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق الرضوی الجبلفوری غفر لہ

(مہر: محمد عبد الباقی برہان الحق)

(۳۵) ان ھذا لھو الحق المبین، ومن اعتصم بہ فقد ھدی الی الصراط المستقیم المستبین، فلما یوصل الیہ، فضلا عن المزید علیہ، فنسئل اللہ تعالٰی ان یثبتنا علی الکتاب والسنۃ وان یمیتنا علی الایمان ویدخلنا بہ الجنۃ، اٰمین، والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ سید المرسلین محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

بیشک یہی حق مبین ہے اور جس نے اس کے ساتھ تمسک کیا اُسے سیدھے راستہ ظاہر کی طرف ہدایت ہُوئی اس تک پہنچنا ہی کم ہے اس پر زیادتی تو کجا، اللہ تعالٰی سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کتاب وسنت پر ہمیں ثابت قدم رکھے اور ایمان پر موت دے اور جنت میں داخل کرے آمین، سب خوبیاں خدا کیلئے جو پروردگارِ عالم ہے اور اللہ تعالٰی درود بھیجے اپنے حبیب رسولوں کے سردار محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر۔

کتبہ الراجی عفو ربہ عبد السلام السنی الحنفی القادری الرضوی الجبلفوری غفر لہ

(مہر: محمد عبد السلام)

تصدیقات علمائے بہار

(۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، اللّٰہ رب محمد صلی علیہ وسلما ، فقیر بارگاہ رضوی عبید المصطفیٰ محمد ظفر الدین بہاری مجیبوی غفرلہ و حقق املہ مدرس اول مدرسہ عالیہ سہسرام ناصر الحکام اس مبارک سراپا ہدایت فتوے کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے (نہ معاذ اللہ اس خیال سے کہ اپنی تصدیق سے اس فتوے کو زینت دُوں بلکہ حسب ارشاد اجا اس نیت سے کہ اپنی تصدیق کی اس فتوے سے عزت افزائی کروں) عرض گزار ہے کہ بلا شبہ اس قسم کی انجمنیں جس طرح دینی مضرتوں کی جالب گناہ کی موجب ہیں ، یونہی دُنیوی حیثیت سے بھی اصلاً مفید نہیں سوا اس کے کہ غریب مسلمانوں کا بہت سارو پیہ صرف ہونے پر تین دن کی دل لگی رہے نئی نئی صورتیں دیکھنے میں آئیں ، کچھ لکچر اور تقریر کا لطف رہے اللّٰہ اللّٰہ خیر صلا ، بہت بڑا کارنمایاں اس قسم کی انجمنوں کا ریزولیوشن (RESOLUTION) پاس کرنا ہے ، جب رو داد دیکھئے یہی لکھا ہے یہ پاس ہوا وہ پاس ہوا مگر ان عقلمندوں کو اس کی خبر نہیں کہ اس زمانہ میں آدمی پاس ہو کر تو کچھ کر نہیں سکتا ریزولیوشن پاس ہو کر کیا کرلے گا ، کہنے سے کام نہیں چلتا کرنے کی ضرورت ہے ۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

الطیور تصیح ولا تفعل ، والبازی یفعل ولا یصیح[۱]   چڑیاں چیں چیں کرتی ہیں اور کچھ کرتی نہیں ، اور باز کرتا ہے چیں چیں نہیں کرتا ہے ۔

اگر واقعی قومی ترقی مقصود ہے تو یہ تقریرات اور ریزولیوشن ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے کام کرنے کی ضرورت ہے ، اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس وقت زیادہ نہیں تو مسلمان صرف انھیں چار باتوں پر کاربند ہو جائیں جو رسالہ مبارکہ "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" میں مذکور ہیں پھر دیکھئے قوم کی کیسی ترقی ہوتی ہے اور اُن کا آفتاب کس طرح بالائے اُفق ترقی بکمال اوج تاباں ہوتا ہے ۔ اور اگر غور کیا جائے تو ان تمام ریزولیوشنوں میں بیکار امور اور رونا دھونا' فلاں کے مرنے پر رنج ، فلاں کی موت پر سوگ ' اور فلاں کے انتقال پر ملال ' اور فلاں کے عطیہ پر واہ واہ ، اور فلاں کو فلاں خطاب ملنے پر اظہار مسرت سے قطع نظر کرکے سب کا لُبّ لباب شاہراہ پر چلنے والوں کے لئے دن میں چراغ جلانا اور روز روشن میں روشنی کرنے کی ہدایت کرنا ہوتا ہے یعنی قوم ترقی میں سب سے پیچھے ہے اس لئے آگے بڑھو یعنی انگریزی پڑھو حالانکہ زمانہ کی گردش سے انگریزی کی طرف لوگوں کا میلان طبعی و عملی اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر اُن کو دھکے دے کر بھی باہر کیا جائے تو ہرگز ٹلنے والے نہیں ، پڑھنے والوں کے لئے باوجودیکہ عربی مذہبی تعلیم

---

[۱]

میں ہر طرح کی آسانیاں اور کارآمد نتائج ہیں مگر پھر بھی سیکڑے میں پندرہ کو اس کی طرف توجہ نہیں اور باوجود سیکڑوں موانعات، ہزارہا دقت وزحمت کے انگریزی پر لوگ گرے پڑتے ہیں، پھر ایسی حالت میں خاص اس غرض کے لئے انجمن قائم کرنا دُنیوی حیثیت سے بھی تحصیل حاصل اور تضییع اموال ومحاصل کے سوا اصلا مفید نہیں،

اللھم وفقنا لما تحب وترضی وصلی اللہ علی المصطفی المرتضی وعلی اٰلہ وصحبہ رضی اللہ تعالٰی عنھم باحمد رضا۔

یا اللہ احمد رضا کے طفیل ہمیں اپنی پسند ورضا والی چیز کی توفیق عطا فرما، اور درود ہو مصطفٰی مرتضٰی اور آپ کی آل واصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سب پر (ت)

کتبہ عبدہ العاصی ظفر الدین البھاری عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی

سنی حنفی قادری رضوی
عبید المصطفٰی ظفر الدین احمد

(۳۷) لاریب فیہ فلیتنافس المتنافسون وانا عبدہ محمد ابوالحسن السھسرامی۔

اس میں شک نہیں کہ رغبت کرنیوالوں کو اس کی رغبت کرنا چاہئے۔ عبدہ محمد ابوالحسن سہسرامی

مدرس دوم مدرسہ عالیہ

المرقوم ۷ فروری ۱۹۱۷ء

(۳۸) الجواب صحیح

ابوصالح ظہیر الدین احمد فریدی، مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۷ء روز چہارشنبہ (انچارج مدرس دوم مدرسہ عالیہ)

(۳۹) المجیب مصیب

فرخندہ علی عفی عنہ

مدرس چہارم مدرسہ سہسرام

(۴۰) قد اصاب من اجاب

محمد معین فہیم الدین عفی عنہ مدرس پنجم عربی

(۴۱) لقد اجاب المجیب واللہ اعلم بالصواب

محمد یحیٰی مدرس مدرسہ عالیہ سہسرام، المرقوم ۷ فروری ۱۹۱۷ء

(۴۲) الجواب صحیح

سید عبدالرشید مدرس مدرسہ شمس الہدے بانکی پور

سنی حنفی قادری ۱۳۲۲
عبدہ الرشید عظیم آباد

(۴۳) قد اصاب فی ما اجاب مولی العلماء امام الفقھاء مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ فی ھذہ المسئلۃ بان التائید والشرکۃ و

عالموں کے پیشوا فقہاء کے امام اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے اللہ تعالٰی ان کی بقائے دراز سے مسلمانوں کو بہرہ یاب کرے اس مسئلہ میں جو جواب دیا ٹھیک دیا کہ اس جیسی بُری مجلس کی تائید اور شرکت اور اس میں

الحضور فی مثل هذا المجلس القبیحة حرام والمعاونة فیها اثم والمقاربة فیها سم قاتل للایمان فلیتنافس المتنافسون وفقنا الله تعالیٰ ایانا وجمیع المؤمنین للمفارقة والاجتناب عن مثل هذا المجلس والتائید والشرکة فیه۔

حاضری حرام ہے اور اس کی اعانت گناہ، اور اس میں قریب ہونا ایمان کے لئے زہر قاتل، رغبت کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کی رغبت کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس سے جُدا رہیں اور ایسی مجلس سے اور اس کی تائید و شرکت سے بچیں۔

حررہ فقیر الی سید المرسلین ذی المنن المدعو بہ سید محمد غیاث الدین حسن الحنفی السنی الرجھتی البھاری عفی عنہ الباری۔

(مہر) کاشانۂ بشت ابو الذبیدہ غیاث الدین حنفی سنی قادری رجھتی بہاری عفی عنہ بالنبی الامی

(۴۴) اصاب من اجاب۔ فقیر محمد رحیم بخش حنفی قادری رضوی مدرس اول مدرسہ فیض الغرباء آگرہ۔

تصدیقات علمائے کان پور

(۴۵) الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب نمقه الفقیر الی اللہ تعالیٰ عبید اللہ عفا عنه ما جناہ المدرس بالمدرسة فیض احمدی فی الکانفور۔

(۴۶) اصاب من اجاب واللہ سبحٰنه اعلم بالصواب حقیق بان یکتب بالذهب علی القرطاس۔

جواب دینے والے نے درست فرمایا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب، یہ جواب اس قابل ہے کہ اس کو کاغذ پر سونے سے لکھا جائے (ت)

نمقه محمد عبد الرزاق عفی عنه المدرس مدرسه امداد العلوم فی الکانفور۔

(مہر) محمد عبد الرزاق

(۴۷) الجواب صحیح والمجیب نجیح، حررہ الفقیر الی اللہ المنان المدعو محمد سلیمان الحنفی السنی النقشبندی المجددی الافاقی فضل رحمانی المدرس بالمدرسة دار العلوم فی الکانفور غفر له ولمشائخه الغفور بحرمة صاحب التاج والمعراج واللواء المعقود فی المقام المحمود علیه وآله واصحابه الصلوٰة والسلام من ملک المعبود۔

(مہر) باران فضل رحمٰن بارید بر سلیمان

تصدیقات علمائے سندھ حیدرآباد

(۴۹) فاضل مجیب نے جو تحریر فرمایا ہے وہ صحیح اور حق ہے واقعی اس قسم کی مجالس اور جو لوگ اہل بدعت وہوا سے ہیں اُن سے دُور رہنا ضرور چاہیے اس واسطے کہ ان کی ملاقات اور ان کی مجالس میں جانا علامت ضعف ایمان اور آئندہ کو منجر طرف الحاد کے ہے نعوذ باللہ من ذلک اللھم احفظنا منھم بجاہ نبیک المصطفی ورسولک المرتضی، اٰمین یارب العٰلمین۔ احقر العباد نور محمد السندی الحیدرآبادی

زنور محمد ۱۳۳۷ جہان روشن است

تصدیقات علمائے محمودآباد ضلع سیتاپور

(۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، امابعد بیشک ایسی مجلس مقرر کرنا جہنم خریدنا اور سخت حرام و ناروا ہے، مسلمان کی ترقی ہرگز اس میں نہیں، ایک صحیح واقعہ پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور چٹائی پر آرام فرماتے ہیں کہ اس کے نشان بدن اقدس پر ظاہر ہو رہے ہیں امیر المومنین کو بے اختیار رونا آگیا عرض کی: یارسول اللہ! قیصر وکسرٰی کافران مجوس ونصارٰی اس ناز ونعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف ومحنت میں، فرمایا: اے عمر! کیا تو راضی نہیں کہ اُن کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ خود امیر المومنین فاروق اعظم باوصف فتوحات عظیم کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے ہیں کہ وہاں کے پادریوں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بلایا تھا، حالت یہ ہے کہ پیش دشمناں اونٹ پر غلام سوار، اور جناب کے دست اقدس میں اُونٹ کا مہار، بدن مبارک پر چمڑے کا کُرتا جس میں متعدد چمڑے کے پیوند۔ اگر ایسی مجلس کے لوگ جو درج سوال ہیں اور جان و مال سے انجمن ظلم میں شرکت کو تیار ہیں حضرات صحابۂ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے کس کس طرح ہنستے اور احمق سمجھتے بلکہ دل میں تو اب بھی کہتے ہوں گے کہ وہ ریگستانی جفاکش ناز ونعمت کے مزے کیا جانیں یہ لطف عجیب اور نظم و ترتیب وآراستگی و تہذیب کچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب، ان خیالاتِ فاسدہ کے دل میں نہ آنے کے لئے تو ہمارے سلطان ہفت کشور شافع روز محشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لاتجالسوھم[1] الخ اُن کے پاس نہ بیٹھو، اُن سے دُور بھاگو، اُنھیں اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ تمھیں

---

[1] کنزالعمال حدیث ۳۲۴۶۸ و ۳۲۵۲۸ و ۳۲۵۲۹ و ۳۲۵۴۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹، ۵۴۰، ۵۴۲

فتنہ میں نہ ڈال دیں[1]۔ معاذاللہ کہیں حضور کے خیالِ مقدس میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے راہِ راست پر آئیں گے نہیں، یہ منع فرمانا حضور کا ازراہِ شفقت تھا، جس طرح شفیق باپ ازراہِ مہربانی اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں اور بدمعاشوں کی صحبت و میل جول سے روکے۔ یہ چند حروف فقیر نے محض زبدۂ اربابِ سنت و عمدۂ اصحاب جماعت اخی فی الدین قاسم میاں صاحب کے فرمانے سے لکھے ورنہ امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حماہ اللہ تعالٰی عن الشرور والاعداء (اللہ تعالٰی ہر شر اور دشمنوں پر ان کی مدد فرمائے۔ ت) کے نورانی کلمات عوام تو عوام خواص کے لئے کافی ہیں، مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور فقیر ضعیف کو بھی دعائے خیر سے یاد کرنا چاہئے،

ختم اللہ لنا ولکم بالخیر والحسنٰی ووفقنا لما یحب ویرضی وحشرنا فی ظلال حمایات الاولیاء المقربین وتحت لواء سید المرسلین وصلی اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اللہ تعالٰی ہمارا خاتمہ خیر اور بھلائی میں فرمائے اور ہمیں اپنی پسند و رضا کی توفیق دے اور حشر کے روز اولیاء مقربین کی حمایت اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جھنڈے کا سایہ عطا فرمائے۔ (ت)

محمد اسمٰعیل سُنی حنفی قادری محمود آبادی الحال پیش امام رسالہ نمبر ۱۳ دہلی۔

(۵۱) ذٰلک کذٰلک۔ رجب علی مدرس مدرسہ اسلامیہ محمود آباد۔

(۵۲) ذٰلک کذٰلک۔ خادم طلبہ محمد عبداللطیف مدرس مدرسہ اسلامیہ محمود آباد و پیش امام جامع مسجد محمود آباد۔

تصدیق حامیِ سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی زیدت مکارمہم

(۵۳) الجواب صحیح۔ کتبہ عبدالرحیم بن پیربخش السنی الحنفی القادری النقشبندی الاحمد آبادی المدرس الاول فی المدرسۃ القادریۃ۔ (مہر: عبدالرحیم ۱۳۱۵)

تصدیق ناصرِ سنت قامع بدعت مولانا مولوی ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب نیب مجدہم

(۵۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ العزیز الکریم والصلوۃ والسلام علٰی حبیبہ الرؤف الرحیم،

---

[1] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

فتوائے مبارک فرستادہ ناصر ملت حقہ، ناشر سنت سنیہ، قاطع اعناق بدعات شنیعہ، قامع بیخ محدثات قبیحہ، سرشکن فرقِ باطلہ من الندویۃ والوہابیۃ والنیاچرہ، ماحیِ کفر وطغیان، حامیِ دین وایمان جناب قاضی قاسم میاں امام جامع شہر گونڈل متعلق کاٹھیاوار صانہ المولی الستار عن شرور الاشرار (خدائے ستار انھیں اشرار کے شر سے محفوظ فرمائے۔ ت) فقیر کی نظر سے گزرا خلعت صدق وثواب سے آراستہ، زیورِ رشد و ہدایت سے پیراستہ پایا ؎

جو کچھ لکھا ہے اس میں سراسر صواب ہے	اثباتِ مدعا بہ حدیث و کتاب ہے
ہر لفظ اس کا گوہر کانِ رشاد ہے	ہر سطر اس کی راہِ حصولِ مراد ہے

کیونکر نہ ہو یہ تحریر فرمایا ہُوا اُس بے نظیر کا ہے جس کا مثیل آج دُنیا میں ملنا مشکل، جو فاضلوں کا فاضل، جس کا فتوٰی تمام رُوے زمین پر جاری، جس کے فیوض و برکات ہر گوشۂ عالم میں ساری، جو اُستاذوں کا استاذِ مسلّم، ہر عالم سے اعلم، مفتیوں کا سرتاجِ اکرم، سُنّیوں کا امام معظم، گلزارِ سنّت کو شاداب فرمانے والا، داغ بدمذہبی و بدعت کا مٹانے والا، درختِ کفر وشرک کا قاطع، شریعت وطریقت کا جامع جس کا تمام ہندوستان مدح خوان، جس کی توصیف میں علمائے حرمین طیبین رطب اللسان، گمراہوں کا راہنما، ہمارا آقا، ہمارا مولٰی، ہمارا سردار، متقی پرہیزگار، حکیم اُمت، اعلٰحضرت مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب ادام فیضہ اللہ الواہب یہ مسئلہ کیا ہے بہت بڑی کسوٹی حق و باطل کے پرکھنے، سُنّی و بدعتی کے جانچنے کی ہے۔ جو صاحب اس کو پڑھ کر یا سُن کر بخندہ پیشانی تصدیق فرمائیں حق جانیں حق مانیں اُن کا ضرور اہل سنت میں شمار، ورنہ اہلِ بدعت وکلاب اہل النار میں معدود ہوں گے۔ ہمارے سُنّی بھائیوں پر لازم کہ ایسی مجلس ایسی صحبت سے بچیں، ایسے لوگوں سے خلط ملط ہرگز پیدا نہ کریں، یہ بڑے شاطر وعیار ہوتے ہیں، وہ سبز باغ دکھاتے ہیں کہ خواہ نخواہ آدمی اُن کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے، جب اُس کا دل اپنی طرف لُبھا لیا اور اپنا مطیع ومسخر بنالیا پھر اُس کا ایمان، دھن، دولت سب کچھ چھین لیا، دونوں جہان کے ٹوٹے میں ڈال دیا، وباللہ التوفیق وھو یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم والصلوۃ والسلام علٰی حبیبہ الکریم وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین!

حررہٗ محمد ضیاء الدین المکنی بابی المساکین عفی عنہ۔

تصدیق عالم جلیل فاضل نبیل جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری مفتی آگرہ

(۵۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بلاشبہہ اس نازک وقت میں بہت سے علماء، درویش طلب دنیائے دنی میں اتباعِ سنت ترک کرکے اتنے دنیادار بن گئے ہیں کہ کوٹ پتلون والوں میں اُن کی سی کہہ کر اُن سے دُنیا

حاصل کرتے ہیں اہل سنت میں لباس سنت پہن کر بزرگانِ دین مثل حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، اُن میں مل کر اُن کو گمراہ کرتے ہیں جن کا سبق ہمہ تن دُنیا ہی دنیا ہے گو اہل دین اور ربانی شریعت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مشابہ مسلمانوں کی صورت بھی نہ رہے سارے طریق سنت چھُوٹ جائیں فقط برائے نام مسلمان رہ جائیں مگر تحصیلِ دنیا میں غیر قوموں سے پیچھے نہ رہیں، ایسی اغراض سے جو انجمنیں قائم کی گئی ہیں ایسی انجمنوں کے جو ممبر و سرگروہ ہیں ضرور ان سے مسلمانوں کو بچنا فرض ہے، اُن کی میٹھی باتوں پر کبھی مسلمانوں کو فریفتہ نہ ہونا چاہیے خواہ وہ قرآن پڑھیں خواہ خوش لہجگی سے مثنوی شریف۔ اُن کی مجالس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے، مسلمانو! ان کے شہد میں زہر ملا ہوا ہے، مسلمانو! کبھی تم کو بذریعہ شہد ہلاک نہ کردیں، ان احادیث صحیحہ سے اُن کی حالتوں کو مطابق کر کے دیکھ لو، اگر ان علامتوں مذکورہ احادیث سے اُن میں کچھ بھی شائبہ پاؤ اُن سے کوسوں جُدا رہو۔ منتخب کنز العمال میں ہے:

عن[1] ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلم قال یأتی علی الناس زمان وجوھھم وجوہ الادمیین وقلوبھم قلوب الشیاطین سفاکین للدماء لایرعون عن قبیح ان تابعتھم واربوک وان ائتمنتھم خانوک صبیھم عارم و شابھم شاطر و شیخھم لایامر بالمعروف و لاینھی عن المنکر، السنۃ فیھم بدعۃ والبدعۃ فیھم سنۃ، و ذوالامر منھم غاو فعند ذلک یسلط اللہ علیھم شرارھم فیدعو خیارھم فلایستجاب لھم۔ رواہ الخطیب[1]۔

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ایسا زمانہ آئیگا کہ مُنہ تو اُس وقت کے آدمیوں کے سے منہ ہونگے اور ہوں گے دل اُن کے دل شیطانوں کے سے خونریز، لوگ نہ بچیں گے اور نہ بچائیں گے بُری بات سے، اگر پیروی کرے تو اُن کی، تباہ کردیں وہ تجھ کو۔ اور اگر امانت رکھے تو اُن کے پاس، خیانت کریں، بچے ان کے شوخ ہوں اور جوان اُن کے چالاک اور بیباک، بُڈھے ان کے نہ بھلی بات کا حکم کریں نہ بُری بات سے منع کریں، سُنّت اُن میں بدعت ہو اور بدعت اُن میں سنت۔ اور جو اُن میں سے صاحبِ حکم ہوں خواہ وہ عالم ہوں یا حاکم گمراہ ہوں۔ پس ایسے وقت میں غلبہ دے گا اُن پر اللہ شریروں کو اور مقرر کرے گا اُن پر شریر حاکموں کو، پس نیک لوگ جو اُن میں ہونگے پکارینگے مگر کوئی اُن کی نہ سُنے گا۔

---

[1] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الخطیب عن ابن عباس، کتاب الفتن، الباب الثانی، دار الفکر بیروت ۵/۴۰۶

عن[۲] عابس الغفاری عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بادروا بالاعمال ستا امارۃ السفھا وکثرۃ الشرط وبیع الحکم واستخفافا بالدم وقطیعۃ الرحم ونشوا یتخذون القرآن مزامیر یقدمون احدھم یغنیھم وان کان اقلھم فقھا[۱] رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

عابس رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چھ باتوں کے ظہور سے پہلے عمل کر لو یعنی پھر نیک عمل کرنا دشوار ہو جائے گا، حکومت اور امارت بے عقلوں کی ہو، زیادتی چپراسیوں کی ہو، اور حکم حاکم بکے یعنی جس نے رشوت دے دی اپنے موافق حکم حاکم سے حاصل کر لیا اور بیع الحکم بالکسر اگر پڑھا جائے یہ معنے ہوں گے کہ حکمت کی بات کو اہلِ حکمت بیچیں اور دین دُنیا کے عوض بکے، خُون کرنے کو ہلکی بات سمجھیں، خویش اور اقربا سے قطع اور جُدائی ہو، ایسی پیدائش پیدا ہو کہ قرآن کو بانسری کی آواز سمجھ کر ایسے شخص کو اپنا پیشوا بنائیں کہ وُہ گانے کے طور سے ان کو سنائے خواہ سمجھ قرآن کی یعنی اُسے نماز روزہ حج زکوٰۃ بیع وشرا، حلال وحرام میراث وغیرہ مسائل کے بیان کرنے پر اُن سب میں سے بہت ہی کم سمجھ رکھتا ہو اُس سے سُنیں گے اور جاننے والے عالم سے پرہیز کریں گے۔

عن[۳] عمر وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل انفا فقال انا للہ و انا الیہ راجعون قلت اجل انا للہ و انا الیہ راجعون فمم ذاک یا جبرئیل فقال ان امتک مفتتنۃ بعدک بقلیل من الدھر غیر کثیر قلت فتنۃ کفر او فتنۃ ضلالۃ قال کل ذلک سیکون، قلت ومن این ذاک وانا تارک فیھم کتاب اللہ قال بکتاب اللہ یضلون واول ذلک من قبل قرائھم و

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں یہ ایک کلمہ ہے جس کو تکلیف اور مصیبت کے وقت کہنا موجب دفعِ بلا اور ترقیِ حسنات ہے لہذا میں نے بھی کہا ہاں انا للہ وانا الیہ راجعون مگر اس وقت اس کے کہنے کی کیا وجہ ہے اے جبریل۔ کہا آپ کی اُمت آپ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد فتنہ میں مبتلا ہو گی، میں نے کہا فتنہ کفر کا یا گمراہی کا، کہا سبھی کچھ ہو گا یعنی بعض مرتد بھی ہو جائیں گے اور بعض گمراہ بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ طب عن عابس الغفاری، کتاب الفتن، الباب الثانی، دار الفکر بیروت ۵/۳۹۵، ۳۹۴

امرائهم یمنع الامراء الناس حقوقهم فلا یعطونها فیقتتلوا ویتبع القراء اهواء الامراء فیمدون فی الغی ثم لا یقصرون قلت یا جبرئیل فبم سلم منهم قال بالکف والصبران اعطوا الذی لهم اخذوه وان منعوا ترکوه[1] رواہ الحکیم۔

فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ دونوں فتنے کیونکر ہونگے میں تو ان میں اللہ کے کلام کو چھوڑ جاؤں گا، کہا کلام اللہ ہی سے گمراہ ہوں گے یعنی اسکے معنے من گھڑت جوڑ کی جماعت اہل اسلام میں توڑ پھوڑ کرینگے اور اول یہ فتنہ قاریوں سے یعنی قرآن کے جاننے والوں دنیادار مولویوں سے اور امیروں سے شروع ہوگا، امیر لوگوں کے حق نہ دیں گے اور بند کرینگے، مولوی بھی انھیں کی سی کہیں گے، حلال حرام کے بیان کرنے میں اُن سے ڈرینگے اور اُن کے پیچھے لگیں گے، پس گمراہی میں بڑھتے چلے جائیں گے پھر کمی نہیں کریں گے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! اُس وقت اُن سے بچاؤ کی کیا صورت ہے۔ کہا صبر، جو کچھ وہ دیں لے لیں اور نہ دیں تو چُپ چاپ صبر کر بیٹھیں۔

اور اس سے زیادہ تصریح اس مضمون کی مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث میں ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اناسا من امتی سیتفقھون فی الدین ویقرؤن القراٰن ویقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاھم ونعتزلھم بدیننا ولا یکون ذلك کما لا یجتنی من القتاد الا الشوك کذلك لا یجتنی من قربهم الا یعنی الخطایا[2] رواہ ابن ماجة۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیشک بہت لوگ اُمت میری سے سمجھ حاصل کرینگے دین کی اور پڑھیں گے قرآن کو، اور مولوی بن کر کہیں گے کہ امیروں کے پاس آکر اُن کی دُنیا سے کچھ لیں اور اپنے دین کو اُن سے بچالیں اور یہ ہو نہیں سکتا جس طرح کانٹے دار درخت سے نہیں چُنے جاتے مگر کانٹے، اُن کے قُرب سے بھی نہیں حاصل ہو سکتا مگر یعنی خطائیں۔

عن علی کرم اللہ وجھہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان ھمتهم بطونهم وشرفهم متاعهم

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے، ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی تمام ہمت اپنے پیٹ بھرنے کی ہوگی جس کے

---

[1] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الحکیم عن عمرو، کتاب الفتن، الباب الثانی، دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۹
[2] ابن ماجہ عن ابن عباس، کتاب العلم، الباب الثانی، ۴/ ۴۱

قبلتھم نساءھم ودینھم دراھمھم ودینارھم اولٰئک شرار الخلق لاخلاق لھم عنداللہ۔[1] رواہ الدیلمی

جو روئیں اُن کا قبلہ ہوں اور درہم و دینار ان کا دین، یہ لوگ پاس مال ومتاع دنیا زیادہ وہی سب میں بزرگ ہے، بُری مخلوقات کے ہیں، ان کے واسطے اللہ تعالٰی کے پاس آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔

اور اگر اس سے زیادہ تصریح منظور ہو میرا رسالہ مختصر المیزان جس میں تقریباً چالیس حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ حضور نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرنا اور جو بڑی جماعت سے جُدا ہو جہنم میں پڑے گا۔ اور چالیس کے قریب اس مضمون کی حدیثیں ہیں کہ میری سنت اور میرے اصحاب کی سنت پر عمل کرنے والا ناجی فرقہ وہی ہوگا جو سوادِ اعظم مومنین کا پیرو ہوگا اور جو بڑی جماعت سے جُدا ہوا جہنمی ہوگا۔ اور چند حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ ہر اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے کہ نماز تمھاری نماز سے اچھی پڑھیں گے اور قرآن بہت پڑھیں گے مگر دین سے بالکل خارج ہوں گے۔ پھر حدیثیں بدمذہب مولویوں کی علامات میں نقل کی گئی ہیں جن کو اگر ملاحظہ فرمائیں اور لوگوں کو دکھلائیں ان شاء اللہ تعالٰی مفید ہوگا۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع الاکبرآباد۔

تصدیقاتِ علمائے کاٹھیاوار

(۵۶) الجواب صحیح والمجیب مصیب للہ درہ حیث اجاب ما اجاب ما اجابہ الامن کتاب اللہ تعالٰی عزوجل وحدیث الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم ولہ بذلک عند اللہ الجلیل الاجر الکثیر والثواب الجزیل۔ حررہ محمد اسمٰعیل عفی عنہ القریشی سنی حنفی ثم الفشاوری حالا نزیل الجام جودھفور ملک کاتھیاوار۔

جواب صحیح، مجیب حق گو، اللہ تعالٰی بھلا کرے جس نے یہ جواب دیا یہ جواب قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے، اللہ تعالٰی کے ہاں اس کیلئے اجر کثیر اور ثواب بھاری ہے۔
اسے سنی حنفی محمد اسمٰعیل عفی عنہ نے لکھا۔

(۵۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلٰی اٰلہ الکرام واصحابہ العظام، امّا بعد بے شبہ الیسی مجلس مقرر کرنا اور اس میں دامے درمے قدمے معاونت کرنا اپنے ہاتھوں دروازۂ دوزخ کھولنا اور عذابِ خدا کو اپنی طرف بُلانا ہے۔ پیارے سُنّی بھائیو!

---

[1] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الدیلمی کتاب الفتن، الباب الثانی، دار الفکر بیروت ۵/۴۰۷

اگر آنکھوں میں نورِ ایمان ہے تو یہ محترم فتویٰ دیکھو مقدس ومقبول فتویٰ علامۂ دوران امام اہل ایمان جناب مولانا مفتی حاجی قاری حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہ ومتع المسلمین بطول حیاتہ کا تحریر شدہ ہے، یہ وہ رکن اعظم اسلام ہے کہ ہمیشہ نصرت واحیائے دین متین میں فرید اور اماتت وازالۂ بدعت وضلالت کفر وشرک میں وحید ہے، آپ کے علم وفضل کی نہریں علاوہ ہندوستان کے اور ممالک میں بھی جاری ہیں، آپ کے فیوض جلیلہ کا آفتاب تمام عالم میں چمکتا ہے، کشتیِ دین واسلام کے آپ ناخدا ہیں، اہل سنت وجماعت کے پشت وپناہ ہیں، آپ نے اپنی عمر شریف کا اتنا حصہ حمایت مذہبی ہی میں صرف کیا، خدمت دینی کے سوا ایک ساعت بھی کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں فرماتے، اسلام ومسلمین کو فائدہ کثیرہ پہنچاتے ہیں، ہر مہینے دُور دُور سے سیکڑوں استفتا آتے اور جواب باصواب سے مزین کرکے روانہ فرماتے ہیں، نامور علمائے مکہ معظمہ ومدینہ منورہ آپ کے فتاوے سے موافقت کرتے اور آپ کی جلالت وتبحر علمی کو مانتے ہیں، علامۂ وحید فاضل فرید آپ کی جناب میں تحریر فرماتے اور موجودہ صدی کا مجدد مانتے ہیں، القاب جلیلہ سے ملقب کرتے، طرح طرح دعائیں دیتے۔ اور آپ کے مدائح سے جلیل القدر فضلائے عرب رطب اللسان رہتے ہیں، مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان مدرس حرم مکہ مکرمہ بعد بیان مدائح کثیرہ فرماتے ہیں،

الذی شہد له علماء البلد الحرام، بانه السید الفرد الامام، سیدی وملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی[1]

جس کے لئے علمائے مکہ مکرمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے بے نظیر ہے امام ہے میرے سردار اور میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی (ت)

مولانا سید اسمٰعیل بن خلیل آفندی حافظ کتب حرم مکہ معظمہ بعد بہت سے مدائح وذکر اسم گرامی اعلحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں،

وقد شہد له علماء مکة بذلك ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منہم ذلك بل اقول لو قیل فی حقه انه مجدد ہذا القرن لکان حقا وصدقا[2]

علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ ان کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق وصحیح ہو۔ (ت)

---

[1] حسام الحرمین | تصدیقات علماء مکہ مکرمہ | مکتبہ نبویہ، لاہور | ص ۸۳

[2] " " | " " " | " " " | ص ۵۱

اسی طرح علمائے مدینہ منورہ بھی آپ کے مدّاح ہیں اور کئی جلیل القدر فاضلوں نے اہلِ حرمین سے کتنے ہی علوم میں آپ سے سندیں لیں اور کئی حضرات نے بیعت بھی فرمائی ذٰلك فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء واللّٰه ذوالفضل العظیم ۔ یہ مسئلہ کیا ہے بڑا امتحانِ خدا ہے جو سُنّی ہوگا وہ اس فتوے پر عامل رہ کر قہرِ مولیٰ سے بچے گا اور اگر نفسِ امّارہ کی شامت یا انجان پنے سے کانفرنس میں شامل ہوا ہو اور فتوے دیکھنے کے بعد کانفرنس کی شرکت سے تائب ہُوا تو ماشاء اللّٰہ جیسا کہ اپنے ہاتھوں سے دروازۂ دوزخ کھولا تھا، لاجرم امید قوی ہے کہ اس کی توبہ کو مولیٰ تعالےٰ جل جلالہ مفتاحِ درِ جنّت بنادے کہ حدیث شریف میں وارد ہے :

التائب من الذنب کمن لا ذنب له[1] — گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں (ت)

بلکہ بمصداق اس آیت شریفہ کے :

الا من تاب واٰمن وعمل صالحا فاولٰئك یبدل اللّٰه سیاٰتهم حسنات وکان اللّٰه غفورا رحیما[2] — مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ت)

خداوندا! تُو توفیق رفیق گردان غریبائے امت خصوصاً اہلِ سنّت وجماعت کے تئیں اس طوفانِ بے پایاں سے بچا بجاہ سیدالشافعین آمین یارب العالمین!

آج میری زہے قسمت کہ یہ مقدس فتویٰ شہر گونڈل کاٹھیاوار سے برادرِ دینی، محبِ یقینی، اخی فی اللہ، حامیِ سنت، ماحیِ فتن، نیچری فگن، ندوی شکن، دافع الفتن، مولانا مولوی محمد قاسم صاحب دام بالعز والرفعۃ والجاہ ومن کل سوء وشرحماہ ووقاہ نے بغرض تصدیق وتصویب اس ناسزا سگِ بارگاہِ احمد رضا کے پاس بھیجا اور اپنے نامۂ نامی وصحیفۂ سامی میں تحریر فرمایا کہ ماقل ودل اور اپنے مہر ودستخط کرکے سیدھا کلکتہ نزد محبِ سنّت، عدوِ بدعت، سرتاجِ اہلِ سنّت، حامیِ دینِ متین، قاطع جوشِ المبتدعین، جناب معلّی القاب حضرت منشی حاجی حکیم محمد لعل خاں صاحب کے رجسٹر کرکے بھیج دینا کہ وہاں طبع ہوجائے، واللہ فقیر اس پُرانوار خورشید سے مقبول وچمکدار فتوے کی تحسین وتصویب کے کب لائق وحقدار، مگر مکرمی قاضی صاحب والا مناقب اعلیٰ مناصب دام بالمواہب کی تعمیل کے لئے اتنے پر کفایت کرتا ہوں:

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر التوبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۷۰

ما اجاب المجیب المصیب العالم العلامۃ الدراکۃ الفھامۃ ذوالتحقیق الباھرۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ مولانا احمد رضاخان فھوحق وصواب و ذلک حکم السنۃ والکتاب جزاہ اللہ تعالٰی عنا وعن جمیع المسلمین خیرالجزاء ونفعنا وجمیع اھل السنۃ بعلومہ الٰی یوم الجزاء ، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

باصواب جواب دینے والے عالم نہایت فہم و درک والے علامہ وسیع تحقیق والے ، موجودہ صدی کے مجدد مولانا احمد رضاخاں نے جو جواب دیا وہ حق و صواب ہے ، کتاب و سنّت کا یہی حکم ہے ، اللہ تعالٰی ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام ہم اہلسنت کو ان کے علم سے قیامت تک بہرہ ور فرمائے ۔ واللہ تعالٰی اعلم اس کا علم اتم واحکم ہے۔ (ت)

عبدہ المذنب محمود جان سنی حنفی قادری البرکاتی الرضوی الپیشاوری ثم الجام جودھپوری کاٹھیاواری عفی عنہ بمحمدؐ المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(مہر: محمود جان ابن حافظ غلام رسول ۱۳۰۲)

(۵۸) ماکتب العلماء المحققون والفضلاء المدققون فی ھذا الاستفتاء قد اجابوا بالحجج القویۃ و بالدلائل الصحیحۃ من عبارات الکتاب والسنۃ فاثابھم اللہ تعالٰی ثوابا کثیرًا واجرًا وفیرًا فی یوم القیٰمۃ وقلع اللہ تعالٰی اساس المبتدعین ومحافل المنکرین المطرودین وسود اللہ وجوھھم فی الدنیا والدین بحرمۃ سیدنا ومولانا سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالحق احق عند الحق۔

علمائے محققین اور فضلائے مدققین نے اس فتوے میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ قوی حجتیں اور صحیح دلائل عباراتِ قرآن وحدیث سے جواب دیا اللہ تعالٰی بروزِ قیامت ثوابِ کثیر اور اجرِ وافر عطا فرمائے اور بدمذہبوں اور منکرین مردودوں کی محفل کی بنیاد قطع کرے اور اُن کے منہ دنیا و دین میں سیاہ کرے بحرمت ہمارے سردار و مولٰی سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ، تو حق خدا کے نزدیک زیادہ سزاوار ہے۔

حررہ الاثیم عبدالکریم ابن المولوی حامد صاحب مرحوم المغفور متوطن فی بلد دھوراجی۔

(۵۹) الحمد للہ علٰی کل حال والشکر للہ علٰی کل نوالہ والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ سیدنا ومولانا وسندنا محمد وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین اٰمین وبہ نستعین ، اما بعد اقول کیا خوب جواب ان سوال کا عالمِ محقق و فاضلِ مدقق اعلٰحضرت مولانا مولوی حاجی الحرمین الشریفین احمد رضاخاں صاحب البریلوی نے

دے ہیں جن کی تحریریں دیکھنے سے معلوم ہوا جو کچھ حق جواب کا تھا وہ لکھے ۔ اللہ پاک ایسے علمائے دین کو قائم و ترقی درجات میں رکھے، آمین ثم آمین ! چونکہ بمصداق لولا العلماء لهلك الجهلاء (اگر علماء نہ ہوتے تو جاہل ہلاک ہو جاتے۔ ت) سچ تو یہ ہے کہ آج کل بدمذہب والوں کا اظہار ہو رہا ہے، یہ چوہے ہیں دین اسلام کی کترنی کر رہے ہیں، ایسے چوہوں کے سرکوب بلکہ نابود کرنے والے علمائے دین اہل سنت و جماعت جیسے یہ ہمارے اعلحضرت وغیرہم کہ ان کانفرنس کے توڑنے والے ہیں نے بدلائل قرآن شریف و باحادیث صحیح و باقوال فقہائے فصیح کے چندیا اڑا دی، ہاں ذرا غور کرکے دیکھو صاف کلام پاک صاحب لولاک شافع محشر کا ہمیں راہِ راست بتلا رہا ہے ۔ حدیث[۱] افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (بہترین عمل محبت اور بغض اللہ تعالٰی کی رضا کے لئے ہونا ہے ۔ ت) اللہ پاک جمیع مسلمانوں کو نیک ہدایت بخشے اور راہِ سنت جماعت پر مستقیم رکھے، آمین ثم آمین !

کتبہ خادم العلماء والفقراء احقر العباد عبدالحکیم خلف مولوی عبدالکریم ساکن دھوراجی بآباء و اجداد ۔

(۶۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ علی ماھدی والصلوۃ علی رسولہ المصطفٰی واٰلہ المجتبی وعلمائہ الذین احکموا بنیان الحق والتقٰی وقلعوا اساس البدع والھوی ، امّا بعد اس عاجز و احقر خادم العلماء نے تحقیق انیق مشفقان محبیان کی از ابتداء تا انتہاء دیکھی ، خداوند کریم ان سب کو اجرِ عظیم نصیب کرے اور جناب قاضی و حاجی قاسم میاں کو جو خیر خواہ اور سچے عاشقِ اسلام اور اہلِ اسلام ہیں جنھوں نے بڑی جانفشانی کی ہے اور ان کے ہوا خواہوں کو بھی ثواب جمیل عطا کرے ۔

المجیب مصیب ولہ فی الاٰخرۃ نصیب ۔

حررہ احقر العباد محمد طاہر ولد مولوی ایوب عفی عنہما کاٹھیاوار دھوراجی ۔

تصدیق جناب مولٰنا مولوی غلام محی الدین عرف فقیر صاحب ساکن راندیر ضلع سورت

(۶۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ وکفٰی والصلوۃ علٰی سیدنا محمد المصطفٰی وعلٰی اٰلہ واھل بیتہ واصحابہ الذین اجتبٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ، امّا بعد حمد و صلوۃ کے واضح و لائح کہ فقیر نے یہ تحقیق انیق محبیان و مصحبان شفیق کی ابتداء سے انتہاء تک دیکھی سو حق حقیق ہے اللہ جل شانہ وعم نوالہ ان سب کو اور خاص کرکے جناب برادر بلکہ از جان بہتر، دین کے عاشق ، اہلِ اسلام کے خیر خواہ ، محبِ صادق جناب قاضی و حاجی قاسم میاں اور اُن کے معاونوں سب کو جزائے خیر عطا فرمائے حالاً و مالاً بیشک اس زمانہ

---

[۱] سنن ابوداود کتاب السنۃ باب مجانبۃ اھل الاھواء و بغضھم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۷۶

9

پُرفتن میں اظہار کرنا اور حق کو حق کر دکھانا اور اپنے دینی برادروں کو بچانا یہ ہر مسلمان با ایمان کا فرض ہے اور یہ قرآنی حکم محکم ہے جو اس کو نہ مانے اور اصرار کرے وُہ قابل جہنم ہے، دیکھو سُورۂ نسار پارہ پنجم :

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولّٰی و نصله جهنّم وساءت مصیرا[1]

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کُھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (ت)

پس یہ ندوہ اور کانفرنس اور ایسی ویسی خلافِ شرع مجلسیں سمِ قاتل ہے، اس میں شریک ہونا مدد دینا گناہِ کبیرہ ہے، خدا سب مسلمانوں کو بچائے اور توفیق نیک رفیق عطا فرمائے، آمین!

بندہ مغفور م امت رسول جہاں غلام محی الدین

الراقم الحروف خادم خلق اللہ فقیر صاحب سید غلام محی الدین
بن مولانا مولوی سید رحمت اللہ عفی عنہما بدست خود

(۶۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ العلیم العلام وعلی نبیه و اٰله وصحبه الصلوٰة والسلام،
امّا بعد میں ناچیز اس لائق نہیں ہُوں کہ ایسے علماء کے فتووں پر تصحیح لکھوں اور میری تحریر سے فتوٰی کچھ زیادہ معتبر ہو مگر دو باتوں نے مجھے لکھنے پر اُبھارا اور جرأت دلائی ایک تو برادر ایمانی کے اصرار نے اور دوسرے اس امید نے کہ علمائے راسخین کی متابعت اور مشایعت سے مجھ گنہگار کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو جائے اور ع
ان کے پیچھے پیچھے جنت الماوٰی کروں

لہذا لکھواتا ہُوں کہ :

ما افتی العلماء العظام والفقهاء الکرام فهو حق وصحیح وانا اضعف عباد اللّٰه الجلیل المحمود ابن الحافظ الاسمٰعیل المغفور المرحوم تابع لاقوالهم وفتوٰهم فی هذا المرام والصلوٰة علی نبیه واٰله وصحبه والسلام وکان ذٰلك فی ۲۵ من شهر ذی القعدة الحرام من السنة الهجریة۔

علماء وفقہاء کرام نے جو فتوٰی دیا وُہ صریح حق ہے اور میں اللہ تعالٰی جلیل کا نہایت ضعیف بندہ محمود بن حافظ اسمٰعیل مرحوم، صلوٰۃ وسلام ہو اللہ تعالٰی کے نبی، ان کی آل و اصحاب پر۔
۲۵ ذیقعدہ سن ہجری میں تحریر کیا گیا۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

9/9

تقریظ جناب مولٰنا مولوی غلام رسول صاحب ملتانی

(۶۳) قد اصاب ما اجاب مولانا العلام وحید العصوفرید الدھر امام الفقہا راس الاتقیاء مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی متع اللہ المسلمین والمؤمنین بطول بقائہ فی ھذہ المسئلۃ بان التائید والشرکۃ فی مثل ھذا المجالس الشنیعۃ ممنوع کما قال اللہ تعالٰی لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شیئ[1]، وفقنا اللہ تعالٰی ایانا ولسائر المسلمین والمؤمنین للمفارقۃ والشرکۃ من ھذہ المجالس والیہ التوفیق وھو احسن رفیق۔

درست ہے جو اس مسئلہ میں جواب دیا مولٰنا علامہ یکتائے زمانہ تنہائے روزگار فقہا کے امام، پرہیزگاروں کے سردار، اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے۔ اللہ تعالٰی مسلمین ومومنین کو اُن کی درازی عمر سے متمتع کرے کہ اس جیسی بُری مجلس کی تائید وشرکت ممنوع ہے چنانچہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے وہ رحمتِ خدا کے کسی شیئ میں نہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں اور تمام مسلمین و مومنین کو توفیق دے کہ ان مجلسوں کی شرکت سے جُدا رہیں اور اسی کی طرف توفیق ہے اور وہ اچھا ساتھی۔

حررہ العبد الجانی ابوالمقبول غلام رسول الملتانی عفی عنہ

تقریظ علمائے مراد آباد

(۶۴) الحمد للہ علی الخبیر سقطت والی العلیم ظفرت بیشک بلاارتیاب جواب صحیح وصواب، ایسے مجالس کا انعقاد بلانزاع حرام، جو دُنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں یہ انھیں ہی کا کام، اس میں بذل جاہ و مال تو کجا نفس شرکت ہی ناروا۔ توہب، تنچر، تشیّع کی معجون مرکب کہیں اپنے زہریلے اثر سے تجھے ہلاک نہ کردے، اپنے ایمان کی خبر لے۔ فرقِ مبتدعہ وہابیہ، نیاچرہ، مرزائیہ وغیرہ ضالہ کے ساتھ مجالست وموانست ہرگز ہرگز جائز نہیں، جسے وُہ ترقی سمجھے وہ عین تنزل ہے، دارِ فانی کے عیش وتفاخر کو پیش نظر رکھ کر نعیم آخرت کو بُھلادیں، بیشک مسلمانوں کے لئے دُنیا وآخرت میں وہی اصلح وانفع ہے جو اُن کے لئے اُن کے رب تبارک وتعالٰی اور حضور پُرنور شافع یوم النشور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ مجیب معظم ومفخم ومصیب مدظلہم الاقدس نے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

مبرہن فرمایا، مفتی صاحب موصوف الصدر کا علم و فضل ظاہر و آشکار، جس سے ہدایت کے چشمے اکناف عالم میں نمودار۔
اصل تو یہ ہے کہ حضرت والا کی ذاتِ بابرکت ہرگز کسی واصف کے وصف، اور مادح کی مدح کی محتاج نہیں جبکہ اللہ و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علمائے عظام و فضلائے کرام نے ایسا گہرا احترام فرمایا کہ جس کا بیان حیطۂ تحریر سے باہر، میں یہ بھی کیوں کہوں یہ اکرام علمائے بلد امین نے فرمایا، نہیں نہیں بلکہ یقیناً یہ مجد و شرف اُسی آقائے نامدار سرکار ابد قرار فداہ روحی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقار سے ہے جن کے صدقہ میں ہر ذی عزت ذی عزت بنا، جس کو جو ملا ان سے ملا، وہ وہی آفتاب رسالت ہیں جنھوں نے بعض مقربان درگاہ علیا متع اللہ المسلمین بطول بقاہم کو عالم رؤیا میں اپنے نور بار جلوہ کی جھلک دکھا کر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ "احمد رضا کی خدمتیں قبول ہیں"۔ والحمد للہ علی ذٰلک۔ اربابِ سنت پر لازم کہ حضرت ممدوح کے فتوے کے موافق عمل فرمائیں اور بدعقیدہ بدمذہبوں کی صحبت سے اجتناب رکھیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ہم سب کو ہدایت پر قائم رکھے، آمین ثم آمین! و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سید المرسلین شفیع المذنبین راحۃ العاشقین و اٰلہ وصحبہ الطیبین الطاہرین کلھم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

(مہر: محمد عماد الدین ۱۳۲۷)

حررہ العبد المذنب ابو المکارم محمد عماد الدین عفی عنہ

(۶۵) الجواب صحیح وصواب والمجیب المعظم المکرم مصیب و مثاب۔

فقیر ابو البرکات عبید المصطفےٰ سید احمد غفرلہ اللہ الصمد

(۶۶) الجواب صحیح۔ حقیر سید اولاد علی عفی عنہ

تصدیقات علمائے پیلی بھیت

(۶۷) جو کچھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عون الاحناف والدین امام علمائے اہلِ سنت، عالم کتاب و ملت، عارف باللہ، نائب رسول اللہ، مجدد مائۃ حاضرہ، صاحب حجۃ قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ، سیدنا و مولانا الحاج اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے دربارۂ مسئلہ ہذا تحریر فرمایا ہے، وہ سب حق وصواب ہے اور احق بالاتباع ہے، مسلمانوں کو اس پر عمل لازمی ضروری، اور خلاف اس کا ضلالت و موجب ہلاکت، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وھو الہادی بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقیر قادری حکیم عبد الاحد الشہیر بسلطان الواعظین خادم و مدرس مدرسۃ الحدیث۔

پیلی بھیت ابن علامہ اوحد ارشد فقیہ امجد حضرت مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی۔

(۶۸) حضرت عظیم البرکت عالم اہل سنت قامع بدعت ومحی سنت مولانا وبالفضل المولوی احمد رضا خاں صاحب متع اللہ المسلمین ببقائہ کا جواب صحیح ہے۔

حررہ العبد الحقیر ابو سراج عبد الحق رضوی عفی عنہ۔

(۶۹) الجواب صحیح والمجیب الفاضل نجیح۔

فقیر قادری حبیب الرحمٰن مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔

تصدیقات علمائے شاہجہان پور

(۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ المجتبیٰ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الذین ھم اسانید الھدی، اما بعد یہ فتوائے عالم اکمل فاضل اجل، حامی دین غرا حضرت مولٰنا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا دیکھنے میں آیا، نہایت صحیح اور درست پایا۔ بلا شبہہ یہ مجلس منحوس، مکر اور فریب سے دین اور دنیا دونوں برباد کرنے والی۔ اگر مسلمان ان کی صحبت اور معاونت اور شرکت سے باز نہ آئیں گے تو بالیقین اپنے دین و دنیا دونوں خراب کریں گے، چنانچہ فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے:

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ[1]۔ قال فی تفسیر روح البیان تحت ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ والمراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیھود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنی انہ لاینبغی ان یتحقق ذٰلک، وحقہ ان یمتنع ولایوجد بحال[2] انتھی، وایضا فیہ

تم ایسی قوم نہ پاؤ گے جو اللہ تعالےٰ اور آخرت پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مخالفوں سے محبت کریں، روح البیان میں اس آیہ کریمہ کے تحت فرمایا: اللہ ورسول کے مخالف، منافق، یہود، فساق، ظالم، بدعتی لوگ ہیں۔ اور "نہ پائیں" سے مراد محبت وتعلق کی نفی ہے یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے اور اس سے بچنا لازم ہے، بہرحال اس سے باز رہے، ختم ہوا۔ اور اسی میں ہے

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] روح البیان (التفسیر) تحت آیۃ ۵۸/ ۲۲ المکتبۃ الاسلامیۃ لصاحبہا الحاج ریاض ۹/ ۴۱۲

عن سہل بن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لایانس الی مبتدع ولایجالسہ ولایواکلہ ولایشاربہ ولایصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء[۱] انتہی۔

سہل بن عبد اللہ تستری قدس سرہٗ سے منقول کہ صحیح الایمان والا اور خالص توحید والا شخص نہ بدعتی لوگوں کی رغبت رکھے، نہ ان کے پاس بیٹھے، نہ ان کے ساتھ کھائے پیے، نہ ان کی صحبت میں جائے اور ان سے عداوت وبغض کا مظاہرہ کرے، انتہی۔ (ت)

اور یہ اُن کا کہنا کہ یہ دینی کانفرنس کہاں ہے یہ تو دنیوی ترقی کے لئے قائم کی ہے بالکل فریب اور دھوکا دہی اور رہزنی ہے، کیونکہ اگر عزت اور ترقی دنیا کی پیدا کرنے کے واسطے ہے تب بھی ان[ع] سے اختلاط اور مداہنت ممنوع ہے، چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے:

ومن داھن مبتدعا سلبہ اللہ حلاوۃ السنن[۲] ومن تحبب الی مبتدع لطلب عز فی الدنیا او عرض منہا اذلہ اللہ بتلک العزۃ وافقر اللہ بذلک الغنی[۲] انتہی، وایضا قال سبحنہ تعالٰی وتقدس ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[۳]، قال فی جواھر التنزیل تحت ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ وھی نار جھنم والرکون ھو المیل

جو بدعتی کے معاملہ میں کمزوری دکھائے اللہ تعالٰی اس سے سنت کی حلاوت کو سلب فرماتا ہے اور جو شخص بدعتی کی دعوت کو دُنیاوی عزت یا سامان کی خاطر قبول کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کو اس غناء کے باوجود ذلیل وفقیر کردیتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے یہ بھی فرمایا ہے ظالموں کی طرف میلان نہ کرو کہ آگ تمھیں چھوئے، جواہر التنزیل میں اس آیہ کریمہ کے تحت فرمایا یہ جہنم کی آگ ہے اور "رکون" تھوڑی میل ہے تو جوان کے ساتھ مکمل میلان رکھے اور ان کے

ع یعنی فرقہ باطلہ سے ۱۲

---

[۱] روح البیان للحقی (التفسیر) تحت آیۃ ۵۸/۲۲ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا الحاج ریاض ۹/۴۱۲

[۲] " " " " " " " " " " " "

[۳] القرآن الکریم ۱۱/۱۱۳

الیسیر فما ظنك بمن یمیل الیہم كل المیل ویتہالك علی مصاحبتہم ویتعب قلبہ وقالبہ فی ادخال السرور علیہم ویستنہض الرجل والخیل فی جلب المنافع الیہم ویبتہج بالتزیئ بزیہم والمشارکۃ فی غیہم ویمد عینیہ الی ما متعوا بہ من زہرۃ الدنیا الفانیۃ ویغبطہم بما اوتوا من القطوف الدانیۃ غافلا عن حقیقۃ ذٰلك ذاہلا عن منتہی ما ھنالك وینبغی ان یعد مثل ذٰلك من الذین ظلموا[1] انتہی۔

ساتھی ہونے پر والہانہ انداز اپنائے اور ان میں شامل ہونے پر روحانی و جسمانی خوشی ظاہر کرے اور منافع حاصل کرنے کے لئے اس ٹولے کی طرف دوڑے اور ان کی شکل و صورت پر فخر کرے، ان کی گمراہی میں شرکت کرے اور دنیاوی امیرانہ سہولیات پر امید لگائے اور ان کے موج میلے پر رشک کرتے ہوئے اس کی حقیقت نہ سمجھے اور نتائج سے بے فکر ہو جائے تو ایسے لوگوں کو ظالموں میں شمار کرنا مناسب ہے (ت)

اس شاہجہان پور میں عرصہ چودہ[۱۴] پندرہ[۱۵] سال کا ہوا ہوگا کہ اس ندویہ نے مجلس قائم کی تھی مکر و فریب دے کر ساٹھ ہزار روپیہ نقد اور زیورات اور جائداد دیہات وغیرہ حاصل کیا کہ اتنا کسی شہر سے حاصل کرنے کا سُنا نہیں گیا اور سب خورد بُرد کر ڈالا یہاں تک کہ طلاب جو مدرسہ ندویہ میں پڑھنے جاتے تھے تو اُن سے خوراک کی تنخواہ لے لیتے تب داخل کرتے، اسی وجہ سے مولوی مسیح الزماں خاں صاحب اور اعزاز حسین صاحب وغیرہ ان سے علیحدہ ہو گئے اور فقیر سے اور اہلِ ندویہ سے کئی گھنٹے مباحثہ رہا انھوں نے تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ ہم غیر مقلدوں اور وہابیوں اور رافضیوں اور نیچریوں کو اپنا شریک نہ کرینگے اور پھر بھی انھوں نے شرکت ان فرقہ باطلہ کی قائم رکھی، اس سے بڑھ کر کیا فریب ہوگا اب ان شہروں میں ان کا داؤں چلتا نہیں انجان شہروں میں جا کر فریب دہی دُنیا اور دین کی اختیار کی، ان شاء اللہ تعالٰی سچے مسلمان تو بعد علم کے ان کے فریب میں ہرگز نہ آئیں گے۔

محمد ریاست علیخان

حررہ الخاطی محمد ریاست علی شاہجہان پوری عفی عنہ

(۱۷) اصاب من اجاب۔ العبد نور احمد عفی عنہ

---

[1] جواہر التنزیل

(۷۲) الجواب صحیح ۔ محمد فراست اللہ عفی عنہ

(۷۳) الجواب صحیح ۔ ظہور احمد شاہجہانپوری عفی عنہ

تصدیقات علمائے رامپور

(۷۴) الجواب صواب ۔ محمد نور الحسین الرامفوری المدرس الاول للمدرسۃ العثمانیہ الواقعۃ بلدۃ کلکتہ ۔
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ الہجریۃ المقدسۃ ۔

(۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ علی الهدایۃ والرشاد ونعوذ باللہ من البغی و العناد، والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ المصطفیٰ و آلہ وصحبہ الذین اجتباھم واصطفیٰ۔
اما بعد فقیر حقیر اعلیٰحضرت مجدد دین وملت، قامع شرک وبدعت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی ادام اللہ والبقاہ کے حرف حرف سے متفق ہے، نیچری ایجوکیشنل کانفرنسیں یا ان کے فضلے ندوۂ مخذولہ کی شرکت بدنی ہو یا مالی قطعی حرام، اور اس کو حلال اور دینی خدمت سمجھنے والا کافر و بے دین ہے ۔ ملعون نیچریوں نے خوشنودی نصاریٰ کے لئے حُبِّ جاہ میں گرفتار ہو کر انگریزی تعلیم کا جال پھیلا رکھا ہے جس سے اس گروہ نابکار بندۂ کفار کی غرض فاسد یہ ہے کہ جوہر ایمان مسلمان نادان بچوں کے سینے سے مٹ جائے مگر ان اشرار ناہنجار کو اس رہزنی کے صلے میں کوئی منصب یا جہنمی خطاب مل جائے، ہنوز ایک ماہ نہیں گزرا کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مدراس میں منعقد ہوئی جس کے صدر آنریبل خان بہادر عزیز الدین احمد سی، آئی، اے، کلکٹر آف ویلور نے خطبۂ صدارت فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان بچوں کو ابتداء میں قرآن خوانی سے جو نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں آگے چل کر وہ انگریزی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں، آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مادرِ وطن کے فرزند ایم ۔ اے یا بی ۔ اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہوں تو ان کو ایام رمضان میں روزہ بالکل نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ بوجہ صوم طالبعلموں کے قوائے عقلی وحسی کمزور پڑ جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ (ملاحظہ ہو مزید کیفیت کے لئے اخبار وکیل)

جن خبیث کانفرنسوں و نیچری جلسوں میں ان کے معین و مددگار بیٹھ کر خلاف نصوص قرآنی و احادیث محبوب ربانی ریزولیوشن پاس کرتے ہوں ان کانفرنسوں کی شرکت مسلمانوں کو قطعی حرام ہے ایسی کفریہ کانفرنسوں میں اس گروہ شقاوت پژوہ کی شرکت کرنا یا مالی مدد کرنا اسلامی بنیاد کو ڈھانا اور آتش کفر کا بھڑکانا ہے جس کا انجام جہنم ہے ۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءکم   اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو

واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولہم منکم فاولٰئک ہم الظّلمون۔[1]

دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں (ت)

(۲) ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔[2]

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کرے گندے کو ستھرے سے۔ (ت)

حدیث صحیح میں ارشاد ہوتا ہے: ابا ھریرۃ یقول:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجّالون کذّابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم واٰباؤکم فایاکم وایاھم لایضلونکم و لایفتنونکم۔[3]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمھارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سُنا ہوگا نہ تمھارے باپ دادا نے، تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمھیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ (ت)

(۲) من اعرض عن صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا۔[4]

جس نے لبغض کی بنا پر بدمذہب سے اعراض کیا تو اللہ تعالٰے اس کا دل امن وایمان سے بھردے گا۔ (ت)

(۳) من مشی الی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔[5]

جو کسی بدعتی کی تعظیم کے لئے گیا اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ (ت)

غرض آیات واحادیث اس بارے میں مالا مال ہیں، خداوندکریم برادرانِ اہل سنّت کو ان خبیث جلسوں کی شرکت سے محفوظ رکھے اور گروہِ نیاچرہ سے ہم مسلمانانِ اہل سنت کو بچائے، آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔ فقیر محمد شفاعت الرسول سنّی حنفی قادری رضوی برکاتی کان اللہ لہ رامپوری

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[2] ؍؍ ۳/ ۱۷۹

[3] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[4] تاریخ بغداد ترجمہ ۵۳۰۸ عبدالرحمٰن بن نافع دارالکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۲۶۴

[5] کنزالعمال حدیث ۱۱۲۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۲۲

ابن شیر بیشۂ سنت عمدۃ المتکلمین سیف المسلول حضرت الوالوقت مولٰنا شاہ محمد ہدایت الرسول مرحوم مغفور رامپوری

(۷۶) تصدیق جناب مولانا مولوی محمد علیم صاحب میرٹھی زید مجدہٗ

مبسملاً و حامداً محمداً (جل وعلا) ومصلیاً و مسلماً محمداً (صلی اللہ علیہ وسلم) اما بعد کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانان کاٹھیاوار کی ایک تعلیمی انجمن ہے، مسلمانوں میں علوم کی روشنی پھیلانا اور ان کو جہالت کے قعرِ مذلت سے نکالنا ایک ایسا ضروری و اہم امر ہے جس کے متعلق قرآن عظیم میں یوں وارد ہوتا ہے:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر[1]

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں۔ (ت)

نیز ارشاد ہوتا ہے:

یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت[2]

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔ (ت)

طلب علم کے متعلق فرمانِ حضور عالم ماکان و مایکون صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوتا ہے کہ:

طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم و مسلمۃ۔[3]

علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے۔ (ت)

نیز: اطلبوا العلم ولو بالصین[4] (علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ ت)

لیکن سب سے اہم سوال یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد کون سا علم ہے کیونکہ مدینۃ العلم حضرت سیدنا مولٰی علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ:

العلوم خمسۃ الفقۃ للادیان والطب للابدان والھندسۃ للبنیان والنحو للسان والنجوم للزمان[5] کذا فی مدینۃ

علوم پانچ ہیں: فقہ، دین کے لئے۔ طب، بدن کے لئے۔ ہندسہ، عمارت کے لئے۔ نحو، زبان کے لئے۔ نجوم، زمانہ کے لئے۔ جیسا کہ مدینۃ العلوم

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۰۴

[2] " " ۵۸/ ۱۱

[3] فواتح الرحموت بذیل المستصفی مسئلہ الواجب علی الکفایۃ واجب علی الکل منشورات الرضی قم ایران ۱/ ۶۳

[4] کنز العمال حدیث ۲۸۶۹۷، ۲۸۶۹۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۳۸

[5] مدینۃ العلوم

العلوم، وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ العلم علمان علم الطب للابدان وعلم الفقۃ للادیان[1] میں مذکور ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علم دو ہیں، علمِ طب، بدن کے لئے۔ اور علمِ فقہ، دین کے لئے۔ (ت)

سوال مذکورۃ الصدر کا جواب آیاتِ کلام عظیم واحادیثِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مضامین کو ترتیب دینے سے بادنٰی توجہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہاں اس علم سے مراد علمِ دین ہی ہے، چنانچہ اسی پر مفسرین ومحدثین کا اجماع۔ اور اگر جیسا کہ بعض ماوّلین معانی آیات واحادیث کہتے ہیں کہ علومِ ابدان بھی اسی میں داخل ہیں تو بھی یہ امر یقینی ہے کہ علوم دینی کو ہر نوع علومِ ابدان پر اوّلیت اُن ماوّلین کے نزدیک بھی مسلّم ہوگی، اس لئے معاملاتِ تعلیم وتعلّم علوم پر غور کرنے والوں کے لئے منکر ہونا ہی نہیں بلکہ بفحوائے،

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[2] تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (ت)

اہل ذکر ہونا اور شانِ رفع کا مورد بننے کے لئے الذین اٰمنوا[3] (جو ایمان لائے۔ ت) کا ہونا نیز طلب علم کی فرضیت کا حکم پانے والوں کے لئے مسلم ومسلمہ کا ہونا لابدّ ہے، پس جہاں مسائل تعلّم وتعلیم پر غور کرنے کے لئے امتِ مرحومہ کے وہ افراد جمع ہوں جو یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر[4] اور اھل الذکر[5] کے مصداق کہلائے جاسکیں اور تعلیمی مشورے میں یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم[6] کی آیت کو ملحوظ رکھ کر تحفظِ ایمان واسلام واشاعتِ علوم دین کے فرضِ اہم واولین کو محسوس کرتے ہوئے ضمناً ضرورتِ زمانہ کے لئے تجارت وزراعت، صنعت وحرفت نیز السنہ وکتب کے تعلّم وتعلیم کے متعلق بھی مشورہ کریں جن کے حصول سے دین میں نقصان آنے کا احتمالِ اضعف بھی نہ ہو تو اُن کی انجمن محمود اور اس انجمن کی شرکت مسعود کہی جائے گی۔ البتہ اگر ارکانِ انجمن معرّا عن الدین والایمان ہوں اور مبحث مشورہ تعلیم وتعلّم علوم مخربِ دین وایمان تو وہ انجمن یقیناً مردود اور اس کی شرکت سے اہلِ ایمان کیلئے بہر نوع گریز واجب، جیسا کہ اکابر علمائے کے فتاوٰے سے بوضاحت ثابت ہوچکا، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل واتم۔ فقیر محمد علیم رضا القادری غفرلہ

---

[1]

[2] القرآن الکریم ۱۶/۴۳ و ۲۱/۷

[3] القرآن الکریم ۵۸/۱۱

[4] 〃 ۳/۱۰۴

[5] 〃 ۱۶/۴۳ و ۲۱/۷

[6] 〃 ۵۸/۱۱

(۷۷) تصدیقات علمائے پنجاب

عنایت فرمائے من جناب قاسم میاں صاحب سلمہ اللہ تعالٰی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ یہاں پر استفسارات کے اجوبہ علمائے کرام مقیمانِ زیارت شریف لکھتے ہیں۔ آپ کا دعاگو عرصہ ممتدہ سے بوجہ کم فرصتی علیحدہ ہے، آپ کے استفسار کے متعلق جواباً گزارش ہے کہ اہل السنۃ کو اہلِ ہوا و بدعت کے لئے اشاعتِ امور ہوائیہ و بدعیہ میں امداد دینی نہ چاہیے، میں چونکہ مفتی نہیں ہوں لہذا مُہر بھی نہیں رکھتا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو

بہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

(۷۸) الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ الراجی الٰی لطف ربہ القوی عبد النبی الامی السید حیدر شاہ القادری الحنفی المتوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر پھڑ والہ النزیل فی الکلکتۃ المرقوم ۲۶ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ

(۷۹) فرمان ہادی السبل سید الانبیاء والملائکۃ والرسل رسول الکل عزیز از جان و دل حبیب لبیب پیارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ وسلّم بعدما ہو المکتوب فی اللوح والقلم فی کل یوم ولیلۃ ولمحۃ و ساعۃ ونفس الف الف مائۃ الف مرۃ الٰی یوم العلم کہ اہل السنت والجماعت کلھم فی النار رہو، پس ایسے مجمع میں شریک ہونا حرام ہے، ہاں ہاں جسے جہنمی رقعہ خرید کرنا ہو اُسے جائز ہے کہ اپنا حال رائیگاں کرکے دنیا میں ناموری پائے اور گروہ ما انا علیہ واصحابی وسواد اعظم سے خارج ہوکر گروہِ اہل البدعۃ والنار میں اپنا نام لکھوائے،

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[1] الاٰیۃ، ومن کان فی ھذہ اعمٰی وھو فی الاٰخرۃ اعمٰی[2]

جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وُہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو الاٰیۃ، اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے (ت)

کتبہ خاکپائے سید نا رسول الرب الغفور احقر عبد الشکور گیسو دراز ابن المرحوم المغفور مولوی دادا میاں محمدی سُنّی حنفی چشتی صابری اویسی دھوراجوی عفا اللہ عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۷
[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۲

رسالہ

تدبیر فلاح و نجات و اِصلاح

(نجات، اصلاحِ معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں) [۱۳۳۱ھ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۵: از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خان صاحب

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلکم العالی، تمنائے قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش، المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں، ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہو؟

الجواب

بملاحظہ مکرمی حامی سنّت ماحیِ بدعت برادرِ طریقت حاجی لعل خان صاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، المؤید کے چھ پرچے آئے انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں، بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت اُن کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی،

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم[1]۔ بیشک اللہ تعالٰی کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وُہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاحِ قلوب واحوال فرمائے، خطاؤں سے درگزر کرے، غیب سے اپنی مدد اتارے اسلام و مسلمین کو غلبۂ قاہرہ دے، آمین الٰہ الحق آمین، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر بے دلی نہ چاہیے،

لاتایئسوا من روح اللہ انہ لایایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون[2]۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (ت)

اللہ واحد قہار غالب علٰی کل غالب اس دین کا حافظ وناصر ہے،

وکان حقا علینا نصر المؤمنین[3]۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین[4]۔ اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا، تمھیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ت)

حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علٰی ذٰلک غالبا[5]۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، ان کی مخالفت اور رسوائی کرنے والا ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا حتی کہ وہ گروہ اس کا حکم آنے تک اس پر غالب رہے گا۔ (ت)

یہاں امر اللہ وُہ وعدۂ صادقہ ہے جس میں سلطانِ اسلام شہید ہوں گے اور رُوئے زمین پر اسلامی

---

[1] القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱

[2] 〃 ۱۲/ ۸۷

[3] 〃 ۳۰/ ۴۷

[4] 〃 ۳/ ۱۳۹

[5] صحیح البخاری کتاب المناقب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۴

صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتزال امتی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۳

سنن ابوداود کتاب الفتن آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۸

سلطنت کا نام نہ رہے گا، تمام دُنیا میں نصارٰی کی سلطنت ہوگی، اگر معاذ اللہ وُہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں، شُدنی ہوکر رہے گی، مگر وُہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا، پھر سیدنا رُوح اللہ عیسٰے مسیح علیہ الصلوۃ والسلام نزولِ اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا، تمام رُوئے زمین پر ملّت ایک ملّتِ اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب اہلسنّت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرتِ الٰہیہ نزول فرمائے گی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیں گے، بہرحال بندگی بیچارگی دُعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالتِ زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے یعنی جھٹکے جو پہنچ گئے ہیں انھیں پر زلزلوا زلزالاً شدیدًا[۱] (خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ ت) کو ختم فرمادے اور الا ان نصر اللہ قریب[۲] (سُن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔ ت) کی بشارت سنا دے، حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

آپ پُوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں، اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کے جان و مال جنّت کے عوض خریدے ہیں،

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔[۳]

بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان اور مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنّت ہے (ت)

مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار، ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس دُور جائیں اور میدانِ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے ہیں وہی رنگ، وہی تھیٹر وہی امنگ، وہی تماشے وہی بازیاں، وہی غفلتیں وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں۔ ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دیئے ایک عورت نے ایک چین وچنان جرگہ کو پچاس ہزار دیئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیئے اور یونیورسٹی کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہُوا، بمبئی میں ایک کم دیج

---

[۱] القرآن الکریم ۳۳/ ۱۱
[۲] 〃 ۲/ ۲۱۴
[۳] 〃 ۹/ ۱۱۱

کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس[۲۶] ہزار روپے کو خریدی فقط اس لئے کہ اُس کے وسیع مکان سکونت سے ملتی تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لئے جو کچھ جوش دکھائے جارہے ہیں آسمان سے بھی اُونچے ہیں، اور جو اصلی کارروائی ہو رہی ہے زمین کی تہ میں ہے پھر کس بات کی امید کی جائے۔ بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو، میں اسے پسند نہیں کرتا، نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہوں، اوّل تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے، اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں، یہ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہُوا تھا اس پر کتنوں نے عمل کیا اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا، اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وُہ سَو ترکیبوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں، لہذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی، بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہئے تھا کہ :

اوّلاً باستثناء اُن معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لئے بنک کھولتے، سُود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کُتبِ فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاہم میں چھپ چکا ہے، اُن جائز طریقوں پر بھی نفع لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا اور اُن کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہُوئی چلی جاتی ہیں اُن سے بھی محفوظ رہتے، اگر بنیوں کی جائداد ہی لی جاتی مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے چنگے۔

رابعاً سب سے زیادہ اہم سب کی جان، سب کی اصل اعظم وُہ دین متین تھا جس کی رسّی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو اُن مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں اُن کی ہیبت کا سکّہ بٹھایا، نانِ شبینہ کے محتاجوں کو

10 بلند تاجوں کا مالک بنایا، اور اسی کے چھوڑنے نے پھلوں کو ٔوں چاہِ ذلّت میں گرایا فانا للہ و انا الیہ راجعون، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

دینِ متین علمِ دین کے دامن سے وابستہ ہے، علمِ دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہان کی زندگی چاہتے وُہ انھیں بتا دیا، اندھوا جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزّل ہے، جسے عزّت جانتے ہو اشد ذلّت ہے، مسلمان اگر یہ چار باتیں اختیار کرلیں تو ان شاء اللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھل جاتی ہے، آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمائیے کہ سوال وجواب سے حاصل کیا جب کوئی اس پر عمل کرنے والا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو :

اوّل پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں، اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں، کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں، فھل انتم منتھون[1] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

دوم کی یہ کیفیت کہ اوّل تو خاندانی لوگ حرفت وتجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلّت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر وعزّت۔ اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ پیسہ زائد ہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے، اہلِ یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خرید لیں گے، اُدھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہنود آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونّی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب۔ ہنود تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہنود سے خریدتے ہیں، کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو فھل انتم منتھون[2] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑا دیں وہ ناموری ہے ریاست ہے اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، اور جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کرلین دین شروع کیا وُہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ ورسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے، نہ انھیں مرنا ہے نہ اللہ وحدہٗ قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا

---

[1] و [2] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

10/10

حساب دینا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں اُن کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹر پاس کو رزاقِ مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے، اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلیم کا زمانہ ہے یوں گنوائی، اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپیٹے چلے جاتے ہیں، اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عندالشرع ہزار ذلت، کہئے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا کون سا وقت آئے گا، لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ بالغرض غلط اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی، کیا تم علم دین کی برکتیں ترک کروگے، فھل انتم منتھون[1] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج جاننا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے، اس نے تمھیں ذلیل کردیا، اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا، اس نے اس نے اس نے جو کچھ کیا وہ اس نے، اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں، "ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو"، حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں ان شاء اللہ تعالٰی سب کرلیں گے، چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہوجائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہوئی ان اللہ لایغیر[2] الآیۃ جس طرح برے رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے یوں ہی نیک روش کی طرف

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[2] " ۱۳/ ۱۱

تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کرتب چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس رَدی حالت کو بدل دیں گے، ذلت کے بدلے عزت دینگے، اے رب ہمارے! ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم آمین!

خیر، یہ مرتبہ تو عمر بھر کا ہے، مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کہیے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوا بعض غرباء کے امراء و رؤسا بلکہ دنیا بھر کے والیانِ ملک نے بھی کوئی قابلِ قدر حصہ لیا وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے وہ جو لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پروائی، گویا اُنھوں نے کچھ سُنا ہی نہیں، انھیں جانے دیجئے، وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہیے، کتنا چندہ ہُوا ہے جس پر ہمدردیِ اسلام کا دعویٰ ہے، مصارفِ جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اُڑ جاتا ہے، اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنے ایک مہینہ کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینہ کی آمدنی میں بارہ مہینے گزر کر لینا کچھ دشوار نہ ہو، اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں، یونیورسٹی کے لئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیئیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے، اور وہ بنی بھی نہیں یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں اسی کو اللہ وحدہٗ قہار کی راہ میں بھیج دیجئے، اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوا لے گی، بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ اُس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی اُس وقت جو گت ہوگی اس کا بیان پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام و کمال روپے سلطنتِ اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرضِ حسن ہی دیجئے، اور زیادہ کیا کہوں، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد النبی الامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مُہر دار الافتاء مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

تصحیح کردہ اعجاز الرضوی

از کاظمی مقیم دربار داتا صاحب

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
محمد رضا خان قادری عفی عنہ

الجواب صحیح
فقیر حسین احمد العاشقی النھواری عفی عنہ المولی القوی

اصاب المجیب جزاہ اللہ جزاءً یثیب (مجیب نے جواب درست دیا ہے اللہ تعالٰی مجیب کو جزاء وثواب عطا فرمائے۔ت)
فقیر مصطفٰی رضا القادری النوری غفرلہ ولوالدیہ
صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب (جواب صحیح ہے اور اللہ تعالٰی بہتر جاننے والا ہے۔ت)
فقیر امجد علی الاعظمی الرضوی عفی عنہ
وانا علٰی ذٰلک من الشاھدین (اور میں اس حوالے کے صحیح ہونے پر گواہ ہوں۔ت)
فقیر نواب مرزا رضوی بریلوی عفی عنہ المولی القوی

مسئلہ ۱۶ مسئولہ اختر حسین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گزرا دوسرے سے کہا صلٰوۃ ہوگئی اور جماعت تیار ہے، اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں، جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمہ کفر ہے، تو اس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از شہر محلہ سوداگران مسئولہ سید عزیز احمد صاحب ۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامی شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مکان درحقیقت دوسو روپیہ کو بیع کیا مگر بیعنامہ ڈھائی سو روپیہ کا لکھا اور رجسٹری کے وقت حاکم کے سامنے دوسو روپیہ وصول پائے باقی پچاس روپے اس سے قبل وصول پانے کا جھوٹا اقبال کیا اور اس بارے میں عمرو کی شہادت پیش کی، عمرو نے باوجود اس کے کہ اس کو اس امر کا اچھی طرح علم تھا کہ مکان حقیقت میں دوسو روپیہ کو بیع کیا گیا ہے اور کوئی رقم پچاس روپے کی اس سے قبل زید کو وصول نہیں ہوئی ہے اس امر کی شہادت دی کہ مکان واقعی ڈھائی سو روپے کو بیع کیا گیا ہے اور پچاس روپے زید کو اس سے قبل وصول ہو چکے ہیں، جب لوگوں نے عمرو سے کہا کہ تم نے جھوٹی شہادت دی، عمرو نے اس کا جواب دیا کہ کچہری میں کون سچ کہا کرتا ہے جتنے جاتے ہیں سب جھوٹ ہی کہا کرتے ہیں اگر میں نے جھوٹ کہا تو کیا برا کیا، اب سوال یہ ہے کہ عمرو اکثر اوقات نماز میں امامت بھی کرتا ہے تو ایسی حالت میں عمرو کی امامت نماز میں جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں اس کی امامت ناجائز ہے، ایک تو اس نے جھوٹی گواہی دی اور حدیث میں فرمایا:

"سُن لو سُن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پُوجنے کے برابر رکھی گئی، سُن لو سُن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پوجنے کے برابر رکھی گئی، سُن لو سُن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پوجنے کے برابر رکھی گئی۔"[1]

دوسری حدیث میں فرمایا:

لن تزول قدما شاھد الزور حتی یوجب اللہ لہ النار[2]

جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے قدم ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالٰی اس کے لئے جہنم واجب فرماتا ہے۔

---

[1] سنن ابوداود کتاب القضاء باب فی شہادت الزور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۰
سنن ابن ماجہ ابواب الشہادات باب شہادت الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الشہادات باب شہادۃ الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا جو آدمی کی ہلاکت و بربادی کو بس ہے آگے اس کا کہنا کہ "میں نے جھوٹ بولا تو کیا بُرا کیا" صریح کلمۂ کفر ہے، اس پر لازم ہے کہ تجدیدِ اسلام کرے اور اگر عورت رکھتا ہو تو ازسرِ نو اسلام لانے کے بعد اس سے تجدید نکاح ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع شمس آباد ضلع کیمل پور پنجاب مسئولہ مولوی غلام ربانی صاحب ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

ایک عالم سُنی حنفی المذہب نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک سو چار (۱۰۴) کتاب نازل فرمائی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سب میں پروردگار نے فرمایا ہے، و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول[1] (اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ ت) اے مسلمانو! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوتِ ایمانی میں کہاں تک ضعف ہوگیا ہے، دیکھو کسی حاکم کا چپراسی سمن لے کر آتا ہے تو اس کا کس قدر خوف ہوتا ہے حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل ما و شما، سمن پیسہ آدھے پیسہ کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے، چپراسی پانچ چھ روپے کا ملازم ہوتا ہے، مگر یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ رُوپوش ہوجاتے ہیں، لاچاری سے لینا ہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا وکذا وکذا، اور اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کہ دم بھر میں تہ و بالا کرسکتا ہے اس کا حکمنامہ یعنی قرآن پاک و مقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے کہ جن کی خاطر زمین و آسمان پیدا ہوا، اب بتاؤ کہ اس حکم الحاکمین اور اس قرآن مجید اور اس کے رسول پاک کا فرمان ہم مسلمان لوگ کہاں تک بجا لاتے ہیں ہمیشہ وعظ سنتے ہیں عمل نہیں کرتے الخ، اس پر دوسرے ایک عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چپراسی کہنا دین کا 'یا اس سے مثال دینا' یا اس سے تشبیہ، تینوں صورت میں کفر ہے اور کہنے والا سابی ہے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اب عرض ہے کہ یہ تشبیہ ہے یا تمثیل' اور مثال و تشبیہ کا فرق پورے طور سے بیان فرمائیے، یہ سوال اگرچہ کوتاہ ہے مگر بڑا اہم اور ضروری ہے جس کے سبب سے ایک بڑا فتنہ و فساد برپا ہورہا ہے، بینوا توجروا۔

الجواب

حاش للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل، نہ اصلاً معاذ اللہ توہین کی بُو، یہ تو لوگوں کی زجر و توبیخ ہے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

کہ ایک ذلیل حاکم کا ذلیل فرمان ذلیل چپراسی لائے اس پر تو تمہاری یہ حالت ہوتی ہے اور ملک الملوک واحد قہار جل وعلا کا عزیز و عظیم و جلیل و کریم فرمان أعز المسلمین اکرم المحبوبین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لے کر تشریف لائے اس کی پروا نہیں کرتے، اس سے اپنی قوتِ ایمانی کے حال کا اندازہ کرسکتے ہو، اس کی نظیر حضور بشیر و نذیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدھم انہ یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین لشھد العشاء[1]

قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ کوئی فربہ ہڈی جس پر گوشت کا خفیف حصہ لپٹا رہ گیا ہو یا بکری کے اچھے دو کھر ملیں گے (جن کے شگاف میں گوشت کا لگاؤ ہوتا ہے) تو ضرور نمازِ عشا میں حاضر ہوتا۔

اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لو ان رجلا دعا الناس الی عرق او مرماتین لاجابوہ وھم یدعون الی ھذہ الصلوۃ فی جماعۃ فلا یاتونہا[2]

اگر کوئی شخص لوگوں کو پتلا گوشت لپٹی ہوئی ہڈی یا دو کھروں کی دعوت دے تو ضرور جائیں گے اور اس نماز کی جماعت کو بلائے جاتے ہیں تو نہیں آتے۔

کیا معاذ اللہ یہ ثواب و رضائے الٰہی کو دو کوڑی کی ہڈی یا دو کھروں سے تشبیہ ہے، حاشا بلکہ ان کے حال کی تقبیح اور ان پر زجر و توبیخ و تنبیہ ہے کہ ایسی حقیر چیز کے لئے تو دوڑتے ہیں اور ایسی عظیم شے کی پروا نہیں کرتے۔ امام بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

المعنی لو علم انہ لوحضر صلوۃ العشاء لوجد نفعا دنیویا وان کان خسیسا حقیرا لحضرھا لقصور ھمتہ و لایحضرھا لما لھا من الاجور والمثوبات (ای العقبی و نعیمھا)[3]

مفہوم یہ ہے کہ اگر انھیں یہ علم ہو کہ نماز پر آنے سے دنیوی نفع ہوا اگرچہ وہ حقیر و خسیس ہو وہ تب بھی آئیں کیونکہ ان کی منزل دنیا ہے اور اس کیلئے نہ حاضر ہوں گے جس میں ان کے لئے عقبٰی اور اس کے انعامات ہیں (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الاحکام باب اخراج الخصوم واہل الریب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۷۲

[2] المعجم الاوسط للطبرانی حدیث انس بن مالک ۲۷۸۴ مکتبۃ المعارف الریاض ۳/ ۳۶۶

[3] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الاحکام باب اخراج الخصوم الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۴/ ۲۰۳

اور اگر یُوں ہوتا کہ خدا نا ترسو! اللہ و رسول سے اتنا تو ڈرو جتنا دنیوی حاکم اور اس کے سمن اور چپراسی سے ڈرتے ہو جب بھی اسے تمثیل و تشبیہ و توہین سے علاقہ نہیں ہوتا اب اس کی نظیر یہ حدیث ہوتی کہ ابن عدی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

استحیی اللہ استحیاءک من رجلین من صالحی عشیرتک[1] — اللہ تعالٰی سے ایسی شرم کر جیسی اپنے کنبے کے دو نیک مردوں سے کرتا ہے۔

یہاں معاذ اللہ، اللہ تعالٰے کو کنبے کے دو مردوں سے تشبیہ نہیں، نہ یہ کہ اللہ سے اتنی ہی حیا چاہیے جتنی دو مردوں سے بلکہ اس مقدار حیا کی طرف ہدایت ہے کہ اللہ سے کرے تو معاصی سے روکنے کو کافی ہو، یونہی یہاں معاذ اللہ دنیوی حاکم اور سمن اور چپراسی سے تشبیہ ہے نہ یہ کہ اللہ و رسول و قرآن سے اتنا ہی ڈرو جتنا ان سے بلکہ اس مقدار خوف کی طرف ہدایت ہے کہ اللہ و رسول و قرآن سے ہو تو اتقا و اجتناب معاصی کے لئے بس ہو، ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک ساب مرتد ہے اور اس کے سب احکام مثل مرتد، مرتد اگر توبہ کرے تقبل و لا یقتل (قبول کریں گے اور قتل نہ کریں گے) کما حققناہ بتوفیق اللہ تعالٰی فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اللہ تعالٰے کی توفیق سے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) تشبیہ میں اگر وجہ شبہ امور متعددہ سے منتزع ہو تمثیل ہے جیسے کریمہ کمثل الحمار یحمل اسفارا[2] (گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ ت) ورنہ نہیں، اور کبھی تشبیہ مرکب کو تمثیل کہتے ہیں جس کے معنی میں مفرد کی مفرد سے تشبیہ ملحوظ نہیں بلکہ ہیأت مجموعی سے کریمہ وھی تجری بھم فی موج کالجبال[3] (اور وہی انھیں لئے جارہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ۔ ت) میں تشبیہ ہے، اور کریمہ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا[4]۔ الاٰیۃ (ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی، الاٰیۃ۔ ت) میں تمثیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹ ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

وقایۂ اہل السنہ میں مؤذن کو مثل چپراسی دربار حاکم کے کہا ہے۔ اور ترمذی میں ہے کہ

---

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جعفر بن زبیر الشامی دمشق دار الفکر بیروت ۲/ ۵۶۰

[2] القرآن الکریم ۶۲/ ۵ [3] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۲

[4] " ۲/ ۱۷

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے بھی مباشرت اذان فرمائی ہے غرض کہ حضور بھی علی تقریر سے ثابت فرمائیں کہ تمثیلاً اس لفظ سے کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

الجواب

وقایہ اہل السنہ میں حاضری پکارنے کا ذکر ہے جو مسجد میں مؤذن کا کام ہے اور شاہی دربار میں چوبدار اور کچہریوں میں چپراسی کا۔ اس سے مؤذن چپراسی یا چوبدار کے مثل نہیں ہوسکتا، جس عالی شان کا دربار ویسا ہی اس کا خادم، نہ دربار عزت سے کسی دربار کو نسبت ہوسکتی ہے نہ مؤذن سے چوبدار و چپراسی کو، وقایہ میں مؤذن کو چپراسی نہ کہا اور کہا بھی جائے تو اسے یہاں سے علاقہ نہیں، اس خیال کو فوراً فوراً سر سے نکال دیجئے تعظیم شانِ اقدس کے تصور میں ڈوب جائیے آیہ مبارکہ تحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم[1] (تم اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ ت) چپراسی تو اسی حاضری پکارنے پر نوکر ہوتا ہے، یونہی مؤذن اس پر مقرر ہوتا ہے اتفاقاً اگر کسی گواہ یا فریق کو ایک بار حاکم خود آواز دے لے چپراسی نہ ہوجائے گا اور اسے چپراسی کہنا ضرور اس کی توہین ہوگا ——— ولا یغرنکم باللہ الغرور[2] (اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ڈاک خانہ جہت لور، تحصیل نکودر، ضلع جالندھر مسئولہ مولوی چراغ علی شاہ صاحب قادری ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بلا اعتقاد فاعلیۃ بالذات حضرات صوفیہ کرام ومشائخ عظام سے استمداد طلب کرتا ہے مثلاً یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اور یا علی مدد، یا اغثنی یارسول اللہ اور سماع بالمزامیر سنتا ہے اور پیر کو تعظیماً سجدہ کرتا ہے ایسے شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں، ایک مولوی وہابی نجدی نے اس کا نکاح بغیر حلالہ درست کرکے نکاح کردیا، کہتا ہے کہ وہ شخص کافر اور مرتد ہوگیا ہے تین طلاق اس پر نہیں پڑتیں، اب آیا اس کا نکاح بغیر حلالہ درست ہے یا نہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اس کی امامت وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۵

[2] ؎ ؎ ۳۱/ ۳۳ و ۳۵/ ۵

الجواب

انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے استمداد جائز ہے اور مزامیر سننا گناہ، اور سجدۂ تعظیمی حرام مگر کفر نہیں جب تک نیتِ عبادت نہ ہو۔ عالمگیری میں ہے:

من سجد للسلطان علیٰ وجه التحیة لایکفر ولکن یأثم لارتکابه الکبیرة، و ان سجد بنیة العبادة فقد کفر کذا فی جواهر الاخلاطی[1] ملخصًا۔

جس نے کسی حاکم کو بطورِ تعظیم سجدہ کیا وہ کافر نہ ہوگا ہاں گناہ گار ہے کیونکہ اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اگر اس نے سجدہ بطور عبادت کیا تو کافر ہوگا، جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں ہے ملخصًا۔ (ت)

تین طلاقیں بیشک ہوگئیں اور بغیر حلالہ نکاح ہرگز نہیں کرسکتا اگر کرے گا زنا ہوگا، وہابی کا فتویٰ جنون ہے، اگر وہ شخص کافر نہیں تو تین طلاقوں میں کیا شک اور بے حلالہ نکاح کیونکر حلال، اور اگر کافر ہے تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح کیونکر جائز، نہ بے حلالہ ہوسکے گا نہ بعد حلالہ، مگر ہے یہ کہ وہ کافر نہیں، وہابیہ خود کفار ہیں، جیسا کہ حسام الحرمین فتاوائے علمائے کرام حرمین شریفین سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱ از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ سید مشتاق علی صاحب ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پرہیزگار متقی اہل سنت سے کہ اس کی وہابی سے مذہبًا کچھ حجت ہوئی وہابی نے کچھ اعتراض کیا اہل سنت نے جواب دیا کہ تمہارا میرے جنازہ کے ساتھ کلمہ پڑھتے جانا بہتر نہیں ہے اس سے تو ڈھولکی اگر ہو تو بہتر ہے، اس میں اہل سنت مرتکبِ گناہ تو نہیں؟

الجواب

بہت بُرا کیا، بہت بیجا کہا، توبہ لازم ہے، وہابی کا کلمہ پڑھنا اگرچہ بیکار ہے جب تک اسلام نہ لائے مگر ڈھولکی کلمہ سے بہتر نہیں ہوسکتی، پھر بھی یہ تاویل ہے کہ ڈھولکی بجانے والا فاسق ہے اور وہابی مرتد، اور مرتد موردِ لعنت، جنازہ کے ساتھ فاسق کے ہونے سے مرتد کا ہونا لاکھ درجے بدتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۸-۶۹

مسئلہ ۲۲ از پوربندر کھاری مسجد مسئولہ محمد اسمٰعیل خاں ابن محمد اکبر خاں معرفت مولوی غلام محی الدین صاحب راندیری ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت سیدنا محمد المصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو احتلام ہوا ہے اور عمرو کہتا ہے کہ یہ کلمہ کہنا بہت ہی بڑی بے ادبی ہے اور نہیں ہوا ہے تو اس بات کو چھوڑ دے لیکن زید ہر وعظ میں اور ہر جلسہ میں بیٹھ کر اس بات کو دُہراتا ہے اور اس میں فتنہ و فساد بڑھتا چلا جاتا ہے اس درمیان ایک دین دار سخی بہت ہی بھولا اور بہت عالم دوست لیکن بالکل ہی بے علم و بے عقل بلا خلل ایک نامی واعظ بکر کو اور جگہ سے بُلالاتا ہے وہ آکر زید سے مل جاتا ہے اور رات کو وعظ میں سارے عوام کے آگے حضرت کے احتلام ہوا ہے ہاں ہوا ہے احتلام ہی ہُوا ہے حضرت کو احتلام ہوا ہے ، اور زید کی تائید کرتا ہے اور صحیح مسلم شریف اور شرح نووی کو دکھلاتا ہے اور زید کو حق گو اور عمرو کو ناحق جتلاتا ہے لہذا اس مسئلہ کا جواب للہ حق عزوجل و علا و حق الرسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم حق حق لکھ جتادیں اور فریقین کے فساد کو مٹادیں اور عنداللہ اجرِ عظیم پادیں۔

الجواب

فی الواقع حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام احتلام سے پاک و منزہ ہیں،

قال اللہ تعالٰی ان عبادی لیس لك علیہم سلطٰن وکفٰی بربك وکیلا۔[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا : بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔ (ت)

طبرانی ، معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا :

ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان[2]

کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا ، احتلام تو نہیں مگر شیطان کی طرف سے ۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۷ /۶۵

[2] المعجم الکبیر حدیث ۱۱۵۶۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۲۲۵

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے جو مروی ہوا کہ یاجوج ماجوج نطفۂ احتلام سیدنا آدم علیہ السلام سے بنے ہیں، اول کعب ہی سے اس کا ثبوت صحت کو نہ پہنچا اس کا ناقل ثعلبی حاطب لیل ہے کما فی عمدۃ القاری، نووی نے حسبِ عادت ان کا اتباع کیا، پھر کعب صاحبِ اسرائیلیات ہیں ان کی روایت کہ مقرراتِ دین کے خلاف ہو مقبول نہیں ۔ ہاں امام نووی و حافظ عسقلانی نے شروح صحیح مسلم و صحیح بخاری میں اس کی یہ تاویل نقل کی کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر فیضان زیادتِ فضلہ بسبب ابتلائے اوعیہ منع نہیں اور اسے مقرر رکھا **اقول** مگر لفظ شنیع و مکروہ ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حصر کے خلاف کہ احتلام نہیں مگر شیطان کی طرف سے ، ولہذا عامۂ علمائے کرام نے اسے مقبول نہ رکھا، فتح الباری بدء الخلق میں ہے :

هو قول منکر جدا لا اصل له الا من بعض اهل الکتاب[1]

وہ سخت واجب الانکار بات ہے اس کی اصل نہیں مگر بعض اہل کتاب سے۔

امام علامہ بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

حکاه الثعلبی عن کعب الاحبار و حکاه النووی ایضا فی شرح مسلم وغیره ولکن العلماء ضعفوه وقال ابن کثیر وهو جدیر بذلك اذ لادلیل علیه بل هو مخالف لما ذکروا من ان جمیع الناس الیوم من ذریة نوح علیه الصلوۃ والسلام بنص القراٰن (قلت) جاء فی الحدیث ایضا امتناع الاحتلام علی الانبیاء علیهم الصلوۃ والسلام[2]

یعنی اسے ثعلبی نے کعب احبار سے حکایت کیا نیز نووی نے شرح مسلم وغیرہ میں ، مگر علماء نے اسے ضعیف بتایا ، اور امام ابن کثیر نے کہا وُہ تضعیف ہی کے لائق ہے کہ بے دلیل محض ہے بلکہ اس ارشادِ علماء کے مخالف ہے کہ آج بنص قطعی قرآن مجید تمام آدمی ذریت نوح علیہ الصلوۃ والسلام سے ہیں ۔ امام عینی نے فرمایا میں کہتا ہوں نیز حدیث وارد ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر احتلام محال ہے ۔

قال اللہ تعالٰی وجعلنا ذریته

اللہ تعالٰی کا مبارک فرمان ہے : ہم نے نوح ہی

---

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب بدء الخلق مصطفی البابی مصر ۷/ ۱۹۵

[2] عمدۃ القاری " " " ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۵/ ۲۲۲

هم الباقين[1]

کی اولاد باقی رکھی۔

فتح الباری کتاب الفتن میں ہے:

الاول المعتمد والا فاین کانوا حین الطوفان[2]

یاجوج ماجوج کا ذریت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے ہونا معتمد ہے ورنہ طوفان کے وقت وہ کہاں رہے۔

اقول وقد اجبنا عن هذا بجوابين في كتابنا الفيوضات الملكية احدهما ما يدرينا لعل الله خمرها مددا متطاولة حتى خلقهم منها بعد الطوفان[3]

ہم نے اپنی کتاب "الفیوضات الملکیۃ" میں اس کے دو جواب دئے، ایک یہ ہے ہمیں کیا علم شاید اللہ تعالٰی نے اس نطفہ کو طویل مدت تک محفوظ رکھا ہو اور پھر اس سے ان کی تخلیق طوفان کے بعد فرمائی ہو۔ (ت)

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری دونوں محل میں ہے:

وهذا لفظه في بدء الخلق قال ابن كثير وهذا القول غريب جدا ثم لا دليل عليه لا من عقل ولا من نقل ولا يجوز الاعتماد ههنا على ما يحكيه بعض اهل الكتاب لما عندهم من الاحاديث المفتعلة[4]

کتاب بدء الخلق میں ان کے الفاظ یہ ہیں امام عماد نے فرمایا یہ قول سخت غریب ہے۔ پھر اس پر نہ عقل سے دلیل نہ نقل سے، اور یہاں بعض اہل کتاب کی حکایت پر اعتماد حلال نہیں کہ ان کے پاس بہتیری باتیں گھڑی ہوتی ہیں۔

اما ما عزاه الامام النووي في فتاواه لجماهير العلماء انهم من ماء آدم لا من حواء، فاقول لا يثبت الاحتلام، فاولا قد تحصل النطفة بنحو التبطين

امام نووی نے فتاوٰی میں جماہیر علماء کی طرف منسوب کیا کہ یہ نطفہ حضرت آدم کا تھا نہ کہ حضرت حوا کا، تو میں کہتا ہوں اس سے احتلام کہاں ثابت ہوتا ہے اولاً کبھی کبھی نطفہ حالت حیض میں شرمگاہ باہر

۱؎ القرآن الکریم ۳۷/ ۷۷
۲؎ فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الفتن باب یاجوج وماجوج مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۲۱
۳؎ الفیوضات الملکیۃ حاشیۃ الدولۃ المکیۃ مطبع اہل السنۃ والجماعۃ بریلی ص ۷۸
۴؎ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب قصہ یاجوج ماجوج دار الکتاب العربی بیروت ۵/ ۳۳۶

فی المحیض، وثانیا ماکل نطفۃ تقبلھا الرحم، وثالثا ماکل النطفۃ تقبلھا الرحم بل اذا قبلت ربما قبلت جزء منھا ورمت بالباقی وقد ثبت الجواب عن حدیث الطوفان، وقد یکون جوابا ایضا عن الذی ذکر ابن کثیر فان الکلام فی الموجودین اذ ذٰلک لان البقاء فرع الوجود علٰی ان الکلام فی ولد اٰدم قطعا، وھم لیسوا من ولدہ علی الاطلاق وان کانوا من ولدہ لانھم من مائہ وذٰلک لان الولد ما عن صاحبتہ، قال تعالٰی انّٰی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ[1]

پیٹ وغیرہ پر استعمال سے حاصل ہوجاتا ہے ثانیاً ہر نطفہ کو رحم قبول نہیں کرتا ثالثاً رحم ہر نطفہ کے تمام کو قبول نہیں کرتا بلکہ جزء کو قبول کرکے بقیہ کو پھینک دیتا ہے، اور یہ تین جواب حدیث طوفان سے ہیں اور یہ اس کا جواب بھی ہے جو حافظ ابن کثیر نے نقل کیا کیونکہ کلام ان میں ہے جو وہاں موجود تھے کیونکہ بقا وجود کی فرع ہے، علاوہ ازیں گفتگو ان میں ہے جو یقینی طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہوں، اور یہ کامل طور پر ان کی اولاد نہیں اگرچہ ایک لحاظ سے اولاد ہیں کیونکہ ان کے نطفہ سے ہیں اور وہ اس لئے کہ ولد کے لئے بیوی کا ہونا ضروری ہے اللہ تعالٰی کا فرمان ہے کہاں ہے اس کے لئے اولاد حالانکہ اس کے لئے بیوی ہی نہیں۔ (ت)

بالجملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر احتلام منع ہے، اور خود حضور اقدس انور اطیب اطہر صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت اور اس پر جزم اور اس کی تکرار اور اس پر اصرار کہ ہاں ہوا ہاں ہوا، یقیناً حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء جہنم کا سیدھا راستہ، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متواتر حدیث میں ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[2]

جو مجھ پر دانستہ جُھوٹ باندھے وُہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اہل سنت کسی کبیرہ کے ارتکاب کو کفر نہیں کہتے جب تک استحلال وغیرہ مکفرات کے ساتھ نہ ہو، مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء کو امام ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے کفر بتایا ——

---

[1] القرآن الکریم ۶/۱۰۱

[2] صحیح مسلم باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷

خصائص کبریٰ میں ہے:

قال النووی وغیرہ الکذب علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الکبائر ولایکفر فاعلہ علی الصحیح وقول الجمہور وقال الجوینی ھو کفر[1]

امام نووی وغیرہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے البتہ کفر نہیں صحیح اور جمہور کے قول پر، اور امام جوینی نے کہا کہ یہ کفر ہے۔ (ت)

اور درمختار وغیرہ میں ہے:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ (ای تجدید الاسلام اھ شامی) وتجدید النکاح[2]

جہاں باتفاق کفر ہو وہاں عمل ونکاح باطل اور اولاد اولادِ زنا قرار پائے گی، اور جس میں اختلاف ہو وہاں توبہ واستغفار کا حکم کیا جائے گا (یعنی تجدیدِ اسلام کرنا ہوگی اھ شامی) اور تجدیدِ نکاح بھی۔ (ت)

زید وبکر پر فرض ہے کہ توبہ کریں مناسب ہے کہ تجدیدِ اسلام کریں پھر اپنی عورتوں سے نکاح تازہ کریں خصوصًا اس کلمۂ خبیث میں کہ معاذ اللہ پہلوئے توہین وتنقیصِ شان رکھتا ہے، والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳: از کانپور فیل خانہ قدیم مکان مولوی سیّد محمد اشرف صاحب وکیل مسئولہ مولانا سید محمد آصف صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلۂ کونین وکعبۂ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم، بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالٰی فدوی بخیریت ہے ملازمان سامی کی صحتوری مدام بارگاہِ احدیت سے مطلوب، حضور نے جو کارڈ تحریر فرمایا تھا وہ بصد ادب ملازمان حضور کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے اس صحیفہ میں تحریر ہے (کیا یہ مسلمان ہیں یا وہ ان میں کون مسلمان ہے) والسلام مع الاکرام۔

---

[1] خصائص کبریٰ — باب اختصاصہ بان الکذب علیہ لیس کالکذب علی غیرہ — دارالکتب الحدیثیہ مصر ۲/ ۳۲۶
[2] درمختار — باب المرتد — مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹
ردالمحتار — ؍؍ — داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۹

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،

والاحضرت مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولانا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضائلہم،

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ، کارڈ میں بعض افعال کا ذکر ہو یہ کہ فقہاً کفر ہیں جیسے قشقہ لگانا، کافر کی جے پکارنا، کافر کی تعظیم گنا کر ان کے فاعلوں کو کہا ہے کہ یہ مسلمان یا وہ' ان میں کون مسلمان ہے' بلاشبہ جس طرح کفرِ فقہی میں مبتلا ہوئے اور استحلال کریں تو کفر کلامی میں بعینہٖ یہی حالت فقہاً و کلاماً ان افعال و اقوال کے مرتکبین کی ہے، والسلام

مسئلہ ۲۲ از شہر ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر حدیث کی تکرار کر رہے تھے، تکرار کرتے ہوئے اس حدیث تک پہنچے جس میں یہ حکم دیا جو شخص لڑکے لڑکی بالغ کی شادی نہیں کرتا ہے اور لڑکے لڑکی سے کوئی فعل قبیح واقع ہو تو دونوں کے والدین ماخوذ گرفتار عذاب الیم ہوں گے لڑکی لڑکے نہیں' اتفاقاً اس حدیث کے بین السطور میں "زجر" کا لفظ لکھا ہوا تھا جس کے معنی جھڑکنے کے ہیں، زید نے بکر سے کہا کہ والدین ماخوذ نہیں ہوسکتے تو لڑکی لڑکا ہوں گے، دیکھو بین السطور میں زجر کا لفظ لکھا ہوا ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ لڑکی لڑکا ماخوذ ہوگا والدین نہیں، بکر نے کہا کہ بین السطور حاشیہ ہے اس حدیث میں اور حدیث کا حاشیہ سب صحیح نہیں ہوتا ہے، زید نے بکر سے بطور سوال کے پوچھا کہ کیا قرآن کی سب باتیں صحیح ہیں، زید کہنا چاہتا تھا کہ کیا تفسیر کی سب باتیں صحیح ہیں مگر سہواً یہ الفاظ اثنائے تقریر میں نکل پڑے حالانکہ یہ نہ مقصود ہے زید کا، نہ زید اس بات کا مقر ہے کہ معاذ اللہ قرآن مجید فرقان حمید کی سب باتیں صحیح نہیں، ایک قابل مفتی صاحب نے زید پر فتویٰ دیا کہ زید کافر ہوگیا اور اس کو کافر سمجھ کر توبہ کرائی اور کلمہ شریف پڑھوایا، دونوں کے لئے شرع مطہر سے کیا حکم نافذ کیا جائے گا؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اول تو ذکر حدیث میں غلطیاں ہیں، یہ حدیث دو طور پر آئی ایک کلام الٰہی اور دوسری کلام نبوی سے، کلام الٰہی میں تو والدین کا ذکر نہیں بلکہ صرف باپ کا' اور ولد ین کا ذکر نہیں بلکہ صرف دختر کا، اور بلوغ کا ذکر نہیں بلکہ بارہ برس کی عمر کا، اور لڑکی پر گناہ نہ ہونے کا ذکر نہیں بلکہ باپ پر ہونے کا، اور کلام نبوی میں بھی نہ ماں کا ذکر ہے نہ اولاد پر گناہ ہونے کا۔ حدیث اوّل کے لفظ یہ ہیں جسے بیہقی نے شعب الایمان میں امیر المومنین عمر و انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ

11

وسلم نے فرمایا:

مکتوب فی التوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوجہا فاصابت اثما فاثم ذٰلک علیہ[1]

توارت میں مرقوم ہے کہ جس کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ جائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اور لڑکی سے کچھ گناہ صادر ہو تو اس کا گناہ باپ پر ہے۔

حدیث کی سند صحیح ہے۔

اور حدیث دوم کے لفظ یہ ہیں جسے انھیں بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید و ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من ولد لہ ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیزوجہ فان بلغ ولم یزوجہ فاصاب اثما فانما اثمہ علٰی ابیہ[2]

جس کے کوئی بچہ پیدا ہو وہ اس کا نام اچھا رکھے اور اسے اچھا ادب دے، پھر جب وہ بالغ ہو اس کا نکاح کردے، اور اگر وہ بالغ ہوا اور یہ اس کا نکاح نہ کرے اور اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو بات یونہی ہے کہ اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔

اور باپ پر گناہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اولاد پر نہ ہو جب کہ وہ مکلف ہو، خود حدیثوں میں موجود ہے: فاصابت اثما اور فاصاب اثما، اس کی نظیر دوسری حدیث صحیح ہے:

من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بہا الی یوم القیٰمۃ لاینقص ذٰلک من اوزارھم شیئا[3]

جو اسلام میں کوئی بری راہ نکالے اس پر اس کا وبال ہے اور قیامت تک جو اس راہ پر چلیں گے سب کا وبال ہے بغیر اس کے کہ ان کے وبالوں میں سے کچھ کم کرے۔

---

[1] شعب الایمان حدیث ۸۶۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۰۲
کنز العمال ترجمہ ۴۵۴۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۵۷-۴۵۶
[2] شعب الایمان حدیث ۸۶۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۰۱
[3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۷
" کتاب العلم " " ۲/ ۳۴۱
مسند امام احمد حدیث جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۵۷ تا ۳۶۱

زید کی زبان سے جو لفظ نکلا بلا شبہہ کلمۂ کفر ہے اور اس پر تجدید اسلام لازم، اور مفتی کا حکم صحیح ہے المفتی انما یفتی بالظاھر واللّٰہ یعلم السرائر (فتوٰی دینے والا ظاہر کا پابند ہوتا ہے دلوں کے رازوں سے تو اللہ تعالٰی ہی آگاہ ہے۔ ت) واقع میں اگر اس کی زبان بہکی تو عند اللہ کفر نہ ہوا، مگر مفتی بلا دلیل اس دعوٰی کو قبول نہ کرے گا۔ شفا شریف میں ہے:

لایعذر بدعوی زلل اللسان[1] زبان کے بہکنے کا دعوٰی عذر نہیں قرار دیا جاتا۔

واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۵، ۲۶ از ریاست فریدکوٹ مسئولہ علیم الدین فراش کوٹھی بلبیسر گنج ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) حنفی نماز مدلل صٔ اور کواشی اور فتاوٰی بدیع الدین میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم باعمل سے بدزبانی اور فحش کلامی کرے تو کافر ہوجاتا ہے اور اس کی عورت نزدیک امام محمد کے مطلقہ بطلاق بائن ہوجاتی ہے، تو ایسے شخص کو پھر اپنی عورت سے کس طرح نکاح کرنا چاہئے؟

(۲) حدیث میں ہے کہ "بڑھاؤ داڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو" روایت کیا اس کو بخاری نے۔ حضور نے صیغۂ امر سے دونوں حکم فرمائے، اور امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں، اور واجب کا ترک کرنا حرام، پس داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں۔ اس سے زیادہ دوسری حدیث میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: "جو شخص لبیں نہ لے وہ ہم سے نہیں" روایت کیا اس کو احمد و ترمذی و نسائی نے۔ جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب مانتے ہیں بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا دشوار ہے، ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول بنائیں۔ ایک کتاب میں یہ مضمون دیکھا گیا کہ یہ واقعی درست ہے کہ ایسے شخص کو دوبارہ تجدید نکاح کا حکم دیا جائے۔ بیّنوا توجروا۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ترکی ۲/ ۲۲۳

الجواب

(۱) عالم کی توہین اگر بوجہ علمِ دین ہے بلاشبہ کفر ہے کما فی مجمع الانھر (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔ ت) ورنہ اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوفِ کفر ہے کما فی الخلاصۃ ومنح الروض (جیسا کہ خلاصہ اور منح الروض میں ہے۔ ت) ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثلاثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم والامام المقسط۔[1] رواہ ابوالشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر بن عبد اللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کرے گا: مسلمان بوڑھا، صاحبِ علم اور عادل حاکم۔ اسے امام ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں جابر بن عبد اللہ سے اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

جس سے صدورِ کفر ہو وہ توبہ کرے از سرِ نو اسلام لائے، اس کے بعد اگر عورت راضی ہو اس سے نکاح جدید مہر جدید کرے۔

(۲) بلاشبہ داڑھی ایک قبضہ تک رکھنا ہے اور منڈانا حرام، اور لبیں اتنی ترشوانا کر لب بالا سے آگے نہ بڑھیں یہ بھی خصالِ فطرت وسنن مؤکدہ سے ہے، اور داڑھی پر ہنسنا ضرور کفر ہے کہ توہین سنت متوارثہ جمیع انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام ہے وتفصیل المسئلۃ فی کتابنا لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی (اور اس مسئلہ کی تفصیل ہماری کتاب لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی میں ہے۔ ت) بلاشبہ استہزا کرنیوالے پر تجدید اسلام لازم ہے اور اس کے بعد اگر عورت کو رکھنا چاہے تو تجدید نکاح ضرور۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۷: از فیروز پور محلہ پیراں والا مسئولہ عنایت اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن
۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبیوں میں شمار ہیں یا نہیں، بصورتِ اوّل کسی قسم کی توہین ان کی یا کلمہ بے ادبانہ ان کے حق میں کہنا جائز اور بصورتِ ثانیہ جب ان کی خطا معاف کی جاچکی ہے تو ان کی نسبت کلماتِ بے ادبانہ اور ناشائستہ زبان پر لانا درست ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۳۸

الجواب

ان کی نسبت کلماتِ ناشائستہ لانا بہرحال حرام ہے، ایک قول ان کی نبوت کا ہے کما فی شرح الھمزیۃ للامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالٰی (جیسا کہ امام ابن حجر مکی کی شرح ہمزیہ میں ہے۔ت) اور ظاہر قرآن عظیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

قال تعالٰی قولوا اٰمنّا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الٰی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون[1]

اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے: یُوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اُن کی اولاد پر، اور جو عطا کئے گئے موسٰی و عیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم اُن میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔ (ت)

اسباط یہی ابنائے یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام ہیں، اس تقدیر پر تو ان کی توہین کفر ہوگی ورنہ اس قدر میں شک نہیں کہ وہ اولیائے کرام سے ہیں اور جو کچھ ان سے واقع ہُوا اپنے باپ نبی اللہ کے ساتھ محبتِ شدیدہ کی غیرت سے تھا پھر وہ بھی رب العزت نے معاف کردیا، اور یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خود عفو فرمایا،

قال لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الرٰحمین[2]

کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (ت)

اور یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

سوف استغفر لکم ربی انہ ھو الغفور الرحیم[3]

جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)

بہرحال ان کی توہین سخت حرام اور باعثِ غضب ذوالجلال والاکرام ہے، رب عزّوجل نے کوئی کلمہ ان کی مذمت کا نہ فرمایا دوسرے کو کیا حق ہے، مناسب ہے کہ توہین کرنے والا تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۶
[2] " ۱۲/ ۹۲
[3] " ۱۲/ ۹۸

کرے کہ جب ان کی نبوت میں اختلاف ہے اس کے کفر میں اختلاف ہوگا اور کفر اختلافی کا یہی حکم ہے۔
کما فی الدر المختار و رد المحتار وغیرھما (جیسا کہ درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ ت)
واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸ از بغداد شریف ۶ آرمرڈ کاٹینک کور نمبر ۱۹۳۰ مسئولہ علی رضا خاں فرٹ مستری
۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ "تقویۃ الایمان" کا پڑھنا بعض لوگ بُرا بتاتے ہیں اور بعض اچھا کہتے ہیں، بُرا بتانے والے حضور کا حوالہ دیتے ہیں، ہم مشکوک ہیں جواب سے مطلع فرمائیے، بینوا توجروا

الجواب

یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت و بے دینی اور کلماتِ کفر پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے کہ ان سے ایمان نہیں جاتا، اور یہ ایمان زائل کرنے والی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی، وہ جو اس کا پڑھنا اچھا بتاتے ہیں گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں، اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب سل السیوف الھندیۃ اور الکوکبۃ الشھابیۃ اور الاستمداد علی اجیال الارتداد اور کشف ضلال دیوبند یہ وغیرہا انصاف و ایمان کی نگاہ سے دیکھی جائیں مسلمان کا ایمان خود گواہی دے گا کہ وہ مردود کتاب تقویۃ الایمان نہیں تفویت الایمان ہے یعنی ایمان فوت کرنے والی۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

رسالہ

الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ

۱۳۱۲ھ

(امام الوہابیہ کے کفریات کے بارے میں چمکدار ستارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

مسئلہ ۲۹ از بدایوں مرسلہ مولٰنا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری فاروقی سلمہم اللہ تعالٰی ۲۲ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ

بخدمت بابرکت مولٰنا مرجع الفتاوٰی والمفتیین ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اللھم ادم افاضاتھم وافاداتھم (یااللہ! ان کے فیوض وافادات کو دائمی بنا۔ ت) السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے ہیں، جس مسلمان کو مقلد دیکھیں اسے مشرک بتاتے ہیں، دہلی والے اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان وصراط المستقیم و ایضاح الحق و یکروزی و تنویر العینین کو اپنا امام وپیشوا بتاتے، اس کے اقوال کو حق وہدایت جانتے اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں، ہمارے فقہائے کرام وپیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا پر حکم کفر ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ ت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الجواب

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ شاھدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ[1]

---

[1] یہ خطبہ قرآنی آیتوں اور ایمانی ہدایتوں پر مشتمل ہے، تعمیم فائدہ کے لئے اُن آیات اور زبان اردو میں اُن ہدایات کی طرف اشارہ مناسب،

آیت ۱: اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ[1] — بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا۔

کہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ۔ اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہُوا کہ امت کے تمام افعال و اقوال و اعمال و احوال اُن کے سامنے ہوں۔ طبرانی کی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھٰذہٖ[2] — بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ مدظلہ۔

[1] **آیت ۲:** لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ[ع] وَ تُوَقِّرُوْهُ[3] — (یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے اس لئے کہ) تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے والعیاذ باللہ تعالےٰ ۱۲۔

ع قرئ تعززوہ بزائین معجمتین ۱۲ منہ (م) — آیہ کی تعززوہ دو زاء کے ساتھ بھی قراءت ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] القرآن الکریم ۳۳/۴۵ و ۴۸/۸

[2] کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۳۱۹۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۲۰

[3] القرآن الکریم ۴۸/۹

ورسوله وتعزروه وتوقروه بجنانکم ولسانکم؛ فجعل تعظیمه وتوقیره وتعزیره هو الرکن الرکین لدینکم الحق وایمانکم؛ وحرّم علیکم[1] ان ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی او تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض فتحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بخسرانکم؛ وجعل[2] طاعته طاعته وبیعته[3] بیعته فان بایعتم نبیکم فانما فوق ایدیکم ید رحمانکم؛ وقرن[4] اسمه الکریم باسمه العظیم فی الاغناء[5]

عہ۱ آیت ۳: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝[1]

اے ایمان والو! نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روضہ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے۔ اور یہی آیت تلاوت کی ۱۲۔

عہ۲ آیت ۴: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ[2]۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی ۱۲۔

عہ۳ آیت ۵: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ[3]۔

بیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر ۱۲۔

عہ۴ اللہ عزّوجل نے بے شمار امور میں اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا نام پاک اپنے نام اقدس سے ملایا کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر بھی شامل فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا تھا اُن کے ساتھ اپنے ذکر والا سے اعزاز بڑھایا، آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں ۱۲ منہ مدظلہ۔

عہ۵ آیت ۶: اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ[4]۔

انھیں دولتمند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے ۱۲۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۲
[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰
[3] " ۴۸/ ۱۰
[4] " ۹/ ۷۴

والایتاء[1] ورجاء العطاء والتقدیم[2] والقضاء[3] والمحادة[4] والارضاء[5]

---

[1] آیت ۷: وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ[1]۔

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اُس پر جو انھیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ۱۲۔

[2] آیت ۸: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[2]۔

اے ایمان والو! اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو ۱۲۔

[3] آیت ۹: مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا[3]۔

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ و رسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرا دیں تو انھیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر ۱۲۔

[4] آیت ۱۰: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ[4]۔

تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالف سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں ۱۲۔

[5] آیت ۱۱: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ[5]۔

اللہ و رسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انھیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انھیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ و رسول سے تو اس کیلئے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے ۱۲۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۵۹ — [2] القرآن الکریم ۴۹/ ۱
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۶ — [4] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲
[5] القرآن الکریم ۹/ ۶۲ و ۶۳

والنصح[ع۱] والایذآء فی قرانکم ؁ ورفع شانہ وعظم مکانہ فمیز امرہ عن امور من عداہ فماکان لیوزن بمیزانکم ؁ اتجعلون[ع۲] الحصی کالدرر والدم کالمسک ام تجعلون العصف کریحانکم ؁ فقد ھداکم ربکم ان لاتجعلوا[ع۳] دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً[ع۴] من اب اومولی اوسلطانکم ؁ وقال الذین ارسلوا السنتہم فی شانہ العظیم

ع۱ آیت ۱۲: اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[۱]۔ — جب خلوص رکھیں اللہ و رسول کے ساتھ۔

ع۲ آیت ۱۳: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا[۲]۔ — بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ و رسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دُنیا و آخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ذلت کی مار۔

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے، اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے، مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔

ع۳ یعنی جب تم خود کنکر کو موتی، خون کو مُشک، بھُس کو پھُول کی طرح نہیں سمجھتے تو رسول کے معاملہ کا اوروں پر کیا قیاس کرتے ہو، یہاں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی جب ان کے ابنِ مکرم حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علی احداً[۴]۔ — مجھے کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی کو مجھ سے نسبت دو۔

تو خود حضورِ اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے واللہ اکبر ۱۲۔

ع۴ یہ آیت ۴ ہے کہ رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اب ایک دوسرے میں باپ اور مولا اور بادشاہ سب آگئے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں نام پاک لے کر ندا کرنا حرام ہے، اگر روایت میں مثلاً یا محمد آیا ہو تو اس کی جگہ بھی یارسول اللہ کہے، اس مسئلہ کا بیانِ عظیم الشان فقیر کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں دیکھئے ۱۲ منہ۔

---

۱ القرآن الکریم ۶۳/۲۴
۲ " ۹۱/۹
۳ " ۵۷/۳۳
۴ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار (اردو) مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۷۷

أبِاللّٰہ و اٰیٰتہ و رسولہ کنتم تستھزءُون[1] ○ لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم[2]۔

عہ[1] یہ آیت ۱۵ ہے غزوۂ تبوک کو جاتے وقت منافقوں نے تخلیہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف شان کچھ کہا، جب سوال ہوا تو عذر کرنے لگے اور بولے ہم تو یونہی آپس میں ہنستے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل اباللّٰہ و اٰیٰتہ و رسولہ الآیۃ[3] اے نبی! ان سے فرمادے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان لاکر۔

اقول اس آیت کے تین فائدے حاصل ہوئے:

اوّل یہ کہ جو رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہوجاتا ہے اگرچہ کیسا ہی کلمہ پڑھتا اور ایمان کا دعوٰی رکھتا ہو، کلمہ گوئی اسے ہرگز کفر سے نہ بچائے گی۔

دوم یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں، محض خبط اور نری جھوٹی بات ہے، جس طرح کفر دل سے متعلق ہے یونہی ایمان بھی۔ زبان سے کلمہ پڑھنے پر مسلمان کیسے کہا یونہی زبان سے گستاخی کرنے پر کافر کہا جائے گا، اور عیب بغیر اکراہِ شرعی کے ہے واللہ کے نزدیک بھی کافر ہوجائے گا اگرچہ دل میں اس گستاخی کا معتقد نہ ہو کہ بے اعتقاد کہنا ہزل و تمسخر ہے، اور اسی پر رب العزت فرماچکا کہ تم کافر ہوگئے اپنے ایمان کے بعد۔ اس کی تحقیق ہمارے رسالہ البارقۃ اللمعاعلی سامد نطق بالکفر طوعا (۱۳۰۴ھ) میں ہے۔

سوم کھلے ہوئے لفظوں میں عذرِ تاویل مسموع نہیں، آیت فرما چکی کہ حیلہ نہ گھڑو تم کافر ہوگئے۔

تنبیہ: یہاں اللہ عزوجل نے انھیں کلماتِ گستاخی کو وجہ کفر بتایا اور ان کے مقابل کلمہ گوئی و عذرجوئی کو مردود ٹھہرایا یہاں ان کے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ قد کفرتم بعد ایمانکم فرمایا ہے تم مسلمان ہوکر کافر ہوگئے، نہ کہ قد کنتم کافرین تم پہلے ہی سے کافر تھے۔ یہ فائدے خوب یاد رکھنے کے ہیں وباللہ التوفیق ۱۲ منہ مدظلہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/۶۵

[2] " ۹/۶۶

[3] " ۹/۶۵

فیاایھا المنافقون[1] المرتدۃ الفاسقون الزاعم کبیرکم ان مدح[2] الرسول کمدح بعضکم بعضا بل اقل منہ فی حسبانکم قد بدت[3] البغضاء من افواھکم وما تخفی صدورکم اکبر واللہ مخرج اضغانکم ⁂

عہ۱ نفاق دو قسم ہے: عقدی[1] وعملی[2]۔ نفاق عملی کے بیان میں فقیر نے ایک رسالہ حافلہ مسمّٰی بہ ابناء الحذاق بمسالک النفاق (۱۳۰۹ھ) لکھا اور آیات واحادیث کثیرہ وغزیرہ سے اس کے وجوہ وصور کو ظاہر کیا جو اس رسالہ کے غیر میں مجموعانہ ملیں گی وہاں سے ان حضرات کے نفاق کا ثبوت لیجئے ۱۲ منہ۔

عہ۲ اللہ تو فرمائے رسول کے حضور چلّا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو، اللہ فرمائے رسول کا پکارنا ایک دوسرے کا سا پکارنا نہ ٹھہرالو، تقویۃ الایمان والا کہے رسول کی ایسی ہی تعریف کرو جیسی باھم ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو، انا للہ وانا الیہ راجعون ۝

عہ۳ قال اللہ تعالٰی:

قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون[3] ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتٰب کلہ واذا لقوکم قالوا اٰمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ۝

ظاہر ہو چکی ہے دشمنی ان کی باتوں سے اور وہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے اس سے بھی زیادہ ہے، ہم نے صاف بیان فرمادیں تمہارے لئے نشانیاں اگر تمہیں سمجھ ہو، دیکھو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصے میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں تو فرمادے مرجاؤ گھٹ کر خدا خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

اقول اس آیت سے بھی دو فائدے ملے:

ایک یہ کہ دل کے بخار کے ساتھ زبانی اقرار کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں۔

دوسرے یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہوجاتا ہے ۱۲ منہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] 〃 ۳/ ۱۱۹

استحوذ علیکم الشیطٰن فانساکم ذکر اللہ[1] وتعظیم الرسول وقد نطق القراٰن بحذلانکم، زاد فلکم الشیطٰن نقطا من شینه وتاء کم التدویر من دائرۃ نونه فاراکم تقویۃ الایمان فی تفویت ایمانکم، ماکان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب[2] وما اللہ بغافل عن کفرانکم، فلاورب محمد لاتؤمنون[2] حتی یکون احب الیکم من والدکم وولدکم والناس اجمعین والروح الذی بین جسمانکم، صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیه و اٰله الکرام وصحبه العظام وخادمی سنة القیام برد زیغکم وطغیانکم، و رزقنا حبه الصادق فی غایة الاعظام وادامة ذکرہ الیٰ یوم القیام، وان کان فیه رغم انوفکم واسخان اعیانکم، اٰمین یا ارحم الراحمین، والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد واٰله واصحابه اجمعین.

عــہ قال اللہ تعالٰے :

استحوذ علیهم الشیطٰن فانساهم ذکر اللہ اولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن هم الخٰسرون[1] — غالب آگیا اُن پر شیطان سو بُھلا دی اُن کو خدا کی یاد، وہ شیطان کے گروہ ہیں، سن لو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔

علمائے مدینہ طیبہ نے وہابیہ کے حق میں یہی آیت لکھی اور خود حدیث صحیح بخاری سے ان کا قرن الشیطان ہونا ثابت ہے ۱۲ منہ۔

عــہ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن نسائی و ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین[3] — تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سارے جہان سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اللهم بحبه لك وحبك اجعل حبه احب الینا من حب الظمآن للماء البارد ومن حبنا انفسنا یا ارحم الراحمین، اٰمین ۱۲ منہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/۱۹ — [2] القرآن الکریم ۳/۱۷۹

[3] صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶

صحیح مسلم 〃 باب وجوب محبة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم 〃 〃 ۱/۴۹

ترجمہ خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنا رسول بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا ہُوا، تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، اور تم اس کی تعظیم اور توقیر اپنے دل اور زبان سے بجالاؤ، تو اللہ تعالےٰ نے ان کی تعظیم و توقیر اور اعزاز کو تمھارے ایمان اور دینِ حق کا مضبوط رکن بنایا، اور تم پر حرام کیا ہے کہ تم اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرو یا تم اُن کے حضور اس طرح چلا کر بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہیں تمھارے اعمال اکارت نہ ہوجائیں اور تمھیں اپنے خسارے کی خبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طاعت کو اپنی طاعت اور اُن کی بیعت کو اپنی بیعت بنایا تو اگر تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کرو تو تمھارے ہاتھ پر رحمان کا ہاتھ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمِ کریم کے ساتھ ان کا اسمِ پاک ملایا غنی کرنے، عطا کرنے، عطا کی اُمید کرنے، آگے ہونے، فیصلہ کرنے، مخالف ہونے، راضی ہونے اور خلوص و ایذا میں تمھارے قرآن پاک میں' اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان بلند فرمائی اور ان کی عظمت مکانی فرمائی، تو یُوں اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملے کو ان کے ماسوا سے ممتاز فرمایا، تو ان کی شان تمھارے ترازو سے ماورا ہے، کیا تم کنکر کو موتی یا خُون کو مُشک یا بُھس کو پھُول قرار دو گے' تو بیشک تمھارے رب نے تمھیں راہنمائی دی ہے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو خواہ تمھارا باپ ہو یا آقا ہو یا بادشاہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں جو زبان درازی ان کی شان میں کرتے ہیں' فرمایا کیا تم اللہ تعالےٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو اپنے ایمان کے بعد، اے سرکش منافقو، فاسقو! تمھارے بڑے نے خیال ظاہر کیا کہ رسول اللہ کی مدح تمھاری آپس میں ایک دوسرے کی مدح کے مساوی بلکہ اس سے بھی کم ہے یہ تمھارے خیال میں ہے جبکہ بغض تمھارے مُنہ سے ظاہر ہوگیا ہے اور جو تمھارے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی خطرناک ہے اور اللہ تعالےٰ تمھارے حسد کو ظاہر فرمانے والا ہے، تم پر شیطان غالب آگیا ہے اس نے تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بھلادی ہے اور بلاشک قرآن نے تمھاری رسوائی بیان فرمادی پس شیطان نے تمھاری فا۔ پر اپنے شین کے نقطوں میں ایک نقطہ بڑھا دیا اور تمھاری تا۔ر کا دائرہ اپنے نون کے دائرہ سے بڑھا دیا تو شیطان نے تمھیں ایمان کے ضائع کرنے میں ایمان کی تقویت دکھائی، مومنوں کو اللہ تعالیٰ اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم اب ہو جب تک خبیث کو طیب سے جُدا نہ کردے اور اللہ تعالےٰ تمھارے کفر سے غافل نہیں۔ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے رب کی قسم تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک وُہ تمھارے والد، اولاد، تمام لوگوں اور تمھاری رُوحوں سے زیادہ تمھیں محبوب نہ ہوں، صلے اللہ تعالےٰ وبارک وسلم علیہ

وعلیٰ آلہ الکرام وصحابتہ العظام اور ساتھ ہی تمھاری سرکشی اور غلط روی کے رد کرنے کی سنّت پر قائم خدام پر سلام و برکات ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہمیں انتہائی تعظیم کے ساتھ آپ کی سچی محبت اور قیامت تک آپ کا دائمی ذکر عطا فرمائے اگرچہ اس میں تمھاری ناکیں آلود اور تمھاری آنکھیں بیمار ہوں، آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ [ترجمہ خطبہ ختم ہوا، یہاں سے جواب شروع ہے]

بلاشبہہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسبِ تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحابِ فتاوٰی اکابر و اعلام رحمہم اللہ الملک المنعام ان پر حکمِ کفر ثابت و قائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس حکم کا نافی اور ان کو نافع نہیں ہوسکتا آدمی فقط زبان سے کلمہ پڑھنے یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا جبکہ اس کا قول یا فعل اس کے دعوے کا مکذب ہوگیا، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کلمہ پڑھے بلکہ نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی ادا کرے بایں ہمہ خدا اور رسول کی باتیں جھٹلائے یا خدا اور رسول و قرآن کی جناب میں گستاخیاں کرے یا زنّار باندھے، بُت کے لئے سجدے میں گرے تو وہ مسلمان قرار پاسکتا یا عادت کے طور پر وہ کلمہ پڑھنا اُس کے کام آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم ابھی حاشیۂ خطبہ میں یہ مضمون آیاتِ قرآنیہ سے ثابت کرچکے۔ درمختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۸:

لواتی بھما علیٰ وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یتبرأ[۱] — اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کُفری بات سے توبہ نہ کرے۔

اُن کے مذہبی عقیدوں اور اُن کے پیشوائے مذہب کی کتابوں میں بکثرت کلماتِ کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو دفتر درکار، اور اُن کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ معاذ اللہ کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیروؤں کے کھُلم کھُلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے، میں پہلے ان کا وہ اقراری کفر نقل کروں پھر بطور نمونہ صرف نشتر کفریات ان کے اور لکھوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختمِ دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات و عزّٰی کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یُوں ہوگی کہ اللہ تعالےٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دُنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وُہ اٹھالیا جائے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بُتوں کی پُوجا بدستور جاری ہوجائے گی۔[۲]

تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۴۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اس کا

[۱] درمختار — باب المرتد — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۳۵۶

[۲] مشکوٰۃ المصابیح — باب لاتقوم الساعۃ الاعلیٰ شرار الناس — مطبع مجتبائی دہلی — نصف ثانی ص ۴۸۱

ترجمہ کیا کہ:

"پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی، سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان، سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔"[1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بھی صراحۃً ارشاد فرمادیا تھا کہ "وہ ہوا خروجِ دجال لعین و نزولِ عیسٰی مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد آئے گی۔"[2] تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ لفظ بھی خود ہی نقل کئے اور اس کا ترجمہ کیا صـ۴۵ :

"نکلے گا دجال، سو بھیجے گا اللہ عیسٰی بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو، پھر تباہ کر دے گا اس کو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی اس کو۔"[3]

بایں ہمہ حدیث مذکور لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا:

"سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔"[4]

اب نہ خروجِ دجال کی حاجت رہی نہ نزولِ مسیح کی ضرورت بلکہ ان کے نصیبوں کے لئے وہ ہوا ابھی چل گئی، تمام مسلمانوں کے کافر مشرک بنانے کے لئے ختمِ دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے زمانۂ موجودہ پر جمادی، اور کچھ پروا نہ کی کہ جب یہ وہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث نے خبر دی اور وہ ہوا چل چکی اور جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان تھا مر گیا اب تمام دنیا میں نرے کافر ہی کافر رہ گئے ہیں تو یہ شخص خود اور اس کے سارے پیرو کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں، یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر پکے بت پرست ہیں، یہ خود ان کا اقراری کفر تھا، اب گنئے کہ علمائے کرام فقہائے عظام کی صریح تصریحوں سے ان پر کتنی وجہ سے کفر لازم:

کفریہ ۱: یہی اقرارِ کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے۔ نوازل فقیہ ابو اللیث، پھر خلاصہ، پھر تکملہ لسان الحکام مطبوعہ مصر صـ۵ : رجل قال انا ملحد یکفر[5] جو اپنے الحاد کا اقرار کرے وہ کافر ہے۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۰

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۸۱

[3] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۱

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۰

[5] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس خامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/۳۸۷

12
12

اشباہ فن ثانی کتاب السیر باب الردۃ :

قیل لہا انت کافرۃ فقالت انا کافرۃ کفرت[1] — کسی نے کہا تو کافرہ ہے، کہا میں کافرہ ہوں، وہ کافرہ ہوگئی۔

فتاوٰی عالمگیری مطبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص ۲۷۹ :

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انہ کفر لایعذر بھذا[2] — ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہوجائے گا اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہوگا تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔

کفریہ ۲ : اسی قول میں تمام اُمت کو کافر ماننا، یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳ :

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ[3] — جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام اُمت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔

کفریہ ۳ : تقویۃ الایمان ص ۲۰ :

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے"[4]۔

یہاں اللہ سبحٰنہ کے علم کو لازم وضروری جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرلے چاہے جاہل رہے، یہ صریح کلمۂ کفر ہے۔ عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۸ :

یکفر اذا وصف اللہ تعالٰی بما لایلیق بہ اونسبہ الی الجہل او العجز او النقص اھ[5] — جو شخص اللہ تعالٰی کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

بحرالرائق مطبع مصر ج ۵ ص ۱۲۹، بزازیہ مطبع مصر ج ۳ ص ۳۲۳، جامع الفصولین

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۹۹

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۷۹

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۷۱

[4] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۴

[5] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۸

مطبع مصر ج ۲ ص ۲۹۸ :

لو وصف اللّٰہ تعالٰی بما لایلیق بہ کفر [1] — اگر اللہ تعالٰی کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں کافر ہوگیا۔

کفریہ ۴ : "جب چاہے دریافت کرلے" کا صاف یہ مطلب کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں ہاں اختیار [عہ] ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے تو علمِ الٰہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کلمۂ کفر ہے۔ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲ :

لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التتارخانیۃ اھ ملخصًا [2]۔ — جو علمِ خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے اھ ملخصًا۔

کفریہ ۵ : ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ص ۳۵ و ۳۶ :

تنزیہ او تعالٰے از زمان و مکان وجہۃ و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات (الٰی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ مے شمارد [3] اھ ملخصًا۔ — اللہ تعالٰے کو زمان و مکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت و کیف ثابت کرنا (آگے یوں کہا) یہ تمام امور از قبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے اھ ملخصًا (ت)

اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالٰے کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلاکیف ماننا بدعت و ضلالت ہے اس میں اس نے تمام ائمہ کرام و پیشوایانِ مذہبِ اسلام کو بدعتی و گمراہ بتایا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں :

عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالٰے را مکان نیست و اُو را جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمینست مذہب اہل سنت وجماعت [4]۔ — تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے لئے مکان اور فوق و تحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے (ت)

عہ اس کے متعلق شرح عقائد و فقہ اکبر و شرح فقہ اکبر کی عبارات کفریہ ۱۰ کے رد میں دیکھئے ۱۲ منہ

---

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۲/ ۲۹۸

[2] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۲

[3] ایضاح الحق (مترجم اردو) فائدہ اول پہلا مسئلہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۷۷ و ۷۸

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در الٰہیات سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۱

بحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹:

یکفر باثبات المکان ﷲ تعالٰی[1]

اللہ تعالٰی کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

فتاوٰی قاضی خاں فخر المطابع ج ۴ ص ۴۳:

رجل قال خدائے برآسماں میداند کہ من چیزے ندارم یکون کفرا لان اﷲ تعالٰی منزہ عن المکان[2]

کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں، کافر ہوگیا، اس لئے کہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے۔

خلاصہ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲:

لوقال نردبان بنہ وبرآسماں برآئے وباخدائے جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکان ﷲ تعالٰی[3]

اگر کوئی یُوں کہے کہ سیڑھی لگاؤ اور آسمان پر جاکر خدا سے جنگ کرو، تو کافر ہوجائے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالٰی کے لئے مکان مانا۔ (ت)

کفریہ ۶: رسالہ یکروزی مطبع فاروقی ص ۱۴۴:

بعد اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست[4]

خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تعالٰی اُسے بُھلادے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم مثل ثابت کرنا ہرگز نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب نہیں، اور قرآن پاک کے نازل کرنے کے بعد اس کا سلب ہوجانا ممکن ہے (ت)

اہلِ حق نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں حضور کا شریک وہمسر محال ہے، اور بعض علماء اس پر دلیل لائے تھے کہ اللہ عزّوجل نے حضور اقدس صلے اللہ

---

[1] بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/۱۲۰
فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۹
[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب السیر باب مایکون کفرا من المسلم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/۸۸۴
[3] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/۳۸۴
[4] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اگر حضور کا مثل بمعنی مذکور ممکن ہو تو معاذ اللہ کذبِ الٰہی لازم آئے، اس کے جواب میں شخص مذکور نے وہ کفری بول بولا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نص کی تکذیب ہوگی، یہاں صاف اقرار کردیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہوجانے میں تو حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اُس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کردے تو تکذیب کہاں سے آئیگی کہ اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں جو جھوٹ ہوجانا بتائے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب اُن کی مت ماردی پھر پروا کیا تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا ۔ ظالموں کی باتوں سے اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے۔ (ت)

شفا شریف ص ۳۶۱ :

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و نبوۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعہا فہو کافر باجماع[1]

جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو با ایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اُن باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر مرتد نہ ہوگا، اس مسئلے میں شخص مذکور اور اس کے کاسہ لیسوں کے اقوال سخت ہولناک وبیباک وناپاک ہیں جن کی تفصیل وتشریح اور اُن کے رَدِّ بلیغ کی تنقیح ہماری کتاب سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) سے روشن۔

کفریہ ۷ : یکروزی صـ۱۴۵ :

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد ہٗ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد۔[2]

اللہ تعالیٰ کے لئے مذکور کذب کو ہم محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ خبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زاید ہوجائے (ت)

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ہو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۹

[2] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کرسکتا ہے وُہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل۔ لہذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے خارج۔

کفریہ ۸ : یکروزی ص ۱۴۵ :

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحنہ میشمارند واو راجل شانہ بآں مدح می کنند برخلاف اخرس و جماد وصفت کمال ہمیں ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نماید ہماں شخص ممدوح می گردد بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ یا ہر گاہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب نماید آواز بند گردد یا کسے دہن او را بند نماید ایں اشخاص نزد عقلا قابلِ مدح نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعا عن عیب الکذب و تنزہًا عن التلوث بہ از صفات مدح ست[1] اھ ملخصًا۔

عدمِ کذب کو اللہ تعالیٰ کے لئے کمالات میں سے شمار کرتے ہیں اور عدمِ کذب کو گونگے اور جماد کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کی مدح بتاتے ہیں، اور جبکہ صفتِ کمال یہ ہے کہ کسی شخص کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہو تو وہ مصلحت اور حکمت کی بنا پر جھوٹی بات کہنے سے گریز کرے تو ایسا شخص مدح کا مستحق ہوتا ہے، اس کے برخلاف کوئی ایسا شخص کہ اس کی زبان ناکارہ ہو یا جب وُہ جھوٹی بات کہنے کا ارادہ کرے تو اس کی آواز بند ہوجائے، یا دُوسرا کوئی اس وقت اس کا مُنہ بند کردے تو ایسے لوگ عقلاء کے ہاں مدح کے قابل نہیں ہوتے، غرضیکہ جھوٹ کے عیب سے بچنا اور اپنے آپ کو جھوٹ میں ملوث نہ کرنا مدح کی صفات میں سے ہے اھ ملخصًا (ت)

اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزّوجل کا جھُوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں کہ گونگے کا بولنا ہرگز نہ محال بالذات، نہ ممتنع بالغیر، نہ ممتنع عقلی، نہ محال شرعی، صرف محال عادی ہے۔ اور وہ تصریح کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا جھُوٹ بولنا ایسا بھی نہیں جیسے گونگے کا بولنا کہ اللہ تعالیٰ کی تو اس سے مدح کرتے ہیں اور گونگے کی نہیں، تو ضرور ہُوا کہ کذبِ الٰہی محال عادی بھی نہ ہو یہ صریح کفر ہے اور اس میں ایمان و دین و شرائع سب کا ابطال کہ جب خدا پر جھُوٹ ہر طرح روا ہے تو اس کی کسی بات پر اطمینان کیا ہے۔

کفریہ ۹ : اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالےٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحۃً ترفع کے لئے

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸-۱۷

اس سے بچتا ہے یہ صراحۃً اللہ عزوجل کو قابل ہرگونہ نقص وعیب وآلودگی ماننا ہے کہ یہ بھی مثل کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیرہ ہے۔ عالمگیری قول مذکور در کفریہ ۳، اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ۱۲۹۲ھ ص ۱۵:

من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر[1]	جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جائے۔

کفریہ ۱۰: اسی قول میں صدقِ الٰہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیاری مانا کہ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو اختیار کیا ہے جس طرح کفریہ ۳ میں صفت علم غیب کو صراحۃً اختیاری کہا تھا اور جو چیز اختیاری ہو ضرور حادث ونوپیدا ہوگی۔ شرح عقائد النسفی طبع قدیم ص ۲۲:

الصادر عن الشیئ بالقصد و الاختیار یکون حادثا بالضرورۃ[2]	جو کسی سے اس کے قصد واختیار سے صادر ہو وہ بالبداہۃ حادث ہوگا۔

اور صفاتِ الٰہی کو حادث ٹھہرانا کلمۂ کفر ہے۔

فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ وشرح فقہ اکبر ملّا علی قاری مطبع حنفی ۱۲۶۹ھ ص ۲۹:

صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ اووقف فیھا اوشک فیھا فھو کافر باللہ تعالٰی[3]	اللہ تعالٰی کی سب صفتیں ازلی ہیں، نہ وہ نوپیدا ہیں نہ مخلوق، تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

کفر ۱۱ تا ۱۹: اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہوسکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے سونا[11]، اونگھنا[12]، بہکنا[13]، بھولنا[14]، جورو[15]، بیٹا[16]، بندوں سے ڈرنا[17]، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کرلینا[18]، ذلت وخواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا[19] وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے **آیت** لاتاخذہ سنۃ ولا نوم[4] نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ **آیت** لا یضل ربی

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ　الباب التاسع فی احکام المرتدین　نورانی کتب خانہ پشاور　۲/۲۵۸

اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ　مکتبۃ دار الشفقت استنبول ترکی　ص ۳۵۱

[2] شرح العقائد النسفیہ　دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان　ص ۲۳

[3] الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر　الباری جل شانہ موصوف فی الازل الخ　مصطفی البابی مصر　ص ۲۵

[4] القرآن الکریم　۲/۲۵۵

ولاینسی[1] نہ میرا رب بہکے نہ بھولے۔ آیت ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا[2] اللہ نے نہ کسی کو اپنی جورو بنایا نہ بیٹا۔ آیت ولایخاف عقبٰھا[3] اللہ کو ثمود کے پیچھا کرنے کا خوف نہیں آیت لم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل[4] نہ کوئی بادشاہی میں اس کا ساجھی نہ کوئی دباؤ کے سبب اُس کا حمایتی۔ یہ سب صریح کفر ہیں۔

کفریہ ۲۰ و ۲۱ : صراطِ مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵ :

نسبت پیر خود تا اینکہ روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع بدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد[5]۔

اپنے پیر کی نسبت یہاں تک کہ ایک روز ان کا دایاں ہاتھ اللہ نے اپنے خاص دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی بلند و بالا چیز کو ان کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ تجھے میں نے یہ چیز دے دی اور مزید چیزیں دُوں گا۔ (ت)

ص ۱۲ :

مکالمہ و مسامرہ بدست مے آید[6] (مکالمہ اور گفتگو حاصل ہوگی۔ ت)

ص ۱۴۳ :

گاہے کلام حقیقی ہم مے شود[7] (اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتی ہے۔ ت)

شفاء شریف ص ۳۶۰ :

من اعترف بالٰھیۃ اللہ تعالٰی و وحدانیتہ و لکنہ ادعی لہ ولدا او صاحبۃ فذٰلک کفر باجماع المسلمین وکذٰلک من ادعی مجالسۃ

جو اللہ تعالٰی کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لئے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع مسلمین کافر ہے اسی طرح جو اللہ تعالٰی کے ساتھ ہمنشینی

عـــہ یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بتانا ہے ۱۲ سل السیوف

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵۲ [2] القرآن الکریم ۷۲/ ۳

[3] " " ۹۱/ ۱۵ [4] " " ۱۷/ ۱۱۱

[5] صراطِ مستقیم باب چہارم خاتمہ در بیان پارہ از واردات الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۴

[6] " ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب عشقی " " " ص ۱۲

[7] " باب سوم فصل چہارم تکملہ در بیان سلوک " " " ص ۱۴۳

اللہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمتہ[1] اھ ملخصًا۔

اس تک صعود اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو۔

ص ۳۶۲ :

وکذٰلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة او انه یصعد الی السماء و یدخل الجنة ویاکل من ثمارها ویعانق الحور العین فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[2]

اسی طرح جھوٹا متصوف دعوٰی کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے وحی کرتا ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو، یا یہ کہ وہ آسمان تک چڑھتا ہے جنت میں جاتا اس کے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔

حُوروں سے اس معانقہ کے دعوے پر تو یہ حکم ہے خود رب العزت سے ہاتھ ملا کر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۹۹ :

درحین بعثت بلکہ درحین مناجات ومکالمہ کہ اعلائے مراتب قرب بشری باجناب خداوندی ست[3]

نبی کی بعثت کے وقت بلکہ مکالمہ اور مناجات کے وقت جو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بشری قُرب کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ (ت)

اس ترقی سے صاف ظاہر کہ مکالمہ کا مرتبہ نفس نبوت سے خاص تر ہے تو دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعوٰی صراحۃً اس کی نبوت کا دعوٰی ہے۔ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مطبع کلکتہ ۱۲۴۹ھ ص ۴۲۳ زیر قولہ تعالےٰ وقال الذین لایعلمون لولا یکلمنا اللہ :

منشائے ایں گفتگوے ایشاں جہل ست زیراکہ نمی فہمند کہ رتبہ ہمکلامی باخدائے عزوجل بس بلند ست ہنوز بہ پایہ اولیں آں کہ ایمان ست نرسیدہ اند وآں رتبہ مختص ست بملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیر ایشاں را ہرگز میسر نمی شود پس فرمائش ہمکلامی باخدا گویا فرمائش آنست کہ تا ہمہ را پیغمبراں

ان کی اس گفتگو کا منشاء جہالت ہے کیونکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہم کلامی کا رتبہ بہت بلند ہے یہ لوگ ابھی ایمان کی ابتداء کو نہیں پہنچے حالانکہ وہ رتبہ ہمکلامی فرشتوں اور انبیاء کو ہی حاصل ہے کسی دوسرے کو ہرگز میسر نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی فرمائش کرنا گویا کہ یہ فرمائش ہے کہ وہ

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/ ۲۶۸

[2] " " " " " " " " " ۲/ ۲۷۱۔۲۷۰

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۴

یا فرشتہا سازد[1]
سب کو پیغمبر یا فرشتے بنا دے (ت)

شرح عقائد جلالی مطبع مصر ص ۱۰۶، اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے، فرمایا:

المکالمۃ شفاھا منصب النبوۃ بل اعلی مراتبھا وفیه مخالفۃ لما ھو من ضروریات الدین وھو انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم خاتم النبیین علیه افضل صلوۃ المصلین[2]۔

اللہ عزوجل سے کلامِ حقیقی منصبِ نبوت بلکہ اُس کے مراتب میں اعلٰی مرتبہ ہے تو اس کے دعوے کرنے میں بعض ضروریاتِ دین یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

کفریہ ۲۲: صراطِ مستقیم ص ۱۲:

از جملہ آں شدت تعلق قلب ست بمرشد خود استقلالاً یعنی نہ بآں ملاحظہ کہ ایں شخص کہ ناو دان فیض حضرت حق و واسطۂ ہدایت اوست بلکہ بحیثیتیکہ متعلق عشق ہماں می گردد چنانکہ یکے از اکابر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل وعلا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا با او التفات درکار نیست[3]۔

ان میں سے ایک یہ کہ اپنے مرشد سے شدید قلبی مستقل تعلق یعنی یہ لحاظ نہ ہو کہ یہ مرشد اللہ تعالٰی کے فیض کا ذریعہ اور اس کی ہدایت کے لئے واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ عشق کا تعلق صرف اسی سے ہو چنانچہ اس طریقت کے ایک بڑے نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالٰی مجھ پر میرے مرشد کے لباس وشکل کے بغیر تجلی فرمائے تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں ہے (ت)

شخص مذکور کے پیروؤں سے استفسار ہے کہ اپنے اصول پر اس کلمہ کا حکم بتائیں یا خود اسی سے پوچھیں کہ وہ ہمیشہ ایک جگہ ایک بات کہتے دوسری جگہ آپ ہی اس کو کفر وضلالت بنا دینے کا عادی ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۵۶:

"اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے پھر کیا کہئے

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) سورہ بقرہ، تحت آیۃ ۲/۱۱۸ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲۷
[2] الدوانی علی العقائد العضدیۃ بحث توبہ سے قبل " " " ص ۱۰۶
[3] صراطِ مستقیم ہدایت ثالثہ افادہ ۲ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۱۱

ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر
کیا بڑھ بڑھ کر باتیں مارتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو
تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں، اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے ؎

بے ادب محروم گشت از فضلِ رب[1]" ملخصاً

میں کہتا ہوں ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہونا تو بھائی بندی یا آشنائی کا سا علاقہ نہیں ؎

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کفریہ ۲۳: تقویۃ الایمان ص ۱۴:
"جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اُس کے سوا کسی کو نہ مانے[2]۔"

ص ۱۶ و ۱۷:
"اللہ صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو[3]۔"

ص ۱۸: "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[4]" ص ۷: "اوروں کو ماننا محض خبط ہے[5]"

یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا اور اُس کا اقرار اللہ تعالٰی اور اُس کے رسولوں پر رکھ دیا۔ یہ کفریہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عزوجل کا ماننا ضرور ہے یونہی ان سب کا ماننا جزءِ ایمان ہے ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ہر اردو زبان والا جانتا ہے کہ ماننا تسلیم وقبول واعتقاد کو کہتے ہیں ولہذا اہلِ زبان ایمان کا ترجمہ "ماننا" اور کفر کا ترجمہ "نہ ماننا" کرتے ہیں۔

آیت (بقرہ): ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون[6]   موضح القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر: تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے[7]۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۹
[2] " الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک " " " ص ۱۰
[3] " " " " " " " ص ۱۲
[4] " " " " " " " ص ۱۲
[5] " پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں " " " ص ۵
[6] القرآن الکریم ۲/ ۶
[7] موضح القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۴

آیت (یٰسٓ) لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یؤمنون۔[1]

موضح القرآن: ثابت ہوچکی بات اُن بہتوں پر سو وُے نہ مانیں گے۔[2]

آیت (نساء) یؤمنون بما انزل الیک۔[3]

موضح القرآن: سو مانتے ہیں جو اُترا تجھ پر۔[4]

آیت (اعراف) وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیٰتنا وما کانوا مؤمنین۔[5]

موضح القرآن: اور پچھاڑی کاٹی اُن کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے ماننے والے۔[6]

آیت (انعام) واذا جاءک الذین یؤمنون باٰیٰتنا فقل سلٰم علیکم۔[7]

موضح القرآن: اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر۔[8]

آیت (بقرہ) اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ و ملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔[9]

موضح القرآن: مانا رسول نے جو کچھ اُترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔[10]

دیکھو اللہ تعالےٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں سب کو مانا، یہ شخص کہتا ہے اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔

آیت (اعراف) قال الذین استکبروا انا بالذی اٰمنتم بہ کٰفرون۔[11]

موضح القرآن: کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے۔[12]

۱؎ القرآن الکریم	۳۶/۷		
۲؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۵۲۰
۳؎ القرآن الکریم	۴/۱۶۲		
۴؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۲۶
۵؎ القرآن الکریم	۷/۲۷۲		
۶؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۹۳
۷؎ القرآن الکریم	۶/۵۴		
۸؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۶۲
۹؎ القرآن الکریم	۲/۲۸۵		
۱۰؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۶۱
۱۱؎ القرآن الکریم	۷/۷۶		
۱۲؎ موضح القرآن	ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر	تاج کمپنی لاہور	ص ۱۹۴

تو اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالٰی کے سوا انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوگا۔ لطف یہ ہے کہ اسی تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے تذکیر الاخوان مترجمہ سلطان خان مطبع فاروقی ص ۳۰۷ میں ہے:

"اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"[1]

سبحٰن اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ مشرک دوزخی، کفی اللہ المؤمنین القتال (مومنوں کو اللہ تعالٰی کافی ہے لڑائی میں۔ ت)

کفریہ ۲۴: صراط مستقیم ص ۳۸:

صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد ومن وجہ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب ست رضا وکراہیت حضرت حق در افعال و	صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ احکام شریعت میں محقق ہوتا ہے۔ اگر صدیق زکی القلب ہو تو اللہ تعالٰی کی رضا اور عدم رضا کو افعال و

ع اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنے اپنے جی سے گھڑیے بھی تو اولاً تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی، شفاء شریف صفحہ ۳۲۲:

والتاویل فی لفظ صراح لایقبل[2]	صریح لفظ میں تاویل کا دعوٰی مقبول نہیں۔

ثانیاً وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کرچکا تو اس کے کلام میں بناوٹ نہ رہی گھڑت ہے جو اسے خود قبول نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۸۵:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ کہ باپ اور بادشاہ۔"[3]

یہ نفیس فائدہ ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکات مذبوحی کا جواب شافی ہے ۱۲ سل السیوف

---

[1] تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر الصحابہ علمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۰۵

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۰۹-۲۱۰

[3] تقویۃ الایمان الفصل الخامس علمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۹

اقوال مخصوصہ وصحت وبطلان درعقائد خاصہ و محمودیت ومذمومیت دراخلاق وملکات شخصیہ بنور جبلی خود دریافت می نماید[1]

اقوال مخصوصہ میں اور صحت وبطلان کو عقائد خاصہ، پسندیدہ وناپسندیدہ کو اخلاق وعادات شخصیہ میں اپنے فطری نور سے جان لیتا ہے۔ (ت)

ص ۳۹ :

پس احکام ایں امور مذکورہ او را بدو وجہ معلوم میشود یکے بشہادتِ قلب خود خصوصًا ودیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عمومًا وعلم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی ست وثانی تقلیدی واگر ذکی العقل ست نور جبلی او بسوئے کلیات او را رہنمونی میفرماید پس علوم کلیہ شرعیہ او را بدو واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پس در کلیات شریعت و حکم واحکام ملت او را شاگرد انبیاء ہم متواں گفت وہم استاذ انبیاء ہم ونیز طریق اخذ آنہم شعبۂ الیست از شعب وحی کہ آنرا در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر میفرمایند وبعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی مے نامند[2]

پس مذکورہ احکام اس کو دو طرح معلوم ہوتے ہیں، ایک خصوصی طور پر اپنے قلب کی گواہی سے، اور دوسرا عمومًا شرعی کلیات میں داخل ہونے کی وجہ سے، اور پہلے طریقہ سے حاصل شدہ علم تحقیقی ہے اور دوسرا تقلیدی ہے، اور اگر ذکی العقل ہو تو اس کا فطری نور کلیات کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے، پس امور کلیہ شرعیہ اس کو دو طرح سے پہنچتے ہیں، ایک فطری نور کے ذریعہ سے، دوسرا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے واسطے سے، پس شرعی کلیات اور حکم واحکامِ ملت میں اس کو انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور ان کا ہم استاذ بھی کہہ سکتے ہیں نیز ان کے اخذ کا طریقہ وحی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے جس کو عرفِ شرع میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں، اور بعض اہلِ کمال اس کو باطنی وحی کا نام دیتے ہیں۔ (ت)

ص ۴۰ :

ہمیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر می کنند وعلم ایشاں را کہ بعینہٖ علم انبیاست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بحکمت مے نامند[3]

اسی معنی کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے علم کو جو کہ بعینہٖ انبیاء کا علم ہے لیکن یہ ظاہری وحی سے حاصل نہیں ہوتا، اسکو حکمت کا نام دیتے ہیں (ت)

---

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳ و ۳۴

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۴

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۵

ص ۴۱ :

لابداو را بمحافظتے مثل محافظت انبیا کہ مسمّٰے بہ عصمت ست فائز مے کنند[1]

ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں (ت)

ص ۴۲ :

نادانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت و وجاہت و عصمت مرغیر انبیاء را مخالف سنّت و از جنس اختراع بدعت ست و نادانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند[2] اھ ملخصاً۔

یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی، حکمت، وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلافِ سنّت اور از قبیلِ اختراعِ بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دُنیا سے ختم ہوچکے ہیں اھ ملخصاً (ت)

اس قول ناپاک میں اس قائل بیباک نے بے پردہ وحجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ بعض[1] لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ وکلیہ بوساطت انبیاء اپنے نورِ قلب سے بھی پہنچتے ہیں۔ خاص احکام شرعیہ[2] میں انھیں وحی آتی ہے ایک طرح وہ انبیا کے مقلد ہیں اور ایک طرح تقلیدِ انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق، وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہمسر استاد بھی، تحقیقی علم وہی ہے جو انھیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے، انبیاء کے ذریعے سے جو ملتا ہے وہ تقلیدی بات ہے، وہ علم میں انبیاء کے برابر وہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انھیں باطنی، وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے جب ایک معصوم کو اعمال وعقائد وغیرہا امور شرعیہ میں احکام الٰہیہ

---

[1] اقول اور احکامِ شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کردی کہ کوئی ناواقف یہ دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدینِ امت سے ہیں، اگر بے وساطت انبیا علم پہنچنا ہی اخراج مجتہد کو بس تھا مگر زیادت فرق وکمال صراحت کے لئے احکام کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکا دیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے کہ مجتہد کی اتنی شان کہ ان سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں بلکہ انھیں خود احکام کلیۂ شریعت بے وساطت نبی بذریعہ وحی پہنچتے ہیں۔ مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں ۱۲ سل السیوف

[2] اور نبی بھی کیسا صاحبِ شریعت ۱۲ سل السیوف

---

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۶

بے توسطِ انبیا خود بذریعہ وحی آئے پھر نبوت اور کس شے کا نام ہے فقط وحی باطنی ہونا کچھ منافیِ نبوت نہیں، بہت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وحی الٰہی باطنی طور پر آتی، کہا جاتا ہے کہ سیدنا داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی اسی طرح کی تھی کما نقلہ الامام البدر محمود فی عمدۃ القاری (جیسا کہ امام بدر محمود نے عمدۃ القاری میں اسے نقل کیا۔ ت) خود حضور اقدس سید الانبیاء صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو بہت احکام اسی وحی باطنی سے آئے، جسے نفث فی الروع کہتے ہیں، علماء نے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی آنے کی ساتٔ صورتیں لکھیں ان میں یہ بھی ذکر فرمائی کما فی العمدۃ والارشاد وغیرہما، تو حقیقت نبوت مع لازم عصمت پوری پوری صادق آگر صرف وحی باطنی کی بنا پر نفیِ نبوت ممکن نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مطبع انصاری ۱۳۰۲ھ ص ۴۴۴:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (فذکر الحدیث الٰی ان قال) وان روح القدس نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقہا[1] الحدیث۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ[2] قلت وبنحوہ رواہ الحاکم عنہ والبزار فی مسندہ عن حذیفۃ والطبرانی فی الکبیر عن الحسن بن علی غیرانہ لم یذکر جبرئیل کالبیہقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک روح القدس نے میرے باطن میں وحی کی کہ کوئی جاندار نہ مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرلے الحدیث۔ (اس کو بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا قلت (میں کہتا ہوں) اور ایسی روایت امام حاکم نے ان سے کی اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حسن بن علی سے لیکن انھوں نے جبریل کا ذکر نہ کیا جس طرح بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے ذکر کیا ہے۔ ت)

شفا شریف سے زیرِ کفر ۲ گزرا کہ صرف وحی کا مدعی کافر ہے اگرچہ نبوت کا دعوٰی نہ کرے[3]۔ تفسیر عزیزی[ع]

ع زیادت جلیلہ علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ ص ۲۱۱ میں فرماتے ہیں:

ھذا القول کفر لا محالۃ بالاجماع من

یہ قول یقیناً باجماعِ اُمت بہت وجہ سے کفر ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب التوکل والصبر الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۵۲

[2] " " " " " " " " "

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۴۰

ص ۴۴۲ :

معرفت احکام شرعیہ بدون توسیط نبی ممکن نیست[1]۔

شرعی احکام کی معرفت انبیاء کی وساطت کے بغیر ممکن نہیں (ت)

تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۴۰ :

آنچہ گفتہ است کہ فاطمہ بنت اسد را وحی آمد کہ در خانہ کعبہ برو و وضع حمل نماید دروغیست پر بیزہ زیرا کہ کسے از فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ قائل بہ نبوت فاطمہ بنت اسد نہ شدہ حجاج چہ قسم ایں را مسلم مے داشت[2]۔

جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچّے کی پیدائش کر، یہ سب جھوٹ اور بے پر بات ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی اور غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے، حجاج اس کو کس طرح تسلیم کرسکتا ہے (ت)

غرض اس ناپاک کلمے کے کلمۂ کفر ہونے میں اصلاً شک نہیں اور اس میں اور جو خباثتیں ہیں مثلاً غیر نبی کو تقلیدِ انبیاء سے من وجہ آزاد اور احکام شرعیہ میں خود محقق اور علوم میں حضرت انبیاء کا ہمسر وہم استاد اور بتقلید روافض مثل انبیاء معصوم ماننا اُن کی شناعتیں ہر سچے مسلمان پر ظاہر ہیں یہاں صرف ایک عبارت شاہ ولی اللہ پر اختصار کروں الدر الثمین شاہ صاحب مطبوع مطبع احمدی ص ۴ و ۵ :

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وجوہ منہا دعوی تلقی الاحکام الشرعیۃ من اللہ تعالٰی بلا واسطۃ نبی و ذلک دعوی نبوۃ[3] اھ مختصرًا۔

از انجملہ یہ کہ اُس میں اللہ تعالٰی سے بیوساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے اور یہ نبوت کا دعوٰی ہے اھ مختصرًا (ت)

امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ منہ مدظلہ

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) بیان افراط فرقہ امامیہ پ الٓمّ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۴۹

[2] تحفہ اثنا عشریہ کید ہشتاد و ہفتم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

[3] الحدیقۃ الندیۃ

سألته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوالا روحانیا عن الشیعة فاومی الی ان مذھبھم باطل و بطلان مذھبھم یعرف من لفظ الامام ولما افقت عرفت ان الامام عندھم ھو المعصوم المفترض طاعة الموحی الیہ وحیا باطنیا و ھذا ھو معنی النبی فمذھبھم یستلزم انکار ختم النبوة قبحھم اللہ تعالیٰ۔[1]

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رافضیوں کے بارے میں روحانی سوال کیا حضور نے اشارہ فرمایا کہ اُن کا مذہب باطل ہے اور اس کا بطلان لفظ امام سے ظاہر ہے جب مجھے ہوش آیا میں نے پہچانا کہ ان کے نزدیک امام وُہ ہے جو معصوم ہو اور اس کی اطاعت فرض اور اس کی طرف وحی باطنی آتی ہو، اور یہی معنی نبی کے ہیں تو اُن کے مذہب سے ختمِ نبوت کا انکار لازم آتا ہے، اللہ ان کا بُرا کرے۔ (ت)

دیکھو یہ وہی امامت وہی عصمت اور وہی وحی باطنی ہے جسے شاہ صاحب ختمِ نبوت کے انکار کو مستلزم بتاتے ہیں ہکیوں صاحب اُن رافضیوں کو تو کہا گیا کہ اللہ ان کا بُرا کرے کیا اسے نہ کہا جائے گا کہ اُن کی طرح اس کا بھی بُرا کرے اور اسے ان کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھے، آمین! غالباً اصل مقصود اپنے پیر رائے بریلی سید احمد کو کہ نواب امیر خاں کے یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل سادہ لوح تھے نبی بنایا تھا اس کی یہ تمہیدیں اٹھائی گئی تھیں کہ بعض اولیا اس طرح کے بھی ہوتے ہیں ادھر یہ وحی و عصمت وغیرہ سب کچھ نکھار نبوت کا پورا خاکہ اتارا اخیر میں یہ بھی جمادی کہ اس مرتبہ کے لوگوں کو دنیا سے معدوم نہ جانیو قیامت تک ہوتے رہیں گے، پھر یہاں تو یہ بتادیا کہ اس مرتبہ کو حکمت کہتے ہیں اُدھر ختم کتاب میں اپنے پیر کا خدا سے مکالمہ و مصافحہ اور بے تکلفی کی گفتگوئیں لکھ کر پچھلا نتیجہ دکھا دیا کہ:

امثال ایں وقائع واشباہ ایں معاملات صدہا پیش آمد تا اینکہ کمالات طریق نبوت بذروہ علیائے خود رسید والہام وکشف بعلوم حکمت انجامید الست۔[2]

ان واقعات جیسے اور ان معاملات کے مشابہ سینکڑوں پیش آئے تاکہ نبوت کے راستہ کے کمالات اپنے اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے اور علمِ حکمت کا الہام و کشف انجام پذیر ہو۔ (ت)

بس کھل گیا کہ اس زمانے کے وہ وحی والے معصوم انبیا کے ہم استاد تقلید انبیا سے آزاد بیواسطۂ انبیا احکام شریعت خدا سے پانے والے یہ پیر جی ہیں میں تو اس عیاری کا قائل ہُوں کہ ابتداءً یُوں نہ کہہ دیا

---

[1] الدر الثمین شاہ ولی اللہ

[2] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ از واردات ومعاملات المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۵

پیرجی معصوم میں پیرجی پر وحی اترتی ہے بلکہ یُوں پانی پاندھا کہ صدر کتاب میں بے غرضانہ بعض اولیاء کے لئے ان منصبوں کا ثبوت مانا اور بنام حکمت مسمّی کیا پھر جمادیا کہ خبردار یہ نہ جاننا کہ اس زمانے میں ایسے کہیں نہیں بلکہ ہمیشہ رہیں گے پھر آخر کتاب میں پیرجی کے لئے درجۂ حکمت ثابت کردیا یعنی بس سمجھ جاؤ یہ وہی منصب ہے جس کا ہم نام و حال سب کچھ اُوپر بتا آئے ہیں غرض نیو تو ساری جم گئی مگر تین کھٹکے رہ گئے تھے ایک سب سے بڑا یہ کہ آیۂ کریمہ خاتم النبیین کا کیا جواب ہوگا، اس کی فکر کو وہ مسئلہ گھڑا کہ اللہ تعالٰی کا جھُوٹ بولنا کچھ دشوار نہیں، ظاہر ہے کہ جب کلامِ الٰہی کا واجب الصدق ہونا قلوبِ عوام سے نکل جائے اس کی بات جھُوٹی ہونی جائز و روا سمجھنے لگیں گے تو پھر آیت سے اعتراض کا محل نہ رہے گا، دوسرا خدشہ پیرجی الف کے نام بے نہیں جانتے اس پر کوئی طعن کر بیٹھا کہ نبی اور بے علم، یہ کیسا خبط بے ربط، تو اس کا یہ ساماں کرلیا کہ پیرجی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر پیدا ہوئے ہیں اسی لئے نرے اُمّی رہے ص ۴:

ازبسکہ نفس عالی حضرت الیشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در بدء فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت الیشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں کلام و تحریر و تقریر مصفٰی ماندہ بود[1]۔	چنانچہ اُن حضرت کی عالی ذات کو جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ ابتداءِ فطرت میں کامل مشابہت دے کر پیدا کیا گیا اسی بناء پر ان حضرت کی لوحِ فطرت رسمی علوم اور علماء کی راہِ کلام تحریر و تقریر سے مصفّٰی رہی تھی (ت)

افسوس پیرجی کا عیب چھپانے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایسی تشبیہ، شفاء شریف میں ایسی تشبیہ دینے والے کی نسبت فرمایا ص ۳۲۶:

ماوقر النبوۃ ولاعظم الرسالۃ ولاحرمۃ المصطفٰی (الٰی قولہ) فحق ھذا ان درئ عنہ القتل الادب والسجن[2] الخ۔	اس نے نہ نبوت کی توقیر کی نہ رسالت کی تعظیم نہ حرمتِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت کی اگر اُس سے قتل دفع کریں تو اس کی سزا تعزیر و قید ہے الخ (ت)

ص ۳۲۷:

کون النبی اُمیًّا آیۃ لہ وکون ھذا اُمیًّا نقیصۃ فیہ وجھالۃ[3]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امی ہونا حضور کے لئے معجزہ ہے اور اس شخص کا امی ہونا اس میں عیب و جہالت۔ (ت)

---

[1] صراط مستقیم خطبۂ کتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۴

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل الوجہ الخامس المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/۲۳۲

[3] " " " " " " " " " " ۲/۲۳۳

تیسرا بڑا اندیشہ یہ تھا کہ جاہل لوگ یہ سب کچھ گوارا کرکے براہِ جہالت کوئی معجزہ مانگ بیٹھے یا کسی ذی علم ہی نے بقصد تفضیح و تعجیز فرمائش کردی تو کیسی بنے گی اس کی یوں بھاری بندش بندی کرلی گئی ۔ تقویۃ الایمان حصہ دوم ترجمہ سلطان خاں ص ۱۶ و ۱۷ :

"جس شخص سے کوئی معجزہ نہ ہو اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں اور مکہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں پیغمبر خدا ایسی ہی باتوں کو مٹانے کے واسطے آئے پھر جو شخص ایسی عادتیں اختیار کرے اور مسلمانوں میں جاری کرے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغضوب ہے راندا گیا خدا کے غضب میں گرفتار اور خدا کے دشمنوں میں شمار۔[1] ملخصاً "

ظاہر ہے کہ عوام بیچارے اتنے بھاری بھاری ڈراوے موٹے موٹے لعنت سن کر کانپ جائیں گے پھر کوئی معجزہ طلبی کا نام بھی زبان پر نہ لائے گا پیش خویش ان سب کارستانیوں سے کام پورا کرلیا تھا پیرجی کی مُہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا خطبوں میں پیرجی کے نام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا شروع ہوگیا تھا مگر قہرِ الٰہی سے مجبور ہیں غیبی کوڑے نے سب بنے کھیل بگاڑ دئے پٹھانوں کے خنجر موذی کش نے چُنے سُورما پچھاڑ دئے ؎

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
وحی و عصمت کی کرامت نہ ہونے پائی

فقطع دابر القوم الذین ظلموا ط والحمد للہ رب العلمین۔[2] (تو ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی ، اور سب خوبیوں سراہا اللہ رب سارے جہان کا۔ ت)

کفریہ ۲۵ : تقویۃ الایمان ص ۶۰ ، حدیث تو یہ لکھی :

ارأیت لومررت بقبری اکنت تسجد لہ (بتاؤ اگر میری قبر پر گزر ہو تو تم اس کو سجدہ کرو گے ۔ ت)

خود ہی اس کا ترجمہ یوں کیا کہ :

" بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو "۔

آگے جو گستاخی کی رگ اُچھلے جھٹ آفت کی ، (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا :

"یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔[3] "

اس کے حامی اور اس کے پیرو ایمان سے بتائیں یہ حدیث کے کس لفظ کا مطلب ہے ، کہاں تو وہ

---

[1] تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵
[2] القرآن الکریم ۶/۴۵
[3] تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان الفصل الخامس " " " " " " " ص ۴۲

لفظ حدیث کہ اگر تو میری قبر سے گزرے، کہاں یہ فائدہ خبیث کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، کیوں یہ کیسا کھلا افترا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[1] | جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وہابی صاحبو! ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنے پیشوا کا ٹھکانا بتاؤ، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[2] | بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے۔

فائدہ: یہ حدیث ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و دارقطنی و حاکم و ابونعیم وغیرہم ائمہ حدیث نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی امام الائمہ ابن خزیمہ و ابن حبان و دارقطنی نے اس کی تصحیح اور امام عبدالغنی و امام عبدالعظیم منذری نے تحسین کی، حاکم نے کہا بر شرط بخاری صحیح ہے، ابن دحیہ نے کہا صحیح ہے محفوظ ہے ثقات عدول کے سلسلے سے آئی ہے۔

وہابی صاحبو! تمھارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی

ع زیادت جلیلہ: سبحان اللہ! رب العالمین جل مجدہٗ اُن کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون[3] | جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] صحیح البخاری | کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۱/۲۱
صحیح مسلم | تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم | " " " | ۱/۷

[2] سنن ابوداؤد | باب تفریع ابواب الجمعۃ | آفتاب عالم پریس لاہور | ۱/۱۵۰
سنن النسائی | کتاب الجمعۃ | نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی | ۱/۲۰۴
سنن ابن ماجہ | باب ماجاء فی فضل الجمعۃ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ص ۷۷

[3] القرآن الکریم ۲/۱۵۴

زرقانی شرح مواہب مطبع مصر جلد ا ص ۱۰۶ :

فی الکامل للمبرد مما کفر به الفقهاء الحجاج انه رأی الناس یطوفون حول حجرته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقال انما یطوفون باعواد ورمة قال الدمیری کفروه بهذا لانه تکذیب لقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم

ابو العباس مبرد نے کامل میں لکھا کہ ان باتوں میں جن کے سبب علمائے کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا بولا کچھ لکڑیوں اور گلے ہُوئے جسم کا طواف کر رہے ہیں، علامہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اور فرمائے :

لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین[1]

خبردار شہیدوں کو مُردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں شاد شاد۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبانِ خدا سے نفور خود حضور پُرنور اکرم المحبوبین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وُہ ناپاک لفظ کہے اور وُہ بھی یُوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے لعین میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہُوں، قیامت میں ان شاء اللہ تعالٰی مر کر مٹی میں ملنے کا مزہ الگ کھُلے گا اور یہ جُدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کون سے لفظ ہیں اس ناپاک معنی کی بُو تھی جو تُو نے "یعنی" کہہ کر محبوب اعظم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کر دیا، حضور پر افترا، خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا، جہنم کی راہ کا پرا سرا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون[2] متاع قلیل و لھم عذاب الیم[3]

بیشک جو لوگ اللہ پر جھُوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(النھی الاکید عن الصلوٰۃ من وراء عدی التقلید من تصانیف المصنف العلامۃ قدس سرہٗ۔)

---

[1] القرآن الکریم ۳/۱۶۹

[2] " ۱۶/۱۱۶

[3] " ۱۶/۱۱۷

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[1] رواہ ابوداؤد[1]
کمال الدین دمیری نے فرمایا علماء نے اس قول پر اس وجہ سے تکفیر کی کہ اس میں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ ت)

فائدہ: یہ روضۂ اقدس کا طواف کرنے والے تابعین یا اقل درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے۔

کفریہ ۲۶: تقویۃ الایمان کی ابتداء میں شرک کی کچھ قسمیں اور ان کا اجمالی بیان گھڑا کہ یہ باتیں فلاں قسم سے شرک ہیں اس بیان کے بعد اسی اجمال کی تفصیل کی پانچ فصلیں مقرر کیں ان فصلوں میں جو کچھ ہے وہ اسی اجمالی بیان کی شرح ہے ص ۱۰ پر اسی بیان اجمالی میں لکھا:

"حاجتیں بر لانی اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیاء و اولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔"[2]

اسی میں لکھا ص ۱۲:

"جو کوئی انبیاء و اولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے مشکل کے وقت اُن کو پکارے ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کیں اھ ملخصا۔"[3]

غرض یہ اجمالی بیان ایک دعوٰی ہے اور آگے ساری کتاب اس دعوے کا بیان وثبوت، اب یہ دعوٰی تو یاد رکھئے کہ "جو کوئی انبیاء اولیاء کو پکارے وہ مشرک ہے" آگے ثبوت کی فصلوں میں اس کا بیان سُنئے صفحہ ۲۹:

"اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔"[4]

یہ حضرات اولیاء و انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کو "ناکارے لوگ" کہا، کیا یہ اُن کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں جس کی تفصیل شفا شریف اور اسی کی

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ — المقصد الاول قصۃ الفیل — دار المعرفۃ بیروت — ۱/ ۹۰
[2] تقویۃ الایمان — مقدمۂ کتاب — مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور — ص ۷
[3] ″ ″ ″ ″ ص ۹
[4] ″ ″ الفصل الثالث ″ ″ ص ۲۰

شروح وغیرہا کتبِ ائمہ میں ہے۔

کفریہ ۲۷: تقویۃ الایمان پہلی فصل میں اس دعوے کا کہ "انبیاء و اولیاء کو پکارنا شرک ہے" ثبوت سُنئے، ص ۱۹[1]:

"ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔"

مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو، شاید اس شخص نے اور طائفے کی نسبت سچ ہی کہا تھا کہ پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہُوا کہ اُن میں کوئی ایسا بھی نہ رہا جس کے دل میں دانۂ خردل کے برابر ایمان ہو، اور حضرات انبیاء سے اُسے کچھ کام نہ ہونا بہت ٹھیک ہے کہ جب اس کے میلے گندے مذہب میں اُن کا ماننا ہی روا نہیں بلکہ کفر ہے تو دین تو نوں گیا اور دُنیا جو السوں کی غایت مرام و مبلغ علم ہے اس میں کسی نبی کی سرکار سے ٹکا جیبنہ جمعہ کی روٹی ملنے کی بھی امید نہیں تو زال دنیا کے ایسے کمانے والے پوتوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کام ہونے کا کیا باعث۔

کفریہ ۲۸ و ۲۹: یہ کفریہ اٹھائیس سب سے بدتر خبیث، صراط نامستقیم ص ۹۵[2]:

بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ست و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خرِ خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی میبود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر میبود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز

ظلمات بعضہا فوق بعض کی بنا پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۳

ملحوظ و مقصود می شود بشرک میکشد[1]

نہ ہی تعظیم بلکہ اِن کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے اور بہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

مسلمانو، مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی بُرا ہے، اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، ہاں واقعی رنڈی نے تو دل نہ دکھایا گدھے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہنچایا، نیچا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دکھایا کہ قرآن عظیم میں وخاتم النبیین پڑھ کر تازی نبوتوں کا دربا جلایا اُن کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو اُن کی طرف سے دل میں کیوں نہ زہر ہو!

مسلمانو! للہ انصاف، کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے! حاش للہ! پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو اُنھوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمھارے پیارے نبی تمھارے سچے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انھیں مواخذۂ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعیِ اسلام بلکہ مدعیِ امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگرے سے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح[عہ] سبّ و دشنام کے لفظ لکھ دئے اور روزِ آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضبِ عظیم و عذابِ الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں، واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انھیں ایذا پہنچی، واللہ واللہ جو انھیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت، اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔ **آیت:**

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا و آخرت

عہ اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر جس کی مبارک مقدس منور تفصیل شفا شریف اور اس کی شرح میں ہے ۱۲ اصل السیوف

---

[1] صراط مستقیم ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات الخ افادہ ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸۶

عذابا مھینا۔[1] میں اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب ۔

آیت : والذین یؤذون رسول الله لھم عذاب الیم۔[2] جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دُکھ کی مار ہے ۔

مسلمانو! پھر ان مقتدیوں کا ایمان دیکھئے، ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر اسلام کے کان میں انگلیاں دے کر یہ کچھ دیکھتے یہ کچھ سُنتے ہیں اور پھر وہ ویسا ہی امام کا امام، یہ اُس کے چیلے بیدام کے غلام، سبحان اللہ! یہ حرکات اور اسلام کا نام، مسلمان وُہ ہیں جنھیں قرآن عظیم فرماتا ہے،

آیت : لاتجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاٰخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه۔[3] تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں اللہ اور پچھلے دن کو کہ محبت رکھیں اُس سے جس نے ضد باندھی اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ وُہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ لوگ ہیں کہ نقش کر دیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور مدد فرمائی اُن کی اپنی طرف کی رُوح سے ۔

وہابی صاحبو! مسلمان بننا چاہتے ہو تو حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت سویدائے دل کے اندر جماؤ جو اُن کی جناب عالم مآب میں گستاخی کرے اگر تمہارا باپ بھی ہو الگ ہو جاؤ، جگر کا ٹکڑا ہو دشمن بناؤ، بہزار زبان وصد ہزار دل اُس سے تبری کرو تحاشی کرو اس کے سایہ سے نفرت کرو اس کے نام محبت پر لعنت کرو، ورنہ اگر دوسرا انھیں اللہ ورسول سے زیادہ عزیز ہے تو اسلام کا نام لئے جاؤ حقیقت اور چیز ہے۔ وائے بے انصافی اگر کوئی تمہارے باپ کو گالی دے تو اُس کے خون کے پیاسے رہو صورت دیکھنے کے روادار نہ ہو، بس پاؤ تو کچا نگل جاؤ، وہاں نہ تاویلیں نکالو نہ سیدھی بات ہیر پھیر میں ڈالو، اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت وُہ کچھ سُنو اور آنکھ میلی نہ کرو، بلکہ اس کی امامت وپیشوائی کا دم بھرو ولی جانو، امام مانو، جو اُسے بُرا کہے اُلٹی اُس سے دشمنی ٹھانو، بدلگام کی بات میں سو سو طرح کے پیچ نکالو، رنگ رنگ کی تاویلیں ڈھالو، جیسے بنے اُس کی بگڑی سنبھالو، اس کی حمایت میں عظمتِ مصطفےٰ

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۵۶
[2] ″ ۹/۶۱
[3] ″ ۵۸/۲۲

صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پس پشت ڈالو، یہ کیا ایمان ہے، کیسا اسلام ہے، کیا اسلام اسی کا نام ہے ؎

اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

(اے منزل کی طرف پشت کرکے چلنے والے! ہوش کر۔ ت)

مزہ یہ ہے کہ وُہ خود تمھاری ساری بناوٹوں کا دریا چلا گیا۔ تقویۃ الایمان:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں، کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جُگت نہیں بولتا، اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔"

اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں میں جانتا ہُوں تم یُوں نہ سمجھو گے ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اور آنکھیں بند کرکے بہ نگاہِ انصاف غور کرو، اگر کوئی وہابی اپنے باپ کی نسبت کہے کہ تیرے کان گدھے کے سے ہیں تیری ناک بجّو کی سی ہے، تو کیا اس نے اپنے باپ کو گالی نہ دی، یا کوئی سعادت مند نجدی اُٹھ کر اپنے بدلگام مصنوعی امام کی نسبت کہے کہ اُن کی آواز لطیف کُتے کے بھونکنے سے مشابہ تھی اُن کا دہن شریف سُور کی تھوتھنی سے ملتا تھا تو تم اُسے کیا سمجھو گے، کیا اپنے طائفے میں رکھو گے یا بسبب گستاخی پیشوا ذات سے باہر کردو گے۔ اب تمھیں ظاہر ہوگا کہ اس خبیث بد دین نے جو ہمارے عزت والے رسول دوجہان بادشاہ عرش عالم پناہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات[ع] لکھے، انھوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا، پھر ہم اسے

ع یہاں اس کے پیروؤں کی غایت معذرت وسخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ یہ کلام اُس نے بقصد توہین نہ لکھا سوق سخن تاکید اخلاص کے لئے ہے مگر یہ بناوٹ اُسی قبیل سے ہے کہ ؎

لن یصلح العطاء ما فسدہ الدھر

(زمانہ کے فساد کو یہ عطیہ ہرگز درست نہیں کرسکتا۔ ت)

قصدِ قلب کلماتِ لسان سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اُترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا، کیا اللہ ورسول کو بُرا کہنا اُسی وقت کلمۂ کفر ہے جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے بُرا کہہ جائے کفر وکلمۂ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزّت وعظمت نہیں اُن کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں اس میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے ہیں جیسے بے اپنے امام کے کفریات سنبھالتے ہیں، شفاء شریف ص ۳۳۰:

(باقی اگلے صفحہ پر)

اپنے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں، ذرا یہ فرق بھی دیکھتے جاؤ کہ ہم نے جو نظیریں دیں اُن میں صرف تشبیہ پر قناعت کی، تم جانو جب نری تشبیہ ایسی ہو تو بدرجہا بدتر بتانے میں مسلمانوں کا کیا حال ہُوا ہوگا الا لعنۃ اللہ علیٰ اعداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ وآلہ وبارک وسلم۔

مسلمانو! اور ذرا اس ناپاک وجہ کو تو خیال کرو (خاکش بدہن) یہ "بدرجہا بدتر ہونا" اس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا خیال آیا تو عظمت کے ساتھ آئیگا اور گدھے کا حقارت سے تو نماز میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبہ الوجہ الثانی لاحق بہ فی الجلاء ان یکون القائل غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقد لہ ولکن تکلم فی جہتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر مما ھو فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقیصۃ مثل ان یاتی بسفہ من القول اوقبیح من الکلام ونوع من السب فی جہتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یقصد سبہ اما لجہالۃ اوضجر اوسکر اوقلۃ ضبط لسانہ اوتھور فی کلامہ فحکم ھذا حکم الوجہ الاول القتل من دون تلعثم[۱] اھ مختصرا۔

یعنی اس کا حال تو اُوپر معلوم ہو چکا جو بالقصد تنقیص شانِ اقدس کرے، دوسری صورت اسی کی طرح روشن و ظاہر یہ ہے کہ قائل نہ تنقیص و تحقیر کا قصد کرے نہ اُس کا معتقد ہو مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں کلمۂ کفر بول اُٹھے جو حضور کے حق میں تنقیص شان ہو مثلاً کوئی بے ادبی کا لفظ یا بُری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے اگرچہ اُس کے حال سے ظاہر ہو کہ اُس نے مذمت و توہین کا ارادہ نہ کیا بلکہ جہالت یا جھنجھلاہٹ یا نشہ میں بک دیا یا بات کہنے میں زبان روکنے کی کمی یا بیباکی سے صادر ہُوا، اس صورت کا حکم بعینہٖ وہی پہلی صورت کا حکم ہے فوراً قتل کیا جائے بلا توقف ۱۲ منہ۔

عـہ مکتوبات شیخ مجدد صاحب مطبوعہ لکھنؤ جلد ۲ مکتوب ۳ صفحہ ۶ ۴ خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ نوشتہ بودند الخ[۲] (پوری عبارت زیر کفر ۵۳ ص ۲۱۸ میں آتی ہے) سبحان اللہ! کہاں تو اُس شخص کا وہ کفری بول کہ نماز میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آیا اور خاکش بدہن شرک نے مُنہ پھیلایا نہ فقط نماز برباد کہ ایمان ہی ابتر۔ تف بر روئے

(باقی اگلے صفحہ پر)

[۱] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۲۲

[۲] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ بخواجہ محمد اشرف وحاجی محمد نولکشور لکھنؤ ۲/۴۶

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور آنا اِس شرک پسند کے نزدیک شرک تک پہنچائے گا۔

اقول الحمدُللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل وعلا کی بنائی ہُوئی ہے، کسی کافر یا کافرش کے مٹائے نہ مٹے گی، چودھویں رات کے چاند کا چمکتا نور کہیں کُتّوں کے بھونکنے سے کم ہوا ہے ؎

مہ فشاند نور و سگ عو عو کند | ہر کسے بر خلقت خود مے تند

(چاند نور پھیلا رہا ہے اور کتا عوعو کرتا ہے، ہر ایک اپنی اپنی فطرت ظاہر کرتا ہے۔ت)

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آنا موجبِ شرک کہ جب وُہ آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا مگر واللہ العظیم کہ شریعتِ رب العرش الکریم میں نماز بے اُن کے خیال باعظمت وجلال کے ناقص ہے اُس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے کر تُو نے کیوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کافروشی وکفر منشی اُن کے (بدگریوں) کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے نہ صرف تصور بلکہ ہمہ تن اس میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر، اور کہاں شیخ طریقت و آقائے نعمت و خداوند دولت خاندان دہلی حضرت شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول کہ تصورِ صورت شیخ سے غافل نہ ہو۔ نمازوں عبادتوں سب وقتوں حالتوں میں اُسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین نماز میں اُسی صورت کو سجدہ محسوس ہو وُہ قبلۂ عبادت ہے نہ مسجود لہ جو اِس قبلہ سے پھرا وہ بیدولت تباہ ہوا اُس کا کام برباد گیا تصورِ شیخ کی ایسی دولت سعادت مندوں کو ملتی ہے طالبانِ خدا کو اِس کی بہت تمنا رہتی ہے، غرض وُہ بول یہ قول باہم لڑے ہیں کفر وشرک کے عقاب پر تولے کھڑے ہیں، دیکھئے وہابی صاحب کدھر ڈھلتے ہیں اُدھر جھکاتے یا اِدھر ڈالتے ہیں ؎

یا دامن یار رفت از دست | یا ایں دل زار رفت از دست

(یار کا دامن ہاتھ سے جائے گا یا یہ آزردہ دل ہاتھ سے جائیگا۔ت)

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون[1]۔ ۱۲ سل السیوف الهندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ۱۲ سل السیوف الہندیۃ علٰی کفریات بابا النجدیۃ۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اُس میں السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ پڑھنا عرض کرنا لازم کیا۔

مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا؟ بیشک ہوا، اور واقعی اُن کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت وجلال ہی کے ساتھ آئے گا کہ اس کا تصور اُن کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف اُن کے خیال بلکہ خاص نماز میں اُن کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے ولکن المنٰفقین لایعلمون (لیکن منافقین نہیں جانتے۔ ت) احیاء العلوم مطبع لکھنؤ ج ۱ ص ۹۹:

احضر فی قلبك النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل سلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[۱]

التحیات میں نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میزان امام شعرانی مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالٰی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلٰوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التشھد لینبہ الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علٰی شھود نبیھم فی تلك الحضرۃ فانہ لایفارق حضرۃ اللہ تعالٰی ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ۔[۲]

میں نے اپنے سردار علی خواص رحمہ اللہ تعالٰی کو فرماتے سُنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں اُنھیں آگاہ فرمائے کہ اِس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالٰی کے دربار سے جُدا نہیں ہوتے پس بالمشافہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

---

[۱] احیاء العلوم کتاب اسرار الصلٰوۃ بیان تفصیل ماینبغی ان یحضر القلب الخ مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ۱/۱۶۹

[۲] المیزان الکبرٰی للشعرانی باب صفۃ الصلٰوۃ مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۷

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب صدیقی ص ۲۱۰ :

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تنویھا بذکرہ واثباتا للاقرار برسالتہ واداء لبعض حقوقہ[1]

پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا اُن کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور اُن کی رسالت کا اقرار ثابت اور اُن کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لئے۔

اولیائے عظام وعلمائے کرام نے اِس عرض سلام کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے میں اُسے مواہب لدنیہ وغیرہا ائمہ کی کتب سے نقل کروں اِس سے بہتر کہ ان غیر مقلدوں کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی کتاب سے سُناؤں کہ یہ اُن پر اشد وسخت تر ہے۔

مسک الختام نواب بھوپال مقام ص ۲۴۴ :

نیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان ست در جمیع احوال واوقات خصوصًا در حالت عبادات ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر ست وبعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند این کہ خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر ست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قُرب واسرار معرفت منور و فائز گردد آرے ؎

در راہِ عشق مرحلہ قُرب وبُعد نیست
می بینمت عیاں دعا می فرستمت[2]

تمام احوال واوقات خصوصًا عبادات کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنین کا نصب العین اور عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں، عبادات کے مواقع میں نورانیت اور انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے، بعض عارفین قدس اسرارہم نے فرمایا کہ نماز میں (السلام علیک کا) خطاب حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا ہے جو موجودات کے تمام ذرات اور ممکنات کے تمام افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں اس لئے نمازی کو اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس موجودگی سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہوجائے، ہاں (شعر) عشق کی راہ میں قُرب وبُعد کا مرحلہ نہیں ہے، میں آپ کو واضح طور پر دیکھ رہا ہُوں اور دعا پیش کرتا ہوں۔ (ت)

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ الامور التی لابد منہا فی الصلوٰۃ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/ ۶

[2] مسک الختام شرح بلوغ المرام کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ مطبع نظامی کانپور ۱/ ۲۴۴

اس عبارت میں نواب بہادر فرمائشی شرکوں کے انبار لگا گئے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیشِ نظر ہیں ایک شرک، نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ذرۂ ممکنات میں موجود و حاضر ہیں دو شرک، نمازی نماز میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مشاہدہ سے ہرگز غافل نہ ہو تاکہ قربِ الٰہی پائے، تین شرک۔ مگر یہ کہ اگلی سلطنتوں میں بڑے لوگوں کو تین خون معاف ہوتے تھے گورنمنٹ وہابیت سے نواب بہادر کو تین شرک معاف ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسی طرح وعلیٰ عباد اللہ الصّٰلحین کیا شرک سے بچ رہے گا کہ امثال آں از معظمین سب کو شامل۔

مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا سنت نہیں، اور حضرت امام شافعی و امام احمد[ع] رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک تو فرض ہے، پھر درود محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یاد و تکریم نہیں تو کیا ہے، درود کو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خیال باعظمت وجلال سے انفکاک کیونکر ممکن!

مسلمانو! ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام ومنفرد پر واجب اور ان غیر مقلدو ہابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے ان سے کہو اس میں سے صراط الذین انعمت علیھم[1] نکال ڈالیں یعنی راہ اُن کی جن پر تُو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وُہ کون ہیں؟ ہاں قرآن سے پوچھو وُہ کون ہیں:

اولٰئک الذین انعم اللہ من النبیّٖن[2] جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور الصدیقین والشھدآء والصّٰلحین[3] شہداء اور نیک لوگ ہیں۔

جب صراط الذین انعمت علیھم[4] پڑھ کر اُن کی راہ مانی جائے گی ضرور عظمت کے ساتھ اُن کا خیال آئے گا اور وُہ اُس کے نزدیک شرک ہے تو الحمد میں سے اِس شرک کے دُور کرنے کی کوشش کریں صرف غیر المغضوب علیھم ولا الضالین[5] رکھیں کہ انبیاء و صدیقین کی جگہ نماز میں یہود و نصارٰی کی یادگاری رہے بلکہ اھدنا الصراط المستقیم[6] بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وصدیقِ اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالے عنہما مراد لئے گئے ہیں۔ فتح الخبیر شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مصر ۵ ۹ ھ ص ۳:

ع: فی اشھر الروایتین ۱۲ میزان الشعرانی ورحمۃ الامۃ ۱۲ منہ۔ (م) دونوں روایتوں میں سے مشہور روایت میں میزان الشعرانی و رحمۃ الامۃ ۱۲ منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱/ ۶ [2] القرآن الکریم ۴/ ۶۹ [3] القرآن الکریم ۱/ ۶
[4] 〃 ۱/ ۷ [5] 〃 ۱/ ۵

14 الصراط المستقیم کتاب اللہ وقیل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصاحباہ۔[1]

الصراط المستقیم سے مراد قرآن ہے اور بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما مراد ہیں۔(ت)

مسلمانو! میں فقط الحمد کو کہتا ہوں، نہیں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سُورت کا نماز میں تلاوت کرنا اِس وہابی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سُورتوں میں حضور پُرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین وانصار یا متقین ومحسنین وعباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے، یونہی وُہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے قصص مذکور ہیں کہ اُن کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا جس کا اِس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سُورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہوں گی اور کچھ نہ ہو تو کم سے کم حضور سے خطاب ہوں گے جیسے چاروں قُل، تبّت میں کھلا ہُوا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر لگا ہُوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا کہ یہ بھاری انتقام اللہ عزوجل کس کی طرف سے لے رہا ہے یہ سخت غضبِ الٰہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے پر اُتر رہا ہے لِایلٰف شریف میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صراحۃً ذکر نہیں تو کعبہ معظمہ کا ذکر ہے اور وُہ بھی کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف اضافت فرمایا اُس کا تصور کب بے عظمت آئے گا بنظرِ ظاہر صرف سُورۃ تکاثر اس عالمگیر وبا سے بچے گی باقی تمام وکمال ہر سورۃ کی تلاوت شرک میں ڈالے گی پھر تکاثر بھی

ع۵ اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ عیاذاً باللہ ان شرکیات کی واجب وسنت وجائز کرنے والی ہوئی، صحابہ سے آج تک تمام مسلمان کہ ان امور پر اجماع کئے ہوئے ہیں سب شرک میں گرفتار ٹھہرے اِس سے بڑھ کر اور کیا کلمۂ کفر ہوگا، شفاء شریف ص ۳۶۲ و ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولایتوسل بہ الی تضلیل الامۃ۔[2] ۱۲سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ للمصنف العلامۃ مدظلہ۔

جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کے گمراہ ٹھہرنے کی راہ نکلتی ہو ہم بالیقین اسے کافر کہتے ہیں ۱۲ سل السیوف الہندیۃ علٰی کفریات بابا النجدیۃ للمصنف العلامۃ مدظلہ۔

---

[1] فتح الخبیر مع الفوز الکبیر الباب الخامس تکملہ الفوز الکبیر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/۲۷۱

14
14

بچی تو صرف شرک معصیت یا کراہیت سے اسے بھی نجات نہیں کہ مقابر و جحیم و اموال و نعیم کا خیال اُس میں بھی رکھا ہوا ہے یہ عظمت کے ساتھ نہ آکر خیال انبیاء و اولیاء کے شرک میں نہ ملا تو خیال گاؤ خر کی قباحت میں تو شریک ہو گا، تف ہزار تف ایسے ناپاک اختراع پر۔

مسلمانو! میں صرف نماز ہی میں گفتگو کرتا ہوں، نہیں نہیں، اِس کے نزدیک بیرونِ نماز بھی قرآن عظیم کی تلاوت شرک ہے کیا فقط نماز ہی عبادت ہے نفس تلاوت عبادت نہیں کیا اس عبادت میں شرک روا ہے، حاشا کسی عبادت میں روا نہیں، اور قرآن کی سُورتیں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نعت اُن کے ذکر اُن کی یاد، اُن کی تعظیم، اُن کی تکریم سے گونج رہی ہیں تو عبادتِ تلاوت بے تصوّر عظمت سیّدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیونکر متصوّر، تو اِس چوپائی شرک سے کدھر مفر۔ غرض اس دشنام صریح نے قطع نظر یہ وجہ قبیح خود اقبح القبائح ومجموعہ صدہا کفریات و فضائح ہے۔

مسلمانو! تم نے دیکھا کیسی خبیث و ناپاک وجہ کے حیلے سے اِس شخص نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہنوز دعویٰ اسلام باقی ہے۔ سُبحان اللہ! یہ مُنہ اور یہ دعویٰ!

رب اعوذبك من همزات الشيطٰن واعوذبك رب ان يحضرون ^(۱) اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (ت)

تنبیہ: میں نے اِس کفر ملعونہ کی تفضیح و تقبیح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس شخص کی اشد شقاوت کا تھا اور میں نے نہ دیکھا کہ ہمارے علماء نے یہاں کلام کو کامل رنگ تفصیل دیا ہو، اب اس قول خبیث اخبث الاقوال بلکہ ارجس الابوال کے بعد مجھے اس کے کفریات جزئیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ طول وجہ ملال ہے مگر اجمالاً اتنا اور سُن لیجئے کہ اُس کے حصہ میں جزئیاتِ کثیرہ کے علاوہ بعدد ابواب جہنم **سات کلیات کفریات** کے ہیں:

(۱) جا بجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اُسے غلط و باطل کہہ جائے، شفاء شریف ص ۳۰۲، معین الحکام امام علاء الدین علی طرابلسی حنفی مطبع مصر ص ۲۲۹:

من استخف بالقراٰن او بشیئ منه او جحده اوکذب بشیئ منه او اثبت مانفاه او نفی

جو شخص قرآن مجید یا اُس کے کسی حرف کی گستاخی یا اُس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس

قرآن کے ساتھ وہابی کی گستاخیاں اور تکذیب کے کلمات

---

^(۱) القرآن الکریم ۲۳/ ۹۸

ما اثبتہ علی علم منہ بذٰلك او شك فی شیئ من ذٰلك فھو کافر عند اھل العلم بالاجماع۔[1] (ملخصًا)

بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔ (ملخصًا)

(۲) اس کے طور پر قرآن عظیم میں جا بجا شرک موجود۔

(۳) اس کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ سے شرک صادر ہوئے۔

(۴) یونہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے۔

(۵) یہی خیال خبیث حضور پرنور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت۔

(۶) جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم اور ان سب کے پیر سلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب کی تصنیفات و تحریرات میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں تو اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب مشرک تھے پھر یہ انھیں امام وپیشوا و ولی خدا کہتا ہے اور بڑی لمبی چوڑی تعریفوں سے یاد کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا جانے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقراری کفریہ ہوا۔

(۷) کھلے شرکوں کے بھاری تودے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں ایک بات اس کتاب میں کفر دوسری میں ایمان، یہاں شرک وہاں عرفان، تو یہ پورا اقراری کفریہ ہے۔ میں ان سب کی پوری تفصیل کروں تو بلا مبالغہ ایک مجلد ضخیم لکھوں دوسرے سے پانچویں تک چار کلیے کے لئے بکثرت جزئیات فقیر نے اپنے رسالہ اکمال الطامہ علٰی شرك سوی بالامور العامہ (۱۳۱۱ھ) میں جمع کئے ثلٰثہ باقیہ کے جزئیات پر ہمارے بہت رسائل میں کلام ملے گا اور خود اسی رسالہ کی تقریرات سابقہ سے بعض کا پتا چلے گا یہاں بطور نمونہ ساتوں کلیے کی صرف ایک مثال لکھوں۔

کفریہ ۳۰: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تلك الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔[2]

ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واعلم ان من استخف بالقرآن الخ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۸۸ ۔ ۲۸۹

[2] القرآن الکریم ۲۹/ ۴۳

یہ شخص غیر مقلدی اور دینِ الٰہی میں ہرگونہ آزادی کا پھاٹک کھولنے کے لئے کہتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے قرآن سمجھنے کو علم ہرگز درکار نہیں ۔ تقویۃ الایمان ص ۳ :

"عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے سو یہ بات بہت غلط ہے[1] اھ ملخصاً ۔

لطف یہ کہ اپنے اس گھڑے مطلب پر دلیل لایا آیۂ کریمہ :

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة[2]

سے ، اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا کہ :

"وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں[3]"

کیوں حضرت ! جب قرآن کے سمجھنے کو علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی ، سبحان اللہ ! رد و اسود تو خود سمجھ لیں اور صحابۂ کرام سکھانے کے محتاج ۔

کفریہ ۳۱ و ۳۲ : تقویۃ الایمان ص ۱۰ ،

"روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا اقبال و ادبار دینا ، حاجتیں برلانی ، بلائیں ٹالنی ، مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء ، بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے[4] اھ ملخصاً

کاش یہ ظالم صرف اس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات و متصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے تو بیشک حق تھا مگر یوں مطلب کیا نکلتا کہ یہ معنی تو کسی کی نسبت کسی مسلمان کے خیال میں ہرگز نہیں تو تمام مسلمانوں کو

---

[1] تقویۃ الایمان مقدمۂ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲

[2] القرآن الکریم ۶۲/ ۲

[3] تقویۃ الایمان مقدمۂ کتاب " " " " " ص ۳

[4] " پہلا باب " " " " " ص ۷

مشرک کیونکر بنایا جاتا اور وہ کیونکر صادق آتا کہ ص ۵ :

"شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب[۱]"۔

صفحہ ۴۵ : "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا[۲]" کہ تمام دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا لہذا یہ عام جبروتی حکم لگایا کہ "پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے[۳]"۔

اب غور کیجئے کہ اس ناپاک و ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود اس ظلوم و جہول تک کوئی بھی حکم شرک سے نہ بچا۔

آیت : اغنٰهم الله و رسوله من فضله[۴] — انھیں دولتمند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت : و تبرئ الاكمه و الابرص باذنی[۵] — اے عیسیٰ تُو تندرست کرتا ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ قرآن عظیم کے شرک ہیں اور "میرے حکم سے" کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نجات نہ دے گا کہ تندرست کر دینے کی قدرت اللہ ہی کے حکم سے سمجھے جب بھی تو اس شرک پسند کے نزدیک شرک ہے۔

کفریہ ۳۳ : آیت : ابرئ الاكمه و الابرص و احی الموتٰی باذن الله[۶] — (عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرک ہوا۔

کفریہ ۳۴ تا ۳۸ : و اذ قلنا للملٰٓئكة اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابليس[۷] — اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے۔

---

[۱] تقویۃ الایمان — پہلا باب — مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴

[۲] " — الفصل الرابع — " " " " " ص ۳۰

[۳] " — پہلا باب — " " " " " ص ۷

[۴] القرآن الکریم ۹/۷۴

[۵] القرآن الکریم ۵/۱۱۰

[۶] " ۳/۴۹

[۷] " ۲/۳۴

آیت: ورفع ابویه علی العرش وخرّوا لہٗ سُجّدا[1] یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ (خاک بدہن گستاخان) اللہ تعالٰی[35] اور ملائکہ و آدم[36] و یعقوب[37] و یوسف[38] علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا شرک ہوا، اللہ نے حکم دیا ملائکہ نے سجدہ کیا، آدم راضی ہوئے، یعقوب ساجد، یوسف رضامند۔

تقویۃ الایمان ص ۱۱:

"جو کوئی کسی پیغمبر کو سجدہ کرے اس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ہے[2] اھ ملخصا"

صفحہ ۸:

"شرک جیسے سجدہ کرنا گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور بندہ، اور اس بات میں انبیاء اور شیطان اور بھوت میں کچھ فرق نہیں[3] اھ ملخصا"

یوں تو اس گمراہ کا استاد شفیق شیطان لعین ہی اچھا رہا کہ خود کو بہتر فرمایا کیا مگر وہ شرک کے پاس نہ گیا اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا محض جہالت، شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہوسکتا، کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالٰی شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے۔

کفریہ ۳۹ و ۴۰: حدیث: حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ[4] ابن جمیل فقیر تھا اُسے اللہ اور اللہ کے رسول نے غنی کردیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری مطبع احمدی قدیم ج ۱ ص ۱۹۸ میں ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے عرض کرتے ہیں:

اللھم انی احرم ما بین جبلیھا مثل ما حرم بہ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام الٰہی! میں دونوں کوہ مدینہ کے درمیان کو حرم بناتا ہوں مثل اس کے جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/۱۰۰

[2] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۸

[3] " " " ص ۶

[4] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۸

مکۃ ۔[1] نے مکہ کو حرم بنایا ۔

صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۱ ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۱ : واللفظ لہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث کے یہ لفظ صحیح مسلم کے ہیں ۔ت)

حدیث : حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ مابین لابتیھا لایقطع عظاھھا ولا یصاد صیدھا ۔[2]

بیشک ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا ، نہ کاٹی جائیں اس کی ببولیں اور نہ پکڑا جائے اس کا شکار ۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ۔

اس مطلب کی حدیثیں صحاح وسنن ومسانید وغیرہا میں بکثرت ہیں جن میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف وصریح حکم فرمادیا کہ مدینہ طیبہ اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا وہی ادب کیا جائے جو مکہ معظمہ اور اس کے جنگل کا ہے ، یہی مذہب ائمہ مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ اور بکثرت ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا ہے ، ائمہ حنفیہ اگرچہ اس باب میں اور احادیث پر عمل فرماتے ہیں جو شرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہ میں مع نظر مذکور مگر ترجیح یا تطبیق یا نسخ دوسری چیز ہے ، کلام اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو صراحۃً مدینہ طیبہ کے جنگل کا ادب ارشاد فرمایا ، اب اس شخص کی سنئے ، تقویۃ الایمان ص ۱۱ :

> " گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا ، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ہے[3] اھ ملخصاً

جانِ برادر ! تُو نے دیکھا کہ اس شخص کی ساری کوشش اسی میں تھی کہ اللہ اور رسول کو بھی مشرک کہنے سے نہ چھوڑے ، تف ہزار تف بروئے بے دیناں ۔

کفریہ ۴۱ تا ۴۶ : تفسیر عزیزی پارہ عم شاہ عبدالعزیز صاحب مطبوعہ بمبئی ص ۱۴۰ :

---

[1] صحیح مسلم — باب فضائل مدینہ — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/۴۴۱

[2] ؎ " — " — " — ۱/۴۴۰

[3] تقویۃ الایمان — پہلا باب — مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور — ص ۸

"بعضے از اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از انہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و مے یابند و زبان حال آنہا درآں وقت ہم مترنم بایں مقال است ؎[1]

من آیم بجان گر تو آئی بہ تن"

بعض اولیاء کرام جنھوں نے اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے متصرف کر رکھا ہے وہ (وفات کے بعد کی) حالت میں بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں اور کمال وسعتِ ادراک کی بناء پر ان کا استغراق اس طرف توجہ سے مانع نہیں بنتا اور اویسی خاندان باطنی کمالات کی تحصیل انہی اولیائے کرتے ہیں اور اہلِ حاجات و مشکلات انہی سے اپنی حاجات کا حل طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں اور یہ اولیاء کرام زبان حال سے اس وقت یہ فرماتے ہیں:

اگر تو جسمانی طور آیا ہے تو میں جان سے حاضر ہوں (ت)

یہ عبارت سراپا بشارت اس شخص کے مذہب ہمہ تن شرارت پر معاذ اللہ سرتاپا شرک جلی سے ملوث ہے، اولیائے کرام دنیا میں تصرف، بعدِ انتقال بھی ان کا تعلق باقی رہنا، ان کے علوم کی وسعت کہ اُدھر بھی مستغرق ہیں اِدھر بھی خبر رکھیں، اولیاء کا بعد وصال بھی فیض دینا، مریدوں کو مناصبِ عالیہ تک پہنچانا، حاجتمندوں کا اپنی حاجتیں اُن کی پاک روحوں سے طلب کرنا ان کا حلِ مشکل فرمانا۔ نواب بہادر کی عبارت میں تو تین ہی شرک تھے حضرت شاہ صاحب کے کلام میں المضاعف ہیں، ہاں ہونا ہی چاہئے کہ وہ نواب تھے یہ شاہ ہیں کلام الملک ملک الکلام۔

کفریہ ۴۷ تا ۴۹: تحفہ اثنا عشریہ حضرت ممدوح ص ۳۹۶ و ۳۹۷:

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال مریدان و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است[2]

تمام امت مریدوں کی طرح حضرت امیر (علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ) اور اُن کی اولادِ پاک کو مرشد تسلیم کرتی ہے اور تکوینی امور کو ان سے وابستہ مانتی ہے، اور فاتحہ، درود اور صدقات و نذر و نیاز ان کے نام رائج اور معمول ہے جس طرح کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہ معاملہ رائج ہے (ت)

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پ عم س انشقاق مطبع مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ۳/۲۰۶

[2] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

وہابی صاحبو! یہ بھی اکٹھے تین[3] شرک ہیں، ہر ایک ڈھائی من پختہ کا، شاہ صاحب کو دیکھئے کتنے بڑے شرک پسند، مشرک دوست، علی پرست، پیر پرست، اولیاء پرست ہیں کہ کار و بارِ عالم کو دامنِ ہمت حضرت مولیٰ مشکل کشا و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے وابستہ مانتے[2] اور پیروں کی طرح اُن سب کی پرستش اور اُن[3] کے اور تمام اولیاء کے نام کی نذر منت جائز جانتے، اور نہ آپ ہی تنہا بلکہ تمام اُمت مرحومہ کو استغفراللہ انھیں بلاؤں میں سانتے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح اُمتِ مرحومہ کو معاذ اللہ اُمتِ ملعونہ لقب دیجئے،

تقویۃ الایمان ص ۸:

"پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بُتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اُسی کا مخلوق اور اُس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُن کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے[1]"

پانچویں فصل شرک فی العادۃ کی بُرائی کے بیان میں لکھا ص ۶۱:

"پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا محض بے جا ہے اور نہایت بے ادبی[2]"

کفریہ ۵۰ تا ۵۲: شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے ظاہر کہ وُہ خود اور ان کے بارہ[12] اساتذۂ حدیث و پیرانِ سلسلہ

ناد علیاً مظہر العجائب ÷ تجدہ عونالك فی النوائب ÷ کل ھم وغم سینجلی ÷ بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی[3] ÷

پکار علی کو جن کی ذاتِ پاک سے وہ خوارق و فیوض ظاہر ہوتے ہیں جنھیں دیکھ کر عقلیں اچنبھے میں ہیں جب تُو انھیں ندا کرے گا تو انھیں مصائب و آفات میں اپنا مددگار پائیگا ہر پریشانی و رنج اب دُور ہوتا ہے آپ کی ولایت سے یاعلی یاعلی یاعلی (ت)

کی سندیں لیتے، اجازتیں دیتے، وظیفہ کرتے۔

---

[1] تقویۃ الایمان | پہلا باب | مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور | ص ۶

[2] " | الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات " " " " " " " | ص ۴۳

[3] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

الحمدللہ، ان شاہ صاحب اور ان کے پیروں استادوں نے تو شرک کا پانی سر سے تیر کر دیا یہاں بھی مثل سابق تین پہاڑ شرک کے ہیں،

مصیبت میں مولا علی کے پکارنے کا حکم ایک شرک، انھیں مصیبتوں میں مددگار ماننا دو شرک، یا علی یا علی یا علی کی لَے باندھنا تین شرک۔

جسے ان نفیس و جانفزا کلام کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسائل انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار و حیات الموات فی بیان سماع الاموات و انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ و الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء وغیرہا مطالعہ کرے۔

کفریہ ۵۳ تا ۵۵: تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت و خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفرغ و ملجا و سید و مولیٰ جناب شیخ مجدد صاحب کے مکتوبات مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم مکتوب سیم ص ۴۶:

خواجہ محمد اشرف و رزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آنرا مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمیگردد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب از ہزاراں یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ ست محتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۂ بید ولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند[1]

خواجہ محمد اشرف و رزش نے رابطہ (تصور شیخ) کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا اس حد تک غلبہ ہے کہ نمازوں میں اپنا مسجود جانتے اور دیکھتے ہیں اگر اس رابطہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی ختم نہیں ہوتا (تو اس پر آپ نے فرمایا) اس دولت کے حصول کی خواہش ہزاروں طالبوں کی تمنا ہے مگر کسی ایک کو عطا ہوتی ہے اس کیفیت والا شیخ سے مکمل مناسبت کے لئے مستعد ہوتا ہے وہ امید کرتا ہے کہ اپنے مقتدا شیخ کی صحبت کی کمی اس کے تمام کمالات کو جذب کرے گی، لوگ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ وہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں ہے یہ لوگ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ مسجود الیہ ہیں) اس قسم کی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو نصیب ہوتا ہے حتی کہ تمام احوال میں وہ صاحب رابطہ (شیخ) کو اپنا وسیلہ جانتے ہیں اور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اُس بے دولت جماعت کی طرح نہیں ہوتے

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ بخواجہ محمد اشرف و حاجی محمد نولکشور لکھنؤ ۲/ ۴۶

جو اپنے آپ کو شیخ سے مستغنی جانتے ہیں، اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ سے پھیر کر خود سر ہو جاتے ہیں۔ (ت)

یہاں بھی تین ڈبل شرک ہیں، ہر ایک اگلے باٹوں سے ہزار من کا۔ مرید نے لکھا کہ تصورِ شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے، صورتِ شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے۔ جناب شیخ مجدد نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے، ایک شرک اور کتنا بھاری شرک، تمام احوال میں شیخ کو اپنا متوسط جانا تو دو شرک۔ نماز وغیرہ ہر حال و ہر وقت میں پیر کی طرف متوجہ ہونا تین شرک۔ اب یاد کر اپنا وہ کفری بول کہ نماز میں پیر وغیرہ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا چنیں و چناں ہے اور منجر بشرک۔ ناظرین! آپ نے جانا کہ وہ بے سعادت کون ہے جسے جناب مجدد صاحب بے دولت و تباہ کار بتا رہے ہیں ہاں وہی بے دولت ہے، صراطِ مستقیم میں کہتا ہے ص ۱۲۰:

از جملہ اشغال مبتدعہ شغل برزخ ست[1] بدعت والے اشغال میں سے برزخ کا شغل بھی ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے ص ۱۱: "صاف صورت پرستی ست[2]۔" (یہ صاف صورت پرستی ہے۔ ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے خاص اس مسئلہ میں ایک نفیس رسالہ مسمّی الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۰۹ھ لکھا، اس میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد الرحیم صاحب وغیرہم کے بہت کلمات اور ائمہ کرام و علمائے عظام کے نفیس ارشادات سے اس شغل کا جواز ثابت کیا، اس بیدولت کے نزدیک وہ سب معاذ اللہ بدعتی تصویر پرست ہیں جب تو جناب شیخ مجدد نے تباہ کار و منحرف بتایا۔

کفریہ ۵۶: مکتوبات جناب موصوف ج ۱ مکتوب ۳۱۲ ص ۴۴۸:

مخدوما احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام — میرے مخدوم، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی احادیث

ع[3] تقویۃ الایمان ص ۷: جو بات سچی ہے کہ اللہ بندہ کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اُس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اُس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں سو اللہ ہرگز اُن کو راہ نہیں دے گا ۱۲ منہ

---

[1] صراطِ مستقیم باب سوم فصل سوم المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۸

[2] " " " " ص ۱۱۹

[3] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵

در باب جواز اشارت بسبابہ بسیار وارد شدہ اند وبعضے از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ[1]

شہادت کی انگلی سے اشارہ کی بابت بہت وارد ہیں اور فقہ حنفی کی بعض روایات بھی اس سلسلہ میں آئی ہیں (ت)

صفحہ ۴۴۹ :

وغیر ظاہر مذہب ست وآنچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیر ویصنع کما یصنع النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ثم قال ھذا قولی و قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما از روایات نوادرست نہ روایات اصول وفی المحیط اختلف المشائخ فیہ منہم من قال لا یشیر ومنہم من قال یشیر وقد قیل سنۃ وقیل مستحب والصحیح حرام، ہرگاہ در روایات معتبرہ حرمت اشارت واقع شدہ باشد وبرکراہت اشارت فتویٰ دادہ باشند مامقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم مرتکب ایں امر از حنفیہ یا علمائے مجتہدین را علم احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات می نماید یا انگارد کہ اینہا بمقتضائے آرائے خود برخلاف احادیث حکم کردہ اند ہر دو شق فاسد ست تجویز نکند آنرا مگر سفیہ یا معاند ظاہر اصول اصحاب ما عدم اشارت ست سنت علمائے ما تقدم شدہ[2]

اور وہ ظاہر مذہب پر نہیں ہیں اور امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارہ کیا کرتے تھے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح کرتے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے، اور پھر انھوں نے فرمایا یہی میرا اور امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا قول ہے، یہ نقل نادر روایات میں سے ہے نہ کہ اصولی روایات میں سے اور محیط میں ہے کہ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا اشارہ نہ کرے، اور بعض نے فرمایا اشارہ کرے اور اسکو سنت بھی کہا ہے بعض نے مستحب کہا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے، ہرگاہ کہ معتبر روایات میں اشارہ کی حرمت واقع ہوئی ہے اور اشارہ کی کراہت پر فتویٰ دیا گیا ہے ہم مقلدین حضرات کو یہ حق نہیں کہ احادیث کے مقتضیٰ پر عمل کریں اور اشارہ کرنے کی جرأت کریں، اس چیز کے مرتکب کو چاہئے کہ احناف یا مجتہدین کو معروف احادیث سے اشارہ کے جواز کا اثبات کرے یا پھر واضح کرے کہ وہ اپنی رائے سے احادیث کے خلاف حکم کررہے ہیں جبکہ دونوں شقیں فاسد ہیں ان کو بیوقوف یا معاند کے بغیر کوئی بھی جائز نہیں کریگا، ہمارے

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴۸

[2] " " " " " " " ۱/۴۴۹

اصحاب کا ظاہر اصول اشارہ نہ کرنا ہے پس عدمِ اشارہ ہی ہمارے متقدمین علماء کی سنّت ہے۔ (ت)

صفحہ ۴۵۰:

احادیث را ایں اکابر بیشتر از ما می شناختند البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل بمقتضائے ایں احادیث علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام[1]۔

احادیث کو ہماری نسبت یہ اکابر زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، یقیناً وُہ ان احادیث کے مقتضاء کے ترک پر کوئی مؤثر وجہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ (ت)

ص ۴۵۱:

اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتوٰی دادہ اند گوئیم ترجیح عدم جواز راست[2] اھ ملخصاً

اگر یُوں کہیں کہ علمائے احناف اشارہ کے جواز کا فتوٰی دیتے ہیں تو ہم جواب میں کہیں گے کہ ترجیح عدمِ جواز کو ہے اھ ملخصاً (ت)

اب ذرا حضرات غیر مقلدین کانوں سے ٹینٹ، آنکھوں سے جالے ہٹا کر یہ دھوم دھامی عبارت سُنیں اور اس کے تیور دیکھیں جناب شیخ سلسلہ کو صاف اقرار ہے کہ دربارۂ اشارہ احادیثِ حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت آئی ہیں اور وہ حدیثیں معروف مشہور ہیں مگر ہمارے یہاں اصولِ مذہب میں اشارے کا ذکر نہیں اور ہمارے علماء کی سنّت عدمِ اشارہ ہے ہماری فقہ میں مکروہ ٹھہرا ہے لہذا ہمیں احادیث کے مطابق عمل کرنا جائز نہیں، معاذ اللہ اِس ہماری شرکِ تقلیدی کو کچھ کہئے کہ مذہب کے مقابل احادیثِ صحیحہ مشہورہ کو نہیں مانتے اور سنّتِ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جواب میں اپنے مولویوں کی سنّت پیش کرتے ہیں اور جو حنفی مذہبِ حنفی کے خلاف کسی حدیث پر عمل کرے اُسے بے عقل ہٹ دھرم بتاتے ہیں۔ مزہ یہ کہ یہ مسئلہ خود مذہبِ حنفی میں متفق علیہا نہیں، آپ ہی اقرار فرماتے ہیں کہ مشائخ کو اختلاف ہے جواز و استحباب و سنّیتِ اشارہ کے بھی قائل ہُوئے یہاں تک کہ ائمہ کا فتوٰی بھی حدیثوں کے موافق موجود، حتی کہ خود امامِ مذہب امام محمد نے تصریح فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ فرمایا کرتے اور ہم وہی کریں گے جو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرتے تھے، اور فرماتے ہیں یہی مذہب میرا اور امام ابوحنیفہ کا ہے مگر از انجا کہ یہ روایت نوادر کی ہے اس پر بھی نظر نہ ہوگی، نہ اختلافِ مشائخ و فتوٰی پر لحاظ ہوگا، صرف اس لئے کہ ظاہر روایۃ میں ذکر نہ آیا حرمت مرجح اور اِس کے خلاف صحیح و مشہور حدیثوں پر ہمیں عمل نہیں پہنچتا۔ ایمان سے کہنا ایمانِ ترکِ تقلید کا

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/۴۵۰

[2] " " " " " " ۱/۴۵۱

کہیں تسمہ بھی لگا رہا، اب شخص مذکور کے جبروتی احکام سُنئے کہ خاص اپنے پیر سلسلہ حضرت شیخ مجدد کو بمقابلہ مذہب احادیث چھوڑنے اور سنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل سنّتِ علماء کی سند پکڑنے پر کیا کیا جلی کٹی بے نقط سُناتا ہے، تقویۃ الایمان ص ۲۲:

"جو کوئی کسی امام یا مجتہد کی بات کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے حدیث کے مقابل قول کی سند پکڑے، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔"[1]

ص ۲ و ۳:

"اِس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کوئی پہلوں کی رسموں کو کوئی مولویوں کی باتوں کو جو اُنھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالیں سند پکڑتے ہیں۔"[2]

صفحہ ۳:

"رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔"[3]

صفحہ ۶:

"اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں، سبب یہ کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر غلط سلط رسموں کی سند پکڑی، پیغمبرِ خدا کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔"[4]

تنویر العینین:

لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الصریحة الدالة علٰی خلاف قول امام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك۔[5]

میں کیسے جانوں کہ ایک شخص کی تقلید کو لئے رہنا کیونکر حلال ہوگا جبکہ اپنے امام کے خلاف مذہب پر صریح حدیثیں پاسکے اِس پر بھی امام کا قول نہ چھوڑے تو اس میں شرک کا میل ہے۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۸ و ۲۹

[2] " " مقدمۂ کتاب " " " " " " ص ۲

[3] " " " " " " " " " ص ۳

[4] " " پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں " " " " " " ص ۴

[5] تنویر العینین

تنویر العینین:

اتباع شخص معین بحیث یتمسك بقوله و ان ثبت علی خلافه دلائل من السنة و الکتاب و یأول الی قوله شوب من النصرانیة وحظ من الشرك والعجب من القوم لایخافون من مثل هذا الاتباع بل یخیفون تارکه فما احق هذه الاٰیة فی جوابهم وکیف اخاف مااشرکتم ولایخافون انکم اشرکتم باللّٰه۔[1]

ایک امام کی پیروی کر اس کی بات کی سند پکڑے اگرچہ اس کے خلاف حدیث وکتاب سے دلیلیں ثابت ہوں اور انھیں اس قول کی طرف پھیرے یہ نصرانی ہونے کا میل ہے اور شرک میں کا حصہ اور تعجب یہ کہ لوگ آپ تو اس تقلید سے ڈرتے نہیں بلکہ اس کے چھوڑنے والے کو ڈراتے ہیں تو کتنی ٹھیک ہے یہ آیت ان کے جواب میں کہ میں کیونکر ڈروں اس سے جسے تم نے اللہ کا شریک بنایا حالانکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔

افسوس حضرت شیخ مجدد صاحب کو کیا خبر تھی کہ ہمارے سلسلہ میں ایسے فرزند دلبند سعادت مند پیدا ہونے والے ہیں جو ہماری معرفت وولایت بالائے طاق ٹھہرے سے اصل ایمان میں خلل بتائیں گے معاذ اللہ کافر مشرک نصرانی بتائیں گے شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب کیا جانتے تھے کہ ہماری نسل میں وہ ہونہار سپوت اٹھنے کو ہیں جو ہماری پیری پدری استادی درکنار عیاذًا باللہ کفر وشرک سے قبر پاٹیں گے ہمیں سے پیدا ہو کر ہماری ہی مسلمانی کی جڑ کاٹیں گے از ماست کہ برماست (ہم سے ہی ہمارے خلاف ہے۔ ت) اللہ تعالٰی گندہ کرنے والی مچھلی سے بچائے ؎

بدنام کنندہ نکو نامے چند

(بہت سے نیک ناموں کو تُو نے بدنام کیا۔ ت)

زنان باردار گر مار زائید | بہ از طفلے کہ ناہنجار زائید

(حاملہ عورتیں اگر سانپ جنیں تو ناہنجار بچہ جننے سے وہ بہتر ہے۔ ت)

غرض کہاں تک گنئے انبیاء ومرسلین وملائکہ وصحابہ وائمہ وسائر مسلمین وتمام جہان وخود رب العالمین تک جو شرک کے چھینٹے پہنچے تھے خاندان دہلی کا ایک ایک بزرگ عالم صوفی پیشوا بوڑھا سب اسی ہولی کی پچکاریوں میں رنگا ہوا ہے۔ حضرات وہابیہ سے استفسار کہ اپنے امام کا ساتھ دے کر شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب

---

[1] تنویر العینین

جناب شیخ مجدد صاحب سب کو کھلم کھلا مشرک مان لوگے یا کچھ ایمان دھرم کا خیال کرکے اِس مصنوعی امام کو گمراہ بددین ومکفر مسلمین ومورد لزوم ہزاراں کفر جانو گے، میں عبث تشقیق کرتا ہوں بلکہ شق ثانی ہر طرح لازم، اگر اسی کو اختیار کیجئے اور خدا ایسا ہی کرے جب تو ظاہر ورنہ شق اول پر جب وہ حضرات معاذ اللہ سب مشرک ٹھہرے اور یہ اُن کا مداح اُن کا معتقد اُن کا مرید اُن کا مقلد انھیں امام سمجھے پیشوا مانے، ولی کہے، مقبولِ خدا جانے تو آپ لزوم کفر سے کب محفوظ رہ سکتا ہے کہ جو شخص مشرکین کو ایسا سمجھے خود کافر ہے اس شخص پر کفر ہر طرح لازم رہا کہ کردکہ نیافت یہ اس کی جزا ہے کہ مسلمانوں کو محض بے وجہ ناحق ناروا بات بات پر مشرک کہا تھا ۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند

(شمع کے پروانے کا ناحق خون تُو نے دیکھا، کچھ امن نہ دیا کہ شب کو سحر بنا دیتا۔ت)

کفریہ ۵۷ تا ۶۱ : صراطِ مستقیم ص ۳۶[1] :

ائمہ ایں طریق واکابر ایں فریق در زمرۂ ملٰئکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلٰے ملہم شدہ در اجرائے آں می کوشند معدود ند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد۔

اس طریقہ کے ائمہ اور اس گروہ کے اکابر حضرات کا شمار مدبرات الامر فرشتوں کے گروہ میں ہوتا ہے یہ فرشتے ملاءِ اعلٰی کی طرف سے تدابیرِ امور کے لئے الہام پاتے ہیں اور پھر ان کے اجراء میں کوشاں ہوتے ہیں، پس ان بزرگوں کے احوال کو معظم فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہئے (ت)

ص ۶۶[2] :

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضٰے تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہم ہمت ایشاں را دخلے ہست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا یہ تمام مراتب حضرت علی مرتضٰے کے زمانہ باکرامت سے دنیا کے اختتام تک بواسطہ علی مرتضٰے حاصل ہوتے ہیں اور ان حضرات کو بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں اہم دخل ہوتا ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ (ت)

---

[1] صراطِ مستقیم باب اول ہدایت رابعہ افادہ ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۲

[2] " " باب دوم " ثانیہ " " " ص ۵۸

1

صفحہ ۱۱۲ :

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت مے باشند وایں کبار اولی الایدی والابصار را مے رسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست[1]

ان بلند منصب والے حضرات عالم امثال وشہادت میں تصرف کرنے میں مجاز مطلق ہوتے ہیں ، ان طاقتور اور بصیرت والے اکابرین کو اختیار ہے کہ تمام امور کلیہ اپنی طرف منسوب کرلیں ، مثلاً ان کو اختیار ہے کہ وہ عرش تا فرش اپنی سلطنت ہونے کا دعوی کریں۔ (ت)

صفحہ ۵۴ :

دریں مقام بعضے خلیفۃ اللہ مے باشند خلیفۃ اللہ آں کسے ست کہ برائے انصرام جمیع مہام او را مقرر کردہ مانند نائب سازند[2]

اسی مقام پر بعض حضرات خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں خلیفۃ اللہ وہ شخص ہوتا ہے جو تمام مہمات کے انتظام پر مقرر ہوتا ہے اور نائب کی طرح ہوتا ہے (ت)

صفحہ ۳۴ :

او را در کنف ولایت خود گرفتہ و زیر سایۂ کفالت تربیت خود آوردہ جارحۂ تدبیر تکوینی و تشریعی خود مے سازد[3]

اس کو اپنی ولایت کے پہلو میں لے کر اس کی تربیت کی کفالت خود کرتے ہیں اور تکوینی وتشریعی امور میں خود تصرف والا بناتے ہیں۔ (ت)

ان پانچ شرکیات میں صاف صاف تصریحیں ہیں کہ ملائکہ و اولیاء کاروبار عالم کے مدبر ہیں ، اولیاء عالم کے کام جاری کرتے ہیں ، اولیاء کو تمام عالم میں تصرف کا اختیار کلّی دیا جاتا ہے ، تمام کام ان کے ہاتھ سے انصرام پاتے ہیں ، بادشاہوں کے بادشاہ بننے ، امیروں کی امیری پانے میں مولا علی کی ہمت کو دخل ہے۔

اب تقویۃ الایمان کی سنئے ، اس کی ایک عبارت شروع کفریہ ۲۲ میں سن چکے بعض اور لیجئے ص ۷ :

" اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی[4]۔ "

---

[1] صراط مستقیم باب دوم فصل چہارم افادہ ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۰۱

[2] " باب سوم تکملہ در بیان سلوک " " " ص ۱۴۳

[3] " باب اول ہدایت رابعہ افادہ ۱ " " " ص ۲۹

[4] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵

صفحہ ۴۲ :

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔[1]

صفحہ ۲۹ :

"کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"۔[2]

صفحہ ۲۰ :

"جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اُس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے"۔[3]

کفریہ ۶۲ تا ۶۸ : صراط مستقیم ص ۱۲۱[4] :

دریں حالت اطلاع بر امکنہ افلاک وسیر بعضے مقامات زمین کہ دور و دراز از جائے وے بود بطور کشف حاصل مے آید وآں کشفش مطابق واقع می باشد۔[5]

اس حالت میں وہ آسمانوں کے مقامات اور اپنے سے دُور دراز تک زمین کے بعض مقامات کی سیر بطورِ کشف کرتے ہیں، اور ان کا کشف واقع کے مطابق ہوتا ہے (ت)

صفحہ ۱۲۴ :

برائے انکشاف حالات سمٰوٰت وملاقات ارواح و ملائکہ وسیر جنت ونار واطلاع بر حقائق آں مقام و دریافت امکنۂ آنجا وانکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یاحیّ یاقیوم ست (الی قولہ) و در سیر مختار ست بالائے عرش نماید یا زیر آں و در مواضع آسماں نماید یا بقاع زمین الخ۔[6]

آسمانوں کے حالات پر آگاہی اور فرشتوں اور روحوں کی ملاقات، جنت و دوزخ کی سیر اور ان مقامات کے حقائق پر اطلاع اور وہاں کے مقامات کی دریافت اور لوحِ محفوظ کے امور پر آگاہی کے لئے یاحیّ یاقیوم کا ذکر ہے (آگے یہاں تک) اور اس سیر میں وہ مختار ہے کہ عرش سے بالا یا زیرِ عرش یا آسمانوں میں کسی مقام پر یا زمین کے کسی خطے کو ملاحظہ کرے۔ (ت)

---

[1] تقویۃ الایمان　الفصل الرابع　مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور　ص ۲۸

[2] 〃　الفصل الثالث　〃　〃　〃　ص ۲۰

[3] 〃　〃　〃　〃　〃　ص ۱۹

[4] صراط مستقیم　باب سوم　فصل اول　افادہ ۶　المکتبۃ السلفیۃ لاہور　ص ۱۰۹-۱۱۰

[5] 〃　〃　فصل دوم　〃 ۱　〃　〃　ص ۱۱۳

صفحہ ۱۲۵[8]:

برائے کشفِ قبور سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح مقرر ست[1]	کشفِ قبور کے لئے سُبّوحٌ قدوسٌ ربّ الملٰئکۃ والرّوح مقرر ہے (ت)

صفحہ ۱۲۸[9]:

برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنۂ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوحِ محفوظ شغل دورہ کند وباستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام احوال آنجا دریافت کند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد[2]	ارواح، ملائکہ اور ان کے مقامات اور زمین وآسمان جنّت، دوزخ اور لوحِ محفوظ پر دورہ کا شغل کرے اور اس شغل کی مدد سے زمین وآسمان، بہشت و دوزخ جس مقام کی طرف چاہے متوجہ ہوتا ہے اور اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کرتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے (ت)

صفحہ ۱۲۹[10]:

برائے کشف وقائع آئندہ اکابر ایں طریقہ طرق متعدد نوشتہ اند[3]	مستقبل کے واقعات کے کشف کے لئے اس طریقہ کے اکابر نے متعدد طرق لکھے ہیں (ت)

صفحہ ۱۵۸[11]:

آں عزیز باوجود وجاہت عند اللہ کامل النفس قوی التاثیر صاحبِ کشفِ صحیح باشد[4]	وُہ اللہ تعالٰی کے ہاں باوجاہت ہوتے ہُوئے کامل النفس، قوی التاثیر اور صحیح کشف والا ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۷۶[12]، اپنے پیر کو لکھا:

کشف بعلوم حکمت آنجامید انست[5]	علومِ حکمت کے ذریعہ کشف ہوتا ہے۔ (ت)

ان سات شرکیات میں صاف صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے' وہ بھی ایسا کہ اولیاء کو زمین کے دُور دراز

---

[1] صراط مستقیم باب سوم فصل دوم ہدایت ثانیہ افادہ ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۳
[2] 〃 〃 〃 سوم 〃 〃 ۱ 〃 〃 〃 ص ۱۱۶
[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲ 〃 〃 〃 ص ۱۱۶
[4] 〃 باب چہارم دربیان طرق سلوک راہ نبوت 〃 ۱ 〃 〃 〃 ص ۱۴۷
[5] 〃 خاتمہ دربیان پارہ از واردات ومعاملات الخ 〃 〃 〃 ص ۱۶۵

مقامات ظاہر ہوتے ہیں بلکہ زمین کیا آسمانوں کے مکانات اور ملائکہ وارواح اور اُن کے مقامات اور جنت و دوزخ اور قبروں کے اندر کا حال اور آنے والے واقعات کُھل جاتے ہیں یہاں تک کہ عرش فرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتی کہ لوحِ محفوظ پر اطلاع پاتے ہیں وہ اپنے اختیار سے زمین و آسمان میں جہاں کا حال چاہیں دریافت کرلیں اور ان سب باتوں کے حاصل کرنے کے طریقے خود ہی اِس شخص نے بتائے کہ یُوں کرو تو یہ رُتبے مل جائیں گے یہ کشف بہ اختیار ہاتھ آئیں گے۔ اب تقویۃ الایمان کی پُوچھیے ص ۲۷:

"جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دُنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دُوسرے کا۔"[1]

صفحہ ۲۵:

"ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بیخبر ہیں اور نادان"[2]

صفحہ ۵۷ و ۵۸:

"جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اُس میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملائیے مثلاً کوئی شخص کہے فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔"[3]

سُبحان اللہ! وہاں تو پیرجی کے ایک ایک مرید کو زمین و آسمان، جنت و دوزخ حتی کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوحِ محفوظ و عرش اعظم غرض تمن تلوک روشن تھے عرش و فرش میں ہر جگہ کے حالات کا جان لینا اپنے اختیار میں تھا خود ان پیرجی کو وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہوجائیں گی مگر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار کیا دخل کہ ایک پیڑ کے پتے جان لیں، اگر انھیں کوئی کہے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں ملادیا، وہاں تو بندگی کو وسعت تھی یہاں آکر خدائی اتنی تنگ ہُوئی کہ ایک پیڑ کے پتے جاننے پر رہ گئی، حق فرمایا اللہ عزوجل نے: مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ[4] اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہیے تھی۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۸
[2] " " " ص ۱۷
[3] " الفصل الخامس " ص ۴۰
[4] القرآن الکریم ۶/۹۱ و ۳۹/۶۷

تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲ :

"شرک سب عبادت کا نور کھودیتا ہے کشف کا دعوٰی کرنے والے اس میں داخل ہیں[1]۔"

یعنی جیسے یہ شخص اور اس کے پیر کہ وہ اپنے اور یہ اُن کے لئے کشف کا دعوٰی کرکے شرک میں ڈوبے،

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون[2]۔ مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت)

کفریہ ۶۹ : یہ نمونہ کفریاتِ امام الطائفہ تھا، اتباع واذناب کہ اس کے عقائد کو صحیح وحق جانتے اور اسے امام وپیشوا مانتے ہیں لزوم کفر سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۱ مجمع الفتاوٰی سے :

من تکلم بکلمۃ الکفر وضحک بہ غیرہ کفر اولو تکلم بہ مذکر وقبل القوم ذٰلک کفروا[3] الخ۔ جو کلمۂ کفر کہے اور دوسرا اس پر ہنسے (یعنی راضی ہو اور انکار نہ کرے) دونوں کافر ہوجائیں اور اگر کوئی واعظ کلمۂ کفر بولے اور لوگ اسے قبول کریں تو سب کافر ہوں۔

اعلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، ص ۳۱ :

من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الٰی قولہ) وکذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ او رضی بہ یکفر[4]۔ جو کفر کا لفظ بولے کافر ہو اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہوجائے۔

بحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۴ :

من حسن کلام اھل الاھواء اوقال معنوی اوکلام لہ معنی صحیح ان کان ذٰلک کفرا من القائل کفر المحسن[5]۔ جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے بامعنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اس قائل سے کلمۂ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہوگیا۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۶

[2] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر مطلب فی ایراد الفاظ المکفرۃ الخ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۵

[4] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۶

[5] بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵

کفریہ ۷۰: ان صاحبوں کی قدیمی عادت دائمی خصلت کہ جس مسلمان کو کسی امام کا مقلّد پائیں بے دھڑک اسے مشرک بتائیں بحکم ظواہر احادیث کثیرہ وصحیحہ و روایات فقہیہ مصححہ رجیحہ ان پر حکم کفر عائد ہونے کو بس ہے طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کا بڑا دعوٰی ہے۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ارشاد:

ایما امریٔ قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ[1]

یعنی کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کا فر تھا جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔

صحیح بخاری ص ۸۹۳، صحیح مسلم ص ۵۷ ابوذر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تحدیث حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی حدیث:

لیس من دعا رجلا بالکفر اوقال عدو اللہ ولیس کذلک الاحار علیہ[2]

جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا یہ کہنا اُسی پر پلٹ آئے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر ۱۲۷۶ھ ج ۲ ص ۱۵۶: کذلک یا مشرک ونحوہ[3] اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کی مثل کوئی لفظ کہنا کہ وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہوگیا۔

میں کہتا ہوں یہ معنی خود انھیں حدیثوں سے ثابت کہ ہر مشرک دشمن خدا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۴۴: "مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے رسول کے دشمن[4]" تو مشرک کہنا خدا کا دشمن کہنا ہوا اور اس کا پلٹنا خود حدیث میں فرمایا بلکہ اسی حدیث میں فرمایا کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو کہیں بدتر ہے۔ شرح الدرر والغرر للعلامۃ اسمٰعیل النابلسی پھر حدیقہ ندیہ ج ۲ ص ۱۴۰ و ۱۵۶:

لوقال للمسلم کافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش یقول کفر وقال غیرہ من مشائخ بلخ لایکفر

جو کسی مسلمان کو کافر کہے امام ابوبکر اعمش فرماتے تھے کافر ہوگیا، اور دیگر مشائخ بلخ فرماتے کافر نہ ہوا،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷
[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
[3] الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ النوع العاشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۶
[4] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۹

واتفقت هذه المسئلة ببخارا فاجاب بعض ائمة بخارا انه يكفر فرجع الجواب الى بلخ انه يكفر فمن افتى بخلاف قول الفقيه ابى بكر رجع الى قوله[1] اھ ملخصا۔

پھر یہ مسئلہ بخارا میں واقع ہوا بعض ائمہ بخارا شریف نے حکم کفر دیا یہ جواب پلٹ کر بلخ میں آیا تو جو پہلے امام ابوبکر کے خلاف فتوے دیتے تھے انھوں نے بھی اسی طرف رجوع فرمائی۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۲۰ :

رجع الكل الى فتوى ابى بكر البلخى وقالوا كفر الشاتم[2]۔

سب ائمہ اسی فتوی ابوبکر کی طرف پلٹ آئے اور فرمایا مسلمان کو ایسی گالی دینے والا خود کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۸ ذخیرہ سے ، برجندی شرح نقایہ مطبع لکھنؤ ج ۴ ص ۶۸ فصول عمادی سے ، حدیقہ ندیہ ص ۳۰۱ و ۱۵۶ احکام حاشیہ درر سے ، خزانۃ المفتین ج ۱ کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر ، جامع الفصولین ج ۲ ص ۳۱۱ قاضی خان سے ، بزازیہ ج ۳ ص ۳۳۱ ، ردالمحتار مطبع استنبول ج ۳ ص ۲۸۵ نہر الفائق وغیرہ سے ،

المختار للفتوى فى جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد الشتم ولا يعتقده كافرا لا يكفر وان كان يعتقده كافرا فخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافر يكفر[3]۔

اس قسم کے مسائل میں فتوے کے لئے مختار یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کا کوئی لفظ کہنے والا اگر صرف دشنام ہی کا ارادہ کرے اور دل میں کافر نہ جانے تو کافر نہ ہوگا اور اگر اپنے مذہب کی رو سے اسے کافر سمجھتا ہے اس بنا پر یوں کہا تو کافر ہو جائیگا۔

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ	النوع الرابع	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	۲/۲۱۲
" " " " "	النوع العاشر	" " "	۲/۲۳۷
[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر	فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ	مصطفی البابی مصر	ص ۱۸۱
[3] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ	النوع الرابع	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	۲/۲۱۲
فتاوی ہندیہ	الباب التاسع	نورانی کتب خانہ پشاور	۲/۲۷۸
شرح النقایۃ للبرجندی	کتاب الحدود	نولکشور لکھنؤ	۴/۶۸
ردالمحتار	باب التعزیر	مطبع مجتبائی دہلی	۳/۱۸۳

درمختار ص ۲۹۳ شرح وہبانیہ سے :

یکفر ان اعتقد المسلم کافرا بہ یفتی[1] — مسلمان کو کافر سمجھے تو خود کافر ہے ، اسی پر فتویٰ ہے۔

جامع الرموز مطبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ ج ۴ ص ۶۵۱ :

المختار انہ لو اعتقد المخاطب کافرا کفر[2] — مختار یہ ہے کہ اسے اپنے مذہب میں کافر جان کر کافر کہا تو کافر ہوگیا۔

مجمع الانہر مطبع استنبول ج ۱ ص ۵۶۶ :

لو اعتقد المخاطب کافرا کفر[3] — اپنے عقیدے میں ایسا سمجھ کر کہے تو کافر ہے۔

اس مذہب مختار و ماخوذ للفتویٰ و مفتی بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ پر صراحۃً کفر لازم کہ وہ قطعاً یقیناً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اُن کا یہ عقیدہ ان کی کتب[ع۱] مذہب میں صاف مصرح ہے تو باتفاق مذاہب مذکورۂ فقہائے کرام انھیں لزوم کفر سے مفر نہیں[ع۲]۔

ع۱ فصول عمادی سے ۱۲ سل السیوف

ع۲ مثل تقویۃ الایمان و تنویر العینین و تصانیف بھوپالی وغیرہا میں جا بجا مصرح ۱۲ سل السیوف

ع۳ باقی تفصیل و تحقیق ہمارے رسائل النہی الاکید ، الکوکبۃ الشہابیۃ حصہ اول مجلد ششم العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ میں ہے ، لاجرم علمائے مکہ معظمہ کے سردار بقیۃ السلف عمدۃ الابرار خاتم المحققین شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ کبراء البلد الامین شیخنا و برکتنا و قدوتنا علامہ سید شریف احمد زینی دحلان مکی رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنابہ وقدسنا بسرہ الملکی نے کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں کہ خاص اسی طائفے کے رد میں تالیف فرمائی اور مطبع بہیہ مصر میں طبع ہوئی ان گمراہوں کی نسبت تصریحاً ارشاد فرمایا صفحہ ۲۶ :

ھؤلاء الملحدۃ المکفرۃ للمسلمین[4] یہ ملحد کافر بے دین لوگ مسلمانوں کو کافر کہنے والے۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] درمختار — باب التعزیر — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۳۲۷

[2] جامع الرموز — کتاب الحدود — فصل القذف — مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران — ۴/۵۳۵

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر — کتاب الحدود — فصل فی التعزیر — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/۶۱۰

[4] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ — مکتبہ دارالشفقۃ ترکی — ص ۳۸

كذٰلك العذاب ولعذاب الاٰخرة اكبر لوكانوا يعلمون[1]
مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت)

تذییل جلیل: یہ بطور نمونہ طائفہ حالفہ اور اُس کے امام کے کفری اقوال اور اُن پر کُتب ائمۂ دین سے احکام کفر و اشد الضلال تھے جن کا شمار بظاہر **ستّر کفریات** تک پہنچا اور حقیقۃً دیکھئے تو بے شمار ہیں کہ سات سے گیارہ تک پانچ کفریوں کے کلمات میں ہر کلمہ صدہزار کفریہ کا خمیرہ ہے، یونہی کفریہ ۲۲ و ۲۹ بھی مجمع کفریات کثیرہ، یہ ستّر کیا ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ظاہر ہے کہ ملحد ایک فرقۂ کفار ہے بلکہ جمیع فرقِ کفر کو شامل۔ ردّالمحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ رسالہ علامہ ابن کمال پاشا سے:

الملحد اوسع فرق الكفر حدًا[2] ملحد تمام فرقِ کفار سے وسعتِ معنٰی میں زیادہ ہے۔

نیز علامہ سید شریف ممدوح نے فرمایا صفحہ ۳ :

امر الشريف مسعود ان يناظر علماء الحرمين العلماء الذين بعثوهم فناظروهم فوجدوهم ضحكة وسخرة كحمر مستنفرة فرت من قسورة ونظر الٰى عقائدهم فاذا هى مشتملة علٰى كثير من الكفريات[3]۔

مکہ معظمہ کے حاکم حضرت مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علمائے حرمین شریفین کو حکم دیا کہ وہابیوں کے مولویوں سے جواُن کے امام شیخ نجدی نے بھیجے ہیں مناظرہ کریں، علماء کرام نے اُن مُلّاؤں سے مناظرہ فرمایا تو انھیں پایا کہ نرے مسخرے ہنسنے کے قابل ہیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگے ہوں اور اُن کے عقائد کو غور فرمایا تو اُن میں بہت باتیں وہ پائیں جن کا قائل کافر ہے۔

اسی رسالہ مبارکہ میں ص ۲۲ سے ۳۵ تک حدیثیں نقل فرمائیں جن میں اس فرقہ وہابیہ کے خروج کی خبر آئی ہے ان میں بھی جابجا اُن کے کافر اور دین اسلام سے یکسر خارج ہونے کی تصریح ہے اسی میں ان کے معلم اول شیخ نجدی کی نسبت فرمایا ص ۲۷، فبهت الذى كفر[4] مدہوش ہوگیا کافر ۱۲ سل السیوف تصنیف العلامۃ المصنف مدظلہ العالی۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳
[2] ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۶
[3] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ مکتبۃ دار الشفقۃ ترکی ص ۴۳ و ۴۴
[4] " " " " " " " ص ۴۰

میں سے جس ایک کو چاہیے منتشر کر دکھائیے تو اب کفریات کو خواہ منتشر کہئے خواہ **ستتر ہزار کفریات** ٹھہرایئے اور کیوں نہ ہو کہ وہاں عمر بھر یہی کمایا تھا پڑھا لکھا سب اسی میں گنوایا تھا مشقیں چڑھی تھیں مہارتیں بڑھی تھیں ایک ایک قول میں ہزار ہزار کفریے بول جانا وہاں کیا بات تھی یہاں قصد استیعاب آب دریا پیمودن و دانہائے ریگ شمردن کے قبیل سے ہے لہذا اس طرف سے عطف عنان کیجئے اور ان کے اقوال خاصہ پر خاک ذلت ڈال کر بہت مشائخ کرام کے نزدیک اس سارے فرقہ متفرقہ اور اس کے تمام طوائف سابقہ ولاحقہ کا ایک **کفریہ عامہ قدیمہ** سُن لیجئے کہ انھیں کافر کہنا فقہاً واجب ہے، واضح ہو کہ وہابیہ منسوب بہ عبدالوہاب نجدی ہیں، ابن عبدالوہاب ان کا معلّم اوّل تھا، اس نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے فرقہ خبیثہ کے سوا تمام اہلِ اسلام کو کھُلّم کھُلّا مشرک بنایا اور حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً پر چڑھائی کر کے کوئی دقیقہ گستاخی و بے ادبی و شرارت و ظلم و قتل و غارت کا اٹھا نہ رکھا، تقویۃ الایمان اسی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے، اس کا حال کتاب مستطاب سیف الجبار کے مطالعہ سے کھُلتا ہے، یہ فرقہ حادثہ گروہِ خوارج کی ایک شاخ ہے جنھوں نے سب میں پہلے حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ الکریم پر خروج کیا اور اسد اللہ القہار کا فر شکار سے دار البوار کا رستہ لیا جن کی نسبت حدیث میں آیا کہ وُہ قیامت تک منقطع نہ ہوں گے، جب اُن کا ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا یہاں تک کہ اُن کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا، بموجب اس وعدہ صادقہ کے یہ قوم مغضوب ہمیشہ فتنے اٹھایا کی تیرہ صدی کے شروع میں اس نے دیارِ نجد سے خروج کیا اور بنام نجدیہ مشہور ہوئی جن کا پیشوا نجدی تھا اسی کا مذہب میاں اسمٰعیل دہلوی نے قبول کیا اور اُس کی کتاب کا ترجمہ بنام تقویۃ الایمان کہ حقیقۃً تفویت الایمان ہے ان دیار میں پھیلایا اور بلحاظ معلم اوّل وہابیہ و بنظر معلّم ثانی اسمٰعیلیہ لقب پایا اس طائفہ حائفہ کا ہمیشہ سے یہی مذہب رہا ہے کہ دُنیا میں وہی موحد و مسلم ہیں باقی سب معاذاللہ کافر۔ ردالمحتار جلد ۳ ص ۳۰۸:

ویکفی ون اصحاب نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علمت ان ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علٰی سیّدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا

اصحاب رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذاللہ کافر کہنا کچھ خارجیوں کے لئے ضروری نہیں بلکہ خاص یہ ان خارجیوں کا بیان حال ہے جنھوں نے ہمارے آقا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ الکریم پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے پیرووں سے واقع ہوا انھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا اپنے آپ کو

ینتحلون مذهب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالٰی شوکتھم وخرب بلادھم وظفربھم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین و مائتین والف[1]

حنبلی بتاتے تھے مگر اُن کا مذہب یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے خلاف مذہب ہیں مشرک ہیں، اِسی بناء پر اُنھوں نے اہلِ سنّت و علمائے اہلِ سنّت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اُن کی شوکت توڑی اُن کے شہر ویران کئے مسلمانوں کے لشکر کو اُن پر فتح دی ۱۲۳۳ھ بارہ سو تینتیس ہجری میں۔

یہاں سے تو اُن کی اصل نسل مذہب مشرب معلوم ہولئے، اب علمائے کرام سے ان کا حکم سُنئے، بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۸:

یجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ سواھم[2]

خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اِس بناء پر کہ وہ اپنے سوا تمام اُمت کو کافر کہتے ہیں۔

ظاہر ہُوا کہ یہ خصلت خبیثہ اِن میں آج کی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ان کے اگلے پچھلے سب اِسی مرض میں گرفتار تھے جس پر مشائخ مذہب رحمہم اللہ تعالٰی نے انھیں کافر جانا اور ان کی تکفیر کو فرض واجب مانا، لُطف یہ کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بھی انھیں مشائخ کرام کی موافقت فرماتے بلکہ تکفیر خوارج کو مجمع علیہ بتاتے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۷۲:

محارب حضرت مرتضٰی اگر از راہِ عداوت و بغض ست نزد اہل سنت کافر ست بالاجماع وہمیں ست مذہب ایشاں در حق خوارج[3]

حضرت علی المرتضٰی سے جنگ کرنیوالا اگر ان سے عداوت و بغض کی وجہ سے کرتا ہے تو اہل سنت کے نزدیک بالاجماع وُہ کافر ہے اور خوارج کے متعلق بھی ان کا یہی مذہب ہے (ت)

بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اِس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام نافرجام

ع اس میں شک نہیں کہ اس گروہ ناحق پژدہ پر ہزاروں وجہ سے کفر لازم اور جماہیر فقہائے کرام کی تصریحیں اُن کے صریح کفر پر حاکم، نسأل اللہ تعالٰی العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ (ہم اللہ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] ردالمحتار باب البغاۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۹

[2] فتاوٰی بزازیۃ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیۃ الباب الرابع فی المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب دوازدہم در تولّا و تبرّا سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۹۴

پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کفر لازم، اور بلاشبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحابِ فتوٰی اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماعِ ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

تنبیہ نبیہ: یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظمین کلمۂ خیر الانام علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وہ کچھ سخت و شدید ایذائیں پاتے ہیں اس طائفہ تالفہ کے پیر و پیرو سے ناحق ناروا بات بات پر بیچے مسلمانوں خالص سُنّیوں کی نسبت حکمِ کفر و شرک سنتے ایسی ناپاک و غلیظ گالیاں کھاتے ہیں، باایںہمہ نہ شدتِ غضب دامنِ احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی، نہ ان نالائق و لایعنی خباثتوں پر قوتِ انتقام حرکت میں آتی ہے، وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔ ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ فقیر غفرلہ تعالٰی نے اس بحث کا قدرے بیان آخر رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح ۱۲ میں کیا اور وہاں بھی باآنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اٹھتر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دیا کفر سے کفِ لسان ہی کیا۔ بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصًا ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا، ہاں یزید مرید اور انکے امام عنید میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم و فسق و فجور متواتر مگر کفر متواتر نہیں، اور ان حضرت سے یہ سب کلماتِ کفر اعلٰی درجۂ تواتر پر ہیں، پھر اگرچہ ہم براہِ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں، ان کے خسار و بوار کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمۂ کرام فقہائے اسلام کے نزدیک ان پر بوجوہِ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ القیوم الدائم۔ امام ابن حجر مکی قواطع میں فرماتے ہیں،

انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وتفریطا[1]۔
ایک جماعت کے قول پر وہ کافر ہے اس کے خسارے و ذلت کو یہی کافی ہے (ت)

اللہ عزوجل پناہ دے اور دین حق پر دنیا سے اٹھائے آمین، والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۲ سل السیوف تصنیف العلامۃ المصنف مدظلہ العالی۔

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ   مکتبہ دار الشفقۃ استنبول ترکی   ص ۳۶۲

الحمدللہ کہ یہ اجمالی اجلالی جواب باصواب غرہ جمادی الآخرہ روز مبارک جمعہ فاخرہ ۱۳۱۲ھ ہجریہ طاہرہ کو بدرسمائے ختام اور بلحاظ تاریخ[۱۲] الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ[۱۳] نام ہو۔

نسأل اللہ تعالٰی ان یدیمنا علی الایمان و السنۃ ویختم لنا علی دینہ الحق بعظیم المنۃ ویدخلنا بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ و التسلیم فردایس الجنۃ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولٰنا محمد سید الانس والجنۃ وعلٰی اٰلہ وصحبہ واھلہ و حزبہ اجمعین، والحمدللہ رب العٰلمین۔

ہم اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان و سنت پر دوام بخشے اور اپنے دین حق پر ہمارا خاتمہ فرمائے اپنے بڑے احسان سے اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اپنے حبیب کریم کے وسیلہ سے ہمیں جنت الفردوس عطا فرمائے، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد سید الانس والجنۃ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ واہلہٖ وحزبہٖ اجمعین، والحمدللہ رب العالمین۔ (ت)

کتبــــــــــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ

سل السیوف الہندیۃ علٰی کفریات بابا النجدیۃ

۱۲ ھ ۱۳

(نجدی پیشواؤں کے کفریات پر لٹکتی ہوئی ہندی تلواریں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۳۰: از بدایوں مرسلہ مولینا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری ۲۲ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ

بخدمت بابرکت مولٰنا مرجع الفتاوٰی والمفتین، ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب!

اللّٰھم ادم افاضاتھم وافاداتھم، السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے ہیں، اور جس مسلمان کو مقلد دیکھیں مشرک بتاتے ہیں، دہلی والے اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وایضاح الحق ویکروزی وتنویر العینین کو اپنا امام و پیشوا بتاتے اور اس کے اقوال کو حق و ہدایت جانتے اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں، ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک اُن پر اور اُن کے پیشوا پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر حاصل کرو۔ ت)

الجواب

الحمد للہ علٰی دین الاسلام والسلام علٰی نبی السلام سلام المسلمین بعون السلام وعلٰی

آلہٖ وصحبہٖ فی دارالسلام ، ایہا المسلمون! پیش از جواب اتنا عرض کروں کہ اس تحریر سے مقصود دو امر محمود:

اوّلاً عام مسلمین و برادرانِ دین پر اظہارِ مبین کہ مذہبِ وہابیہ ایسی ضلالتوں پر مشتمل، اور اُن کا امام الطائفہ ایسی شناعتوں کا موجد و قائل۔

ثانیاً کبرائے وہابیہ پر عرض ہدٰی و خوفِ خدا کہ دیکھو کیسے کو امام بناتے ہو، اندھیری رات میں کس مضل مبین کے پیچھے جاتے ہو، تھوڑی دیر کا اندھیرا ہے، دم کے دم میں سویرا ہے ؎

بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت   کہ باکہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

(صبح کی حشر میں تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اندھیری رات میں کس سے لڑاتے رہے۔ت)

غصے سے کام نہیں چلتا، بگڑنے سے مذہب نہیں سنبھلتا انما اعظکم بواحدۃ[1] (میں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں۔ت) ایک ذرا تعصب و نفسانیت و حمایتِ امام و حمیّتِ جاہلیت سے جُدا ہو کر للہ فی اللہ اس تحریر پر نظر کیجئے، سب کتابوں کے نشانِ صفحات بتا دئے ہیں جس میں شبہہ ہو تطبیق کر لیجئے، پھر اگر نگاہِ انصاف میں تمہارے مذہب و امامِ مذہب پر یہ الزامات قائم ہوں تو خُدا سے ڈرو، کفریات و ضلالت پر اصرار نہ کرو، بددین کی پیروی کا دم نہ بھرو، اور اگر طاقتِ جواب ہے تو کیوں پیچ و تاب ہے، ہمیں گو وہمیں میداں، اظہارِ حق سے کیوں خائف و ترساں آدمی بن کر اور کی سُنی اپنی کہی، ایک مکابرہ عناد کی نہیں سہی یہ ایک نمونہ ہے اس سے فارغ ہو تو اور سُننا ہے اُس سے بھی سلامت نکلے تو اور آگے چلئے یہاں تک کہ حق ایک طرف کُھل جائے، جیّد و رَدّی میزانِ عمل میں تل جائے، اے رب میرے! ہدایت فرما انّک انت السمیع القریب، وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب (تو قریب وسمیع ہے، مجھے صرف اللہ سے توفیق حاصل ہے اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ت) بلاشبہہ گروہِ مذکور اور اس کے پیشوائے مسطور پر بوجوہِ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم، اور حسبِ تصریحاتِ جماہیر فقہائے کرام اصحابِ فتاوٰی اکابر و اعلام ان پر حکمِ کفر ثابت و قائم، اُن کے عقیدوں مکیدوں مذہبی رسالوں میں بکثرت کلماتِ کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو ذخیرہ درکار، خود ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ معاذ اللہ کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس معصوم کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیرؤں کے صریح کافر بُت پرست ہونے کا صاف اقرار کیا، ہم نے اس سوال کے ورود پر خاص اس باب میں ایک مفصل رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ[1] لکھا اور اس میں بطورِ نمونہ ان کے ستّر کفریات کا شمار کیا کہ بحوالۂ کتاب و صفحہ ان کے پیشوا کی کتابوں سے اقوال نقل کئے، پھر ائمۂ کرام وعلمائے عظام کی تصانیف سے اُسی طرح بہ نشانِ صفحات اُن باتوں پر حکمِ کفر مع ترجمہ لکھے۔ بحمد اللہ تعالٰی اس رسالہ نے اپنے ناظر کو اس امر کی تحقیق میں کوئی دقت باقی نہ رکھی، صرف اتنا کام رہا کہ جو اپنی آنکھوں دیکھنا چاہے اُس کی کتابوں سے صفحہ کے

---

[1] القرآن الکریم ۳۴ /۴۶

نشانوں سے وہ عبارتیں نکالے پھر ایسے ہی نشان سے کتب ائمہ و علماء میں ان کی نسبت حکم کفر دیکھے دکھالے ۔ وہ کتابیں جن سے ہم نے ان کے اقوال کا کلمات کفر ہونا ثابت کیا یہ ہیں :

(۱) قرآن عظیم (۲) صحیح بخاری شریف (۳) صحیح مسلم شریف (۴) فقہ اکبر تصنیف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (۵) درمختار (۶) عالمگیری (۷) فتاوٰی قاضیخان (۸) بحر الرائق (۹) نہر الفائق (۱۰) اشباہ والنظائر (۱۱) جامع الرموز (۱۲) برجندی شرح نقایہ (۱۳) مجمع الانہر (۱۴) شرح وہبانیہ (۱۵) ردالمحتار (۱۶) شرح الدرر والغرر للعلامۃ اسمٰعیل النابلسی (۱۷) حدیقۃ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ للعلامہ عبدالغنی النابلسی (۱۸) نوازل امام فقیہ ابواللیث (۱۹) فتاوٰی ذخیرہ امام برہان محمود (۲۰) فتاوٰی خلاصہ (۲۱) فتاوٰی بزازیہ (۲۲) فتاوٰی تاتارخانیہ (۲۳) مجمع الفتاوٰی (۲۴) معین الحکام علامہ طرابلسی (۲۵) فصول عمادی (۲۶) خزانۃ المفتین (۲۷) جامع الفصولین (۲۸) جواہر اخلاطی (۲۹) تکملہ لسان الحکام (۳۰) الاعلام بقواطع الاسلام للامام ابن حجر المکی الشافعی (۳۱) شفا شریف للامام القاضی عیاض المالکی (۳۲) شرح الشفا للا علی قاری (۳۳) نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی (۳۴) شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی المالکی (۳۵) شرح فقہ اکبر للعلامۃ القاری (۳۶) شرح العقائد العضدیہ للمحقق الدوانی الشافعی (۳۷) الدرر السنیہ للعلامۃ السید الشریف مولانا احمد زینی دحلان المکی الشافعی (۳۸) الدر الثمین للشاہ ولی اللہ دہلوی (۳۹) تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (۴۰) تفسیر عزیزی شاہ صاحب موصوف (۴۱) موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر شاہ صاحب ممدوح ، یہاں تک کہ خود تقویۃ الایمان اور اس کا دوسرا حصہ تذکیر الاخوان وغیرہا ، اور نیز اس میں مدد لی گئی احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام غزالی و شرح عقائد النسفی علامہ سعد تفتازانی و میزان الشریعۃ الکبرٰی امام عبدالوہاب شعرانی و مکتوبات جناب شیخ مجدد الف ثانی و حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ فی سلاسل اولیاء ہر دو تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب ، یہاں تک کہ مسک الختام شرح بلوغ المرام تصنیف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ظاہری آنجہانی وغیرہا سے ، یہاں صرف سات (کفریہ) قول پر اکتفا کروں :

کفریہ اوّل : تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ص ۲۰ :

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔[۱]

اس کا صاف یہ مطلب کہ اللہ تعالٰی کو اختیار ہے جب چاہے غیب کی بات دریافت کرلے تو صراحۃً لازم کہ اُسے بالفعل علم غیب حاصل نہیں ، ہاں حاصل کرلینے کا اختیار رکھتا ہے ، یہاں صراحۃً اللہ تعالٰی کی طرف

---

[۱] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

16
16

جہل نسبت کیا اور اس کے علمِ قدیم کو ازلی نہ مانا اور اُس کی صفت کو اختیاری جانا، یہ تینوں باتیں صریح کفر ہیں،
عالمگیری مطبع مصر جلد ۲ ص ۲۹۸، بحرالرائق مطبع مصر ج ۵ ص ۱۲۹، بزازیہ طبع مصر ج ۳ ص ۳۲۳
جامع الفصولین مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۹۸:

یکفر اذا وصف اللہ تعالٰی بما لایلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص[1]

جو اللہ تعالٰی کی شان میں ایسی بات کہے جو اُس کے لائق نہیں یا اُسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲:

لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر[2]۔

جو علمِ خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے۔

شرح عقائد نسفی طبع قدیم ص ۲۱:

الصادر عن الشیئ بالقصد والاختیار یکون حادثاً بالضرورۃ[3]۔

جو کسی سے اُس کے قصد و اختیار سے صادر ہو وہ ضرور حادث و نو پیدا ہوگا۔

فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ و شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ۱۲۹۶ھ ص ۲۹:

صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا محدثۃ او وقف فیھا او شک فیھا فھو کافر باللہ تعالٰی[4]۔

اللہ تعالٰی کی سب صفتیں ازلی ہیں نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق، تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا اُس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

کفریہ دوم: بعض علماء دلیل لائے تھے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کا مثل یعنی تمام صفاتِ کمالیہ میں شریک و ہمسر اگر ممکن ہو تو معاذ اللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین کی تکذیب لازم آئے۔ اس کے جواب میں شخص مذکور کا کلام سنئے، یکروزی مطبع فاروقی ص ۱۴۴:

بعد اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود، پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منجر

خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تعالٰی ان خبروں کو بھول جائے پس حضور علیہ السلام کی مثل کا وجود ممکن ہونا ہر کسی نص

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۸
[2] " " " " " " " " " " ۲/۲۶۲
[3] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۲۳
[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الباری جل شانہ موصوف فی الازل بصفات الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۵

تکذیب نصی از نصوص نگرود و سلب قرآن مجید بعد از ال ممکن است[1]

کی تکذیب کا سبب نہیں ہوسکتا جبکہ نزول کے بعد قرآن کا سلب ہوجانا ممکن ہے (ت)

یہاں صاف بے پردہ اقرار کردیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کرے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وُہ نص یاد ہی نہیں جو جھوٹ پر اطلاع پائے۔

شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۱ :

من دان بالوحدانیة وصحة النبوة و نبوة نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلك المصلحة بزعمه اولم یدعها فھو کافر باجماع[2]

جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وُہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعاء کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ (ت)

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کا کذب جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہُوا اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا!

کفریہ سوم : صراطِ مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵ اپنے پیر کی نسبت لکھا:

روزے حضرت جل وعلا دستِ راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ وچیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہا ئے دیگر خواہم داد[3]

ایک روز اللہ تعالٰی نے اس حضرت کا دایاں ہاتھ اپنے دستِ قدرت میں پکڑا اور امورِ قدسیہ کی ایک بلند و بالا عجیب چیز حضرت کو پیش کرکے فرمایا تجھے یہ دیا اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی دیں گے۔ (ت)

ص ۱۳ : مکالمہ ومسامرہ بدست می آید[4] (ہم کلامی اور باتیں حاصل ہوئیں۔ت)

---

[1] رسالہ یک روزہ (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ہو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/۲۶۹

[3] صراط مستقیم خاتمہ در بیان پارہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۴

[4] " ہدایت ارلعہ در بیان ثمرات حب " " " ص ۱۲

ص ۱۵۴، گاہے کلام حقیقی ہم می شود[1] (کبھی حقیقی گفتگو بھی حاصل ہوتی ہے۔ ت)

یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بنانا ہے۔

تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبدالعزیز صاحب مطبع کلکتہ ۱۲۴۹ھ ص ۴۲۳:

ہمکلامی باخدائے عزوجل مختص است بملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرایشاں را ہرگز میسر نمیشود، پس فرمائش ہمکلامی باخدا گویا فرمائش آن است کہ ما ہمہ را پیغمبران یا فرشتہا سازد[2]

اللہ تعالٰی سے ہم کلامی صرف انبیاء اور فرشتوں کیلئے خاص ہے، علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کے علاوہ کسی دوسرے کو ہرگز یہ میسر نہیں ہوتی، پس اللہ تعالٰی سے ہم کلامی کی فرمائش کرنا گویا کہ اپنے کو پیغمبروں اور فرشتوں میں شمار کرنا ہے۔ (ت)

شرح عقائد جلالی طبع مصر ص ۱۰۶، اس مسئلہ کی دلیل میں کہ دنیا میں اللہ تعالٰی سے ہمکلامی کا مدعی کافر ہے فرمایا:

المکالمۃ شفاھا منصب النبوۃ بل اعلٰی مراتبھا وفیہ مخالفۃ لما ھو من ضروریات الدین وھو انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ وسلم خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین[3]

اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اُس کے مراتب میں اعلٰی مرتبہ ہے تو اس کے دعوے میں بعض ضروریاتِ دین یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلّم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

اسی طرح شفا شریف میں مدعیِ مکالمہ کو بالاجماع کافر بتایا ص ۳۶۰، اسی میں ہے ص ۳۶۲:

وکذٰلک من ادعٰی منھم انہ یوحٰی الیہ وان لم یدع النبوۃ وانہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق الحور العین فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ وسلم[4]

اسی طرح جو جھوٹا متصوف دعوٰی کرے کہ اللہ تعالٰی اُسے وحی کرتا ہے اگرچہ مدعیِ نبوت نہ ہو یا یہ کہ وہ آسمان تک چڑھتا جنّت میں جاتا اُس کے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔

---

[1] صراطِ مستقیم باب سوم تکملہ دربیان سلوک ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۳

[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) آیۃ ۲/ ۱۱۸ کے تحت مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲۷

[3] الدوانی علی العقائد العضدیۃ بحث توبہ سے قبل 〃 〃 〃 ص ۱۰۶

[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۷۱-۷۰

حُوروں سے اس معانقہ کے دعوٰی پر تو یہ حکم ہے رب العزۃ سے ہاتھ ملا کر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا!

کفریہ چہارم: تقویۃ الایمان ص ۱۴:

"جتنے پیغمبر آئے وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے"[1]

ص ۱۶ و ۱۷: "اللہ صاحب نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو"[2]

ص ۱۸: "اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے"[3]

ص ۷: "اوروں کو ماننا محض خبط ہے"[4]

مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عزوجل کا ماننا رُکنِ ایمان ہے یونہی اُس کے انبیاء، ملائکہ، کتابوں، جنت، نار وغیرہا ایمانیات کا ماننا ان میں سے ہے جسے نہ مانے گا کافر ہوگا، ماننا ترجمہ ایمان کا ہے اور نہ ماننا کفر کا، تو یہ صراحۃً انبیاء وغیرہم کے ساتھ کفر کا حکم ہوا کہ خود کفر ہے اور اللہ و رسول پر اُس کے حکم کا افتراء دُوسرا کفر۔ آیت بقرۃ:

ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون[5] — موضح القرآن: تُو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے[6]۔

آیتِ اعراف:

قال الذین استکبروا انا بالذی اٰمنتم بہ کٰفرون[7] — موضح القرآن: کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے[8]۔

آیت آخر بقرۃ:

اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کلٌّ اٰمن باللہ وملٰئکتہ — موضح القرآن: مانا رسول نے جو کچھ اُترا اُس کو اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۰

[2] و [3] " " " " " " " " " " ص ۱۲

[4] " " مقدمہ کتاب " " " ص ۵

[5] القرآن الکریم ۲/ ۶

[6] موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۴

[7] القرآن الکریم ۷/ ۷۶

[8] موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۹۴

وکتبہ ورسلہ[1] اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔[2]

دیکھو اللہ عزوجل تو فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، نبیوں سب کو مانا، یہ کہتا ہے "اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو"، اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گھڑ لیے بھی تو اول تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی!

شفاء شریف ص ۳۲۳ :

ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل[3] صریح لفظ میں تاویل کا دعوٰی مقبول نہیں۔

ثانیاً وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کر چکا تو اُس کے کلام میں بناوٹ نری گھڑت ہے جو اُسے خود قبول نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۵۵ :

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجے، معمّا اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں، کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جُگت نہیں بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔"[4]

یہ نفیس فائدہ ہے ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکات مذبوحی کا جواب شافی رہے۔

تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان مترجمہ سلطان خان مطبع فاروقی ص ۴۲ :

"اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو اُن کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"[5]

سبحٰن اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ بھی کافر دوزخی کفی اللہ المؤمنین القتال[6] (اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵

[2] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۶۱

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الاول فی بیان ماھو حقہ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۱۰

[4] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۹

[5] تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان الفصل الرابع " " " " " " ص ۱۰۵

[6] القرآن الکریم ۳۳/ ۲۵

کفریہ پنجم : صراط مستقیم، بعض اولیاء کی نسبت لکھا، ص ۳۸ :

صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع[1]۔

صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ احکامِ شریعت میں محقق ہوتا ہے (ت)

ص ۳۹ :

علوم کلیہ شرعیہ او را بدو واسطہ می رسد بوساطت نورِ جبلی و بوساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پس در کلیات شریعت و حِکم و احکام ملت او را شاگردِ انبیاء ہم می تواں گفت و ہم استاذ انبیاء ہم و نیز طریق اخذ آنہم شعبہ الیست از شعب وحی کہ آں را در عرفِ شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضے اہلِ کمال آں را بوحی باطنی می نامند[2]۔

امور کلیہ شرعیہ اس کو دو طرح سے پہنچتے ہیں، ایک فطری نور کے ذریعہ سے، دوسرا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے، پس شرعی کلیات اور حِکم و احکامِ ملت میں اس کو انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا استاذ بھی کہہ سکتے ہیں نیز ان کے اخذ کا طریقہ وحی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے جس کو عرفِ شرع میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اہلِ کمال اس کو باطنی وحی کا نام دیتے ہیں (ت)

ص ۴۰ :

ہمیں معنی را بامامت و وصایت تعبیر میکنند[3]۔

اسی معنیٰ کو امامت اور وصی سے تعبیر کرتے ہیں (ت)

ص ۴۱ :

لابد او را بحافظتے مثل محافظت انبیاء کہ مسمّی بہ عصمت ست فائز مے کنند[4]۔

ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں (ت)

ص ۴۲ :

نہ دانی کہ اثبات وحی باطن و عصمت مر غیر انبیاء را مخالف سنّت و از جنس اختراع بدعت

یہ نہ سمجھ کہ باطنی وحی اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلافِ سنّت اور

---

[1] صراط مستقیم فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۲
[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۳۴
[3] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۳۵
[4] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

است ونادانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند[1]

از قبیل اختراع بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں (ت)

یہاں صاف تصریحیں ہیں کہ ان کے بعض خیالی اولیاء کو احکامِ شریعت بے وساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وحی باطن سے پہنچتے ہیں وہ احکامِ شریعت میں ایک وجہ سے خود محقق اور پیرویِ انبیاء سے مستغنی ہوتے ہیں وہ مثل انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔

اقول اور احکامِ شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کردی کہ کوئی ناواقف دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدینِ امت سے ہیں اگرچہ بے وساطت انبیاء حکم پہنچنا ہی اخراجِ مجتہد کو بس تھا مگر زیادتِ فرق وکمال صراحت کے لئے احکام کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکا دیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے مجتہد کی اتنی شان کہ اُن سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں بلکہ انھیں خود احکام کلیہ شریعت بے وساطت نبی بذریعۂ وحی پہنچتے ہیں، مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں یہ صراحۃً غیر نبی کو نبی بنایا کہ صریح کُفر ہے اور نبی بھی کیسا صاحبِ شریعت۔

تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز صاحب سورہ بقرہ ص ۴۴۳:

معرفتِ احکام شرعیہ بدون توسیط نبی ممکن نیست[2]

شرعی احکام کی معرفت انبیاء کی وساطت کے بغیر ممکن نہیں۔ (ت)

تحفہ اثنا عشریہ شاہ صاحب موصوف مطبع کلکتہ ۱۲۴۳ھ ص ۱۴۰:

انچہ گفتہ است کہ فاطمہ بنتِ اسد را وحی آمد کہ درخانہ کعبہ برود ووضع حمل نماید دروغیست پر بیہزہ زیرا کہ کسے از فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ قائل بہ نبوت فاطمہ بنت اسد نشدہ[3]

جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنتِ اسد کو وحی آئی کہ تُو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچّے کی پیدائش کر، یہ سب جھُوٹ اور بے پر بات ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی اور غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنتِ اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے (ت)

الدر الثمین شاہ ولی اللہ صاحب مطبع احمدی ص ۵:

الامام عندھم ھو المعصوم المفترض

رافضیوں کے نزدیک امام وُہ ہے کہ معصوم اور اُس کی

---

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۶
[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) بیان افراط فرقۂ امامیہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۴۹
[3] تحفہ اثنا عشریہ کید ہشتاد وہفتم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

طاعته الموحی الیه وحیا باطنیا وھذا ھو معنی النبی فمذھبھم یستلزم انکار ختم النبوۃ قبحھم اللہ تعالٰی[1]

اطاعت فرض اور اس کی طرف وحی باطنی آتی ہو اور یہی معنی نبی کے ہیں تو ان کے مذہب سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اللہ ان کا برا کرے۔

دیکھو یہ وہی امامت، وہی عصمت، وہی وحی باطنی ہے جسے شاہ صاحب ختم نبوت کے انکار کو مستلزم بتاتے ہیں۔ شفا شریف کا قول گزرا کہ صرف وحی کا دعوٰی کفر ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو۔

کفریہ ششم : صراط مستقیم ص ۹۵،

صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد[2]

اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالتمآب ہوں کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔ (ت)

یہ صراحۃً حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو فحش گالی دینا ہے اور ان کی شان میں ادنٰی گستاخی کفر، جس کی مبارک مقدس منور تفصیل شفا شریف اور اس کی شرح میں ہے، للہ انصاف! بدرجہا بدتر کہنا درکنار اگر تمہارا بیٹا یا نوکر یا غلام تمہاری کسی شے کو گدھے یا کتے سے صرف تشبیہ ہی دے کہ تمہاری فلاں بات گدھے کی سی ہے فلاں چیز کتے سے ملتی ہے تو کیا اس نے تمہیں گالی نہ دی؟ کیا تمہارے ساتھ شدید گستاخی نہ کی؟ ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ دیکھو تو جانو کہ اس ملعون قول نے مسلمانوں کے سچے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو کھلی دشنام دے کر ان کے دلوں پر کیسا زخم عظیم پہنچایا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[3] (اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر

---

[1] الدر الثمین شاہ ولی اللہ

[2] صراط مستقیم باب دوم فصل سوم المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸۶

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

فی الدنیا والأخرۃ و اعد لھم عذابًا مھینًا[1]

اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (ت)

اور یہ وجہ خبیث خود بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کا خیال آئے گا تو عظمت کے ساتھ اور اس کی نوبت شرک تک پہنچے گی اس قائل کو لزوم کفر تک پہنچانے کے لئے بوجوہ کافی کہ اس بنا پر التحیات میں السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ، پچھلے قعدہ میں اللھم صل علی محمد و اٰل محمد، ہر رکعت میں صراط الذین انعمت علیھم یوں ہی نمازوں میں وہ سورۃ و آیت جس میں حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم یا کسی نبی یا مَلک یا کسی نیک بندے یا کعبہ وغیرہ معظمات دینیہ کا ذکر یا خطاب رہے، خلاصہ یہ کہ الھٰکم التکاثر کے سوا الحمد وغیرہ کسی سورت کا پڑھنا سب معاذ اللہ شرک کی راہ ہُوا اور شریعتِ محمدیہ علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ عیاذًا باللہ اُن شرکیات کی واجب وسنّت وجائز کرنے والی ہُوئی، صحابہ سے آج تک تمام مسلمان کہ ان امور پر اجماع کئے ہوئے ہیں سب شرک میں گرفتار ٹھہرے، اس سے بڑھ کر اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔ شفاء شریف ص ۳۶۲ و ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ[2]

جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کے گمراہ ٹھہرنے کی راہ نکلتی ہو ہم بالیقین اسے کافر کہتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی مطبع صدیقی ص ۲۱۰:

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ وسلم تنویھا بذکرہ و اثباتا للاقرار برسالتہ و اداءً لبعض حقوقہ[3]

پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا اُن کا ذکر پاک بلند اور اُن کی رسالت کا اقرار ثابت اور اُن کے حقوق کا ایک پارہ ادا کرنے کے لئے۔

مکتوبات جناب شیخ مجدد صاحب مطبوعہ لکھنؤ ج ۲ مکتوب ۳۰ ص ۴۶:

خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ نوشتہ بودند کہ بجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا

خواجہ محمد اشرف ورزش نے رابطہ (تصورِ شیخ) کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا اس حد تک غلبہ ہے کہ نمازوں

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۷۱

[3] حجۃ اللہ البالغۃ الامور التی لابد منھا فی الصلوٰۃ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/ ۶

مسجود خود میدانند و بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمیگردد
محبت اطوار این دولت متمنائے طلاب ست از
ہزاران یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد
تام المناسبۃ ست یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا
جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی
کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و
مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمندان
را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را
متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او
باشند نہ در رنگ جماعۂ بیدولت کہ خود را مستغنی
دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند و
معاملۂ خود را برہم زنند[1]

میں اپنا مسجود جانتے اور دیکھتے ہیں اگر اس رابطہ کو
ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی ختم نہیں ہوتا (تو اس
پر آپ نے فرمایا) اس دولت کے حصول کی خواہش
ہزاروں طالبوں کی تمنا ہے مگر کسی ایک کو عطا ہوتی
ہے، اس کیفیت والا شیخ سے مکمل مناسبت کے لئے
مستعد ہوتا ہے وہ امید کرتا ہے کہ اپنے مقتدا شیخ
کی صحبت کی کمی اس کے تمام کمالات کو جذب کرے گی
لوگ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے حالانکہ وہ
مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں ہے یہ لوگ محرابوں
اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ
مسجود الیہ ہیں) اس قسم کی دولت کا ظہور سعادتمندوں
کو نصیب ہوتا ہے حتی کہ تمام احوال میں صاحب رابطہ

(شیخ) کو اپنا وسیلہ جانتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اس بے دولت جماعت کی طرح نہیں
ہوتے جو اپنے آپ کو شیخ سے مستغنی جانتے ہیں اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ سے پھیر کر خود سر ہوجاتے ہیں۔ (ت)

سبحان اللہ! کہاں تو اُس شخص کا وہ کفری بول کہ نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی
آلہٖ وسلم کا خیال آیا اور خاکش بدہن شرک نے منہ پھیلایا، نہ فقط نماز برباد کہ ایمان ہی ابتر، تف بر رُخے کافروشِ
کفر اُن کے (بدگویوں کی) طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے نہ صرف تصور بلکہ ہمہ تن اُس میں ڈوب جانے سے
بدرجہا بدتر اور کہاں شیخ طریقت و آقائے نعمت وخداوند دولت خاندانِ دہلی حضرت شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول
کہ تصورِ صورتِ شیخ سے غافل نہ ہو نمازوں عبادتوں سب وقتوں حالتوں میں اُسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین
نماز میں اُسی صورت کو سجدہ محسوس ہو کہ وہ قبلہ عبادت ہے، نہ مسجود لہ، جو اس قبلہ سے پھرا وہ بے دولت تباہ
ہوا اُس کا کام برباد گیا تصورِ شیخ کی ایسی دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ خدا کو اس کی بہت تمنا
رہتی ہے غرض وہ بول یہ قول باہم لڑتے ہیں کفر وشرک کے عقاب پر تولے کھڑے ہیں، دیکھئے وہابی صاحب کدھر
ڈھالتے ہیں اُدھر جھکاتے یا اِدھر ڈالتے ہیں ؎

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ خواجہ محمد اشرف وحاجی محمد نولکشور لکھنؤ ۲/۴۶

یا دامن یار رفت از دست یا ایں دلِ زار رفت از دست

(یار کا دامن ہاتھ سے گیا یا یہ آزردہ دل ہاتھ سے گیا۔ت)

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبرم لوکانوا یعلمون[1] مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے (ت)

کفریہ ۱۳ : رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وفات پائے گا زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہوجائے گی۔ تقویۃ الایمان ص ۴۴ پر حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اُس کا ترجمہ کیا :

"پھر بھیجے گا اللہ ایک باد اچھی سو جان نکالے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانے بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے دادوں کے دین پر۔"[2]

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بھی صراحۃً ارشاد فرمادیا تھا کہ وہ ہوا خروج دجال لعین و نزول حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آئے گی۔ تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ لفظ بھی نقل کئے اور ان کا ترجمہ لکھا ص ۴۵ :

"نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسٰی بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا اُس کو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اُس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو۔"[3]

بااینہمہ حدیث مذکور لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا :

"سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔"[4]

اب نہ خروجِ دجال کا انتظار نہ نزولِ مسیح درکار، ان کے نصیبوں وہ ہوا ابھی چل گئی تمام مسلمانوں کے کافر بُت پرست بنانے کو ختمِ دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے زمانۂ موجودہ پر جمادی، یہ حکم کھلا اپنے اور اپنے تمام پیروؤں کے کفر و شرک کا اقرار ہُوا کہ جب یہ وہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث نے خبر دی تو دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان نہیں سب

---

[1] القرآن الکریم ۶۸ / ۳۳

[2] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۰

[3] " " " " " " " ص ۳۱

[4] " " " " " " " ص ۳۰

کافر بت پرست ہیں جن میں یہ خود اور اس کے پیرو بھی داخل، اور جو کفر کا اقرار کرے آپ کافر ہے۔

خلاصہ و تکملہ لسان الحکام للعلامۃ ابراہیم الحلبی مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ھ ص ۵۷:

فی النوازل رجل قال انا ملحد یکفر[1] — نوازل میں ہے جو اپنے کفر کا اقرار کرے کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹:

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انہ کفر لا یعذر بھذا[2] — جو مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائیگا اور اگر کہے میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہو گا تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔

پھر اس میں تمام اُمت کو کافر بنایا، یہ دوسرا کفر ہے۔ شفاء شریف کی عبارت ابھی سن چکے، غرض اُس کی کتابوں میں ایسے کفریات بکثرت ہیں جن پر بلا مبالغہ صدہا نہیں ہزارہا وجہ سے کفر لازم، جسے یقین نہ آئے ہمارا رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ یا دیگر تحریرات دالقہر البارقۃ الشارقۃ علے مارقۃ المشارقۃ وغیرہا مطالعہ کرے۔ یہ طائفہ وہابیہ کہ اس کے پیرو، اس کے ہم مذہب اُس کے کلمات کی تصحیح و تحسین کرتے اُسے امام و پیشوا و مقتدا مانتے ہیں، وہ سب کفریات ان پر بھی عائد۔ اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے کرام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، مطبع مصر صفحہ ۳۱:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر وکذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ اور ضی بہ یکفر[3] — جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اچھا سمجھے یا راضی ہو کافر ہو جائے۔

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴:

من حسن کلام اھل الاھواء وقال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذٰلک کفرا من القائل کفر المحسن[4] — جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے بامعنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اُس قائل سے کلمہ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہوگیا۔

پھر ان کی عادت دائمی کہ جس مسلمان کو مقلد پائیں شرک بتائیں، بحکم احادیث صحیحہ و روایات مصححہ فقہیہ ان پر لزوم کفر کے لئے بس ہے۔ صحیح بخاری مطبع احمدی قدیم ج ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم افضل المطابع ج ۱ ص ۵۷:

ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما — حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس خامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷

[2] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۹

[3] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ دارالشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۶

[4] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۴

(مراد مسلم) ان کان کما قال والا رجعت علیہ[1]

وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر جسے کہا سچ کافر تھا تو خیر ورنہ یہ لفظ کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر ۱۲۷۶ھ ج ۲ ص ۱۵۶:

کذلک یا مشرك ونحوہ[2]

اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کے مثل کوئی لفظ کہنا کہ جسے کہا وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہوگیا۔

ہم نے الکوکبۃ الشہابیۃ اور نیز النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید میں ثابت کیا کہ یہ معنی خود احادیث سے ثابت اور تقویۃ الایمان اس دعوٰی کی مؤید۔ عالمگیری[3] ج ۲ ص ۲۷۸، ذخیرہ[4] سے برجندی شرح نقایہ مطبع لکھنؤ ج ۴ ص ۶۸، جامع[5] الرموز مطبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ ج ۴ ص ۱۵۶ دونوں فصول[6] عمادی سے، حدیقہ[7] ندیہ ص ۱۴۰ و ۱۵۶ احکام[8] حاشیہ درر وغرر سے، جامع[9] الفصولین ج ۲ ص ۳۱۱ قاضی[10] خان سے ردالمحتار[11] مطبع استنبول ج ۳ ص ۲۸۳ نہر[12] الفائق سے درمختار[13] ص ۲۹۳، شرح[14] وہبانیہ سے خزانۃ[15] المفتین قلمی ج ۱ کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر، بزازیہ[16] ج ۳ ص ۳۳۱:

المختار للفتوٰی فی جنس ھٰذہ المسائل ان القائل بمثل ھٰذہ المقالات ان کان اراد الشتم ولا یعتقدہ کافرا لایکفر وان کان یعتقدہ کافرا فخاطبہ بھذا بناءً علی اعتقادہ انہ کافر یکفر[3]

اس قسم کے مسائل میں فتوے کے لئے مختار یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کا کوئی لفظ کہنے والا اگر صرف دشنام دہی کا ارادہ کرے اور دل میں کافر نہ جانے تو کافر نہ ہوگا اور اگر اپنے مذہب کی رُو سے اُسے کافر سمجھتا ہے اس بناء پر یُوں کہا تو کافر ہوجائے گا۔

درمختار: بہ یفتی[4] اسی تفصیل پر فتوٰی ہے۔ پر ظاہر کہ یہ لوگ اپنے مذہب واعتقاد کی رُو سے مسلمانوں کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷

[2] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الرابع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۳۶

[3] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۷۸

الحدیقۃ الندیۃ النوع الرابع من الانواع الستین السب الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۳۶

شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الحدود نولکشور لکھنؤ ۴/۶۸

ردالمحتار باب التعزیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۸۳

[4] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۲۷

مشرک کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ان کی کتب مثل تقویۃ الایمان و تنویر العینین و تصانیف بھوپالی وغیرہا میں جا بجا مصرح تو حسب تصریحات مذکورۂ فقہائے کرام ان پر لزوم کفر میں اصلاً کلام نہیں، باقی تفصیل ہمارے رسائل النہی الاکید والکوکبۃ الشہابیہ وحصہ اول مجلد ششم العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں ہے۔ لاجرم علمائے مکہ معظمہ کے سردار لبقیۃ السلف عمدۃ الابرار خاتمۃ المحققین شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الکبراء البلد الامین شیخنا و برکتنا و سیدنا و قدوتنا علامہ سید شریف احمد زینی دحلان مکی رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنا بہ وقدسنا بسرہ الملکی نے کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں کہ خاص اسی طائفہ کے رد میں تالیف فرمائی اور مطبع بہیۃ مصر میں طبع ہوئی، ان گمراہوں کی نسبت تصریحاً ارشاد فرمایا' ص ۲۶:

هٰؤلاء الملحدة المكفرة للمسلمين[1] — یہ ملحد کافر بے دین لوگ مسلمانوں کو کافر کہنے والے۔

ظاہر ہے کہ ملحد ایک فرقۂ کفار ہے بلکہ جمیع فرق کفر کو شامل۔ ردّ المحتار ج ۳ ص ۴۵۷ رسالہ علامہ ابن کمال پاشا سے:

الملحد اوسع فرق الكفر حداً[2] — ملحد تمام فرق کفار سے وسعتِ معنی میں زیادہ ہے۔

نیز علامہ سید شریف ممدوح نے فرمایا' ص ۳۰:

امر الشريف مسعود ان يناظر علماء الحرمين العلماء الذين بعثهم فناظروهم فوجدوهم ضحكة ومسخرة كحمر مستنفرة فرت من قسورة ونظروا الى عقائدهم فاذا هي مشتملة على كثير من المكفرات[3]

مکہ معظمہ کے حاکم حضرت مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علمائے حرمین شریفین کو حکم دیا کہ وہابیوں کے مولویوں سے جو ان کے امام شیخ نجدی نے بھیجے ہیں مناظرہ کریں، علمائے کرام نے اُن مُلّوں سے مناظرہ فرمایا تو انھیں پایا کہ نرے مسخرے ہنسنے کے قابل ہیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگے ہوں اور اُن کے عقائد کو غور فرمایا تو اُن میں بہت باتیں وہ پائیں جن کا قائل کافر ہے۔

اسی رسالہ مبارکہ میں ص ۳۲ سے ۵۳ تک بہت حدیثیں نقل فرمائیں جن میں اسی فرقہ وہابیہ کے خروج کی خبر آئی ہے اُن میں بھی جا بجا اُن کے کافر اور دینِ اسلام سے یکسر خارج ہونے کی تصریح ہے اُس میں ان کے

---

[1] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ — مکتبہ دار الشفقت ترکی — ص ۳۸

[2] ردالمحتار — باب المرتد — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۳/۲۹۶

[3] الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ — مکتبہ دار الشفقت ترکی — ص ۴۳ و ۴۴

معلّم اوّل شیخ نجدی کی نسبت فرمایا ص۲ :

فبھت الذی کفر[1] مدہوش ہوگیا کافر۔

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ اس گروہِ ناحق پژوہ پر ہزاروں وجہ سے کفر لازم ، اور جماہیر فقہائے کرام کی تصریحیں ان کے صریح کفر پر حاکم ۔

نسأل اللّٰہ تعالٰی العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاٰخرۃ۔ ہم اللہ تعالٰی سے دین ، دُنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں (ت)

تنبیہ نبیہ : یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظّمین کلمۂ خیرالانام علیہ وعلیہم الصّلوٰۃ والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وُہ کچھ سخت و شدید ایذائیں پاتے اس طائفہ تالفہ کے پیرو پیرو سے ناحق ناروا بات پر سچّے مسلمانوں خالص سُنّیوں کی نسبت حکمِ کفر و شرک سُنتے اُلٹی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں باایں ہمہ نہ شدّتِ غضب دامنِ احتیاط اُن کے ہاتھ سے چھڑاتی ، نہ اُن نالائق ولایعنی خباثتوں پر قوّتِ انتقام حرکت میں آتی ہے ، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے ' اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ' اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ، ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے ، فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ سُبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح[13] میں کیا اور وہاں بھی باآنکہ اس امام و طائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اٹھتّر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دیا ' حکمِ کفر سے کفِ لسان ہی لیا ۔

بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصًا ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین نے اُس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا ، ہاں یزید مرید اور اُن کے امامِ عنید میں اتنا فرق ہے کہ اُس خبیث سے ظلم و فسق وفجور متواتر مگر کفر متواتر نہیں اور ان حضرت سے یہ سب کلماتِ کفر اعلٰی درجۂ تواتر پر ہیں پھر اگرچہ ہم براہِ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں اُن کے خسارہ و بوار کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمۂ کرام فقہائے اسلام کے نزدیک ان پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم ، والعیاذ باللہ القیوم الدائم ۔ امام ابن حجر مکی قواطع میں فرماتے ہیں ،

انہ یصیر مرتدا علٰی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وتفریطا[2] ۔ وُہ ایک جماعت کے قول پر مرتد ہوجائیگا اور یہ اس کے خسارہ اور سرکشی کو کافی ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲ /۲۵۸

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

اللہ عزوجل پناہ دے اور دینِ حق پر دُنیا سے اُٹھائے، آمین! والحمد للہ رب العٰلمین، واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الحمدُ للہ جواب مفصل سے یہ چند سطور کا التقاط مع بعض نفائس زیادات کہ غرہ جمادی الآخرہ روز جمعہ مبارکہ ۱۳۱۲ھ کو آغاز وانجام ہُوا، بجائے خود بھی اس باب میں کافی ووافی کلام ہُوا، لہٰذا بلحاظِ تاریخ ۱۲ سَل السیوف الھندیۃ علٰی کفریات بابا النجدیۃ ۱۳۱۲ھ علہ نام ہُوا، صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبـــــہ عبدالمذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ
بمحمدٍ المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلّم

حنفی قادری برکاتی بریلوی
۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں سُنّی

مسئلہ ۳۱ از جی آئی پی ریلوے اسٹیشن بھوساول مسئولہ عبدالباسط ۱۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

مسلمانوں نے اتفاق کیا کہ جو مسلمان نماز نہ پڑھے گا وُہ برادری سے خارج سمجھا جائے گا اس پر چند افراد جو نماز روزہ حج زکوٰۃ کے پابند نہ ہوں عالم کے سمجھانے پر بھی نہ مانیں اور کہیں کہ پہلے شرابیوں اور زانیوں کو برادری سے خارج کرنا یہ ضرور اور فرض ہے سو اس کے نصیحت کرنے والے عالم کو کہیں کہ تم جھوٹے ہو اور تم پر خدا کی لعنت ہے حالانکہ وُہ عالم ان کا امام ہے تو ایسے بے نمازیوں کو اُبھارنے اور جرأت دینے والے اور باوجود تاکید عالم کو جھوٹا اور لعنتی بنانے والے مسلمان (بے نمازیوں) کو شرع شریف کے موافق کیا تنبیہ ہونی چاہیے؟ ایسا کہنے والے ایمان سے خارج ہو چکے اور انھیں تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرانا ضرور ہے یا نہیں؟ اگر ایسے اشخاص اپنی بات رکھنے کے لئے نادانی سے یا مغروری سے استغفار

علہ قال الصاحب جمال الدین بن مطروح ؎

ان کان بابا کم بذا راضیا
فرب غش فداک من نصیح

وقال غیرہ ؎

ورام بابا ھم ماموس ا
فاخلفت ظنہ المقادر

نقلہما فی حرف الباء من فوات الوفیات ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

الصاحب (جمال الدین بن مطروح) نے کہا:
اگر تمہارا بابا اس پر راضی ہے تو بسا اوقات کھوٹا بھی کھری آواز دیتا ہے۔
اور کسی دوسرے نے کہا:
تمہارے بابا نے کسی ماموں کا قصد کیا تو پیمانوں نے اس کا اندازہ غلط کر دیا۔
دونوں شعر فوات الوفیات کے حرف باء میں اس نے نقل کیے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

نہ پڑھیں نہ تجدیدِ نکاح شرم سے کریں اور مرجائیں تو مسلمان ایسوں کی میت میں جائیں اور قبرستان میں دفن کریں یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

وہ لوگ سخت اشد کبیرہ کے مرتکب ہوئے، موردِ غضب جبار ہیں، مستحقِ نار ہیں، مستحقِ لعنتِ پروردگار ہیں، مگر اتنی بات پر صاف حکم کفران پر نہیں ہوسکتا، اگر مرجائیں تو ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ فرض ہوگا ہاں اگر کوئی خاص مکالمہ ایسا تھا جس پر یہ جواب دینا موجبِ کفر ہو تو اس کا ذکر سائل نے نہ کیا، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۲: از ور نگر دایا مہسانہ گجرات، گاڑیکے دروازہ بنجارہ چاند رسول کے پاس والا مکان مسئولہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر الزام لگانا اور ان کو اپنے جیسا جاننا کفر ہے یا نہیں؟ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس وقت زید عمرو میں جھگڑا ہوا، عمرو نے زید کے پاس ایک رقعہ بھیجا جس کی نقل یہ ہے، قولک مجھ کو اس کا مطلق رنج نہیں، اقول یہ بات تو سراسر غلط ہے کیونکہ سب وشتم اور برا کہنے سے مانند مقناطیس کے جس طرح لوہے میں اثر پیدا کرتا ہے اسی طرح دل پر اثر ہو جاتا ہے، خواص ہوں یا عوام، نبی ہو یا ولی سب کے دل پر غم تو ضرور سرایت کرتا ہے، دیکھئے ہمارے پیشوا فخرِ عالم محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفارِ قریش کی ایذادہی وطعن زنی کی وجہ سے دل پر غم و حزن کا صدمہ ازحد پہنچا تھا ہر وقت غم کی تسلی کے لئے اللہ جل شانہٗ نے وقتاً فوقتاً جبریل علیہ السلام کی معرفت نازل فرمایا، جیسے قرآن مجید میں فرماتا ہے:

واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن علیهم ولا تك فی ضیق مما یمکرون[1]

اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو (ت)

اب فرمائیے یہ الفاظ کفریہ ہیں یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

سوال کی جو تفصیل سائل نے تحریر کی اس کے دیکھنے سے یہ الزام ثابت نہیں ہوتے کہ اس نے معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر الزام رکھنا چاہا یا عیاذاً باللہ حضور کو اپنے جیسا جانا، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۲۷

مسئلہ ۲۳ از مدراس بتوسط جناب سید شاہ مخدوم محی الدین صاحب قادری نائب متولی مسجد والاجاہی ترملکیری مسئولہ جناب شاہ محمد حسین صاحب قادری نائب قاضی اہلسنت مدراس

۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا محترم دام فیضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، ایک استفتاء بغرض جواب مرسل خدمت گرامی ہے، امید کہ جلد جواب باصواب مرحمت فرمائیں گے کیونکہ مدراس میں ایک شخص جو اپنے آپ کو قومی لیڈر کہلواتا ہے اور اپنے اخبار میں ہمیشہ بزرگان دین کی توہین کرتا ہے جس کے سبب قوم میں تفرقہ پڑ رہا ہے، اس کی تنبیہ اور خلق اللہ کی ہدایت کے لئے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے امید کہ جواب سے سرفراز فرماکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک مدراسی پرچہ نویس فاتحہ دلانے والوں پر شر انگیزی کرتا ہے جس کے خیالات یہ ہیں: "فاتحہ بدعت اور زیارت تربہائے مطہرہ قبرپرستیاں اور اس کی تحریر سے حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فاتحہ دلانے والوں اور متبرک طعام کھانے والوں کو نام کی پوجا قبر کی پرستش کرنے والوں خلافت کا خون پینے والے اور حضرت غوث اعظم کی پاک ہڈیوں کو چبانے والے سنایا جارہا ہے، ۱۱ ربیع الآخر کے اخبار میں لکھا ہے: "آج اسی کے مریدوں اور معتقدوں کا یہ حال ہے کہ نام کی پوجا اور قبر کی پرستش کر رہے ہیں مگر خلافت کا خون پی رہے ہیں، حضرت غوث الاعظم کی پاک ہڈیوں کو چبا رہے ہیں الخ۔" ۲ ربیع الاول کے پرچہ میں لکھا کہ: "ان بدمعاشوں کو اس پر رونا نہیں آتا کہ حضرت شاہ بغداد کی روح کو کافروں نے ذلیل کیا ہے۔" اور ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کے پرچے میں لکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے: "جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے کہ اجل کا فرشتہ بندر بن کر شاہ یونان کو کاٹا۔" ۱۵ ماہ محرم ۱۳۳۷ھ کے پرچے میں لکھا ہے: "اذان میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سن کر انگوٹھے چوم لینا یا موئے مبارک کی زیارت کرلینا یا آثار خانہ کے روبرو سے گزرتے ہوئے گردن جھکا دینا یا جمعہ یا جمعرات کو فاتحہ کرلینا یہ باتیں رسول اللہ کی اطاعت نہیں۔" ایسے شخص کے لئے شرع شریف کیا حکم کرتی ہے، ایسے شخص کو مولانا، فخر قوم، فخر مسلمانان، لیڈر قوم کا لقب دینا دائرہ اسلام میں کوئی خدمت عطا کرنا اس کی تائید واعانت کرنا اس سے راہ ورسم رکھنا اس کا وعظ کرانا اس کا اخبار خرید نا کیا حکم رکھتا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

فاتحہ کو بدعت کہنا، زیارات مزارات طاہرہ کو قبر پرستی بتانا، نیاز حضور پرنور سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالٰی عنہ کو نام کی پُوجا کہنا، تعظیم آثارِ شریفۂ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضور کی اطاعت نہ ماننا یہ سب شعارِ وہابیت ہیں اور وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار و مرتدین ہیں کما حققناہ فی غیر ما کتاب (جیسا کہ ہماری متعدد کتب میں اس کی تفصیل ہے۔ ت) روحِ اقدس حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت وُہ ناپاک کلمۂ تذلیل لکھنا کذب و قبیح و توہین صریح ہے ان کے غلامان غلام کی روح کو تمام جہان کے کفار و مشرکین و وہابیہ و مرتدین مل کر ذلیل نہیں کرسکتے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون[1]۔

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں (ت)

حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بندریں کر کاٹنے کا لفظ ملک مقرب رسول اللہ کی توہین ہے کہ کفر مبین ہے، ایسے شخص کو مولانا و فخرِ مسلمانان اور ہادی و رہبرِ قوم ماننا اگر اس کے اقوال پر اطلاع کے بعد ہے خود کفر و موجب غضب رب ہے،

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتقولوا للمنافق سیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم[2]۔

منافق کو "اے ہمارے سردار" نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہُوا تو تم نے اپنے رب کا غضب اپنے سر لیا۔

فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و درمختار وغیرہا میں ہے، تبجیل الکافر کفر[3] (کافر کی توقیر کفر ہے۔ ت) انھیں میں ہے، لوقال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر[4] (اگر مجوسی کو "اے استاد" توقیراً کہا تو کفر ہے۔ ت)، اس کا وعظ کرانا حرام ہے، تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم

کیونکہ اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۵/ ۴۷-۳۴۶
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لایقول المملوک آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴

[3] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸
درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[4] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸
درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

اھانتہ شرعا[1] — مسلمانوں پر شرعًا اس کی توہین لازم ہے (ت)

اسلام کی کوئی خدمت اسے سپرد کرنا جس میں وہ مسلمانوں کا رازدار یا بعض مسلمانوں کا سردار بنے سخت حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم[2] — اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب ایک کافر کو اپنا محرر بنانا چاہا، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں فرمان بھیجا:

لااکرمھم اذا اھانھم اللہ ولا اعزھم اذا اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذا ابعدھم اللہ[3] وفی اخرٰی لیس لنا ان نأتمنھم وقد خونھم اللہ ولا ان نرفعھم وقد وضعھم اللہ[4] — میں کافر کو گرامی نہ کروں گا جب کہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جب کہ انھیں اللہ نے ذلیل کیا، نہ ان کو قرب دوں گا جب کہ انھیں اللہ نے دُور کیا۔ دوسری روایت میں ہے ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالٰی انھیں خائن بتاتا ہے، یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالٰی نے انھیں پستی دی۔

درمختار میں ہے:

یمنع من استکتاب ومباشرۃ یکون بھا معظما عند المسلمین[5] — اسے کتابت اور ایسے کام سے روک دیا جائیگا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہاں معظم ٹھہرے (ت)

اس کی تائید واعانت حرام ہے،

قال اللہ تعالٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[6] — اللہ تعالٰی نے فرمایا: گناہ اور حد سے بڑھنے پر مدد نہ دو۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی الامیریہ بولاق مصر ۱/۱۳۴
[2] القرآن الکریم ۳/۱۱۸
[3] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۵/۵۱ مصطفٰی البابی مصر ۲/۶۲
[4]
[5] درمختار باب فصل فی الجزیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۲
[6] القرآن الکریم ۵/۲

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینه وھو یعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربقة الاسلام[1]	جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلے بیشک اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی۔

اس سے راہ و رسم، میل جول رکھنا حرام ہے،

قال اللہ تعالٰی واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظالمین[2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[3]	ان سے دُور رہو اور انھیں اپنے سے دُور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس کا اخبار بطورِ پسند خریدنا ہرگز جائز نہیں جب کہ وہ ایسی ناپاک و مخالفِ دین باتوں پر مشتمل ہوتا ہے

قال اللہ تعالٰی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولٰئك لھم عذاب مھین[4]	اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے کچھ لوگ لغو باتیں خریدتے ہیں کہ ان کے سبب براہِ جہالت خدا کی راہ سے بہکا دیں اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ہے ذلت دینے والا عذاب۔

والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/۲۲۷
شعب الایمان حدیث ۷۶۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/۱۲۲
کنز العمال حدیث ۱۹۵۵ ۳ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶/۸۵
الفردوس بماثور الخطاب " ۵۷۰۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۵۲۷
[2] القرآن الکریم ۶/۶۸
[3] صحیح مسلم باب نہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰
[4] القرآن الکریم ۳۱/۶

مسئلہ ۳۴ از بڑاوہ علاقہ ریاست ٹونک محلہ سلطان پورہ مسئولہ ابراہیم ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے ہاتھوں سے تعزیہ بناتا ہے اور پرستش جیسے افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں یعنی منت وغیرہ ماننا، اس شخص میں اور بُت پرست میں کیا فرق ہے؟ اس کی زوجہ اس کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ بنانا ناجائز ہے مگر ہرگز کوئی مسلمان اس کی پرستش نہیں کرتا، نہ اسے معبود جانتا ہے، یہ مسلمانوں پر شدید بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام۔ اور وہ منتیں کہ مانی جاتی ہیں عرفی یا اختراعی ہیں شرعی نہیں، بلکہ خود نذر شرعی کے عبادت ہونے میں کلام ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں نذر ماننے سے منع فرمایا اور عبادت سے منع نہیں کیا جاتا۔ صحیحین میں ابوہریرہ و عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتنذروا فان النذر لایغنی من القدر شیئا وانما یستخرج بہ من البخیل[1]۔ نذر نہ مانو تقدیر کے آگے نذر کچھ کام نہیں دیتی اس سے تو فقط اتنا ہوتا ہے کہ بخیل سے مال نکال لیا جاتا ہے۔

اولیاء کے لئے نذر عرفی صدہا سال سے مومنین وصالحین میں معمول ہے جس کا بیان ہماری کتاب "السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ" میں ہے، غرض اس کی زوجہ کا اس کے نکاح میں نہ رہنا محض بلاوجہ خیال باطل ہے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۵ از غازی پور یوپی مسئولہ قاضی محمود احمد صاحب ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کی امامت کے بارے میں جو خلافت اسلامیہ کی تباہی اور مقامات مقدسہ پر قبضہ ہونے اعدائے دین اسلام کی مسرت میں شرکت کرتا ہو اور مصیبت زدہ مسلمان کوئی ایسی تدبیر کرتے ہوں جس سے خلافتِ اسلامیہ کا وقار قائم ہوجائے اور جزیرۃ العرب پر اسلامی حکومت قائم ہوجائے تو مسلمانوں کے خلاف قاتلانِ اسلام کی نہ صرف امداد کرتا ہو بلکہ ان کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب النذر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۴۴

ف: نذر عرفی اور نذر فقہی کی وضاحت فتاوی رضویہ جلد ۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۵۹۱ پر مسئلہ ۲۴۹ کے تحت فتاوی افریقہ سے نقل کردی گئی ہے اسے وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ۱۲

تحسین وتبریک اور ایسی مجالس میں شرکت کرتا ہو جو خلافت کی تباہی و بربادی کے واسطے کی جاتی ہوں، اس سے تمام اہل اسلام کے قلوب متنفر ہوں کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر یہ باتیں واقعی ہیں کہ وہ معاذ اللہ شکستِ اسلام پر مسرت کرتا ہے اور قاتلان مسلمین کی تحسین، تو اس کی قابلیت امامت درکنار اس کے اسلام ہی میں کلام ہے، باقی وہ ناجائز طریقے جو مدعیان حمایت نے نکال رکھے ہیں اور جس میں مشرکین سے محبت و وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد برت رہے ہیں، وہ سب مخالفِ قرآن عظیم ہیں، مسلمانوں کو ان سے جدائی فرض ہے،

قال اللہ تعالٰی لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانوا اٰباءھم اوابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم[1]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا، تم نہ پاؤ گے انھیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ و قیامت پر کہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی کریں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

اور فرماتا ہے:

ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء[2]۔

اور اگر انھیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو اپنا دوست یا مددگار نہ بناتے۔

واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۶: از سہسرام محلہ پرتلہ ضلع آرہ مسئولہ قدرت اللہ صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اثنائے تقریر میں کہا کہ غلاف کعبہ جلا دیا گیا، دوسرے نے کہا کیا ہوا دوسرا غلاف آجائے گا۔ اس پر کہا گیا کہاں سے آئے گا، قسطنطنیہ سے تو نہیں آسکتا، تو اس نے جواب دیا کیا کعبہ کو جاڑا لگتا ہے، ایسا کہنے والے کے لئے عند الشرع کیا حکم ہے؟

(۲) خلیفۃ المسلمین کے لئے احکام کو ماننا یا ان کی مدد کرنا ان کے وقار کو قائم رکھنا اندر حدود والوں پر فرض ہے یا ہندوستانیوں پر بھی؟ بینوا توجروا۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] " " ۵/ ۸۱

الجواب

(۱) اس کے کلام سے استہزا مترشح ہوتا ہے اس پر توبہ فرض ہے اور اگر معاذ اللہ فی الواقع کعبہ معظمہ سے استہزا مقصود ہو تو کفر ہے۔

(۲) احکام سلطانی اس کے قلمرو تک ہیں اور اعانت وحمایت ابتداءً اس ملک والوں پر ہے اور وہ عاجز ہوں یا نہ کریں تو قریب والوں پر یونہی منتہائے دنیا تک مگر ہر فرض بقدر استطاعت ہے اور ہر مطالبہ بقدر قدرت، بحالت موجودہ ہندوستانیوں کو جہاد قائم کرنے کی اجازت شرع میں نہیں، کماھو مبین فی المحجۃ المؤتمنۃ (جیسا کہ المحجۃ المؤتمنہ میں اس کا تفصیلی بیان ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۸ از سرکار اجمیر مقدس لنگرگلی مسئولہ حکیم غلام علی صاحب ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

اگر کوئی مولوی اپنے مدرسہ کے دروازہ پر اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے کیا اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھا خلاف عقیدہ اہلسنت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری و مزار پُر انوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

من عادٰی لی ولیًّا فقد اٰذنتہ بالحرب[1] جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے (ت)

اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتا اور فضلِ عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے کما افادہ الامام المحقق محی الدین ابو زکریا قدس سرہ فی الترضی (جیسا کہ امام محقق محی الدین ابوزکریا قدس سرہٗ نے ترضی میں بیان فرمایا ہے۔ت) اور اس کا مبنٰی وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے، اس کے بعد ایسی باتوں کی کیا شکایت ع

---

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۲ و ۹۶۳

ما علی مثلہ بعد الخطاء
(خطاء کے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں ۔ ت)

اپنے نام سے لفظ غلام کا حذف اگر اس بنا پر ہے کہ حضور خواجۂ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کا غلام بننے سے انکار و استکبار رکھتا ہے، تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکورہ عدو اللہ ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم، قال اللہ تعالیٰ الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین[1] (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کیا نہیں جہنم میں ٹھکانا متکبرین کا۔ ت) اور اگر بربنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیائے کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدین و غلام معین الدین کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار و مرتدین ہیں وللکافرین عذاب مھین[2] (اور کفار کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹ از رائی کھیت محکمہ ملٹری وائس مسئولہ نثار اللہ سب اوورسیر ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ تمہارا رکوع، سجود باشرع نہیں ہے، اس پر اس نے فوراً یہ کہا یہ آج سے الفظ ہے جو آج سے نماز پڑھے وہ مادر....... ہے اور اس سے کہا کہ تم نے داڑھی منڈائی تو کہا سنت ہے، ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اس کا دوسرا لفظ کہ داڑھی منڈانے کے جواب میں کہا سنت ہے، اگر داڑھی منڈانے کو سنت کہا تو ضرور کلمۂ کفر ہے، اور اگر یہ مطلب تھا کہ داڑھی رکھنا صرف سنت ہے، فرض واجب نہیں کہ اس کے ترک سے میں نے گناہ کیا تو اگرچہ اس کا یہ جواب شیطانی ہے مگر کفر سے بچ جائے گا، لیکن وہ گالی جو اس نے نماز پڑھنے والے کو دی ضرور کلمۂ کفر ہے اس پر فرض ہے کہ نئے سرے سے مسلمان ہو پھر عورت کو رکھنا چاہے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰ از قصبہ رچھا روڈ ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد احسن صاحب ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سید پر کسی فعل ناجائز کے سبب کفر کا فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں ہے؟ بینوا توجروا۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۰
[2] ؍؍ ۵۸/ ۵

الجواب

فعل ناجائز کہ صرف گناہ ہو شخص اس کی وجہ سے کفر کا فتوٰی دینا سید وغیر سید کسی پر بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۴۱: از جمشید پور ڈاک خانہ خاص ضلع سنگھ بھوم آفس کار کھیے مسئولہ حمید اللہ ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) مسلمان یا ہندو کسی مسلمان کا نام لے کر کہیں کہ فلاں شخص کی جے، جیسے شوکت علی محمد علی کی جے، یہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) شوکت علی وغیرہ کے جلسوں میں جانا درست ہے یا نہیں؟ اور لفظ مہاتما کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

(۱) جے جو کافر بولتے ہیں جیسے گاندھی وغیرہ کی یا عام ہنود کی، یہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔ درمختار وغیرہ میں ہے: تبجیل الکافر کفر[1] (کافر کی تعظیم کفر ہے۔ ت)، یونہی جو نام کا مسلمان حدِ کفر تک پہنچ گیا ہو اس کی جے کا بھی یہی حکم ہے، اور مسلمان کی جے بولنا بھی منع ہے کہ کفار سے مشابہت ہے۔

(۲) مشرک کو مہاتما کہنا حرام بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے اور ان کے جلسوں میں جانا ناجائز۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴۲: از محلہ سوداگران مسئولہ حضرت ننھے میاں صاحب مدظلہم ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے یہ رکوع یٰایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ[2] (اے اہلِ ایمان! ہو جاؤ اللہ تعالٰی کے مددگار۔ ت) پڑھا پھر من بنی اسرائیل کی جگہ منکم کہہ گیا، زید نے بعد سلام کہا کہ قرآن عظیم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرماتا ہے: اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔ پھر بنی اسرائیل کی حالت دکھائی جاتی ہے کہ ایک گروہ ان میں سے ہمارا فرماں بردار رہا اور ایک فرقے نے کفر کیا منکم کی ضمیر گویا انصار اللہ کی طرف تم نے راجع کی تو معاذ اللہ صحابہ کے دو گروہ ہو گئے،

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱

[2] القرآن الکریم ۶۱/۱۴

اس پر امام نے جواب دیا کہ قرآن عظیم عامۂ مسلمین سے بھی خطاب فرماتا ہے کفار سے بھی خطاب فرماتا ہے اگر ایسا نہیں یعنی مخاطبہ اس کا صرف صحابۂ کرام ہی سے ہو تو اوامر و نواہی سب اُٹھ جائیں گے اور کوئی کافر کافر نہ رہے گا اور یہ کہہ دے گا کہ ہم کو کوئی حکم نہیں پہنچا، اس پر زید نے کہا کیا ہم کمینے اس قابل نہیں کہ قرآن عظیم ہم سے مخاطبہ فرمائے، صحابہ سے اس نے خطاب فرمایا ان کے صدقہ میں ہم کو ملا، عالمگیر دنیا کا بادشاہ ایک چمار سے بات کرنے میں اپنی تذلیل سمجھے گا، ہماری نسبت قرآن عظیم سے وہ نہیں جو چمار کو عالمگیر سے ہے، کافروں سے مخاطبہ نہیں بلکہ ان کو جھڑکیاں دیتا ہے وامتازوا الیوم ایہا المجرمون[1] (اور جدا ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔ ت) یہ جھڑکی ہے یا مخاطبہ، شہنشاہ مجرم بدمعاش بدکار کو حکم سزا سنایا کرتا ہے اس کو کلام نہیں کہتے، صحابۂ کرام کے پاک ذکر میں طغیان کلام میں یہ بھی زید کے منہ سے نکل گیا کہ اگر وہ ایسی جاں نثاری اور ایسی کوششیں نہ فرماتے تو مورخین تاریخ میں لکھ دیتے کہ ایک صاحب پیدا ہوئے اور انھوں نے یہ دعوٰی کیا، ان پر کتاب اتاری گئی اس کے سوا اور کچھ پتا نہ چلتا، یہ انھیں کی جانبازیوں کا نتیجہ ہے جو ہم مسلمان ہیں ان کا احسان اسلام پر قرآن پر اور سب پر، اگر معاذ اللہ احسان سے قائل کی نیت اس وقت غصہ یا حماقت کے سبب منت نہادن ہو تو اس کی نسبت کیا حکم ہوگا حالانکہ زید کے اندر کے دل کا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن عظیم پر کسی کا احسان نہیں حتی کہ جس اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اس نے نزولِ اجلال فرمایا ان کا بھی کوئی احسان اس پر نہیں بلکہ اسی کے احسانات بے نہایت ہیں، وہ اپنے عقیدے میں روح ایمان کے طریقہ پر رکھتا ہے کہ اس کی ایک آیت کریمہ خود حضور پرنور سید المرسلین نبی الانبیاء اور جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل تر ہے کہ وہ باری عزجلالہ کی صفت کریمہ ہے اور یہ مخلوق وہ قدیم ہے اور یہ حادث اور وہ نماز ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نماز تو یقیناً ہوگئی، ضمیر منکم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو پھرنی کچھ ضرور نہیں، التفات بھی ہوسکتا ہے، اور پھرے بھی تو حرج نہیں، لبعض کہ اس وقت الذین اٰمنوا اور بظاہر صحابہ میں داخل تھے معاذ اللہ بعد کو مرتد ہوگئے جن سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قتال فرمایا جس کا ذکر آیۂ کریمہ:

یٰایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ

---

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۵۹

ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین یجٰھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لائم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم[1]

وہ اسے پیارے اور اللہ انھیں پیارا، مسلمانوں پر نرم دل کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کرینگے اور کسی کی ملامت سے نہ ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

یہاں بھی یاایھا الذین اٰمنوا سے خطاب فرمایا اور انھیں میں سے بعض معاذ اللہ مرتد ہوئے، اور وہ اللہ کے پیارے صدیق اکبر اور ان کے پیرو ہوئے، زید کا یہ کہنا کہ خطابِ الٰہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے اور ہم بالتبع داخل ہیں بہت صحیح ہے اور واقعی قرآن کریم کفار سے زجر کے سوا خطاب کم فرماتا ہے، غالباً اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ ان سے یوں فرمادو: قل یاایھا الکٰفرون[2]، قل یااھل الکتٰب[3]، قل یاایھا الذین ھادوا[4]، قل للذین کفروا[5] وغیر ذالك پھر بھی بعض جگہ سوائے زجر بھی قرآن عظیم نے بنفسِ نفیس ان سے خطاب فرمایا ہے،

قال تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفرلکم واللہ غفور رحیم[6]

اللہ تعالٰی نے فرمایا، اے وہ لوگو جو موسٰی وعیسٰی پر ایمان کا نام لیتے ہو، یعنی یہود ونصارٰی اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تمھیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمھارے لئے نور کر دے گا جس سے صراط پر چلو اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معالم شریف میں ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ، الخطاب لاھل الکتابین من الیھود والنصارٰی یقول یاایھا الذین اٰمنوا بموسٰی وعیسٰی

اے اہل ایمان! اللہ کا تقوٰی اختیار کرو، یہ یہود ونصارٰی اہل کتاب کو خطاب ہے فرمایا اے وہ لوگو! جو موسٰی وعیسٰی پر ایمان لائے

---

[1] القرآن الکریم ۵/۵۴
[2] القرآن الکریم ۱۰۹/۱
[3] 〃 ۳/۹۸
[4] 〃 ۶۲/۶
[5] 〃 ۳/۱۲
[6] 〃 ۵۷/۲۸

اتقوا اللہ فی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] ——— تمہیں حضرت محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں ڈرنا چاہئے۔ (ت)

زید نے جو کچھ مدح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کہا سب حق ہے اور سچی محبت صحابہ سے ناشی ہے اور وہ لفظ احسان کہ اس کی زبان سے نکلا اس کی توجیہ نہایت صاف و آسان ہے، قرآن مصحف کریم کو بھی کہتے ہیں، اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے، فلاں نے قرآن عظیم فلاں کو ہبہ کیا، یا فلاں مسجد پر وقف کیا، یا قرآن کریم کی جلد بندھواؤ، یا چولی چڑھادو، یا غلاف سی دو، ان تمام محاورات میں قرآن سے مصحف ہی مراد ہے، اور بلاشبہہ یہ محاورۂ عام شائع متعارف ہے اور مصحف یعنی یہ اوراق اور ان پر یہ نقوش ساقی روشنائی ضرور حادث و جنس مخلوق ہے، اور اجلۂ صحابہ کا اس سے افضل ہونا ممکن نہ ہو یہ کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں بلکہ جب جنگ صفین میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کے حضور قرآن عظیم بلند کیا گیا، فرمایا: هذا مصحف صامت وانا مصحف ناطق[2] یہ خاموش قرآن ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اگر قرآن سے زید کی یہی مراد تھی تو اس پر کچھ الزام نہیں اور اس کا وہ بیان کہ میں قرآن کو ایسا جانتا ہوں، استدراک و دفع وہم ہوگا، یعنی قرآن حقیقی کی نسبت تو میرا یہ اعتقاد ہے جو حرف بحرف ہے، مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اکرم الاکرمین کہنے کی اجازت نہیں، یہ نام پاک عرف میں رب العزت کے لئے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکرم الاولین والآخرین ہیں، غرض زید کی نسبت حکم فتوٰی تو یہ تھا کہ اس کا کلام معنی صحیح رکھتا ہے، اور وہ کسی سخت الزام کا مورد نہیں ——— لیکن وہ اپنی نیت کو خوب جانتا ہے اور اس کا رب اس سے اعلم، اگر یہ کلمہ اس نے قرآن حقیقی قدیم ہی کی نسبت کہا ہو تو اس صورت میں ضرور حکم سخت ہوا، اس تقدیر پر تجدید اسلام لازم ہوگی پھر اس کے بعد تجدید نکاح وبیعت و حج کے احکام، قرآن عظیم غنی عن الثقلین ہے، وہ اس سے پاک و منزہ ہے کہ تمام عالم میں کسی کا اس پر کچھ احسان ہو، اگر سارا جہان کفر کرتا اس کی عظمت میں ذرہ بھر فرق نہ آتا اور اگر سارا جہان ایمان لے آئے اس کی عظمت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہو کہ اس کی عظمت نامحدود ہے اور نامحدود پر اضافہ محال، بالجملہ یہ معاملہ زید اور اس کے رب میں ہے شرعًا اس پر کوئی الزام نہیں کہ صاف تاویل موجود ہے، ہاں حفظ زبان کی احتیاط لازم، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیہ یایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۷/۴۰

[2]

مسئلہ ۴۴: از میرٹھ کوٹھی سید محمد حسین صاحب بیرسٹر مسئولہ محمد مجتبٰی خاں ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبلیغ خلافت کی غرض سے جامع مسجد میں ایک جلسہ ہوا جس میں ہنود بھی شریک ہوئے، دورانِ تقاریر میں مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور ہنود نے بندے ماترم، مہاتما گاندھی کی جے، تلک مہاراج کی جے کے نعرے لگائے، کیا ہنود کو مساجد میں اس قسم کے نعرے لگانا جائز ہے؟ اور اگر بعض مسلمانوں نے خود اپنی زبان سے اسی مقام پر دورانِ تقاریر میں اہلِ ہنود کے ساتھ یا خود پیش قدمی کرتے ہوئے اس قسم کی جے کی آوازیں بلند کی ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا بالدلیل توجروا من الرب الجلیل (دلیل کے ساتھ بیان کرکے رب جلیل سے اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

مشرکین کی جے پکارنا ان کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے، فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ و درمختار میں ہے: تبجیل الکافر کفر[1] (کافر کی تعظیم کفر ہے۔ ت) ایسے کلمہ گویوں پر لازم ہے کہ نئے سرے سے اسلام لائیں، پھر اپنی عورتیں رکھنا چاہیں تو ان سے از سرِ نو نکاح کریں، بلکہ ایسے جلسوں میں جو مضامین باطلہ و مخالف شرع ہوتے ہیں ان پر بہ نیت تحسین اللہ اکبر کہنا بھی حرام قطعی ہے کہ ذکرِ الٰہی کی توہین ہے، مشرکوں کو مسجد میں اس طرح لے جانا اور ان کا اپنے کلمات کفر بالاعلان کہنا اور مسلمان کہلانے والوں کا اس پر راضی ہونا باجماعِ امت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما بنیت المساجد لما بنیت لہ[2] (وفی اخری) لذکر اللہ والصلٰوۃ وقراءۃ القرآن[3]۔

مسجدیں تو صرف اسی لئے بنیں جس لئے بنیں۔ دوسری روایت میں ہے وہ تو اللہ تعالٰی کی یاد اور نماز اور تلاوتِ قرآن کے لئے بنیں۔

---

[1] الاشباہ والنظائر — کتاب السیر والردۃ — ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸
درمختار — کتاب الحظر والاباحۃ — مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱
[2] صحیح مسلم — کتاب المساجد — قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۰
[3] صحیح مسلم — کتاب الطہارۃ — باب وجوب غسل البول الخ — " " " ۱/ ۱۳۸
کنز العمال — حدیث ۲۰۷۹۳ — موسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/ ۶۶۱

یہاں تک کہ صحیح حدیثوں میں فرمایا: جو مسجد میں اپنی گمی چیز کو پُوچھے اسے کہو لاردّ اللہ علیک ضالتک وان المساجد لم تبن لھٰذا[1] اللہ تیری گمی چیز کو تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہ بنیں، نہ کہ کافروں کو لے جانے اور مشرکوں کی جے پکڑانے کے لئے۔ مگر کیا کیجئے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہوگئے، انھوں نے مشرک کے غلام ہو کر اللہ و رسول کے سب احکام منسوخ کردئے، احمق بے عقل جاہلوں کی کیا گنتی ساری کمیٹی میں سب سے بڑے عالم کہلانے والے مولوی عبدالباری فرنگی محلی ہیں جنھوں نے جلسۂ مدراس میں اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو نہ صرف عالم بلکہ بہت بڑا مجدد کہا وہ اقرار لکھ رہے ہیں کہ وہ بالکل بس رو گاندھی کے ہیں اس کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون[2] (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) اس کا نام دین ہے اس کا نام اسلام ہے حالانکہ رب عزوجل فرماتا ہے: اگر تم نے کافروں کا کہا مانا تو ضرور تم بھی مشرک ہو،

ولکن الظالمین بایٰت اللہ یجحدون[3] بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[4] و اللہ تعالٰی اعلم۔ اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۵ از مانڈلے برہما وڈے ۲۹ زرباری مرسلہ حاجی حسین احمد صاحب مالاسورتی سوداگر آہن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے وعظ میں کہا کہ فرعون نے ایک نماز میں خداوند کریم سے پانی کی دُعا مانگی اور کہا میں تجھ کو وحدہٗ لاشریک لہ جانتا ہوں میری دُعا قبول فرما، پس اس کی دُعا قبول ہُوئی آج کل کے مسلمانوں کا ایمان اگر فرعون جتنا بھی ہوتا سب جنت میں چلے جاتے، دوسری بات یہ کہی کہ ترکِ موالات پانچ بنائے اسلام سے بڑھ کر ہے، پس ایسے واعظ کے لئے کیا حکم ہے ایسے ملعونہ کلمات سے کافر ہُوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو فاسق ہُوا کہ نہیں؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

اس کی دونوں باتیں کفر ہیں، فرعون بالاجماع و بنص قطعی قرآن کافر تھا،

قال اللہ تعالٰی کذبت قبلھم قوم نوح و اصحاب الرس وثمود ○ وعاد وفرعون و اخوان لوط ○ و اصحاب الایکۃ وقوم تبع[5] اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کافروں سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا نوح کی قوم اور رس والوں اور ثمود نے اور فرعون اور قوم لوط نے اور ایکہ والوں اور تبع

[1] جامع الترمذی ابواب البیوع باب النہی عن البیع فی المسجد امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۵۸
[2] القرآن الکریم ۲/۱۵۶ [3] القرآن الکریم ۶/۳۳ [4] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

18 كل كذب الرسل فحق وعيد[1]۔ کی قوم نے ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو تکذیبِ رسل پر ہم نے جو وعید فرمائی تھی ان سب پر ثابت ہوگئی۔

مسلمانوں کے ایمان کو اس کافر اکفر کے ایمان سے کم کہنا صریح کفر ہے، یہ کفر کو ایمان پر تفضیل دینا ہے، کافر میں ایمان کہاں اور وہ بھی مسلمانوں کے ایمان سے افضل، جس کا نام ان لوگوں نے ترکِ موالات رکھا ہے، اول تو وہ ہرگز ترک موالات نہیں، مشرکوں سے صراحۃً موالات کر رہے ہیں بلکہ ان کے غلام بن رہے ہیں، ان میں جذب ہو چکے، ان میں فنا ہو رہے ہیں، مشرک کے پس رو ہوئے، اسے اپنا رہنما بنالیا، جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں، ان کے سب سے بڑے عالم مولوی عبدالباری فرنگی محلی نے صاف صاف ان باتوں کا اقرار کیا اور صراحۃً لکھ دیا کہ میں نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کردی، قرآن عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات قطعاً حرام فرمائی، مجوس ہوں خواہ یہود و نصارٰی ہوں، خواہ ہنود اور سب سے بدتر مرتدان عنود، اور یہ مدعیان ترک موالات مشرکین مرتدین سے یہ کچھ موالات برت رہے ہیں، پھر ترکِ موالات کا دعوٰی، اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی مشرک مہادیو کو پوجا جائے اور رکھے دیکھو شرک بہت بُری چیز ہے سوا خدا کے کسی کو نہ پُوجنا غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا نصارٰی سے ترکِ معاملت جائزہ دنیویہ جس کا نام انھوں نے ترک موالات رکھا ہے اور اسے فرض بلکہ مدارِ ایمان بتاتے ہیں ہرگز شریعت نے اسے واجب نہ کیا، یہ ان کا شریعت پر افترا اور ان کا بلکہ ان کے رہنما گاندھی کا اختراع ہے، ان سب امور کی تفصیل ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنہ میں ہے، اور بفرضِ غلط اگر یہ واجب بھی ہوتی تو اسے اسلام کی پانچوں بناؤں سے بڑھ کر کہنا صریح کفر تھا، اللہ عزوجل کو ایک اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا رسول برحق ماننے کے برابر بھی کوئی فرض نہیں ہوسکتا، سب فرض اس کے نیچے ہیں اور اس کے سبب مقبول، یہ نہ ہو تو سب مردود،

قال اللہ تعالٰی وقدمنا الٰی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا[2]۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۲ تا ۱۴

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

18/18

وقال تعالٰی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین[1]۔

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا : اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے (ت)

بالجملہ واعظ مذکور کے کفر میں کوئی شک نہیں اور اس کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسی گاندھی کے پیچھے، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اسے واعظ بنانا یا اس کا وعظ سننا درکنار مسلمانوں کو اس سے میل جول اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس سے سلام کلام، اس کی موت و حیات میں کوئی معاملہ اہل اسلام سب یکسر حرام جب تک وُہ اپنے کلمات ملعونہ سے توبہ کرکے اسلام نہ لائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶: مسئولہ حکیم عبدالرحمٰن محلہ جمالپورہ مقام سونی پت ضلع رہتک ۱۱ شوال المعظم ۱۳۴۴ھ

منبع الفضل و برکات الزمان مولانا احمد رضا خان ادامہ اللہ تعالٰی بالفیض والاحسان،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالٰی، امّا بعد واضح رائے عالی ہو کہ بسط البنان کے رَد میں آنجناب کے دو رسالہ "ادخال السنان" اور "وقع اللسان" دیکھے جن کے مطالعے سے تمام شکوک رفع ہوگئے اور آپ کی اقصٰی مراتب کی تحقیق سے دل خوش ہوا، اما ایک یہ شبہہ باقی رہ گیا ہے امید کہ اس معما کو عام فہم عبارت میں کارڈ ملصقہ پر حل فرماکر تشفی فرمائیں گے، شبہ یہ ہے کہ چونکہ "ادخال السنان" کے تمام دلائل سے تو حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیات کا عالم الغیب ہونا بماکان و بمایکون کا بیش از وفات ہی باحسن طریقہ ثابت ہوگیا، لیکن مشکوٰۃ شریف کے باب الشفاعت میں صحیحین کی حدیث میں یلھمنی محامد احمدہ بھالا تحضرنی الاٰن[2] (مجھے ایسے محامد کا الہام ہوگا جن کا اس وقت مجھے علم نہیں۔ ت) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد و ثنا مستثنٰی ہیں یعنی یہ محامد حضرت کو قیامت کے اس وقت خاص سے پیشتر نہیں عطا کئے گئے کیونکہ ترمذی شریف میں اسی باب میں لم یفتحہ علی احد قبلی[3] (مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔ ت) فرمایا ہے، اور شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کی شرح اشعۃ اللمعات میں اس طرح کی ہے :

ہم دراں وقت نورے خاص از مقام قرب و معرفت در دل من افتد کہ علم آں محامد

مقامِ قرب و معرفت سے اس وقت میرے دل میں ایک نور خاص پیدا ہوگا جو ان

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب الحوض والشفاعۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۸۸

[3] جامع الترمذی باب ماجاء من الشفاعۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۶۶

اثر آن باشد۔[1] — محامد کا اثر ہوگا۔ (ت)

اور اسی حدیث سے تیسری حدیث کے اس جملہ لم یفتحہ علی احد من قبلی کی شرح میں لکھتے ہیں:

نکشادہ الہام نکردہ برہیچ یکے پیش از من بلکہ برمن نیز پیش ازیں وقت چنانچہ از حدیث سابق لائح می شود۔[2]

مجھ سے پہلے ان کا کسی پر الہام نہ ہوگا بلکہ میں بھی اس سے پہلے ان کو نہ جانوں گا جیسا کہ سابقہ حدیث سے واضح ہے۔ (ت)

اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں گویا اسی حدیث کو بیان فرماتے ہیں:

فیاتی ویسجد و یحمد اللہ بمحامد یلھمہ اللہ تعالٰی ایاہ فی ذٰلك الوقت لم یکن یعلمھا قبل ذٰلك الوقت۔[3]

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لاکر سجدہ ریزی کرینگے اور اللہ تعالٰی کی ایسی محامد کریں گے جن سے اللہ تعالٰی آپ کو اس وقت نوازے گا اس سے پہلے وُہ آپ کے علم میں نہ ہوں گی۔ (ت)

پس ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد اسی وقت تعلیم ہوں گے، اور یہ محامد بھی منجملہ مایکون سے ہے، تو گویا ابھی تک اس کا علم حضور کو نہیں، اور گویا بعض اشیاء کا علم نہ ہوا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہُوا، تو تمام اشیاء کا علم نہ ہُوا اور اس میں احتمالِ ذہول بھی نہیں رہتا کیونکہ خود اس سے انکار فرماتے ہیں کہ ہم کو اس کا علم عطا نہیں ہُوا، امید کہ مفصل جواب عطا فرمائیں گے، اطمینان کے لئے دریافت ہے، اور مرقاۃ میں اس کی کیا شرح کی گئی ہے؟

الجواب

مولانا المکرم اکرکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کارڈ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا، مولٰی تعالٰی آپ کو برکات دے، ایسی حق پسندی و حق جوئی نہایت قابلِ مسرت ہے، ماکان و مایکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم و احادیث صحیحہ وارشاداتِ ائمہ سے آفتابِ روشن کی طرح ثابت ہے، اس کے معنی ماکان من اول یوم ویکون الٰی اٰخرالایام یعنی روزِ اول آفرینش سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہُوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرّے کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا شرق و غرب

---

[1] اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ (فارسی) باب الحوض والشفاعۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۸۸

[2] " " " " " " " " " ۴/ ۳۸۹

[3] فتوحات مکیہ الباب الخامس والعشرون وثلثمائۃ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۸۷-۳۰۴ و ۳/ ۹۳-۹۲

میں سمٰوٰت وارض میں عرش و فرش میں کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہیں، ذات وصفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں، ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذاتِ عُلیہ یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہو سکے کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا، مومنین و اولیاء وانبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوات واکمل التسلیمات ابد الاباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے، ہر روز اس کے وُہ محامد معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا روزانہ بے شمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہوں گے اور ہمیشہ ذات وصفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وُہ محیط کُل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آسکتا، وُہ حدیث متعلق بہ محامد علوم ذات وصفات میں ہے اور بیشک حق ہے اور دعوٰی اہلِ حق کو کچھ مضر نہیں، ولہ الحمد وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۰: مسئولہ قاضی قاسم میاں از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار بروز چہار شنبہ ۴ ذی القعدہ ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومشائخ عظام اس معاملہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سوائے خدا کے کچھ نہیں یعنی یہ بھی خدا وُہ بھی خدا، زید بھی خدا بکر بھی خدا، علی ہذا القیاس، یعنی خالق ومخلوق نہیں، فعل فاعل مفعول خدا میں صورت بے صورت ہے، بے صورت صورت ہے، نہ یہ ہے نہ وہ ہے، نہ زید ہے نہ عمرو ہے نہ بکر ہے، خدا ہی خدا ہے، جن کی تائید میں یہ چند اشعار جو اپنے بنائے ہوئے ہیں وہ پیش کرتا ہے، اور چند اشعار دیوان جام جم مصنفہ طالب حسین صاحب فرخ آبادی کے جو فرخ آباد کے مطبع مورس کمپنی بزریہ میں چھپی ہے پیش کرکے اپنا مسلک بتلاتا ہے جو بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، یہ اشعار بھی زید خود کے ہیں جن کا تخلص اطہر ہے،

بندے کو تو خدا کہوں اور اس کو کیا کہوں
بندے کو بندہ اور نہ خدا کو خدا کہوں

اطہر ہی خدا ہے غرض دو میں ایک سے
زیور کو زر کہوں نہیں تو اور کیا کہوں

اگر سب بھول بیٹھا تو خدا بھی بھول جا اطہر
کہ ہے یہ سب بڑا دھوکا خدا خود ہے خدا خود ہے

میں ہی مرسل میں ہی مرسل میں ہی اخبار اور قرآں
محمد اور میں ہی اللہ آیا بابا، آیا بابا

نہ مفتی ہے نہ خنجر ہے نہ حد ہے نہ شریعت ہے
خدا ہے تو اگر سچا انا الحق کہہ انا الحق کہہ

خدا ہو کر نہ بندہ بن زباں کو کھول دے پیارے
ہے یہ آزادی کا رستہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ

نہ رکھ روزہ نہ کر سجدہ نہ جا کعبہ میں تو حج کو
نہ ہے روزہ نہ ہے سجدہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ

خدا تھا کب محمد تھے شریعت تو ہے مفروضہ
نہیں ہے ماسوا حق کا انا الحق کہہ انا الحق کہہ

معبود تو خدا کو کہے حور پر مرے
شہوت پرست گر نہ کہوں اس کو کیا کہوں

اللہ کے سوا نہیں پھر بولتا ہے کون — اظہر تجھے خدا نہ کہوں اور کیا کہوں
اظہر تو برائے نام ہوں میں حیرت نہیں ہے اللہ ہوں میں — عارف ہے اگر تو شک مت لاؤ اور نہیں ہیں اور نہیں
آپ ہی عرش اور آپ ہی کرسی آپ ہی دوزخ اور جنت — آپ مکیں ہے آپ مکاں ہے کیا کیا شور مچایا ہے
کافر کو تو بُرا کہوں مومن کو کیا کہوں! — اچھا کہوں نہ اس کو نہ اس کو بُرا کہوں

مصنفہ طالب حسین فرخ آبادی:

بنا ایک وحدت کی تصویر میں ہوں — مرید آپ ہی، آپ ہی پیر میں ہوں
نہ دیکھا ہو جس نے اسے مجھ کو دیکھے — نہاں و عیاں اس کی تصویر میں ہوں
عذاب کس کا ثواب کیسا گناہ کہتے ہیں کس کو یارو — وہی ہے فاعل جو خیر و شر کا خطا عطا ہے عطا خطا ہے
عجب معمہ ہے یہ عزیزو خلا ملا ہے ملا خلا ہے — بُرا بھلا اب کہوں میں کس کو بھلا بُرا ہے برا بھلا ہے

(۱) مذکورہ بالا عقیدہ کو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ کا علم بتاتا ہے جو آج تک سینہ بہ سینہ مشائخ طریقت میں چلا آتا ہے اور اسی کا نام وصول الی اللہ ہے۔

(۲) اور یہی زید ظاہر میں نماز کے لئے اُٹھتا ہے تو اپنے مریدوں کے سامنے یہ بھی کہتا ہے کہ ذرا خدا کو دھوکا دے لوں، اسی طرح قول اور فعل کارروائی کر کے شریعت مطہرہ سے وہ وہ نفرتیں دلاتا ہے کہ مسلمان کے کلیجے پاش پاش ہو جاتے ہیں۔

(۳) اور یہی زید وعظ میں بھی پکار پکار کر کہتا ہے کہ شریعت تو تمہارے ماں باپ نے بھی سکھائی، شریعت تو تمہارے اُستادوں نے بھی سکھائی، شریعت تو تمہارے مولویوں نے بھی سکھائی مگر خدا کے ملنے کا تو رستہ کچھ اور ہے اور یہ تو منتر کچھ اور ہے اور اسی قسم کے دھوکے دے کر مسلمانوں کو اپنی مریدی کی طرف راغب کرتا ہے اور مرید کر کے مذکورہ عقیدہ اور یہی اللہ کی تعلیم کرتا ہے یعنی خالق مخلوق نہیں، اب التماس یہ ہے کہ اس زید کا عقیدہ کیسا ہے، مسلمان اس کے ساتھ کیا برتاؤ کریں، شرع شریف میں اس کے لئے تعزیر بھی ہے یا نہیں، مسلمانوں کو اس کی مریدی سے خارج ہو کر بعد تو بہ جدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر جدید نکاح کی ضرورت ہے تو پہلا مہر کافی ہے یا نہیں، اگر اس جدید نکاح میں عورت قبول نہ کرے تو کیا صورت ہے؟ کتاب تذکرہ غوثیہ مسلمانوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ براہِ مہربانی اوپر کے سوالاتوں کے جوابات مفصل طور سے ارقام فرما کر عنداللہ ماجور ہوں وعندالناس مشکور ہو جئے گا، فقط۔

الجواب

صورۃ مذکورہ میں زید یقیناً کافر مرتد ہے، اس کے کلام سرتاپا کفر سے بھرے ہوئے ہیں مثلاً (۱) زید و عمرو بکر سب کو خدا کہنا (۲) خدا کو مخلوق اور مفعول کہنا (۳) بندہ کو خدا کہوں (۴) خدا کو خدا نہ کہوں۔ دوسرا شعر لکھنے میں سائل سے کچھ رہ گیا ہے (۵) تیسرے شعر میں خدا کے بھول جانے کی فرمائش اور کہ یہ بھی بڑا دھوکا ہے (۶) چوتھے شعر میں اپنے آپ کو اللہ کہنا (۷) رسول کہنا (۸) قرآن کہنا (۹) پانچویں شعر میں شریعت کا انکار (۱۰) انا الحق کہنے پر اصرار (۱۱) چھٹے شعر میں بھی یہی (۱۲) بندہ بننے کی ممانعت (۱۳) ساتویں میں وہی (۱۴) بروجہ انکار نماز روزے، حج کی ممانعت (۱۵) آٹھویں شعر میں خدا کی نفی (۱۶) شریعت کو فرضی و ساختہ بتانا کہ سیاق و سباق سے یہی مراد متعین ہے۔ (۱۷) وہی انا الحق (۱۸) دسویں شعر میں خدا بننا (۱۹) گیارھویں میں بھی یہی (۲۰) تیرھویں میں مومن کو اچھا نہ کہنا کافر کو بُرا نہ کہنا۔ یہ بیّن کفر تو زید کے کلماتِ مذکورہ میں کھلے کھلے ہیں (۲۱) سولھویں شعر میں عذاب و ثواب کا انکار (۲۲) سترھویں شعر میں بھلے کو برا، برے کو بھلا کہنا (۲۳) ان صریح عقائد کفر ملعون کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا (۲۴) کفر کو وصول الی اللہ بتانا (۲۵) نماز کے لئے اس کا کہنا کہ خدا کو دھوکا دے لوں۔ اس کے کلماتِ سابقہ کے لحاظ سے لائقِ تاویل نہ رہا، معنی استہزاء میں متعین ہوگیا اور وہ کفر ہے (۲۶) شریعت سے نفرت دلانا (۲۷) شریعت کو راہِ خدا نہ ماننا۔

بالجملہ زید ان کافروں میں ہے جن کو فرمایا گیا ہے من شك فی عذابه وکفرہ فقد کفر[1] جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ سلطنت اسلام ہوتی تو اس کی تعزیر یہ تھی کہ بادشاہ اسلام اسے قتل کرتا، اس کا اختیار غیر سلطان کو یہاں نہیں، مسلمانوں کو اس سے میل جول حرام، اس سے سلام کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کا وعظ سننا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، جنازہ اٹھانا حرام، جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، اس پر نماز حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے مسلمانوں کی طرح دفن کرنا حرام، اس کے لئے دعائے بخشش کرنا حرام، اسے کچھ ثواب پہنچانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام، جو ان باتوں میں سے کوئی بات اسے مسلمان جان کر کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے بخشش کرے گا یا اسے

ع ظاہراً یُوں ہے ح اظہر ہے یا خدا ہے الخ

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

ثواب پہنچائے گا اگرچہ اسے کا فر جان کر وہ خود کافر ہوجائے گا، جو لوگ مرید اس کے ہو چکے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہوں دُور بھاگیں کہ وہ بیعت اس کے ہاتھ پر نہیں ابلیس کے ہاتھ پر ہوئی پھر ان مریدوں میں جو اس کے ان کفروں سے آگاہ تھے اور اس کے بعد مرید ہوئے یا بعد مریدی کے آگاہ ہُوئے اور اس کی بیعت سے الگ نہ ہُوئے وُہ سب بھی اسلام سے خارج ہیں، ان پر بھی فرض کہ نئے سرے سے مسلمان ہوں توبہ کریں، توبہ و اسلام کے بعد ان کی عورتیں اگر ان سے دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہوں تو ان پر جبر نہیں، عورتیں جس سے چاہیں اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی ورنہ بعد عدت اپنا نکاح کرلیں اور اگر انھیں سے دوبارہ نکاح کریں تو مہر جدید لازم آئیگا اور پہلا مہر بھی اگر باقی ہے دینا ہوگا، کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے، مثلاً غوث علی شاہ، جگن ناتھ کی چوکی پر اشنان کرتے ملے کسی نے پہچانا تو بولے کہ اس شخص کے دو باپ تھے، ایک مسلمان اس کی طرف سے حج کر آیا ہے، دُوسرا باپ ایک پنڈت تھا، اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے، ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام جس مسلمان کے پاس ہو جلاکر خاک کردے۔ واللہ الھادی الی صراط مستقیم (اللہ تعالٰی ہی صراط مستقیم کی ہدایت دینے والا ہے۔ ت) واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸: مسئولہ عبدالرحمٰن طالب علم مدرسہ چھیپوں احمد آباد گجرات ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص کی موجودگی میں ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا اور پیر نے اس قصیدہ کو سُن کر پڑھنے والے کو کہا کہ تُو میرا حبیب ہے اور اس کے بعد یہ قصیدے منبر پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کے جواز کا حکم پیر نے دیا آیا شرعاً یہ قصیدہ جائز ہیں یا نہیں؟ قصیدہ مذکور یہ ہے:

مرحبا یا مرحبا یا شاہ لواری مرحبا ۔۔۔ نور الہدٰی خیر الورٰی یا شاہ لواری مرحبا

یا امام العالمین و انتخابِ اولیں ۔۔۔ ختمِ ولایت مقتدا یا شاہ لواری مرحبا

پیشوائے اولیا تو برگزیدہ ذوالجلال ۔۔۔ شافعِ ہر دو سرا یا شاہ لواری مرحبا

کن عطا فضل و کرم امروز فردا اے کریم ۔۔۔ صامع بجز تو نیست کس یا شاہ لواری مرحبا

یا بشیرؐ یا نذیر و اے شہِ اولو العزم ۔۔۔ ملجائے والاصفیا یا شاہ لواری مرحبا

منعم و مسجود قیوم و جہاں بحرِ کرم ۔۔۔ طالبِ مطلوب و مقصدٗ یا شاہ لواری مرحبا

ذاتِ تو احد شُدے میم موجودات او ۔۔۔ خلقِ عالم را سبب یا شاہ لواری مرحبا

قاب قوسین تُوئی گفت مازاغ البصر　　جائے تو رشکِ مدینہ یاشاہ لواری مرحبا
سیدِ کونین سالارِ رسل گنج نہاں　　یا محمدؐ الزماں یاشاہ لواری مرحبا
ہست مدعا مظہرِ ذات تو مسند نشیں　　لایموت ولم یزل یاشاہ لواری مرحبا
مشکل کشا احمد زماں القاہ اللہ بہر ما　　آوارہ پرور حافظا یاشاہ لواری مرحبا

الجواب

یہ خالص کفر ہے اور اس کا قائل اس کا اجازت دہندہ، اس کا پسند کنندہ سب مرتد ہیں، کسی امتی کو آں سرورِ[1] عالم کہنا، علیہ[2] الصلوٰۃ کہنا، مسجود[3] مخلوق کہنا، خیرالورٰی[4] کہنا، انتخاب[5] اولیں کہنا، شافع[6] ہر دوسرا کہنا، سیدِ[7] کونین کہنا تو حرام وجزاف تھا ہی یونہی خلقِ[8] عالم راسبب اور قاب[9] قوسین اور ما زاغ[10] البصر اور جائے[11] تو رشک مدینہ کہنا' ان میں بہت کلمات موہم کفر یا منجر بکفر ہیں، مگر ذات[12] تو احد اور سالار[13] رسل اور مسند[14] نشین لم یزل کہنا قطعاً یقیناً کفر ہے، یونہی فقہائے کرام نے قیوم[15] جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی۔ مجمع الانہر میں ہے:

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق جل وعلا نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر[1] اھ، واللہ تعالٰی اعلم۔

اگر کوئی اللہ تعالٰی کی صفاتِ مختصہ میں سے کسی صفت کا اطلاق مخلوق پر کرے، مثلاً اسے قدوس کہے یا قیوم یا رحمٰن کہے تو وہ کافر ہوجائے گا اھ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹ از کلکتہ محلہ دہی ہٹہ ۱۸ مولوی ولی اللہ خاں صاحب ۵ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ بروز چہار شنبہ

حضرات علمائے کرام کچھ عرصہ سے ایک ضخیم کتاب گلزارِ وحدت مصنفہ پیر جی نجم الدین متوطن جھنجھون ضلع جے پور طبع ہوئی ہے جس میں جابجا ملحدانہ مولات مندرج ہیں مشتے نمونہ از خروارعرض ہے:

وہی وہی کوئی اور نہ دوجا　　اس بن کوئی اور نہ سوجا
ہر رنگ سے بے رنگی آیا　　ہر ہر بھیس سے آپ دکھایا
آپ ہی دیکھے آپ دکھاوے　　پھر وہ آپ کو آپ سراوے
کہیں محمد ہو کر آیا　　ہادی مہدی نام دھرایا
کہیں عارف ہو اگیانی　　اپنی اپنے قدر پہچانی

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۹۰

کہیں عاشق ہو پھرے دیوانہ — کہیں معشوق محبوب یگانہ
کہیں عابد ہو کرے عبادت — کہیں زاہد ہو کرے ریاضت
کہیں مؤذن بانگ سناوے — آپ ہی آپ کو سیس نواوے
کہیں برہمن سنکھ بجایا — آپ ہی اپنا مرجس گایا
کہیں رند ہوا شرابی — راگ رنگ جنگ ربابی
کون ہے آدم کون ہے ابلیس — کون سلیماں اور بلقیس
یہ سب انچھر وہ ہے معنے — پہن لیا ہے ایسا بانا
یہ سب روپ اسی نے دھارے — ایک ایک سے بھی نیارے
ایک نے اتنے نام دھرائے — ایک ایک سے بھی نیارے
اوّل ہو کر آخر ہوا — ظاہر ہو کر باطن بیا
کہیں واجب معبود کہلایا — کہیں ممکن بندہ بن آیا
جیسے جل کی برف بنائی — جل بن اس میں اور نہ کائی
جوں حباب دریا سے اُٹھے — آخر اس کا اس میں ملیٹے
بیرنگی بہ رنگ لے آیا — ہر ہر نقطہ میں آپ پوجایا
مکھ پر چادر میم کی رکھ کر آپ غفور — احمد اپنا نام دھر جگ میں کیا ظہور
نجا دیکھ اس یار کی رمزوں کی دستور — ہر رنگ میں بیرنگ رہا دور کا دور

صـ۳

ص۴ پھر جس شخص نے خلق اور خالق کو دو سمجھے اور ایک نہ جانا وہ مشرک ہے کہ مبتلا ہوا بیچ شرک خفی کے، اور جس شخص نے کہا ذات کو ساتھ فردیت کے یعنی خلق اور خالق کو ایک سمجھا وہ موحد ہے۔

ص۹ اے عزیز چھٹا مرتبہ انسان کامل کا ہے وہ مشترک ہے مرتبوں ذاتی اور خلقی میں، یعنی اگر اس تعین بشریت کے خیال سے اس کو دیکھے تو آدمی ہے اور اگر اس کی کمالیت فقر کی طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ ہے بموجب اس قول کے، قول صوفیہ: اذا تم الفقر فھو اللہ (جب فقر مکمل ہوا تو اللہ ہوا۔ ت)

ص۱۱۹ ص۱۲۰ نقل ہے کہ جب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے درس توحید شروع کیا اور مسئلہ وحدۃ الوجود کو ظاہر فرمانے لگے، چنانچہ یہ رباعی ان کی تصنیف ہے:

لا آدم فی الکون ولا ابلیس لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارۃ وانت المعنی یا من ھو للقلوب مقناطیس

یعنی نہ تو آدم ہے نہ شیطان ہے جہان میں نہ ملک سلیمان علیہ السلام کا نہ بلقیس کا، پھر یہ سب عبارت ہیں اور تو اس عبارت کے معنی ہے اے وہ کوئی جو واسطے دلوں کے لوہ چگا ہے۔

ف: یعنی جس طرح پتھر لوہ چگی کا لوہ کو اُٹھالیتا ہے، اسی طرح دلوں مخلوق کو اپنے تابع کر رکھتے ہیں، غرضکہ شیخ مذکور نعرہ ہمہ اوست کا مارنے لگے۔ علماؤں نے اس میں صلاح اور مشورہ کئے، کرے اور بتلائے کہ یہ فقیر تو شریعت میں رخنہ ڈالنے لگا، اول تو اس کو قائل کرو اگر نہ مانے گا تو اس کو ماریں گے، غرضکہ سب کی صلاح سے ایک شخص نے ان علماؤں سے آکر شیخ کے پاس عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعوت ہے آپ نے قبول کری، اس شخص نے کئی قسم کے کھانے پکائے اور ایک خوان میں جُدا جُدا برتنوں میں دھرلایا اور ایک رکابی میں پلیتی بھی بھر کر اس خوان میں لایا، آپ نے وے تمام کھانے جو نفیس تھے کھالئے اور پاخانہ نہ کھایا، جب اس شخص نے کہا کہ حضرت اس کو بھی کھالو یہ بھی کوئی غیر نہیں ہے، وہ ہی ہے، شیخ نے فرمایا بہت اچھا اُن کے مکان کے صحن میں ایک حوض پانی کا تھا آپ نے پانی میں غوطہ مار کر خوک کی صورت ہو کر نکلے اور اس پاخانہ کو کھالیا، اور پھر حوض میں غوطہ مارا اور آدمی کی شکل ہو کر نکل آئے اور فرمایا اے عزیز وہ طعام بھی میں نے کھایا اور یہ پاخانہ بھی میں نے کھایا مگر طعام واسطے صورت انسانی کے تھی اور پاخانہ واسطے شکل خوک کے بنا کر آیا وہ میں ہی تھا کہ آدمی تھا اور خوک ہو گیا۔ حضرات اسی طرح تمام کتاب جو ۴۲۵ صفحوں پر لکھی گئی ہے مضامین الحادیہ سے مملو ہے، بارہا پیرجی مذکور کے متبعین سے جو ایک جماعت جہلا کی ہے، کہا گیا کہ یہ کتاب سراسر عقائد کو خراب کرنے والی اور ناقابلِ عمل ہے مگر جواب یہی ملتا ہے کہ علمائے عظام حنفی المذہب سے اس کے متعلق استفسار کیا جائے جو ارشاد ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جاوے گا، اس لئے یہ چند حوالجات معروضہ بالا مقامات مختلفہ سے نقل کر کے استدعا ہے کہ عندالشرع اس شخص کا معہ اس کے مریدین اور متبعین کے جو حکم ہو بوضاحت تحریر فرما کر مزین بمہر فرمائیں تاکہ جماعت جہلا جو ان کے دامِ تزویر میں ہے رہائی پاکر راہ یاب ہوں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

الجواب

یہ کلماتِ الحاد ہیں اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو وہ ملعون حکایت نقل کی ہے محض کذب و افترا و ساختۂ ابلیس لعین ہے، توحید ایمان ہے، اور وحدۃ

وجودِ حق اور زعمِ اتحاد و الحاد، صوفیہ کرام تو صاحبِ تحقیق ہیں اور ان کے ایسے مقلدین ملحد و زندیق ہیں، اس کتاب کا جس کے پاس ہو اس پر جلا دینا فرض ہے اور اسے دیکھنا حرام اور اس پر اعتقاد رکھنا کفر، یہیں سے اس شخص اور اس کے مریدین اور متبعین کا حال ظاہر، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵ از گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

قبلہ معتقدین دام ظلہٗ از خاکسار محمد یار مشتاقِ دیدار بعد نیاز حسب اینکہ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دُولھا اور دولھن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجبِ کفر ہے۔ شبِ برارت یہاں گڑھی اختیار خاں میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔ اے مجدد دین بے سر و سامان مدد دے، قبلہ دیں مدد دے کعبہ ایماں مدد دے۔ ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اسی ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو عزت بخشیں، حضور پر فرض بھی جاری ہے، یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجبِ اطمینانِ اہلِ اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے، انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے، قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دولھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دُولھا کا، وہ اشعار یہ ہیں: ؎

۱ نئی دولھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

۲ نظر میں دُولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلّی ذات بحت کے تھے

۳ دُولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

۴ خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دُولھا بنا رہے تھے

۵ بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بناوہ جنّت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دُولھا کی پائی اُترن وُہ پھول گلزارِ نور کے تھے

۶ جھلک سی اِک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولھا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے[1]

(ملتقطاً)

ان میں کون سی جگہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کو دولھا یا دولھن کہا گیا ہے ولکن الوھابیۃ قوم یفترون[2] (لیکن قوم وہابیہ جھوٹ بولتی ہے۔ ت) وہابیہ کی بنائے مذہب کذب و افترا پر ہے، اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جُھوٹا ہونا روا رکھا ہے، ہاں مشیخت نبی رکھنے کے لئے جھوٹ سے بچتا ہے، اب اگر یہ بھی جُھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہوجائیں گے، اس لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہُوا کہ جُھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں ضعف الطالب والمطلوب[3]، لبئس المولٰی ولبئس العشیر[3] (کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ بیشک کیا ہی بُرا مولٰی اور بیشک کیا ہی بُرا رفیق۔ ت)

شعر اول میں تو دولھن کسی کو نہ کہا اپنے معنٰی حقیقی پر ہے، زینت کعبہ کو نئی دُولھن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے، جس طرح ان حدیثوں میں جنّت کی جنبش سرور کو دولھن کی نازش سے، خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور رازی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جب جنّت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصّلٰوۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہُوا ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس فی خدرھا[4] جنّت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولھن فرحت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبہ معظمہ کو دولھن کہا اور مکان آراستہ کو دولھن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے، امام احمد

---

[1] حدائق بخشش قصیدہ معراجیہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی حصہ اول ص ۱۰۵ تا ۱۰۸
[2] القرآن الکریم ۲۲/۷۳
[3] " ۲۲/۱۳
[4] المعجم الاوسط حدیث ۱۷۱۶ مکتبۃ المعارف الریاض ۸/۵۹
اللاٰلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ مناقب اہلبیت بحوالہ الخطیب دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۸۸

مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عسقلان احدی العروسین یبعث منها یوم القیٰمۃ سبعون الفا لا حساب علیهم [۱]

عسقلان دو دُلہنوں میں کی ایک ہے روزِ قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

طوبیٰ لمن اسکنہ اللہ تعالیٰ احدی العروسین عسقلان او غزۃ [۲]

شادمانی ہے اسے جسے اللہ تعالیٰ دو دُلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دُولھا کہا ہے اور وہ بیشک تمام سلطنتِ الٰہی کے دُولھا ہیں، امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں :

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذا ھو عروس المملکۃ [۳]

نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج عالمِ ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنتِ الٰہی کے دولھا ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

دلائل الخیرات شریف میں ہے :

اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰلہ بحر انوارك ومعدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملکتك [۴]

الٰہی درود بھیج محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولھا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں :

---

[۱] مسند امام احمد	از حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دار الفکر بیروت	۳/۲۲۵
[۲] الفردوس بماثور الخطاب	حدیث ۳۹۰۰	دار الکتب العلمیہ بیروت	۲/۴۵۰
کنز العمال	حدیث ۳۵۰۷۷	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۱۲/۲۸۹
[۳] المواہب اللدنیہ	المقصد الخامس	المکتب الاسلامی بیروت	۳/۵۷
[۴] دلائل الخیرات	منزل دوم	جامع مسجد ظفریہ مرید کے شیخوپورہ	ص ۱۰۵

مملكتك هو موضع الملك شبه بمجتمع العرس ومافيه من الاحتفال والتناهى فى الصنيع والتانق فى محسناته وترتيب اموره وكونه جديدا ظريفا و اهله فى فرح وسرور ونعمة وحبور فرحين بعرسهم راضين به محبين مكرمين له مؤتمرين لامره متنعمين له بانواع المشتهيات بدليل اثبات اللازم الذى هو العروس، والمعهود تشبيه مجتمع العرس بالمملكة، وعكس التشبيه هنا لاقتضاء المقام ذٰلك ليفيد ان سر المملكة ونكتتها ومعناها الذى لاجله كانت هو المصطفٰى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم كما ان سر مجتمع العرس ونكتته ومعناه الذى لاجله كان هو العروس والمصطفٰى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم هو الانسان الكبير الذى هو الخليفة على الاطلاق فى الملك والملكوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء والصفات ومكن من التصرف فى البسائط والمركبات والعروس يحاكى شانه شان الملك والسلطان فى نفوذ الامر وخدمة الجميع له وتفرغهم لشانه ووجد انه ما يحب ويشتهى مع الرأى واصحابه فى مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبيه وتمكنت الاستعارة[1]

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درودِ مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائشیں انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں، سب کام قرینے سے ہوتے ہیں، ہر چیز نئی اور خوش آئند لوگ اپنے دولھا پر شاداں و فرحاں اسے چاہنے والے اس کی تعظیم و اطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہوئے، اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت اور دولھا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں، یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز و سبب دولھا ہوتا ہے یونہی تمام مملکتِ الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصلی راز و مغز و معنیٰ صرف مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہیں ؎

دُولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

---

[1] مطالع المسرات باب ابتداء اللہ تعالٰی مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ص ۲۲۳

اس لئے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یونہیں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار و زیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کردیتا ہے کہ ما اری ربک الا یسارع فی ھواک[1]، صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ انما انا قاسم واللہ المعطی[2] صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلطنتِ الٰہی کے دُولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولھن، دولھا، زوج، زوجہ کی طرح باہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وغیرہ کو حدیث نے دولھنیں فرمایا، دولھا کون ہے؟ بیہقی شعب الایمان میں امیرالمومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے بسندِ حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں، لکل شیئ عروس وعروس القراٰن الرحمٰن[3] ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے، اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولھن ہے۔

یہاں کسے دُولھا ٹھہرائیے گا؟ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی، حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۶

[2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۷

[3] شعب الایمان حدیث ۲۴۹۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۴۹۰

ان اللہ تعالٰی یبعث الایام یوم القیمۃ علٰی ھیأتہا و یبعث یوم الجمعۃ زھراء منیرۃ اھلہا یحفون بہا کالعروس تھدی الی کریمہا[1]۔

بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اُٹھائے گا، اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا' جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہُوئے جیسے نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کرکے لے جاتے ہیں (ت)

امام اجل ابوطالب مکی قوت القلوب اور حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں:

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ (قال الشارح الٰی بعلہا) وکل من حجہا یتعلق باستارہا یسعون حولہا حتی تدخل الجنۃ فیدخلون معہا[2]۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روزِ قیامت یُوں اٹھایا جائے گا جیسے شبِ زفاف دولھن کو دُولھا کی طرف لے جاتے ہیں، تمام اہلسنت جنھوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لپٹے ہُوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخلِ جنت ہوں گے۔

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے:

منہ الحدیث "یزف علی بینی وبین ابراھیم علیہ الصلٰوۃ والسلام الی الجنۃ" ان کسرت الزای فمعناہ یسرع، من زف فی مشیہ وازف اذا اسرع وان فتحت فھو من زففت العروس ازفہا اذا اھدیتہا الٰی زوجہا[3]۔

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضٰی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنّت کی طرف انھیں یوں لیجائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینۃ فی تاریخ المدینۃ

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الجمعہ باب سید الایام یوم الجمعہ دارالفکر بیروت ۱/۲۷۷

[2] احیاء العلوم کتاب اسرار الحج باب فضیلۃ البیت مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ مصر ۱/۲۴۱
اتحاف السادۃ المتقین " " " " " دارالفکر بیروت ۴/۲۷۴
قوت القلوب کتاب الحج ذکر فضائل البیت الحرام دارصادر بیروت ۲/۱۲۱

[3] النہایۃ لابن الاثیر باب الزاء مع الفاء المکتبۃ الاسلامیۃ الریاض ۲/۳۰۵

میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ:

یروی ابن المبارک عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا قالت ذکر وارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار[1]

یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا ہر صبح

ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف[2] کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہیں طواف کرتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، یونہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں،

حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملٰئکۃ یزفونہ[3] صلی اللہ تعالٰی

جب حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار مبارک سے روزِ قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر

---

[1] فی المواھب الشریفۃ ما من فجر یطلع الانزل سبعون الفا من الملٰئکۃ حتی یحفون[4] الحدیث فقال العلامۃ الزرقانی ای یطوفون[5] الخ۔

مواہب شریف میں ہے ہر صبح ستر ہزار فرشتے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں، علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یحفون کا معنی یطوفون (طواف کرتے ہیں) ہے الخ (ت)

[2] ھذا ما فی المشکوٰۃ ومجمع بحار الانوار والمدارج الشریفۃ ولفظ التذکرۃ والمواھب یوقرونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[6] من التوقیر بمعنی التعظیم والکل صحیح، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

یہ مشکوٰۃ، مجمع بحار الانوار اور مدارج شریف کے الفاظ ہیں۔ تذکرہ اور مواہب میں ہے اس کا معنی یوقرون ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ اور تمام معانی صحیح ہیں، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ الدرالثمینۃ المقصد العاشر الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۳۴۹
التذکرۃ فی احوال الموتٰی باب فی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبرہ دار الحدیث مصر ص ۱۶۳
[2] المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۲۵
[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۳۴۹
[4] التذکرۃ فی احوال الموتٰی والآخرۃ باب فی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبرہ دار الحدیث مصر ص ۱۶۳

19
19

علیہ وسلم[1] تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہِ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز و اکرام و فرحت و سرور و راحت و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی مثل عبارت مذکورۂ نہایہ ہے:

ومنہ فی الوجھین فی سبعین الفاً عـــہ من الملٰئکۃ یزفونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2]

ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا طواف کرتے ہیں (ت)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

چوں مبعوث می گردد آنحضرت از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند او را و زفاف در اصل بمعنی بردن عروس بخانۂ زوج و مراد ایں جا لازم معنی ست کہ بردن محبوب ست پیش محب یعنی بردن آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدرگاہِ عزت[3]

جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار اقدس سے باہر تشریف لائیں گے تو فرشتوں نے دلھن کی طرح آپ کو گھیرا ہوگا، زفاف کا معنی دلھن کا خانۂ زوج تک باہر لانا ہے یہاں لازم معنی مراد ہے کہ محبوب کو محب کے پاس لے جانا یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب اکرم کی بارگاہِ اقدس میں لے جانا (ت)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار، ان کے مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ اللہ و رسول تک کو مشرک بتاتے ہیں، پھر اور کسی کی کیا گنتی، ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں صاف لکھ دیا: "جو کہے اللہ و رسول نے دولتمند کر دیا، وہ مشرک ہے"[4]، حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل

عـــہ سقط لفظ الفا من نسخۃ الطبع فلیتنبہ ۱۲ منہ

باخبر رہیں کہ مطبوعہ نسخہ میں "الفاً" کا لفظ ساقط ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] التذکرۃ فی احوال الموتٰی باب فی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبرہ دار الحدیث مصر ص ۱۶۳
مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات فصل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۴۶
[2] مجمع بحار الانوار تحت لفظ زفف مطبع نولکشور لکھنؤ ۲/ ۶۳
[3] مدارج النبوت باب پنجم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۴۰
[4] تقویۃ الایمان

وسید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔

قال اللہ تعالٰی و ما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ و رسولہ من فضلہ[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا، اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انھیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ماینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ و رسولہ[2]

ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ و رسول نے اس کو دولتمند کر دیا۔

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمائی، وہابیہ کا امام منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ و رسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت!

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[3] واللہ تعالٰی اعلم۔

اللہ تعالٰی عظیم کی توفیق وتوانائی کے بغیر نہ برائی سے پھرنے کی قوت اور نہ نیکی بجا لانے کی طاقت۔ اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۵۱: از بمبئی چھا چھ محلہ ۳ مرسلہ محمد ایوب ابن حاجی صدیق میمن صاحب ۳ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

یہاں کے باشندے حضرت مولانا ممدوح کے بہت ہی معتقد ہیں اور ان کے فرمان کو بہت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے زورِ قلم کا ہر شخص لوہا مانے ہوئے ہے، مولانا کی تحریر ہی پر گویا سارا دارومدار ہے، مولانا صاحب میں خدا کی عنایت سے علاوہ عالم ہونے کے یہ بھی بڑا کمال ہے کہ آپ فنِ شعر اور نکاتِ شاعری سے بھی بخوبی واقف ہیں اور ماہر ہیں، یہ بات دوسرے عالم میں نہیں پائی جاتی آپ ہی سے فیصلہ اس کا اچھی طرح ہو سکتا ہے ثم التسلیم بالتکریم،

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فی قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۸

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خیر طلب، ہیچمدان حیدر علی خاں عفی عنہ حیدر فرخ آبادی

جواب فوراً مع فتوٰی دستخطی و مہری حضرت مولانا و مرشد آنا چاہئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خالد سنی المذہب نے مندرجہ ذیل شعر میں کلمۂ شہادت کا ابتدائی ٹکڑا نظم کیا ہے جس سے پورا کلمۂ شہادت مراد ہے، لیکن زید جو مذہباً شیعہ ہے اس سے پورا کلمۂ شہادت مراد نہیں لیتا ہے بلکہ صرف اشھد ان لا الہ کے معنی سے خالد کو ملحد قرار دیتا ہے ؎

اشھد ان لا الٰہ نقش ہے اس لوح پر

نیر توحید کب عاشق کی پیشانی نہ تھی

مندرجہ بالا شعر کی نسبت زید نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں؛ شعر کا پہلا مصرعہ الحاد کا سائن بورڈ ہے کیونکہ اشھد ان لا الٰہ کے تو یہ معنی ہوئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا، پھر جس پیشانی پر یہ کفر کا کلمہ لکھا ہو اسے ہم الحاد کا سائن بورڈ نہ کہیں تو کیا کہیں، اسی طرح زید نے بکر سنی المذہب کے اس نعتیہ شعر کی نسبت ؎

پھر روضۂ حضرت کی زیارت کو چل اخلاص

پھر چھوڑ دے تو بہر خدا حب وطن کو

مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں؛ اخلاص صاحب! کبھی کبھی تو ہوش کی باتیں کیا کیجئے، آپ نے حب الوطن من الایمان[1] (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ت) والی حدیث پڑھی نہیں تو کیا سُنی بھی نہیں، فلہذا زید کا خالد کو ملحد اور بکر کو بے ایمان قرار دینا جائز اور مندرجہ بالا الفاظ زبان سے کہنا جائز یا قلم سے لکھنا درست ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو علمائے کرام وفضلائے عظام زید اور زید کے ان مؤیدین کی نسبت جو باوجود سُنی ہونے کے زید کی تائید وتصدیق کر رہے ہیں از روئے شرع شریف کیا فتوٰی صادر فرماتے ہیں؛ بیّنوا توجروا۔

الجواب

حاشا شعر مذکور سے خالد سُنی المذہب پر کسی طرح حکم کفر والحاد ممکن نہیں، مگر اس کے نزدیک جو اس کلمۂ طیبہ کو کہ مدارِ ایمان ہے معاذ اللہ دو ٹکڑے کفر واسلام پر منقسم کرے اور اس کا پہلا آدھا کفر خالص جانے اور یہ کس درجہ ناپاک و شنیع ہے،

اوّلاً یُوں ہو تو ہر مسلمان جتنی بار لا الٰہ الا اللہ کہے ہر بار اس کا کافر ہونا اور بعد کفر اسلام لانا ٹھہرے کہ جب تک پہلا جز کہا تھا اس معترض کے طور پر مطلقاً ہر الٰہ کی نفی تھی اور یہ بیشک کفر ہے، جب الا اللہ کہا تو اب اللہ عزوجل کی الوہیت مان کر مسلمان ہوا۔

---

[1] الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ حدیث ۱۸۹ حرف الحاء المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

ثانیاً بلکہ اب بھی مسلمان ہونا بجز کہ اس وقت الا اللہ کہہ لیا تو کیا ہوا، اس کا پھر ارادہ ہے کہ یہی کلمہ سرے سے پڑھے اور پہلے جز سے خدا کی نفی مطلق کرکے کافر ہو تو کفر سے رجوع کب ہوئی جب کہ پھر عزم کفر موجود ہے اور عزم کفر فی الحال کفر ہے۔

ثالثاً قرآن عظیم میں کس قدر کثرت سے لا الٰہ الا اللہ و لا الٰہ الا ھو وارد ہے، اگر پہلے جز میں نفی عام الوہیت ہر الٰہ ہے جیساکہ معترض کا خیال تباہ ہے، تو معاذ اللہ قرآن کریم نے صدہا بار الوہیت رب العزت کی نفی فرمائی اور ہر بار نفی کرکے اثبات فرما کر تناقضوں کی ٹھہرائی، تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً[1] (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ ت)

رابعاً معترض کے طور پر معاذ اللہ سب کلمہ گو جن میں بزعم معترض خود معترض بھی داخل فاسد النکاح ہوں اور ان کی اولاد اولاد الزنا کہ جب پہلا جز کہا کافر ہوگئے، نکاح ٹوٹ گئے، اور الا اللہ کہنے سے اگرچہ اسلام عود بھی کر آئے ٹوٹا نکاح تو نہیں جڑتا جب تک ازسرِ نو نہ ہو اور وہ نہ ہوا تو سب بے نکاحی رہیں اور اولاد ولد الحرام۔

خامساً معترض کے نزدیک نزع روح کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین سخت حرام و بدخواہی اہل اسلام ہوا پنے آپ تو کافر ہو ہو کر الا اللہ سے مسلمان ہوئے اس پر کیا بھروسہ ہے کہ پہلے ہی جز پر روح پرواز کر جائے یا زبان بند ہو جائے تو معاذ اللہ کافر مرے۔

سادساً اس کے یہ معنی سمجھنا اسلام پر کیسا سخت الزام اور اللہ عزوجل پر عبارت صحیح بتانے سے معاذ اللہ عجز کا اتہام ہے کہ ایمان کا آغاز کفر سے رکھا لا الٰہ الا اللہ کی جگہ کلمہ طیبہ یوں کیوں نہ بتایا ان اللہ ھو الالٰہ وحدہ لاشریک لہ لیس غیرہ من الٰہ، یہ خالص اسلام ہوتا اور معترض کا کفر و الحاد راہ نہ پاتا۔

بالجملہ اس کے یہ معنی سمجھنا کہ نہیں ہے کوئی خدا، عاقل سے معقول نہیں بلکہ بلاشبہ اس کے معنی نفی الوہیت غیر خدا ہیں یقیناً قطعاً مسلمان جس وقت اس سے تلفظ کرتا ہے یہی مراد لیتا ہے تو بحمد اللہ تعالٰی اس کے دونوں جز عین ایمان ہیں، پہلا جز الوہیت غیر خدا کی نفی اور دوسرا جز الوہیت الٰہ حق کا اثبات اور دونوں ایمان ہیں۔ رضی نے کہ نحو و عربیت کا بڑا محقق اور مذہب کا شیعی تھا، اس کی تحقیق کی اور بتادیا کہ یہاں ہرگز نفی عام نہیں ورنہ تناقض لازم آئے بلکہ ماورا مستثنٰی کی نفی ہوتی ہے۔ شرح کافیہ میں

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی الوجود مفہوم واحد الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۷۴

اس کی عبارت بالتلخیص یہ ہے :

ان قلنا انه داخل فی القوم والا، لاخراج زید منهم بعد الدخول کان المعنی جاء زید مع القوم ولم یجئ زید وهذا تناقض ظاهر ینبغی ان یجنب کلام العقلاء عن مثله، وقد ورد فی الکتاب العزیز من الاستثناء شیئ کثیر کقوله تعالیٰ "فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً" فیکون المعنی لبث الخمسین فی جملة الالف ولم یلبث تلک الخمسین تعالی الله عن مثله علوا کبیرا (الیٰ ان قال) فزبدة الکلام ان دخول المستثنیٰ منه ثم اخراجه بالا واخواتها انما کان قبل اسناد الفعل اوشبهه الیه فلا یلزم التناقض فی نحو جاء فی القوم الا زیدا لانه بمنزلة قولک القوم المخرج منهم زید جاؤنی وذٰلک لان المنسوب الیه وان تأخر عنه لفظا لکن لابدله من التقدم وجودا علی النسبة التی یدل علیها الفعل اذ المنسوب الیه والمنسوب سابقان علی النسبة بینهما ضرورة ففی الاستثناء لما کان المنسوب الیه هو المستثنیٰ منه مع الا والمستثنیٰ فلابد من وجود هذه الثلثة قبل النسبة فلابد اذن من حصول الدخول والاخراج قبل النسبة فلاتناقض[1] اھ

(اگر ہم یہ کہیں کہ جاء فی القوم الا زیدا میں زید قوم میں شامل ہے اور الا اس کو قوم میں شامل ہونے کے بعد نکالنے کے لئے ہے تو معنیٰ یہ ہوگا، کہ، زید قوم کے ساتھ آیا اور نہ آیا، یہ واضح تناقض ہے لہٰذا ایسا تناقض کلام عقلاء سے متصور نہیں ہوسکتا حالانکہ قرآن پاک میں یہ استثناء کثیر موجود ہے جیسے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ہزار برس بغیر پچاس کے ٹھہرے، تو معنیٰ یہ ہوئے کہ آپ پچاس سمیت مجموعہ ہزار ٹھہرے، اس واضح تناقض سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، آگے انھوں نے یہاں تک کہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ میں دخول اور الا اور دیگر حروف کے ساتھ پھر اس کو خارج کرنا فعل یا شبہ فعل کے اسناد سے قبل ہوتا ہے تو اب جاء فی القوم الا زیدا جیسی مثالوں میں تناقض لازم نہ آئے گا، کیونکہ اب معنیٰ یُوں ہُوا "قوم جس سے زید

---

[1] شرح الکافیہ للرضی بحث المستثنیٰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۲۶-۲۲۵

خارج ہے میرے پاس آئی، اس لئے کہ منسوب الیہ اگرچہ لفظی طور پر فعل سے موخر ہے لیکن وجودی طور پر فعل سے مقدم ہے کیونکہ منسوب اور منسوب الیہ اس نسبت سے مقدم ہوتے ہیں جو دونوں میں پائی جاتی ہے اور یہ نسبت وہ ہے جس پر فعل دال ہے تو استثناء میں جب منسوب الیہ یعنی مستثنیٰ منہ اور الّا اور مستثنیٰ تین چیزیں ہیں تو لازمی طور پر یہ تینوں فعل والی نسبت سے پہلے ہوں گے لہذا اب دخول وخروج نسبت سے قبل ہوا تو تناقض نہ رہا۔ ت)

اقول حاصل یہ ہے کہ لفظ مافی النفس سے تعبیر ہوتے ہیں یہاں اگر یُوں ہو کہ متکلم نے اوّلاً نفی عام بلا استثناء کی اور جزء اول سے تعبیر کیا پھر اس عام میں سے مستثنیٰ کو جُدا کیا اور اس پر جزء استثنا سے دلالت کی تو صریح تناقض ہے کہ یہ دو حکم تنافی ہوئے لا سالبہ کلیہ تھا اور یہ موجبہ جزئیہ، اور وہ دونوں نقیض ہیں، ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہاں صرف حکم واحد ہے متکلم نے ایک مفرد کلی کو کہ مرتبۂ لابشرط شے میں تھا مستثنیٰ سے فارغ کرکے مرتبہ بشرط لا شئی میں لیا اور اس مقید پر حکم واحد کیا ہے ادخال لا و الا سے معبر کیا لا حکم ہے اور الّا قید مسند الیہ کہ اس کے مرتبہ بشرط لا پر دال تو یہ لا ہرگز نفی جمیع کے لئے نہیں بلکہ نفی ماورائے مستثنیٰ کے لئے تو مافی الذہن یقیناً حق ہے، ہاں تقدیر دلالت درکار، وہ اگر نفس کلام میں نہ ہوتی تو کلام کی ترکیب مشہور و معروف کا مسلمان میں دائر و سائر، اور قائل کا مسلمان ہونا خود ہی دلالت کرتا کہ یہ تنگی شعر کے سبب بعض کلام پر اختصار ہے اور مراد یقیناً مجموع جیسے بے تنگی کلام قلیا اور لن تنا کہتے ہیں اور مراد سُورۂ کافرون و پارۂ چہارم، مسلمان اگر انبت الربیع البقل (موسم بہار نے سبزہ اگایا۔ ت) کہے تو اس کا اسلام ہی تجوز پر قرینہ ہے، اس سے یہ گمان کہ اس نے خود فصل بہار کو سبزی کا خالق مانا ہے ہرگز مسلم عاقل کو نہیں ہوسکتا کما نصوا علیہ وصرح بہ فی الفتاوی الخیریۃ وغیرھا (جیسا کہ اس پر علمائے تصریح کی ہے اور فتاوٰی خیریہ وغیرہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ ت) نہ کہ یہاں نفسِ کلام میں معنی صحیح کی صاف تصریح موجود کہ مصرع دوم میں صاف توحید بتائی اور یہ ہی اوّل سے مراد ٹھہرائی، اگر معاذ اللہ نفی مطلق ہوتی توحید کب رہتی تعطیل ہوتی، توحید تو ایک کا اثبات ہے نہ کہ معاذ اللہ عام نفی تام، تو ثابت ہوا کہ اس پر حکم الحاد اگر از قبیل کل اناء یترشح بما فیہ (ہر برتن وہی کچھ باہر پھینکتا ہے جو اس میں ہو۔ ت) نہ ہو تو جنون خالص ہے۔

لاجرم جامع الفصولین فصل ۳۸ میں ہے:

من قال لا الٰہ واراد ان یقول الا اللہ — جس نے لا الٰہ کہا الا اللہ ارادہ کے باوجود نہ کہہ

ولم یقل لایکفر لانہ عقد علی الایمان[1] سکا تو وہ کافر نہیں کیونکہ اس نے ایمان کے ارادے سے یہ کہا (ت)

اسی طرح خزانۃ المفتین میں ہے: آثرواعنہ انہ[عہ] لایکفر (اسی کے عدم کفر کو ترجیح حاصل ہے ت) اسی طرح فتاوٰی بزازیہ و شرح ملتقی الابحر میں ہے[2]، ہاں شاعر نے اسی اقتصار میں تقصیر ضرور کی، علماء تو یہاں تک فرماتے کہ اس لا کا مد طویل نہ کرے کہ صورت نفی سے جلد جانب تصریح اثبات منتقل ہو جائے اس نے اتنی دیر کی کہ صورت نفی مصرع اول میں رکھی اور تصریح اثبات چھ لفظوں کے فاصلہ سے مصرع دوم میں اسے یوں کہنا تھا اشھد ان لا الٰہ غیرہ ہے اس پہ نقش۔

اسی طرح بکر سُنّی کے شعر مذکور پر اعتراض جہل فاضح یا عناد واضح ہے حب الوطن من الایمان[3] (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ت) نہ حدیث سے ثابت نہ ہرگز اس کے یہ معنی، امام بدر الدین زرکشی نے اپنے جزء، اور امام شمس الدین محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ اور امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے الدرر المنتثرہ میں بالاتفاق اس روایت کو فرمایا: لم اقف علیہ[4] (میں اس سے آگاہ نہیں ہوسکا۔ ت) امام سخاوی نے اس کی اصل ایک اعرابی بدوی اور حکیمان ہند کے کلام میں بتائی کما یظھر بالرجوع الیہ (جیسا کہ اس کی طرف رجوع سے ظاہر ہے۔ ت) اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے بندوں کی کمال مدح فرمائی جو اللہ و رسول جل وعلا وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت میں اپنا وطن چھوڑیں، یار و دیار سے منہ موڑیں، اور ان کی سخت مذمت فرمائی جو حب وطن لئے بیٹھے رہے اور اللہ و رسول کی طرف مہاجر نہ ہوئے،

قال اللہ تعالٰی ان الذین توفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک ملائکہ جن کی جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے، کہتے ہیں ہم اس بستی میں

عہ وھکذا فی الاصل لعلہ "انہ"۔

---

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۹

[3] الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ حرف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

[4] المقاصد الحسنۃ للسخاوی حدیث ۳۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۰۹

الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ حرف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی " ص ۱۰۰

ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا ○ الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لایستطیعون حیلۃ ولایھتدون سبیلا ○ فاولٰئک عسی اللہ ان یعفو عنھم وکان اللہ عفوًا غفورا ○ ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ وکان اللہ غفورا رحیما[1]

کمزور دبائے ہُوئے تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین (مدینہ طیبہ) گنجائش والی نہ تھی کہ تم وطن چھوڑ کر اس میں جا رہتے ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ مگر کمزور اور عورتیں بچے جنھیں کچھ بنائے نہ بنی نہ راہ ملی قریب ہے کہ اللہ تعالٰی ان کو معاف فرمائے، اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں وطن چھوڑ کر اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہُوا اپنے گھر سے نکلے پھر اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہولیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جو مدینہ طیبہ کی حاضری پر حُبِ وطن کو ترجیح دیں وہ ظالموں کی طرح ہیں اور جو حُبِ وطن کو خاک بوسی آستان عرش نشان پر تصدق کریں وہ ان مقبولوں میں ہیں،

قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلا[2]

تم فرماؤ سب اپنے کینڈے (طریقے) پر کام کرتے ہیں تو تمھارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے۔ (ت)

وُہ وطن جس کی محبت ایمان سے ہے وطن اصلی ہے جہاں سے آدمی آیا اور جہاں جانا ہے،

کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل،[3] وحسبنا اللہ ونعم الوکیل[4] واللہ تعالٰی اعلم۔

دنیا میں اس طرح رہو جیسے اجنبی یا مسافر، اور ہمارے لئے اللہ تعالٰی کافی ہے اور وہی سب کا کارساز ہے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷ تا ۱۰۰
[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۴
[3] کنز العمال حدیث ۶۱۲۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۹۶
[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۳

مسئلہ ۵۲ تا ۵۸ از ریاست رامپور مرسلہ معشوق علی صاحب ۷ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں مجلسِ میلاد شریف میں مفصلہ تحت مضامین کی نظم یا نثر پڑھتے ہیں:

(۱) میم کی چادر منھ پہ ڈالے احمد بن کر آیا

(۲) شبِ وصل خدا نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں
ہے میم کا پردہ کیا پردہ تُو اور نہیں میں اور نہیں

(۳) کہیں لیلٰی بنا، کہیں مجنوں، کہیں شیریں بنا، کہیں فرہاد
ہے میم کا پردہ کیا پردہ تُو اور نہیں میں اور نہیں

(۴) کہتا ہے یہ تجھ سے خدا دل میں نہ رکھ اپنے خودی | تیرے نگینِ طبع پر میری حقیقت ہے کُھدی
جب عین وحدت کی صفتِ خاص اپنی میں نے تجھ کو دی | من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(۵) ترسیٹھ برس خدا مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پھرا کسی نے نہ پہچانا۔

(۶) محمد نے خدائی کی خدا نے مصطفائی کی
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

(۷) ایک روز جبرئیل علیہ السلام حضور سرورِ کائنات علیہ الصلٰوۃ والتحیات کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اخی! تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا: حضور دستار مبارک کا پیچ تمام نہیں فرمانے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے

یہاں حاضر ہوجائے گا، آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتا ہے وہاں پردہ پڑا ہے جاؤ اُس کو اٹھا کر دیکھو، ادھر آں حضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دستار مبارک زیب فرمانا شروع کی، جبرئیل علیہ السلام نے مقامِ مذکور پر پردہ اٹھا کر دیکھا تو حضور پٹکا زیب سر فرمارہے ہیں، پھر زمین پر آکر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا، اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے، حیران ہوکر عرض کیا کہ حضور! پھر مجھے کیوں دوڑایا جاتا ہے جب یہاں بھی آپ اور وہاں بھی آپ، اور مثل ان کے، لہٰذا ایسے مضامین کا پڑھنا اور سننا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ کسی سے اس بارے میں جھگڑا قصد نہیں ہے، اپنا عقیدہ صاف کرنے کی غرض سے یہ تکلیف دی جاتی ہے۔

الجواب

(۱) اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت عزجلالہ کی طرف ہے تو بیشک عوام کا ایسا بکنا صریح کلمۂ کفر ہے اور اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے تو حضور بیشک احد و احمد ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، دونوں حضور کے اسمائے طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور مظہرِ شانِ احدیت ہیں تجلی احدیت حضور کی عبدیت میں جلوہ گر ہے، اگر میم کہ طوق وکمر پرستش ہے ساتر نہ ہو تو عالم میں کوئی دیکھنے کی تاب نہ لائے پھر بھی ایسے لفظ سے بچنے ہی کا حکم ہے کہ عوام کا ذہن ایسی دقیق توجیہ کی طرف نہ جائے گا اور ان کے فسادِ عقیدہ یا اس بات کا موہم ہوگا کہ وہ قائل کو گمراہ جانیں، حدیث میں ہے:

ایاك وما یعتذر منه[1] فان الخیر لایعتذر منه۔ ہر اس شَی سے بچو جس پر معذرت کرنی پڑے، اور خیر میں معذرت نہیں کرنا پڑتی (ت)

دوسری حدیث میں ہے: ایاك ومایسوء الاذن[2] (ہر اس شَے سے بچو جسے کان بُرا جانیں۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے: حدثوا الناس بمایعرفون[3] (لوگوں سے وہی بیان کرو جو ان کیلئے معروف ہے۔ ت) چوتھی حدیث میں ہے:

ما انت محدث قوما حدیثا لا تبلغه عقولهم الاکان لبعضهم فتنة[4]۔ جب کوئی کسی قوم کو ایسی بات بیان کرے گا جہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہیں تو وہ ان میں فتنہ کا سبب بنے گا

---

[1] المستدرک للحاکم — کتاب الرقاق — دار الفکر بیروت — ۴/ ۳۲۷
[2] مسند امام احمد بن حنبل — بقیہ حدیث ابو العادیۃ — " — ۴/ ۷۶
[3] کنز العمال — حدیث ۲۹۳۱۸ — مؤسسۃ الرسالہ بیروت — ۱۰/ ۲۴۷
[4] صحیح مسلم — باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/ ۹

ف: اصل میں اسی طرح ہے مگر اعلٰحضرت کا خط نہیں اس لئے ناقل سے غالباً سہو ہوا۔

(۲) یہ اللہ عزوجل پر افترا ہے اور اس کا ظاہر کفر،

وقد قال اللہ تعالٰی انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون [1]

اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے (ت)

(۳) بظاہر کفر ہے [ف]۔ اور اس کا مقلد زندیق، عوام کو ایسا تفوہ کفر کا کھلا راستہ ہے، عوام سے مراد وہ میں کہ مقامِ حقائق تک نہ پہنچے اگرچہ علماء کہلاتے ہوں اور ان سے بدتر وہ مسخرگان شیطان کہ جاہل ہیں اور علمِ حقائق کے مدعی۔

(۴) فارسی شعر حضرت امیر خسرو قدس سرہ العزیز کا عاشقانہ غزل میں ہے اسے یُوں نعت شریف میں لے جانا اور کلامِ الٰہی ٹھہرانا اور اللہ و رسول میں یُوں اتحاد ماننا بلکہ حضور کو جان اور اللہ کو تن جاننا یہ صریح کفر و ارتداد ہے۔

(۵) اس کا ظاہر بھی کلمہ کفر ہے،

ووقوع مثلہ فی کلام اللہ وکلام رسولہ کما یذکر عن التورٰۃ جاء اللہ من طور سیناء واشرق من ساعیر واستعلن من فاران وحدیث یا موسٰی کنت مریضا فلم تعدنی کنت جائعا فلم تطعمنی [2]

اس کا وقوع کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول میں ہے جیسا کہ تورات سے ہے کہ اللہ تعالٰی طور سیناء سے آیا اور ساعیر اور فاران سے وہ چمکا، اور حدیث میں ہے: اے موسٰی! میں مریض تھا تم نے میری عیادت نہ کی، مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔

وامثال ذٰلک لایکون سند الجواز فلیس للعبد ان یتعدی طورہ وعلیہ اتباع المحکمات دون ما تشابہ منہ۔

اور اس کے دیگر امثال یہ جواز کی سند و دلیل نہیں بن سکتے، بندے کو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے بندے پر محکمات کی اتباع لازم اور متشابہات سے بچنا لازم ہے۔ (ت)

(۶) پچھلا مصرع تو صحیح ہے اور پہلے کا نصف اخیر بھی یُوں صحیح ہے کہ کرنا بنانے پیدا کرنے کو کہتے ہیں: ؎

گفتم ایں جامِ جہاں بیں بتو کے داد حکیم
گفت آں روز کہ ایں گنبدِ مینا می کرد

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[2] ؎

ف: اندازہ سے بنایا اصل میں بیاض ہے۔

(میں نے اسے کہا کہ یہ جہاں نما جام تجھے حکیم نے کب دیا؟ اس نے کہا کہ جس دن اس نے یہ گنبد (آسمان) بنایا۔ت)

یعنی اللہ عزوجل نے حضور کی مصطفائی پیدا کی حضور کو یہ مرتبہ بخشا البتہ نصف اول بہت سخت ہے اس میں تاویل بعید یہ ہے کہ خدائی مخلوقات کو کہتے ہیں ع

ساری خدائی اک طرف فضلِ الٰہی اک طرف

اور خدائی کی پیدائش بطفیلِ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا لولاك لما خلقت الدنیا[1] (اگر آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں دُنیا پیدا نہ فرماتا۔ت) حضور تخم وجود و اصل جود ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، تو نسبت مجاز ہے جیسے انبت الربیع البقل بہار نے سبزہ اگایا۔ وقال اللہ تعالیٰ مما تنبت الارض[2] (اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا: زمین کی اگائی ہوئی چیزیں۔ت) اگانے والا زمین کو فرمایا، مگر حق یہ ہے کہ ایسی تاویل نہ لفظ کو کلمۂ کفریہ ہونے سے بچائے نہ قائل کو اشد حرام کے ارتکاب سے، بہار و زمین غیر ذوی العقول پر قیاس نہ ہوگا اور ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع[3]	منع کے لئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے(ت)

(۷) یہ روایت محض کذب و باطل و مردود و موضوع و افتراء و اختراع ہے قاتل اللہ واضعھا (اللہ تعالےٰ ایسی روایت گھڑنے والے کو برباد کرے۔ت) اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے، ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سُننا سب حرام ہے۔ واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹ از رام پور مرسلہ معشوق علی صاحب ۷ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں میلاد شریف میں اس نظم کو پڑھتے ہیں:

۱	اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں	احد میں میم کو ضم کرکے صلی اللہ کہتے ہیں
۲	ظہور ہو کر کے دنیا میں یہ فرمانا کہ بندہ ہوں	تو سب ناسُوت میں حضرت رسول اللہ کہتے ہیں
۳	ہوئے عالم سے جب واجب نبی ملکوت میں پہنچے	وہاں سب دیکھ احمد کو ظہور اللہ کہتے ہیں

---

[1] الفوائد المجموعۃ باب فضائل النبی حدیث ۱۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۳۲۶
الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ حدیث ۷۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۹۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۶۱

[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

۴	جو پہنچا مرتبہ جبروت میں مسجود عالی کا	تو اس جسمِ مطہر کو وہ نور اللہ کہتے ہیں
۵	الست مرتبہ لاہوت سمجھو ذات احمد کا	سب اس رتبہ میں آنحضرت کو عین اللہ کہتے ہیں
۶	خدا فرمائے گا محشر میں بخشا تو تم اب احمد	گنہ گارانِ امت کو شفیع اللہ کہتے ہیں
۷	نزول از تا عروج حضرت کا لکھا ہے حقیقت سے	خدا پہچان لو سب سے حسن اللہ کہتے ہیں

الجواب

ان اشعار کا پڑھنا حرام حرام سخت حرام ہے، ان میں بعض کلمہ کفریہ ہیں اگرچہ تاویل کے سبب قائل کو کافر نہ کہیں اور بعض موہم کفر ہیں، اور یہ بھی حرام ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع[1] — منع کے لئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔ (ت)

ہاں بعض جیسے شعر چہارم وششم ایہامِ کفر سے خالی ہیں پھر بھی ششم میں مصرعہ دوم "گنہ گارانِ امت الخ" کو حضرت عزت کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں، اور چہارم میں مسجود کا لفظ مناسب نہیں، ہاں شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

ہزاران ہزار عاشق بر آستانۂ او (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سجدات می کنند و ایں مرتبہ بہیچکس دا نداده اند، مگر بطفیل ایں محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) برخے از اولیائے امت را شمۂ محبوبیت آں نصیب شده و مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہما (ملخصاً)[2] — لاکھوں عشاق ان (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے مبارک آستاں پر سجدہ کرتے ہیں اور یہ مرتبہ جس کو بھی عطا کیا گیا ہے وہ اس محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی طفیل ہے، اولیائے امت میں سے جس کو اس محبوبیت سے حصّہ ملا ہے وہ مخلوق کے مسجود محبوب ہوگئے مثلاً حضرت غوث اعظم، سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہما (ملخصاً)

واللہ تعالٰی اعلم۔ — واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ از تا گور مارواڑ دکان سید محمد صدیق، سید لعل محمد سوداگران مرسلہ حضرات مذکورین ۸ جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳
[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پ عم س الم نشرح مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۳۲۲

ہمارے سرورِ عالم کا رُتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمد کو خدا جانے

یہ شعر عام طور پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محفلِ میلاد میں پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اس شعر کا ظاہر صریح کفر ہے اور اس کا پڑھنا حرام ہے اور جو اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہو یقیناً کافر ہے، ہاں اگر بقرینہ مصرعہ اولٰی یہ تاویل کرے کہ خدا سے ملنا چاہے تو یوں سمجھے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرتبہ کو اللہ ہی جانتا ہے تو یہ معنی صحیح ہیں، مگر ایسا موہم لفظ بولنا جائز نہیں، ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع[1] واللہ تعالٰی اعلم — منع کے لئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۶۱ ازجودھپور مارواڑ مرسلہ قاضی محمد عبدالرحمٰن صاحب متخلص بہ طالب مدرس درجۂ اول سردار اسکول ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ

حضرتم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بتاریخ ۱۶ مارچ سنہ رواں بروز یک شنبہ جودھپور میں مشاعرہ تھا، مصرع طرح ہو ہذا: "شب عاشق سحر نہ ہوجائے" نمبر ۲ پر ایک غزل نعتیہ پڑھی گئی جس کا مطلع یہ ہے: ؎

نعت خیر البشر نہ ہو جائے
دل حقیقت نگر نہ ہو جائے

کیا حضور! یہ مطلع نعت میں ٹھیک ہے؟ اس کا قائل کہتا ہے کہ آپ کے دیوان میں بھی اس قسم کا کوئی شعر ہے مگر وہ شعر دیوان میں دکھاتا نہیں اور خاکسار کے پاس دیوان ہے نہیں، لہٰذا متکلف ہوں کہ اس میں جو کچھ امرِ حق ہو جواب سے سرفراز فرمادیں۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ مطلع سخت باطل وناجائز ہے کہ اس میں نعتِ اقدس سے ممانعت ہے اور نعتِ اقدس اعظم فرائضِ ایمان سے ہے، اس سے ممانعت کس حد تک پہنچتی ہے، اگر

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۵۳

تاویل کی جگہ نہ ہوتی تو حکم بہت سخت تھا، فقیر کے دیوان میں اصلاً کوئی شعر اس مضمون کا نہیں، ولہ الحمد وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۲: از شہر دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ محمد عبدالکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

حضور! مندرجہ ذیل اشعار کے متعلق یہاں کے مولویوں نے یُوں کہا ہے کہ اس کا جواب کوئی اہل اللہ دے گا، لہذا اس کا جواب حضور ہی دیں گے، **اشعار:**

۱ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال کہ من از خدا پیش بودم دو سال

۲ من آں وقت کردم خدا را سجود کہ ذات وصفات خدا ہم نہ بود

الجواب

دُوسرا شعر ایسا مشکل نہیں، نبود سے نہ نفی مطلق مقصود نہ مفہوم بلکہ نفی مقید بوقت سجدہ یعنی جس وقت میں نے سجدہ کیا اس وقت میں ذات وصفات نہیں اور یہ حق ہے کہ ذات وصفاتِ الٰہی وقت و زمانہ سے متعالی ہیں وہ کسی وقت میں نہیں وقت سے پاک ہیں، جیسے کسی مکان میں نہیں مکان سے پاک ہیں، زمان ومکان سب حادث ہیں اور ذات وصفاتِ الٰہی قدیم، جب زمان ومکان نہ تھے ذات وصفات ان سے جُدا تھیں، ایسے ہی اب بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی،

پہلے شعر میں از خدا لفظ پیش سے متعلق نہیں بلکہ بودم سے، اور پیش کا متعلق ازیں محذوف ہے، جیسے عربی میں کنا قبل فی اھل مشفقین[1] یعنی قبل ہذا اردو میں پہلے کہہ چکا یعنی اس سے پہلے، یوہیں پیش بودم یعنی پیش ازیں، اس کا اشارہ حالت موجودہ کی طرف ہے یعنی عالم اجساد میں ہونا، اور سال سے مراد زمانہ ممتد کہ یہاں ہزار سال ہے، تو مطلب یہ ہُوا کہ میں اس عالم اجساد میں آنے سے دو ہزار برس پہلے خدا کی طرف سے وجود رکھتا تھا موجود تھا، اور یہ حق ہے۔ حدیث میں ہے،

ان اللہ تعالٰی خلق الارواح قبل الاجسام بالفی عام[2] اللہ تعالٰی نے رُوحیں جسموں سے دو ہزار برس پہلے بنائیں۔

بااینہمہ دونوں شعر موہم معنی کفر ہیں اور ان کا اطلاق سخت اشد حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۳ تا ۶۵: از شہر بریلی محلہ سہسوانی ٹولہ متصل مسجد چُپ شاہ مسئولہ لیاقت حسین طالبعلم ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع درباب اس شعر کے نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو ہذا:

---

[1] القرآن الکریم ۵۲/ ۲۶

[2] الفوائد المجموعۃ مناقب الخلفاء الاربعۃ الخ حدیث ۹۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۲

الموضوعات لابن جوزی حدیث ۵۰ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۰۱

کردن مہمانیِ عشقِ محمد

جگر کے کوفتے دل کے پسندے

(جگر کے کوفتے اور دل کے کباب بنا کر عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مہمانی کرنا۔ت)

(۱) آیا قابلیت نعت اور مولود خوانی کی رکھتا ہے یا نہیں؟

(۲) انسان کا گوشت حلال ہے یا حرام؟

(۳) کسی مقدس شخص کی مہمانی میں یا اس کے عشق کی مہمانی میں انسان کا گوشت پیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

انسان کا گوشت انسان پر حرام ہے عشق پر حرام نہیں وہ ایک آگ ہے کہ ماسوائے محبوب کو جلا دیتی ہے، گوشت گھلانا اس کا پہلا فعل ہے، ولہذا حدیث میں فرمایا:

ان اللہ یبغض الحبر السمین[1] اللہ دشمن رکھتا ہے موٹے عالم کو۔

شعر میں "مہمانیِ عشق" ہی کہا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۶ از شہر کہنہ بریلی مسئولہ قاسم حسین رضوی مصطفائی ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ ذیل اشعار آیا کفر میں داخل ہیں اور ان کا لکھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ دلاور حسین میلاد خواں نے میرے سامنے بیان کیا کہ ایک عالم مجدد نے ایسے شاعر کو کافر فرمایا ہے اور تحریری فتوٰی میرے پاس موجود ہے اگر اس نے جھوٹ بولا اور ایک مسلمان پر کفر ثابت کرنے کے لئے ایک بزرگ پر اتہام رکھ کر ایسے غلط لفظ کہے تو کیا وہ کافر ہونے سے بری ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اشعار یہ ہیں:

۱	جوشِ کرم پر بحر ہے دیکھو یہ اُلٹی لہر ہے	ہم بھولے بیٹھے ہیں انہیں ان کو ہماری یاد ہے
۲	ہے ہم سے غلاموں کا کعبہ تو درِ آقا	اللہ مبارک کرے سجدے کا ادا کرنا

الجواب

حاشا ان میں کوئی بات کفر تو کفر گمراہی کی بھی نہیں، ممکن کہ اور اشعار کی نسبت فتوٰی ہوا ہو اور دلاور حسین نے بے علمی کے سبب ان کے مضمون کو ویسا ہی گمان کر کے یہ کہہ دیا ہو، بہرحال جاہل کو احکام

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین باب بیان فضیلۃ الجوع دار الفکر بیروت ۳۸۸/۷

شرع خصوصاً کفر و اسلام میں جرأت سخت حرام اشد حرام ہے کوئی ہو کسے باشد، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۰: از مراد آباد محلہ شیدی سرائے مرسلہ صابر حسین صاحب ۲۲ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ شعر ہے:

سکھی باپ کی گٹھری توسیس دھری کہیں روں نہ جاویں سام ہری
کتے جا کے بروں کہاں ڈوب مروں میاں ہے حیا شرماوت ہے

اس میں سام ہری جو خدا کا نام رکھا ہے سویہ عمرو کے نزدیک کفر ہے، آیا یہ قول عمرو کا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

جاہل احمق نادان شاعر نے جو ہندی زبان کی نظم کہی اس میں معبود برحق عزجلالہ کی طرف انھیں لفظوں سے کنایہ کیا جو ہندی میں مستعمل ہے ایسے کلام اس قبیل سے ہوتے ہیں، جیسے حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں:

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں[1]

(وہ خوش بخت ہے جو دلبروں کے راز دوسروں کی زبان سے کہتا ہے۔ت)

اولیاء اشعار میں لیلٰی و سلمٰی باندھتے ہیں اور مطلب سعدی دیگرست، نہ کہ معاذ اللہ رب عزوجل کو ان ناموں سے تعبیر کیا بلکہ وہی، گفتہ آید در حدیثِ دیگراں۔ سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

ان مجنون بنی عامر کان من احباء اللہ تعالٰی ستر شأنہ بجنونہ بلیلٰی[2] نقلہ الزرقانی فی شرح المواھب الشریفۃ عن روضۃ العاشق لابن القیم واستغربہ۔

حضرت مجنون بنی عامر اولیاء سے تھے عشق لیلٰی کو پردہ کر رکھا تھا (امام زرقانی نے شرح مواہب الشریفہ میں روضۃ العاشق لابن قیم سے اسے نقل کرکے غریب کہا۔ت)

سیدی ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا:

اسأل عن سلمٰی فھل من مخبر یکون لہ علم بھا این تنزل

میں سلمٰی کو پوچھتا ہوں ہے کوئی بتانے والا کہ وہ کہاں اُترے گی، فرمایا واللہ ما فی الدارین

---

[1] مثنوی مولوی معنوی دفتر اول بردن بادشاہ طبیب غیب را بر سر بیمار نورانی کتب خانہ پشاور ص ۸

[2]

عنہا مخبر[۱] خدا کی قسم دونوں جہان میں کوئی اس کی خبر دینے والا نہیں۔ سیدی ابوسعید خراز رضی اللہ تعالٰی عنہ سوتے سوتے گھبرا کر روتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا کہ ابھی مجھ سے رب عزوجل نے خواب میں فرمایا: ابوسعید تو لیلٰی و سلمٰی کے اشعار سُنتا اور اُن کے مضامین کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تُو مجھ کو دوست رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا کہ نہ کیا ہوتا۔[۲]

ھَں زبان ہندی میں معبود برحق کے اسماء سے ہے، جیسے الشّور، اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں جیسے رام میں ہیں کہ ہر چیز پر رما ہونے اور سرایت و حلول پر دلیل ہے، اور سیام کنھیا کا نام نہیں اس کا وصف اس سے کرتے ہیں کہ وہ سیہ فام تھا اور سیام سیاہ کو کہتے ہیں، اور صوفیہ کرام فرماتے ہیں: تجلی ذات بحت کا رنگ خالص سیاہ ہوتا ہے۔ شاعر نے بڑی خطا کی بہت بُرا کیا اُس پر توبہ لازم ہے، مگر حکم کفر غلو و غلط ہے،

لا یخرج العبد من الایمان الا جحود ما ادخله فیه سواء صرح به او جحد و جحد الجحود و ھذا الخبث و اعند العنود، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

بندہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ ایسی چیز کا انکار کرے جس کے ذریعہ سے وہ ایمان میں داخل ہوا تھا خواہ وہ تصریح کرے یا انکار، اور انکار کا انکار یہ زیادہ خبیث اور سبب عناد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۶۸ - ۶۹ از موضع خورد مئو ڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی مسئولہ سید صفدر علی صاحب
۲ صفر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس شعر کا شاعر اور قائل شرعًا کیسا ہے وھو ہذا: ؎

نہ مر بھوکا نہ رکھ روزہ نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ کر کوزہ شرابِ شوق پیتا جا

(۲) بے نمازی کو نہ جانو دیندار پیر ہو یا ہو مرید یا بکار

الجواب

(۱) یہ شعر کفر ہے۔ (۲) یہ شعر ٹھیک ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[۱]

[۲]

مسئلہ انتظام علی خاں صاحب چھتہ شیخ بنگلور زیر جامع مسجد دہلی ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

شعر اندرون غزل نعتیہ مصنفہ اکبر خاں مرئی : ؎

عجب کھیل کھیلے عجب روپ بدلے — زمانہ میں بہروپیا بن کے آیا

اس قسم کے شعر حضور کی شان کے خلاف ہیں کہ نہیں؛ اور ایسے شعر محافلِ میلاد شریف حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں پڑھنا چاہئے کہ نہیں "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" اس سے مراد لی ہے کہ نمک میں علی شئے نمک ہوگئی، جو خدا میں ملا وہ خدا ہوگیا، یہ شعر قابلِ اعتراض ہے کہ نہیں؛ اور مصرعہ بالا "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" سے مراد اور مطلب کیا حاصل ہونا چاہئے؟

الجواب

بہروپیے والا شعر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی صریح توہینوں پر مشتمل ہے، کھیل کھیلنا رُوپ بدلنا کہنا ہی توہین تھا، مصرع دوم نے کفر پر رجسٹری کردی والعیاذ باللہ تعالٰے، یہ کہنا کہ جو خدا میں ملا وہ خدا ہوگیا کفر ہے، اس مصرع سے احتراز لازم ہے، مراد یہ ہے کہ فنا فی اللہ می شوی"، واللہ تعالٰے اعلم

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ خانقاہ برکاتیہ مسئولہ والاحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب قادری دامت برکاتہم ۳۰ رجب ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ، پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض خدمت، جناب مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم کے نگارستانِ لطافت میں ان کی ایک غزل میں ان کا ایک شعر یہ ہے : ؎

شبِ اسرٰی کے دُولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

یہ شعر ان کے دیوان "ذوقِ نعت" میں بھی موجود ہے جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اتنی جانوں کے بنانے سے غرض یہ تھی کہ شبِ اسرٰی کے دُولھا پر ان کی نچھاور کی جائے حالانکہ افعالِ مولٰی عزوجل معلل بالاغراض نہیں ہُوا کرتے اس کا حل مجھے مطلوب ہے۔

الجواب

والاحضرت عظیم البرکت دامت برکاتہم العالیہ، تسلیم مع التعظیم، یہاں طرزِ ادا دو ہیں : اول ہم نے یہ کام زید کے لئے کیا ورنہ ہمیں کیا غرض تھی۔ دوم اور کیا غرض تھی، اول میں اپنی غرض کی نفی مطلق ہے

اور ثانی میں اس غرض کا اثبات اور غرض دیگر کی نفی، شعر میں طرزِ اوّل ہے نہ کہ دوم، تو اس میں مطلقاً نفیِ غرض ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ فعل اختیاری کے لئے مصلحت یا غرض ضرور ہے ورنہ عبث ہوگا، اور مولٰی تعالٰی عبث سے پاک ہے، اس کے افعال مصالح سے مملو ہیں اور اغراض سے منزہ، وہ مصالح بھی راجع بعباد ہیں، مولٰی تعالٰی مصلحت و مفسدت سے پاک، مداح مرحوم مصلحت کا اس میں حصر کرتا ہے،

لحدیث خلقت الخلق لاعرفھم کرامتك و منزلتك عندی ولولاك ما خلقت الدنیا۔[1] رواہ ابن عساکر عن سلمان فارسی۔

اس حدیث کی وجہ سے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا فرمائی تاکہ میرے ہاں جو آپ کا مقام و شرف ہے اسے وہ جان لے، اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔ اسے ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (ت)

تو عرض کرتا ہے کہ مصلحت یہ تھی ورنہ کیا کوئی غرض تھی کہ اگر غرض و مصلحت دونوں نہ ہوں تو عبث لازم آئے، اور وہ محال ہے، لیکن مولٰی تعالٰی غرض سے پاک ہے، لاجرم یہی مصلحت تھی وہو تعالٰی اعلم۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خص بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دار الفکر بیروت ۲/ ۱۳۷

رسالہ

سُبحٰن السُّبُوح عن کذب عیب مقبوح ۱۳۰۷ھ

(کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالٰی کی ذات پاک ومنزّہ ہے)

مسئلہ ۲: از ابومحمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری از میرٹھ بالائے کوٹ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین دربارہ مسئلہ امکانِ کذب باری تعالٰی جس کا اعلان تحریری وتقریری علمائے گنگوہ ودیوبند اور ان کے اتباع آج کل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں، تحریراً کتاب "براہینِ قاطعہ" میں کہ مولوی خلیل انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی۔ جس کی لوح پر لکھا ہے: "بامر حضرت جنین وچناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی" اور خاتمہ پر ان کی تقریظ بایں الفاظ ہے:

"احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہینِ قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا، الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعت نورعلم اور فسحت ذکاء وفہم پر دلیل واضح، حق تعالٰی اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین ومعمول عاملین فرمائے[۱]" (ملخصاً) جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف ان کی ہے، صفحہ ۳ پر یُوں مکتوب ہے: "امکانِ کذب کا مسئلہ اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

---

[۱] براہین قاطعہ خاتمہ کتاب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۲۷۰

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ (کیا خلف وعید جائز ہے، مواقف اور مقاصد سے یہی واضح ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ ت) پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔[1] انتہی ملخصاً۔ تقریراً مولوی ناظر حسن دیوبندی مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ نے مسجد کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمان میں کہا کہ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے۔ بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے تو کسی کا اجارہ نہیں، اور یہی امکانِ کذب ہے، انتہی

پس ایسا اعتقاد کیسا ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جس کا عقیدہ ایسا ہے، سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

الجواب

سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون، وسلام علی المرسلین، والحمد للّٰہ رب العٰلمین، الحمد للّٰہ المتعال شانہ عن الکذب والجہل والسفہ والھزل والعجز والبخل، وکل مالیس من صفات الکمال المنزۃ عظیم قدرتہ بکمال قدوسیتہ وجمال سبوحیتہ عن وصمہ خروج ممکن اوولوج محال، قولہ الحق ووعدہ الصدق، ومن اصدق من اللّٰہ قیلا، وکلامہ الفصل وما ھو بالھزل فسبحٰن اللّٰہ بکرۃ واصیلا، لذاتہ القدم ولنعتہ القدم، فلا حادث

آپ کا رب رب العزت ہر اس عیب سے پاک ہے جو یہ مخالفین بیان کرتے ہیں، تمام رسولوں پر سلام ہو، تمام حمد اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، تمام حمد اللہ کے لئے جس کی شان اقدس ہر قسم کے کذب، جہل، بے عقلی، غیر سنجیدگی، بخل اور ہر اس وصف سے پاک ہے جو اس کے کمال منزہ کے خلاف ہے کمال قدوسیت اور جمال سبوحیت کی وجہ سے اس کی قدرت خروج ممکن اور دخول محال کے عیب سے پاک ومبرا ہے، اس کا فرمان حق اور اس کا وعدہ سچا اور قول کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے، اس کا مقدس کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہے اور وہ مذاق و ٹھٹھہ نہیں ہے پس اللہ تعالٰی کی تسبیح ہے صبح وشام، اس کی ذات بھی قدیم اور صفات

---

[1] براہین قاطعہ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۳،۲

يقوم ولا قائم يحول، وكلامه ازلی وصدقه ازلی، فلا الكذب يحدث ولا الصدق يزول، والصلاة والسلام على الصادق المصدوق سيد المخلوق النبی الرسول الأتی بالحق من عند الحق لدين الحق على وجه الحق والحق يقول فهو الحق وكتابه الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلى الحق النزول، واشهد ان لا اله الا الله وحدہٗ لاشريك له حقاحقا، واشهد ان محمدا عبدہٗ ورسوله بالحق ارسله صدقاً صدقاً، صلوات الله وسلامه عليه وعلٰی اٰله وصحبه وكل من ينتمی اليه، وعلينا معهم وبهم ولهم يا ارحم الراحمين، اٰمين اٰمين، اله الحق اٰمين، قال المصدق لربه بتوفيقه العظيم المسبح لمولاه عن كل وصف ذميم، عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البركاتی البريلوی صدق الله تعالٰی قوله فی الدنيا والاٰخرة وصدّق فيه ظنه بالعفو والمغفرة، اٰمين، اللّٰهم هداية الحق والصواب۔

بھی قدیم تو حادث قائم نہیں رہتا اور قائم متغیر نہیں ہوتا اور اس کا کلام ازلی ہے اور اس کا صدق ازلی ہے تو اسکے کلام میں کذب کا حدوث نہیں اور اسکے صدق کو زوال نہیں، صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو صادق ومصدوق تمام مخلوق کے سردار، نبی رسول، حق کی طرف بلانیوالے بطریق حق، دین حق کے لئے حق لانے والے، حق کا فرمان ہے کہ وہ حق ہیں، ان کی کتاب حق جو حق کے ساتھ نازل کی اور نازل ہوئی اور اس کا نزول حق پر ہوا، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ سراپا حق ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور ان کو حق وصدق دے کر بھیجا، ان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو اور ان کی آل واصحاب اور ان کی طرف ہر منسوب پر، ساتھ ہم پر بھی ان کی وجہ سے ان کی خاطر ہو یا ارحم الراحمین آمین آمین الٰہ الحق آمین، اپنے رب کی تصدیق کرنیوالا اس کی عظیم توفیق سے، ہر برے وصف سے اپنے رب کی پاکیزگی بیان کرنے والا غلام مصطفٰی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالٰی اس کے قول کو دنیا وآخرت میں سچا فرمائے، اور اس کا اپنے بارے میں اللہ تعالٰی سے عفو ومغفرت کے حسنِ ظن کو سچا فرمائے آمین اے اللہ! تو ہی حق وصواب کی رہنمائی فرمانے والا ہے۔ (ت)

فقیر غفرلہ اللہ تعالٰی لہ بحول وقوت رب الارباب، اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولٰی جل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت والوں کی تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام،

ایک ضروری مقدمہ ان پر متقدم کرتا ہے۔

تنزیہ اول میں ائمہ دین و علمائے معتمدین کے ارشاداتِ متین جن سے بحمد اللہ شمس وامس کی طرح روشن و مبین کہ کذبِ الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنّت میں مختلف فیہ ماننا عناد و مکابرہ یا جاہلانہ خیال۔

تنزیہ دوم میں بفضل ربانی دعوی اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل و بے دلیل۔

تنزیہ سوم میں امامِ وہابیہ و معلمِ ثانی طائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گزاری اور ان حضرات کے اوہامِ باطلہ و ہذیانات عاطلہ کی نازبرداری کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور ان کے مرجع و ملجاو ماخذ و ملتجی، انھیں کے سخن۔

تنزیہ چہارم میں جہالاتِ جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید، اس مزلۂ حادثہ سے منزلوں بعید۔

خاتمہ میں جواب مسائل و حکم قائل والحمد للہ مجیب السائل۔

مقدمہ، اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق، مسلمان کا ایمان ہے کہ مولٰی سبحانہ وتعالٰی کے سب صفات، صفاتِ کمال و بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن نہیں یونہی معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں ان کا کوئی ذرہ اس کے احاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو نہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و موہوم میں کوئی شئ و مفہوم بے اس کے تعلق کے نہ رہے اگرچہ وہ اصلاً صلاحیتِ تعلق نہ رکھتی ہو اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو۔

اب احاطہ و دائرہ کا تفرقہ دیکھئے:

(۱) خلاقِ کبیر جل وعلا فرماتا ہے: خالق کل شئ فاعبدوہ[1] وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسے پوجو۔ یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات و صفات باری تعالٰی عزمجدہ مخلوقیت سے پاک۔

(۲) سمیع و بصیر جل مجدہ فرماتا ہے: انہ بکل شئ بصیر[2] وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۲

[2] " " ۶۷/ ۱۹

تمام موجوداتؒ قدیمہ وحادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک

عہ فائدۃ : اعلم انہ ربما یلمح کلام القاری فی منح الروض الٰی تخصیص بصارہ تعالٰی بالاشکال والالوان وسمعہ بالاصوات والکلام، وقد صرح العلامۃ اللاقانی فی شرح جوھرۃ التوحید بعمومھما کل موجود، وتبعہ سیدی عبدالغنی فی الحدیقۃ و ھذا کلام اللاقانی قال لیس سمعہ تعالی خاصًا بالاصوات بل یعم سائر الموجودات ذواتٍ کانت اوصفات فیسمع ذاتہ العلیۃ وجمیع صفاتہ الازلیۃ کما یسمع ذواتنا وما قام بنا من صفاتنا کعلومنا والواننا وھکذا بصرہ سبحانہ و تعالٰی لایختص بالالوان ولا بالاشکال والاکوان فحکمہ حکم السمع سواء بسواء فمتعلقھما واحد[1] انتھی، اما ما قال اللاقانی قبل ذٰلک حیث عرف السمع بانہ صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ تعالٰی تتعلق بالمسموعات اوبالموجودات[2] الخ

فائدہ : واضح ہو کہ "منح الروض" میں ملا علی قاری کے کلام سے اللہ تعالٰی کی بصارت کا اشکال والوان اور اس کی سمع کا اصوات وکلام کے ساتھ اختصاص کا اشارۃ معلوم ہوتا ہے حالانکہ علامہ لاقانی نے "جوہرۃ التوحید" کی شرح میں اللہ تعالٰی کی مذکورہ دونوں صفات کو تمام موجودات میں عام ہونے کی تصریح کی ہے اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ میں ان کی اتباع کی ہے، اور علامہ لاقانی کا کلام یہ ہے، انھوں نے فرمایا اللہ تعالٰی کی سمع صرف اصوات کے ساتھ مختص نہیں بلکہ تمام موجودات کو عام ہے خواہ ذوات ہوں یا صفات، تو باری تعالٰی اپنی ذات وصفات کا سامع ہے جس طرح وہ ہماری ذوات اور ہماری صفات مثلاً ہمارے علوم اور الوان کا سامع ہے یونہی سبحانہ وتعالٰی کی بصر کا معاملہ ہے کہ وہ بھی اکوان والوان و اشکال کے ساتھ مختص نہیں اس کا معاملہ بھی سمع جیسا ہے اور دونوں صفات برابر ہیں تو دونوں کے متعلقات بھی ایک جیسے ہیں انتہٰی، (اور اس پر علامہ نابلسی کا کلام یہ ہے) لیکن علامہ لاقانی نے جو اس سے قبل فرمایا جہاں سمع کی تعریف یوں کی ہے کہ اللہ تعالٰی کی ازلی صفت ہے جو اسکی

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ اللاقانی ھی ای الصفات یعنی صفات المعانی الحیاۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵

[2] " " " " " " " " " " " "

کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے جو اصلاً ہے ہی نہیں، وُہ نظر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبصر بانہ صفۃ ازلیۃ تتعلق بالمبصرات اوبالموجودات الخ[۱] فاقول لایجب ان یکون اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولاً بالمبصرات معتمدا علی بداھۃ تصورہ ثم اردف بالموجودات فرارا عن صورۃ الدور، ولیس فی التعبیرین تناف اصلا فان المبصر مایتعلق بہ الابصار ولیس فیہ دلالۃ علی خصوصیۃ شیئ دون شیئ فاذا کان الابصار یتعلق بکل شیئ کان المبصر والموجود متساویین نعم لما کان ابصارنا الدنیوی العادی مختصا باللون ونحوہ ربما یسبق الذھن الی ھذا لخصوص فازال الوھم بقولہ اوبالموجودات آتیا بکلمۃ او للتخییر فی التعبیر، وھذہ نکتۃ اخری للارداف وانما لم یکتف بہ لان ذکر المبصرات ادخل فی التمییز۔ ثم اقول، تحقیق المقام ان الابصار لاشک انہ لیس کالارادۃ

ذات سے قائم ہے اور تمام مسموعات یا موجودات سے متعلق ہے الخ اور اللہ تعالٰی کی بصر کی تعریف یوں کی ہے کہ وُہ اس کی ازلی صفت ہے جو تمام مبصرات یا موجودات سے متعلق ہے الخ اقول اس سے متعلق میں کہتا ہوں او یعنی یا' سے تعبیر میں ضروری نہیں کہ یہ اختلاف کا اشارہ ہو بلکہ مبصرات کو پہلے ذکر کرکے اس کے تصور کی بداہت کو ظاہر کیا پھر موجودات کو ساتھ ذکر کیا تاکہ دَور لازم نہ آئے جبکہ مبصرات وموجودات دونوں تعبیرات میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ مبصر وُہ چیز ہے جس سے ابصار کا تعلق ہو سکے جبکہ کسی شیئ سے خصوصیت پر کوئی دلالت نہیں ہے تو جب ابصار کا تعلق ہر چیز سے ہے تو مبصر اور موجود دونوں مساوی ہوئے، ہاں ہماری دنیاوی عادی ابصار چونکہ الوان وغیرہ سے مختص ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ ذہن اس خصوصیت کو اپنائے اس لئے انہوں نے مذکورہ وہم کے ازالہ کے لئے "اوبالموجودات" کلمہ "او" کو تعبیر میں اختیار دینے کے لئے لائے، تو مبصرات کے بعد موجودات کو ذکر کرنے کا دوسرا نکتہ ہوا، اور صرف موجودات پر اکتفا اس لئے نہ کیا کیونکہ مبصرات کو امتیاز میں زیادہ دخل ہے۔ پھر میں کہتا ہوں مقام کی

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[۱] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ اللاقانی ھی ای الصفات لیست عین الذات الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۵

کیا آئے گا تو نقصان جانب قابل ہے نہ کہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والقدرة والتكوين التي لايجب فعلية جميع التعلقات الممكنة لها بل هو من الصفات التي يجب ان تتعلق بالفعل بكل مايصلح لتعلقها كالعلم فعدم ابصار بعض مايصح ان يبصره نقص فيجب تنزيهه تعالٰی عنه كعدم العلم ببعض مايصح ان يعلم، وهذا مما لايجوز ان يتناطح فيه عنزان انما الشان في تعبير مايصح تعلق الابصار به فان ثبت القصر على الاشكال والالوان والاكوان فذاك، وان ثبت عموم الصحة بكل موجود وجب القول بتحقق عموم الابصار ازلاً وابداً لجميع الكائنات القديمة والحادثة الموجودة في ان منتها المحققة او المقدرة لما عرف من انه لايجوز ههنا شيئ منتظر، لكن الاول باطل للاجماع على رؤية المؤمنين ربهم تبارك وتعالٰی في الدار الأخرة فكان اجماعا على ان صحة الابصار لاتختص بما ذكر وقد صرح اصحابنا في هذا المبحث ان مصحح

تحقیق یہ ہے کہ ابصار بیشک ارادہ قدرت اور تکوین صفات جیسی نہیں، جن کا تمام ممکنہ تعلقات سے بالفعل متعلق ہونا واجب نہیں بلکہ ابصار ان صفات میں سے ہے جن کا ممکن التعلق سے بالفعل متعلق ہونا واجب ہے جیسا کہ علم کا معاملہ ہے تو بعض وہ چیزیں جن کا ابصار ممکن اور صحیح ہوسکتا ہے ان کا عدم ابصار نقص ہوگا لہذا اللہ تعالٰی کا اس نقص سے پاک ہونا ضروری ہے جیسے علم سے متعلق بعض اشیاء کا علم نہ ہونا نقص ہے جس سے وہ پاک منزّہ ہے یہ وہ معاملہ ہے جس میں دو آراء نہیں ہوسکتیں، اب صرف یہ بحث ہے کہ ابصار کا تعلق کن چیزوں سے ہوسکتا ہے، اگر یہ ثابت ہوجائے کہ ابصار صرف اشکال والوان و اکوان سے ہی متعلق ہوسکتی ہے تو یہی ہوگا، اور اگر ثابت ہوجائے کہ اس کا تعلق تمام موجودات سے صحیح ہوسکتا ہے تو پھر ازلاً وابداً تمام کائنات وحادثہ خواہ وہ اپنے زمانوں میں محقق ہوں یا مقدر ہوں سب سے ابصار کا تعلق ماننا اور بیان کرنا واجب ہوگا جیسا کہ واضح ہے کہ اب کوئی چیز انتظار کے مرحلہ میں نہ ہوگی، لیکن پہلی شق باطل ہے کیونکہ آخرت میں مومنین کے لئے اللہ تعالٰی کی رؤیت پر اجماع ہے (حالانکہ اللہ تعالٰی اشکال والوان سے پاک ہے) تو ثابت ہوا کہ ابصار کا تعلق اشکال و الوان سے مختص نہیں ہے جبکہ ہمارے اصحاب نے اس بحث میں تصریح

(باقی برصفحہ آئندہ)

قد افتی ائمة سمرقند وبخارا علی انه (یعنی المعدوم) غیر مرئی، وقد ذکر الامام الزاھد الصفار فی اٰخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیة، وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لایصلح ان یکون مرئی اللہ تعالٰی وکذا قول السلف من الاشعریة والماتریدیة ان الوجود علة جواز الرؤیة مع الاتفاق علی ان المعدوم الذی یستحیل وجودہ لایتعلق به رؤیته سبحٰنه[1] اھ

ائمہ سمرقند وبخارا نے یہ فتوٰی دیا کہ (معدوم) دکھائی نہیں دیتا، امام زاہد صفار نے کتاب التلخیص کے آخر میں لکھا معدوم کی رؤیت محال ہوتی ہے، اسی طرح مفسرین نے کہا معدوم اللہ تعالٰی کے دکھائی دینے کے قابل ہی نہیں، اسلاف اشعریہ اور ماتریدیہ کا بھی قول یہی ہے کہ جواز رؤیت کی علت وجود ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ ایسا معدوم جس کا وجود محال ہے اس کے ساتھ رؤیت باری کا تعلق نہیں ہوسکتا اھ (ت)

شرح السنوسیہ للجزائریہ میں ہے:

انھما (یعنی سمعه تعالٰی وبصرہ) لایتعلقان

ان دونوں (اللہ تعالٰی کے سمع وبصر) کا تعلق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الرؤیة ھو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انه تعالٰی یرٰی نفسه فتبین ان الحق ھو التعمیم وان قوله تعالٰی انه بکل شیئ بصیر[2] جار علی صرافة عمومه من دون تطرق تخصیص الیه اصلا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ومن اتقن ھذا تیسر له اجراؤہ فی السمع بدلیل کلام اللہ سبحانه وتعالٰی فافھم واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم ۱۲ منه رضی اللہ عنه۔

کردی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالٰی کی رؤیت کا مدار صرف وجود ہے جبکہ ان کا اجماع ہے کہ اللہ تعالٰی اپنی ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ مواقف میں ہے، تو ابصار میں تعمیم ہی حق ہے اور اللہ تعالٰی کے ارشاد "انه بکل شیئ بصیر" کا اجراء اپنے خالص عموم پر ہوگا جس میں کسی قسم کی تخصیص کا شائبہ نہ ہوگا، یُوں تحقیق ہونی چاہیے جبکہ اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے، جو بھی اس تحقیق پر یقین رکھے گا اس کے لئے صفت سمع میں بھی عموم کا اجراء آسان ہوگا جس کی دلیل اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے، پس سمجھو، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ (ت)

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب یری اللہ تعالٰی فی الآخرۃ بلاکیف مصطفی البابی مصر ص ۱۴۸

[2] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۹

الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید[1] اھ۔

موجود سے ہوتا ہے اور علم کا تعلق موجود و معدوم اور مطلق و مقید سے ہوتا ہے اھ (ت)

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

المعدومات التی ما ارادھا اللہ تعالٰی ولا تعلقت القدرۃ بایجادھا فی ازمنتھا المقدرۃ لھا، ولاکشف عنھا العلم موجودۃ فی تلک الازمنۃ فلا یتعلق بھا السمع و البصر، وکذلک المستحیلات بخلاف العلم فانہ یتعلق بالموجود والمعدوم[2]۔

وہ معدومات جن کا اللہ تعالٰی نے ارادہ نہیں فرمایا اور ازمنہ مقررہ میں ان کی ایجاد کے لئے قدرت متعلق نہیں ہوتی اور نہ مقدرہ زمانہ میں موجود ہو کر تحت علم آتی ہیں تو ایسی معدومات سے اللہ تعالٰی کی سمع و بصر متعلق نہیں ہوتی اور محالات کا معاملہ بھی ایسا ہے بخلاف علم کہ اس کا تعلق موجود اور معدوم دونوں سے ہے (ت)

علہ اقول قولہ ما ارادو لا تعلقت ولاکشف عبارات شتی عن معنی واحد وھو دوام العدم المناقض للوجود بالفعل فان کل ما ارادہ اللہ تعالٰی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل و بالعکس، وما کان کذلک فقد کشف العلم عنہ موجودا بالاطلاق العام و بالعکس و ذلک لان العلم موجودا تابع للوجود ولا وجود للمخلوق الا بتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الا بترجیح الارادۃ، کما تقرر کل ذلک فی مقرہ، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

اقول، حدیقہ کا قول "ارادہ نہ فرمایا" قدرت کا تعلق نہ ہو، علم کا کشف نہ ہو، یہ مختلف عبارات ہیں جن کی مراد ایک ہے اور وہ یہ کہ دائمی عدم جو بالفعل وجود کے مناقض ہے کیونکہ اللہ تعالٰی جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اس کے ایجاد سے بالفعل قدرت کا تعلق بھی ہوتا ہے اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے جو چیز اس شان میں ہوگی اسی کے بالفعل موجود ہونے کا مطلقاً علم بالکشف ہوتا ہے اور عکس بھی، کیونکہ کسی موجود کا علم اس چیز کے وجود سے ہوتا ہے جبکہ مخلوق کا وجود قدرت کے تعلق کے بغیر نہیں ہوسکتا اور قدرت کا تعلق ارادہ سے ترجیح پائے بغیر نہیں ہوسکتا جیسا کہ یہ تمام امور اپنے مقام میں ثابت شدہ ہیں، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ شرح السنوسی للجزائریۃ هی الصفات یعنی صفات المعانی الحیاۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۵

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۳) قوی قدیر تبارک وتعالٰی فرماتا ہے: وھو علٰی کل شیئ قدیر[1] وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ یہ موجود ومعدوم سب کو شامل، بشرط حدوث وامکان کہ واجب ومحال اصلاً لائق مقدوریت نہیں۔ مواقف میں ہے: القدیم لایستند الی القادر[2] (قدیم کو قادر کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ت) شرح مقاصد میں ہے: لا شیئ من الممتنع بمقدور[3] (کوئی ممتنع مقدور نہیں ہوتا۔ ت) امام یافعی فرماتے ہیں:

جمیع المستحیلات العقلیۃ لایتعلق للقدرۃ بھا[4]۔ تمام محالات عقلیہ کے ساتھ قدرت کا تعلق نہیں ہوتا۔ (ت)

کنز الفوائد میں ہے:

خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرۃ والارادۃ بھما[5]۔ واجب اور محال خارج ہوں گے ان کے ساتھ قدرت اور ارادہ کا تعلق نہیں ہوسکتا۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

اقصاھا ان یمتنع بنفس مفھومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم، وھذا لایدخل تحت القدرۃ القدیمۃ[6]۔ آخری مرتبہ وہ ہے جو نفس مفہوم کے اعتبار سے ممنوع ہو مثلاً ضدین کا جمع ہونا، حقائق میں قلب، قدیم کا معدوم ہونا یہ قدرت قدیمہ کے تحت داخل ہی نہیں (ت)

(۴) علیم خبیر عزشانہ فرماتا ہے: وھو بکل شیئ علیم[7] وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ کلیہ واجب وممکن وقدیم وحادث وموجود ومعدوم ومفروض وموہوم غرض ہر شیئ ومفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج نہیں، یہ ان عمومات سے ہے جو عموم قضیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض

---

[1] القرآن الکریم ۵/۱۲۰ و ۱۱/۴
[2] مواقف مع شرح المواقف المقصد الخامس منشورات الرضی قم ایران ۳/۱۶۸
[3] شرح المقاصد المبحث الثانی القدرۃ الحادثۃ علی الفعل دار المعارف نعمانیہ لاہور ۱/۲۴۰
[4]
[5] کنز الفوائد
[6] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افعال العباد بخلقہ تعالٰی الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۶
[7] القرآن الکریم ۲/۲۹ ، ۶/۱۰۱

21

(ہر عام سے کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔ت) سے مخصوص ہیں، شرح مواقف میں فرمایا:

علمہ تعالٰی یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فہو اعم من القدرۃ لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات[1]

اللہ تعالٰی کا علم تمام مفہومات کو شامل ہے خواہ وہ ممکن ہیں یا واجب یا ممتنع، اور وہ قدرت سے عام ہے کیونکہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہے واجبات اور ممتنعات کے ساتھ وہ متعلق نہیں ہوتی۔(ت)

اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شیئ، مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ فرمایا جو اس کے قابل اور اس کے احاطہ میں داخل تھیں[ع]، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا دائرۂ خلق میں نہ آنا معاذاللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا، یا معدومات کا دائرۂ ابصار سے مہجور رہنا عیاذاً باللہ، احاطہ بصرِ الٰہی میں باعثِ فتور نہ ہوا، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی

ع: ای شملت ما فی دائرتہا وان لم یشملہ اللفظ کما فی العلم ولم تشمل مالیس فیہا وان شملہ اللفظ کما فی الخلق وذٰلک ان الشیئ عندنا یخص بالموجود قال تعالٰی اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا[2] ویعم الواجب، قال تعالٰی قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل اللہ[3] فافہم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

یعنی اپنے دائرہ کی ہر شَی کو شامل ہے اگرچہ اس کو لفظ شامل نہ ہو جیسے علم میں، اور جو دائرہ میں نہ ہو اس کو شامل نہیں اگرچہ لفظ اس کو شامل ہو جیسے خلق میں، یہ اس لئے کہ ہمارے نزدیک صرف موجود ہی شَی کہلاتی ہے، اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اُسے پیدا کیا جبکہ اس سے قبل کوئی شَی نہ تھا، اور شَے واجب کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: فرما دیجئے کون سی شَی شہادت میں بڑی ہے؟ فرما دو اللہ۔ اسے سمجھو ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ (ت)

---

[1] شرح المواقف المرصد الرابع المقصد الثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۷۰
[2] القرآن الکریم ۱۹/۶۷
[3] " ۱۹/۶

حدِ ذات[عہ۱] میں ہونے کے قابل ہے، اس سب پر قادر ہو، کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جُدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات ومحالات عقلیہ کو بھی شامل ہو جو اصلاً تعلقِ قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ! محال کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے تو موجود ہو جائے، پھر دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں، اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شَے دائرۂ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت کہ محالات مصداقِ ذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتی کہ فرض وتجویز[عہ۲] عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی یا انّ اللہ علی کل شیئ قدیر[۱] کے عموم سے رہ گئی۔

یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ مغویانِ تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص وغیرہا کی بحث میں بے علموں کو بھکاتے ہیں کہ مثلاً کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عزوجل کو قادر نہ مانا تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا اور انّ اللہ علیٰ کل شیئ قدیر[۲] کا انکار ہوا، یہ اُن ہوشیاروں کی محض عیاری و تزویر اور بیچارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے، ایہا المسلمون! قدرتِ الٰہی صفتِ کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے نہ معاذ اللہ صفتِ نقص وعیب، اور اگر محالات پر قدرت مانیے تو ابھی انقلاب ہوا جاتا ہے، وجہ سنئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال محال سب ایک سے معہذا تمہارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہے اتنا ہی عجز وقصور سمجھے تو واجب کہ سب محالات زیرِ قدرت ہوں اور منجملہ محالات سلبِ قدرتِ الٰہیہ بھی ہے تو لازم کہ اللہ تعالٰی اپنی قدرت کھو دینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا لینے پر بھی قادر ہو، اچھا عمومِ قدرت مانا کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی، یوہیں منجملہ محالات عدمِ باری عزوجل ہے تو اس پر بھی قدرت لازم، اب باری جل وعلا عیاذاً باللہ واجب الوجود نہ ٹھہرا، تعمیمِ قدرت کی بدولت الوہیت ہی پر ایمان گیا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالٰے اس سے کہیں بلند ہے۔ ت)

پس بحمد اللہ ثابت ہُوا کہ محال پر قدرت ماننا قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب

عہ۱: یشیر الی ان مصحح المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ۔

اشارہ کیا کہ مقدوریت کی صحت کا مدار نفس امکان ذاتی پر ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۲: اوردہ تفسیر اللمراد بالفرض ۱۲ منہ

فرض سے مراد کی تفسیر کے لئے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[۲] " " ۲/ ۲۰

باری عزاسمہ کو سخت عیب لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہوجانا ہے،
للہ انصاف! حضرات کے یہ تو حالات اور اہلسنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی
بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں کہ حضرات کے مغالطہ وتلبیس سے امان میں رہیں، واللہ الموفق۔

تنزیہ اول ارشاداتِ علماء میں

اقول وباللہ التوفیق میں یہاں ازالۂ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناعِ کذبِ الٰہی پر تمام اشعریہ ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں جس کے باعث اس وہم عاطل کا علاج قاتل ہو کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہا ہے حاش للہ! بلکہ بطلانِ امکان پر اجماعِ اہلِ حق ہے جس میں اہلِ سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہ فرقِ باطلہ بھی متفق، ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا:

اول ظاہر وجلی یعنی وُہ نصوص جن میں امتناعِ کذب پر صراحۃً اجماع منصوص۔

دوم اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں۔

سوم وہ عبارات جن میں بنائے کلام حُسن وقبحِ عقلی کے انکار پر ہو کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو لاجرم مسئلہ اشاعرہ وماتریدیہ کا اجماعی ہُوا اگرچہ عندالتحقیق صرف حُسن وقبح بمعنی استحقاق مدح وثواب وذم وعقاب کی شرعیت وعقلیت میں تجاذب آرا ہے، نہ بمعنی صفت کمال وصفت نقصان کہ یاں معنی باجماع عقلاً عقلی ہیں،

کما نصوا علیہ جمیعا ونبہ علیہ ھٰھنا المولٰی سعدالدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمولی المحقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الھمام وغیرھما من الجھابذۃ الکرام۔

جیسا کہ اس پر تمام نے تصریح کی ہے اور اس پر علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح المقاصد میں اور محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن ہمام اور دیگر کبار ماہرین علماء نے تنبیہ کی ہے۔ (ت)

اب بتوفیق اللہ تعالٰی نصوص ائمہ وکلمات علماء نقل کرتا ہُوں:

نص ۱: شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے:

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال[۱] اھ ملخصًا۔

جُھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وہ باتفاقِ عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال اھ ملخصًا۔

نص ۲: اسی کی بحث حسن وقبح میں ہے:

---

[۱] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

قد بيّنا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالٰی[1]

ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال ہے۔

نص ۳: اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے:

محال هو جهله او کذبه تعالٰی عن ذٰلک[2]

اللہ تبارک وتعالٰی کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اسے ان سے۔

نص ۴: اسی میں ہے:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیه مفاسد لا تحصٰی ومطاعن فی الاسلام لا تخفٰی منها مقال الفلاسفة فی المعاد ومجال الملاحدة فی العناد وههنا بطلان ما علیه الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار، فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی به فجواز الخلف وعدم وقوع مضمون هذا الخبر محتمل، ولما کان هذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعا[3] اھ ملتقطا۔

یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے، فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے، اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں، اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے اھ ملتقطا۔

نص ۵: شرح عقائد نسفی میں ہے:

کذب کلام اللہ تعالٰی محال[4] اھ ملخصا

کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ ملخصاً۔

نص ۶: طوالع الانوار کی فرع متعلق بحث کلام میں ہے:

الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال[5] اھ

جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

۱؎ شرح المقاصد قال وتمسکوا بوجوہ الاول ان حسن الاحسان وقبح العدوان دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۵۲

۲؎ " " المبحث الخامس التکلیف بما لا یطاق " " " " ۲/ ۱۵۵

۳؎ " " المبحث الثانی عشر اتفقت الامۃ علی العفو عن الصغائر " " " " ۲/ ۲۳۶

۴؎ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۷۱

۵؎ طوالع الانوار للبیضاوی

نص ۷ : مواقف کی بحث کلام میں ہے :

انه تعالیٰ یمتنع علیه الکذب اتفاقا اما عند المعتزلة فلان الکذب قبیح وھو سبحانه لایفعل القبیح واما عندنا فلانه نقص والنقص علی الله محال اجماعا[1] (ملخصا)

یعنی اہلسنت و معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے، معتزلہ تو اس لئے محال کہتے ہیں کہ کذب بُرا ہے اور اللہ تعالیٰ بُرا فعل نہیں کرتا اور ہم اہلسنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔

نص ۸ : مواقف و شرح مواقف کی بحث حسن و قبح میں ہے :

مدرك امتناع الکذب منه تعالیٰ عندنا لیس ھو قبحه العقلی حتی یلزم من انتفاء قبحه ان لایعلم امتناعه منه اذله مدرك اٰخر و قد تقدم[2] اھ ملخصا۔

یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے کہ اس کے عدم سے لازم آئے کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے کہ اوپر گزری، یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال۔

نص ۹ : انھیں کی بحث معجزات میں ہے :

قدمر فی مسئلة الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیه سبحانه وتعالیٰ[3]

یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں۔

نص ۱۰ : امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں :

یستحیل علیه تعالیٰ سمات النقص کالجھل والکذب[4]

جتنی نشانیاں عیب کی ہیں، جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

نص ۱۱ : علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدس سرہٗ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں :

لاخلاف بین الاشعریة وغیرھم فی ان کل

یعنی اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں

---

[1] مواقف مع شرح المواقف المقصد السابع بحث انه تعالیٰ متکلم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۰۰، ۱۰۱

[2] " " " المرصد السادس المقصد الخامس " " " " " ۸/ ۱۹۳

[3] " " " الموقف السادس فی السمعیات " " " " " ۸/ ۲۴۰

[4] المسایرة متن المسامرة ختم المصنف کتابه ببیان عقیدہ اہلسنت اجمالاً المکتبة التجاریة الکبرٰی مصر ص ۳۹۳

ماکان وصف نقص فالباری تعالٰی منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف نقص اھ ملخصا[1]

کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالٰی اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالٰی پر ممکن نہیں اور کذب صفت عیب ہے۔ (ملخصا)

نص ۱۲: امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

قولہ تعالٰی فلن یخلف اللہ عہدہ یدل علی انہ سبحانہ وتعالٰی منزہ عن الکذب وعدہ و وعیدہ، قال اصحابنا لان الکذب صفۃ نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال، وقالت المعتزلۃ لان الکذب قبیح لانہ کذب فیستحیل ان یفعلہ فدل علی ان الکذب منہ محال اھ[2] ملخصا۔

اللہ عزوجل کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا دلالت کرتا ہے کہ مولٰی تعالٰی سبحانہ اپنے ہر وعدہ وعید میں جھوٹ سے منزّہ ہے، ہمارے اصحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری عزوجل سے صادر ہونا محال، غرض ثابت ہوا کہ کذبِ الٰہی اصلاً امکان نہیں رکھتا۔ اھ (ملخصا)

نص ۱۳: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ وھو السمیع العلیم[3]

پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سنتا جانتا ہے۔

امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں:

اعلم ان ھذہ الاٰیۃ تدل علی ان کلمۃ اللہ موصوفۃ بصفات کثیرۃ (الی ان قال) الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونھا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال[4]۔

یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے، از انجملہ اس کا سچا ہونا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

---

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ اتفقوا علی ان ذٰلک غیر واقع المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی ص ۳۹۳
[2] مفاتیح الغیب تحت آیت فلن یخلف اللہ عہدہ المکتبۃ البہیۃ مصر ۳/ ۱۵۹
[3] القرآن الکریم ۶/ ۱۱۵
[4] مفاتیح الغیب تحت آیۃ وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۳/ ۱۶۰ - ۱۶۱

نص ۱۴ : یہیں فرماتے ہیں :

صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالٰی محال[۱]

دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذبِ الٰہی محال مانا جائے۔

نص ۱۵ : زیرِ قولہ تعالٰی :

ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ[۲]

اللہ تعالٰی کی شان نہیں کہ وہ بیٹا بنائے وہ پاک ہے (ت)

بعض تمسکاتِ معتزلہ کے رد میں فرماتے ہیں :

اجاب اصحابنا عنہ بان الکذب محال علی اللہ تعالٰی[۳]

اہلسنت نے جواب دیا کہ کذبِ الٰہی محال ہے۔

نص ۱۶ : علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد میں انھیں امام ہمام سے ناقل :

صدق کلامہ تعالٰی لماکان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ماثبت قدمہ امتنع عدمہ[۴]

کلامِ خدا کا صدق جب کہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے۔

تنبیہ : انھیں امام علام کا ارشاد کہ" کذبِ الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے، ان شاء اللہ تعالٰی تنزیہ چہارم میں آئے گا۔

نص ۱۷ : تفسیر بیضاوی شریف میں ہے :

ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالٰی محال[۵]

اللہ تعالٰی اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

---

[۱] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ وتمت کلمت ربک الخ المطبعۃ البہیۃ العربیۃ مصر ۱۳/ ۱۶۱

[۲] القرآن الکریم ۱۹/ ۳۵

[۳] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ المطبعۃ البہیۃ المصر ۲۱/ ۲۱۷

[۴] شرح المقاصد المبحث الثانی العشر اتفقت الامۃ علی العفو الخ دارالمعارف نعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۷

[۵] انوار التنزیل واسرار التاویل (بیضاوی مع القرآن الکریم) تحت آیۃ ومن اصدق الخ مصطفی البابی مصر ص ۹۲

نص ۱۸: تفسیر مدارک شریف میں ہے :

ومن اصدق من اللہ حدیثا ٥ تمییز و ھو استفھام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منه فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالة الکذب علیه تعالٰی لقبحه لکونه اخبارا عن الشیئ بخلاف ما ھو علیه[1]

آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی خبر و وعدہ وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں کہ اس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رُو سے قبیح ہے کہ خلافِ واقع خبر دینے کا نام ہے ۔

نص ۱۹: تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے :

ومن اصدق من اللہ حدیثا ٥ انکار لان یکون احد اصدق منه تعالٰی فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالته کیف لا والکذب محال علیه سبحٰنه دون غیرہ[2]

آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالٰی سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا کسی اور خبر میں، اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا، اور کیونکر محال ہو کہ اللہ تعالٰی کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔

ع۱ اقول استدل قدس سرہ بالقبح اما فی نظر الظاھر فلانه رحمه اللہ تعالٰی من ائمتنا الماتریدیة ولذا عدلت عنه الاشاعرة کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کما سمعت نصھما واما عند التحقیق فلان عقلیة القبح بھذا المعنی من المجمع علیه بین العقلاء وھؤلاء الاشاعرة رحمھم اللہ تعالٰی انفسھم ناصون بذلك فلا علیك من ذھول من ذھل کما او مانا الیه فی صدر البحث واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منه رضی اللہ تعالٰی عنه۔

اقول، علامہ قدس سرہ نے قبح سے استدلال کیا ظاہر نظر میں تو اس لئے کہ آپ رحمہ اللہ تعالٰی ہمارے ائمہ ماتریدیہ میں سے ہیں اسی لئے اشاعرہ نے قبح سے استدلال نہ کیا جیسا کہ آپ نے صاحب مواقف اور صاحب مفاتیح کی نصوص سُنیں، اور عند التحقیق اس لئے کہ اس معنی میں قبح عقلی ہونا عقلاء اور اشاعرہ میں متفقہ چیز ہے جس کو خود اشاعرہ رحمہم اللہ تعالٰی نے بیان فرمایا جیسا کہ ہم نے بحث کی ابتداء میں اشارہ کیا ہے کسی کے ذہول سے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (ت)

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ومن اصدق من اللہ الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۴۱

[2] ارشاد العقل السلیم " " " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۲ - ۲۱۱

نص ۲۰ : تفسیر روح البیان میں ہے :

ومن اصدق من اللّٰہ حدیثا ۵ انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فان الکذب نقص وھو علی اللّٰہ محال دون غیرہ[1] اھ ملخصًا۔

آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وُہ خدا پر محال ہے، نہ اس کے غیر پر، اھ ملخصا۔

نص ۲۱ : شرح السنوسیہ میں ہے :

الکذب علی اللّٰہ تعالٰی محال لانہ دناءۃ[2]

اللہ تعالٰی پر کذب محال ہے کہ وُہ کمینہ پن ہے۔

نص ۲۲ : فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے :

ممتنع علیہ الکذب اتفاقا لانہ نقص والنقص علی اللّٰہ تعالٰی محال اجماعا[3]

کذبِ الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وُہ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال ہے۔

نص ۲۳ : شرح عقائد جلالی میں ہے :

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالٰی کالجھل والعجز[4]

جُھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال، تو کذبِ الٰہی ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالٰی کی قدرت اسے شامل، جیسے تمام اسبابِ عیب مثل جہل و عجزِ الٰہی، کہ سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

نص ۲۴ : اسی میں ہے :

لایصح علیہ تعالٰی الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب لانھما نقص والنقص علی اللّٰہ تعالٰی محال[5]

اللہ تعالٰی پر حرکت و انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں، اور عیب اللہ تعالٰے پر محال۔

---

[1] تفسیر رُوح البیان تحت ومن اصدق من اللہ حدیثا المکتبۃ الاسلامیہ الریاض ۲/۲۵۵

[2] شرح السنوسیہ

[3] شرح المواقف سیف الدین ابہری (تلمیذ مصنّف)

[4] الدوانی علی العقائد العضدیۃ بحث "علی" مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۳

[5] " " " بحث "لیس" " " " ص ۶۶ و ۶۷

نص ۲۵: کنز الفوائد میں ہے:

قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعًا وعقلاً اذ ھو قبیح یدرك العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالیٰ عقلا و شرعا کما حققہ ابن الھمام وغیرہ۔[1]

اللہ عزوجل بحکم شرع و بحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے، بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی۔

نص ۲۶: مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الکذب علیہ تعالیٰ محال۔[2]

اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔

نص ۲۷: مسلم الثبوت میں ہے:

المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لم یمتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلا، والجواب انہ نقص فیجب تنزیھہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مرانہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحٰنہ[3] اھ ملخصًا مع الشرح۔

حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہلسنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں، اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاء کا اجماع ہے وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی ہے اھ ملخصا مع الشرح۔

نص ۲۸: مولانا نظام الدین سہالی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

الکذب نقص لان ماینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیۃ بذالك اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشرعین بشریعۃ

جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ حکماء اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان

---

[1] کنز الفوائد

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الصفات السلبیۃ مصطفی البابی مصر ص ۲۳

[3] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفٰی المقالۃ الثانیۃ الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۶

مسلم الثبوت المطبع الانصاری دہلی ص ۱۰

الاستحالۃ المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام[1] اھ ملخصًا۔

نہیں رکھتے کہ خدائی و دروغگوئی جمع نہ ہوں گی جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہوچکا ہے اھ ملخصًا۔

نص ۲۹: مولانا بحر العلوم عبد العلی ملک العلماء فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰی صادق قطعًا لاستحالۃ الکذب ھناک[2] (ملخصًا)

اللہ تعالٰی یقینًا سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

نص ۳۰: افسوس کہ امام الوہابیہ کے نسبًا چچا اور علمًا باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالٰی فلن یخلف اللہ عھدہ[3] (اللہ تعالٰی ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں فرماتا۔ ت) یوں تصریح کی ٹھہرائی:

خبر او تعالٰی کلام ازلی او ست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نمی یابد و حق او تعالٰی کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقًا نقصان ست[4] اھ ملخصًا۔

اللہ تعالٰی کی خبر ازلی ہے، کلام میں جھوٹ کا ہونا عظیم نقص ہے لہذا وہ اللہ تعالٰی کی صفات میں ہرگز راہ نہیں پاسکتا اللہ تعالٰی کہ تمام نقائص وعیوب سے پاک ہے اس کے حق میں خبر کے خلاف ہونا سراپا نقص ہے اھ ملخصًا (ت)

مدعیانِ جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں ایمان تک نقصان مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالٰی سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے، آمین!

یہاں نصوصِ ائمہ و تصریحاتِ علماء میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے، عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبہ یا ادنٰی تنبیہ پر سلامت عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر،

واذ وعیت ما القی علیک الیراع وتبین الاجماع وبان ان لیس لاحد نزاع فلا علیک من اضطراب مضطرب والحمد للہ المنزہ عن الکذب۔

مذکورہ قیمتی گفتگو اگر قارئین نے محفوظ کرلی ہے تو واضح ہوگیا کہ یہ بات اجماعی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں لہذا اضطراب ختم ہوجانا چاہئے، تمام تعریف اللہ تعالٰی کی جو کذب سے مبرا ہے۔ (ت)

---

[1] شرح مسلم الثبوت نظام الدین سہالی

[2] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفٰی الباب الثانی فی الحکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۶۲

[3] القرآن الکریم ۲/ ۸۰

[4] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ فلن یخلف اللہ عھدہ مسلم دار الکتب لال کنواں دہلی ص ۳۰۷

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ وحجج باہرہ میں

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بتوفیق مولیٰ سبحانہ' و تعالیٰ ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ' کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے، جن میں خمسہ اولیٰ کلمات طیبات ائمہ کرام وعلمائے عظام علیہم رحمۃ الملک المنعام میں ارشاد و انعام ہوئیں، اور باقی پچیس ہادی اجل عزوجل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القا کی گئیں والحمد للہ رب العلمین۔

دلیل اوّل کہ نصوص سابقہ میں مکرر گزری جس پر طوالع[1] و شرح[2] مقاصد و مسایرہ[3] و مسامرہ[4] و مفاتیح[5] الغیب و مدارک[6] و بیضاوی[7] و ارشاد[8] العقل و روح[9] البیان و شرح[10] سنوسیہ و شرح[11] ابہری و شرح[12] عقائد جلالی و کنز[13] الفوائد و مسلم[14] الثبوت و شرح[15] نظامی و فواتح[16] الرحموت وغیرہا کتب کلام و تفسیر و اصول میں تاویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد علم کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلیلہ ہے جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کما لا یخفی علی من طالع کلمات القوم (جیسا کہ ہر اس شخص پر مخفی نہیں جو قوم کے کلمات سے آگاہ ہے۔ ت) شرح عقائد نسفی میں ہے:

الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید، لان اضدادھا نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالیٰ عنھا۔[1] (ملخصا)

زندہ، قادر، جاننے والا، سمیع، بصیر، مشیت والا ارادہ والا ہے کیونکہ ان کے اضداد نقائص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا بری ہونا لازم ہے۔ (ت)

شرح سنوسیہ میں ہے:

اما برھان وجوب السمع والبصر والکلام للہ تعالیٰ فالکتاب والسنۃ والاجماع وایضا لولم یتصف بھا لزم ان یتصف باضدادھا وھی نقائص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔[2]

اللہ تعالیٰ کے لئے سمع، بصر اور کلام کا ہونا لازم ہے اس پر دلیل کتاب، سنّت اور اجماع ہے، اور یہ بھی اگر وہ ان سے متصف نہ ہو تو ان کی ضد سے متصف ہوگا اور وہ نقائص ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔ (ت)

شرح مواقف میں ہے:

---

[1] شرح عقائد نسفی   صفات باری تعالیٰ   دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان   ص ۳۰

[2] شرح السنوسیہ

لاطریق لنا الی معرفۃ الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزیہ عن النقائص[1]

ہمارے لئے معرفت صفات پر افعال اور نقائص سے تنزیہ کے ساتھ استدلال کے سوا کوئی چارہ نہیں (ت)

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) بداہت عقل شاہد ہے کہ اللہ عزمجدہٗ جمیع عیوب ونقائص سے منزّہ اور اس کا ادراک[2] شرع پر موقوف نہیں ولہذا بہت عقلائے غیر اہل ملّت بھی تنزیہ باری جل مجدہ ہمارے موافق ہوئے،

وان یثبتوا بجھلھم مایستلزم النقص غیر دارکین انہ کذٰلک بل زاعمین[3] انہ ھو الکمال ولا عبرۃ بسخافات الحمقاء الذین لاعقل لھم ولادین اعاذنا اللہ تعالٰی من شرھم اجمعین۔

اگر انھوں نے اپنی جہالت کے سبب ایسی باتیں ثابت کیں جو نقص کو مستلزم تھیں، ہاں ان کا ارادہ نقص ثابت کرنے کا نہ تھا بلکہ ان کے گمان میں یہ کمال تھا لیکن ایسے بے وقوفوں کی لایعنی باتوں کا کیا اعتبار جن کے پاس عقل نہ دین، اللہ تعالٰی ان کے شر سے محفوظ رکھے (ت)

یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے،

منہا مافی المواقف وشرحہا قال جمہور الفلاسفۃ لایعلم الجزئیات المتغیرۃ والافاذا علم مثلا

ان میں سے ایک وہ ہے جو مواقف اور اس کی شرح میں ہے جمہور فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی تبدیل

عـــہ۱ ای عقلا اذفیہ الکلام بدلیل الحصر فافادان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالاتصاف بشیئ منہا محال عقلا ۱۲ منہ۔

عـــہ۱ یعنی عقلی طور پر کیونکہ کلام اسی میں ہے اس کی دلیل حصر ہے اس سے واجب تعالٰی کی ذات کا نقائص سے وجوباً پاک ہونے کا عقلاً فائدہ حاصل ہوا، تو نقائص سے متصف ہونا عقلاً محال ہوگا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲ وقد صرح بہ فی الکنز وشرح المواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ واما السید فلما عرفت أنفا ۱۲ منہ۔

عـــہ۲ اس پر کنز الفوائد اور شرح مواقف میں تصریح کی ہے کنز کی نص آپ نے سُن لی اور سید کی بات ابھی آپ نے معلوم کرلی ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۳ کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیأتی ۱۲ منہ۔

عـــہ۳ جیسا کہ فلاسفہ نے عالَم کے صدور کو واجب کہا ہے جیسے عنقریب آئے گا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شرح المواقف المقصد الثامن فی صفات اختلف فیہا منشورات الشریف الرضی قم ایران ۴/۱۰۵

ان زیدا فی الدار الاٰن ثم خرج زید عنها فاما ان یزول ذٰلك ویعلم انه لیس فی الدار او یبقی ذٰلك العلم بحاله والاول یوجب التغیر فی ذاته من صفة الی اُخری والثانی یوجب الجهل و کلاهما نقص یجب تنزیهه تعالٰی عنه[1] اھ ومنها ما فیه ایضا اما الفلاسفة فانکروا القدرة بالمعنی المذکور لاعتقادهم انه نقصان واثبتوا له الایجاب زعما منهم انه الکمال التام[2]

ہونے والی جزئیات کا علم نہیں رکھتا ورنہ اگر وہ جانتا ہو مثلاً زید اس وقت دار میں ہے پھر وہ وہاں سے نکل گیا تو یا تو سابقہ علم زائل ہوجائے گا اور جان لے گا کہ وُہ دار میں نہیں یا پہلا علم ہی بحال رہے گا، پہلی صورت میں اس کی ذات اقدس میں ایک صفت سے دُوسری صفت کی طرف تغیر اور دوسری صورت میں جہل لازم آئے گا اور یہ دونوں باتیں نقص ہیں جن سے اللہ تعالٰی کا منزّہ ہونا ضروری ہے اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلاسفہ نے معنی مذکورہ کے ساتھ قدرت کا انکار کیا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں یہ نقص ہے اور انھوں نے اس کی ذات اقدس کے لئے یہ زعم کرتے ہُوئے ایجاب کا ثبوت کیا ہے کہ یہ کمال تام ہے۔ (ت)

پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجئے تو مسئلہ اعلٰی ضروریات دین سے ہے، جس طرح قرآن وحدیث نے باری جل مجدہٗ کی توحید ثابت فرمائی یونہی ہر عیب ومنقصت سے اس کی تنزیہ وتقدیس اور خود کلمہ طیبہ سبحان اللہ واسمائے حسنٰی سبوح وقدوس کے معنی ہی یہ ہیں ولہذا تسبیحات حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں وارد سبحان الذی لاینبغی التسبیح الا له (پاک ہے وہ ذات کہ پاکیزگی فقط اسی کے لئے ہے۔ ت) جس کے باعث تو فقرہ پر وقف اور تسبیحوہ کو اس سے فصل کیا گیا، پھر مرتبہ اجمال میں اس پر اجماعِ اہل اسلام منعقد کوئی لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب ونقائص روا نہ رکھے گا،

فالاجماع فی الدرجة الثالثة من الادلة لا انه العمدة فی اثبات المسئلة کما وقع عن بعض الاجلة فاعرف۔

دلائل شرعیہ میں اجماع کا تیسرا درجہ ہے یہ نہیں کہ اجماع اثبات مسئلہ کے لئے بہتر صورت ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے ہے، اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ (ت)

---

[1] شرح المواقف المقصد الثالث فی علمه تعالٰی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۷۴

[2] " " المقصد الثانی فی قدرته تعالٰی " " " " ۸/۴۹

دلیل دوم، العظمۃ للہ اگر کذبِ الٰہی ممکن ہو تو اسلام پر وُہ طعن لازم آئیں کہ اُٹھائے نہ اُٹھیں کافروں ملحدوں کو اعتراض ومقال وعناد وجدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں، دلائل قرآن عظیم و وحی حکیم یک دست ہاتھ سے جائیں حشر ونشر وحساب وکتاب وجنت ونار وثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں کہ آخر ان امور پر ایمان صرف اخبارِ الٰہی سے ہے جب معاذ اللہ کذبِ الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبرِ الٰہی میں احتمال رہے گا، شاید یونہی فرما دی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (پاک اور بلند ہے اللہ تعالٰی کی ذات اس سے جو وُہ بیان کرتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ت)

یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی جس کی عبارت نص چہارم میں گزری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالٰی وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا (پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں۔ت) اس کی طرف اشعار کیا کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے ہیں:

ولایجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علی اللہ تعالٰی بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل[1]۔

اللہ تعالٰی سے کذب کے محال ہونے کو دلائل سمعیہ سے ثابت کرنا جائز ہی نہیں کیونکہ خود ان دلائل سمعیہ کی صحت اس پر موقوف ہے کہ کذب اللہ تعالٰی سے محال ہے اگر ہم اللہ تعالٰی سے امتناعِ کذب کو دلائل سمعیہ سے ثابت کریں گے تو دور لازم آجائے گا جو باطل ہے۔(ت)

اقول وباللہ التوفیق، تنویر دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود وعدم دونوں سے یکساں نسبت ہو تو چاہے وُہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اس کے ازلاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہیں کرسکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح تعلق ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جب تک عقل کی اصلاً رسائی نہیں پھر وُہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے کہ اگرچہ کذبِ الٰہی زیرِ قدرت ہے مگر مجھے اس کے ارادہ پر خبر ہے کہ ازل سے ابد تک بولا نہ بولے ارادہ پر حکم وہیں کرسکتے ہیں جہاں خود صاحبِ ارادہ جل مجدہٗ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے، کقولہ تعالٰی:

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا[2]۔

اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔(ت)

---

[1] مفاتیح الغیب تحت آیۃ وتمت کلمت ربک المطبعۃ البہیۃ مصر ۱۳/ ۱۶۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

وقولہ تعالٰی:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر[1]

اللہ تعالٰی تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تم پر تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (ت)

امام فخر الدین رازی تفسیر سورۂ بقرہ میں زیر آیۂ کریمہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون (یا تم اللہ تعالٰی کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ت) فرماتے ہیں:

الاٰیۃ تدل علٰی فوائد (الی ان قال) ثانیھا ان کل ماجاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او الی النفی الابدلیل سمعی[2]

یہ آیت مبارکہ ان فوائد پر دال ہے (آگے چل کر کہا) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس شَے کا وجود و عدم عقلاً جائز ہو اس کے اثبات ونفی کے لئے دلیل سمعی کی طرف رجوع ضروری ہے۔ (ت)

اور تفسیر سورۂ انعام میں زیر قولہ تعالٰی: قل اللہ شہید بینی وبینکم (فرمادیجئے اللہ تعالٰی میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہے۔ت) فرماتے ہیں:

المطالب علی اقسام ثلثۃ منھا مایمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیۃ، فان کل مایتوقف صحۃ السمع علی صحتہ امتنع اثباتہ بالسمع والالزم الدور، ومنھا مایمتنع اثباتہ بالعقل وھو کل شیئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفین اصلا فالقطع علی احد الطرفین بعینہ لایمکن الابالدلیل السمعی الخ[3]

مطالب کی تین اقسام ہیں: ایک جن کا اثبات دلائل سمعیہ سے ممتنع ہے کیونکہ ہر وُہ چیز جس کا اثبات صحت سمع پر موقوف ہے اس کا اثبات سمع سے نہیں ہوسکتا ورنہ دور لازم آئے گا، دوسرا جن کا اثبات عقل سے ممتنع ہے اور وُہ ہر وہ شَے ہے جس کا وجود وعدم عقلاً صحیح ہو دونوں میں سے کوئی ممتنع نہ ہو تو اب ایک جانب میں یقین دلیل سمعی کے بغیر ممکن نہیں الخ (ت)

امام الحرمین قدس سرہٗ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں:

اعلموا وفقکم اللہ تعالٰی ان اصول العقائد

جان لو (اللہ تعالٰی تمھیں توفیق دے) اصول عقائد

---

[1] القرآن الکریم ۲/۱۸۵

[2] مفاتیح الغیب تحت آیت ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون المطبعۃ البہیہ مصر ۳/۱۹۰

[3] " " " قل ای شیئ اکبر شہادۃ الخ " " " ۱۲/۱۷۶

22

تنقسم الی مالایدرک عقلا ولا یسوغ تقدیر ادراکہ سمعاً والی مالایدرک سمعا ولایتقدر ادراکہ عقلاً والی مایجوز ادراکہ سمعاً وعقلاً فاما مالایدرک الاعقلا فکل قاعدۃ فی الدین یتقدم علی العلم بکلام اللّٰہ تعالٰی ووجوب اتصافہ بکونہ صدقا اذ السمعیات تستند الی کلام اللّٰہ تعالٰی وماسبق ثبوتہ فی المرتبۃ علی ثبوت الکلام وجوباً فیستحیل ان یکون مدرکہ السمع واما مالایدرک الاسمعا فہو القضاء بوقوع مایجوز فی العقل فلایتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الابسمع[1] الخ۔

کی تقسیم یُوں ہے کچھ چیزیں وُہ ہیں جن کا ادراک عقلی ہے ان کا ادراک سمعی جائز ہی نہیں، کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا ادراک سمعی ہے ان کا ادراک عقلی نہیں ہوسکتا، کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ادراک عقلاً اور سمعاً دونوں طرح جائز ہوتا ہے، وُہ چیزیں جن کا ادراک فقط عقلاً ہے تو دین کا ہر وہ قاعدہ جو اللہ تعالٰی کے کلام اور صدق سے اس کے وجوبِ اتصاف سے پہلے ہے کیونکہ دلائل سمعیہ کا اعتماد و اثبات کلامِ الٰہی سے ہوتا ہے تو جس کے مرتبہ کا ثبوت کلام کے ثبوت سے پہلے ہونا لازم ہے تو اب محال ہے کہ اس کا سبب ادراک سمع ہو اور جن چیزوں کا ادراک فقط سمع سے ہے تو وہ عقلی طور پر جائز الوجود چیز کے وقوع کا فیصلہ ہے تو سمع کے بغیر کسی جائز الوجود چیز جو ہم سے غائب ہے کے ثبوت کا حکم جائز الوجود چیز سے نہیں ہوسکتا الخ (ت)۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

القضایا منہا ماھی ممکنات لاطریق الی الجزم باحد جانبیہا فکان من فضل اللّٰہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذٰلک[2] اھ ملخصاً۔

کچھ چیزیں ان میں سے ممکن ہیں ان کی کسی ایک جانب کا جزم نہیں ہوسکتا تو اسکے بیان کیلئے رسولوں کا بھیجنا اللہ تعالٰی کا فضل و رحمت ہے اھ ملخصاً (ت)

میں کہتا ہُوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہرگز اس پر جزم نہیں کرسکتا کہ وُہ کبھی اسے نہ کرے گا، پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم و تیقن کی راہ نہیں، مثلاً زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال ہرگز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدقِ زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال یقیناً سفر نہ کرے گا، اور کھائے تو سخت جری و بیباک اور نگاہِ عُقلاء میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ کیا' وہی کہ غیب کا حال

---

[1] الارشاد فی الکلام

[2] شرح العقائد النسفیہ بیان ارسال رسل دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۹۸

معلوم نہیں اور زید کی بات سچّی ہی ہوتی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑجائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہولیا اور اب تم نے کذبِ الٰہی کو زیرِ قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمالِ کذب ہوا ہی رہا، یہ کہ خبرِ الٰہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر کبھی بولا، نہ بولے، ہیہات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں کہ آخر یہ خبر کلامِ الٰہی سے خود ایک کلام ہوگی تو عقلاً ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہُوئی ہو پھر وُہ کون سا ذریعہ وثوق رہا جس کے سبب عقل یقین کرسکے کہ یہ ممکن جو قدرتِ الٰہی میں تھا واقع نہ ہوا۔

خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن تو استحالہ عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالہ شرعی وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے اور دلائل شرع سب کلامِ الٰہی کی طرف منتہی، کما مرمن ارشاد امام الحرمین (جیسا کہ امام الحرمین کے ارشاد سے گزرا۔ت)، تو جس کلامِ الٰہی سے کذبِ الٰہی کا استحالہ ثابت کیجئے پہلے خود اسی کلامِ الٰہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کرلیجئے۔ لاجرم دَوریا تسلسل سے چارہ نہیں اب عقلی وشرعی دونوں استحالے اُٹھ گئے اور اللہ تعالٰی کی بات معاذ اللہ زید وعمرو کی سی بات ہوکر رہ گئی تعالی اللّٰہ عما یقولون علوا کبیرا (یہ جو کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے نہایت ہی بلند ہے۔ت) پھر حشر ونشر وجنت ونار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے، ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العظیم، ھذا ما عندی فی تقریر دلیل ھٰؤلاء الاعلام و فی المقام ابحاث طوال تعرف بالغوص فی لجج الکلام (میرے نزدیک ان علماءِ اعلام کی دلیل کی وضاحت وتفصیل یہی ہے اس مقام پر بڑے تفصیلی مباحث ہیں جو کلام کے سمندر میں غوطہ زن ہونے سے معلوم ہوتے ہیں۔ت)

دلیل سوم مواقف وشرح مواقف میں ہے:

اما امتناع الکذب علیہ تعالٰی عندنا فثلثۃ اوجہ (الٰی ان قال) وایضاً فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ سبحانہ ان نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا[1]

یعنی کذبِ الٰہی کا محال ہونا ہم اہلسنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے ایک یہ کہ اس کے کلام میں کذب آئے تو بعض وقت ہم اس سے اکمل ہوجائیں یعنی جس وقت ہم اپنے کلام میں سچے ہوں۔

اقول تقریرِ دلیل یہ ہے کہ ہر محکی عنہ میں امکانِ عقلی کہ انسان اسے بروجہ صحیح حکایت کرے اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رُو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذبِ الٰہی ممکن ہو تو معاذ اللہ جس وقت وہ جھوٹ بولے اور انسان اسی بات کو

---

[1] شرح المواقف المقصد السابع فی انہ تعالٰی متکلم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۱۰۱

مطابقِ واقع ادا کرے تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے افضل ہوجائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضمحل ہو ملنا محال، تو ثابت ہوا کہ امکان کذب باطل خیال ہے فافہم والعزۃ ﷲ ذی الجلال (پس غور کیجئے اور عزت اللہ ذوالجلال کے لئے ہے۔ ت)

ثم **اقول** اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن کہ اگر کذبِ خالق ممکن ہو تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق سچی اور خالق جھوٹا، العیاذ باللہ رب العٰلمین، لیکن صدقِ خلق محال نہیں تو کذبِ خالق ممکن نہیں۔

دلیل چہارم جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا کہ جب اہلسنت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال۔ **اقول** وباللہ التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن عـــہ وحدیث و اجماع سے ثابت، مخالفان عنید یعنی طائفہ جدیدہ کو بھی مقبول کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں کہ

عـــہ اما القراٰن فقولہ تعالٰی ذٰلک جزینٰھم ببغیھم وانا لصٰدقون[1] ○ وقولہ تعالٰی ومن اصدق من اللہ قیلا[2] فان المعنی ان اللہ تعالٰی اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ واما الحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجۃ[3] وحدیث الحاکم فی المستدرک وابی الشیخ و ابن مردویۃ فی تفسیریھما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنی کلھم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واما الاجماع فظاھر لاینکر ۱۲ منہ۔

عـــہ قرآن میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے یہ ہم نے ان کی بغاوت کی سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں، دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ تعالٰی سے بڑھ کر کون زیادہ سچا ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سب سے بڑھ کر صادق ہے اور اصدق کا حمل صادق مع زیادۃ کا حمل ہے، رہی حدیث تو حدیث میں اسماءِ حسنٰی میں صادق کو شمار و شامل کیا گیا ہے، اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے ابن ماجہ، حاکم نے مستدرک میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر اور امام ابونعیم نے "کتاب الاسماء الحسنٰی" میں ذکر کیا، رہا اجماع تو واضح ہے، اس کا انکار کیا ہی نہیں جاسکتا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۶ [2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب اسماء اللہ عزوجل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۳

جب کذب ممکن جانا اور امکان نہیں مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالٰی کے صادق ہونے کو ضروری نہ ماننا ہمگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی ان کے مذہب نامہذب کا استیصال کر گیا کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم، تو واجب کہ صدق اس کی ذات پاک سے قائم اور ذاتِ الٰہی سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الٰہی ازلی ہے بعینہٖ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ سے ہونا ثابت فرمایا، شرح عقائد نسفی میں ہے:

(التکوین صفۃ) ﷲ تعالٰی لاطباق العقل و النقل علٰی انہ تعالٰی خالق للعالم مکون لہ و امتناع اطلاق الاسم المشتق علی الشیئ من غیران یکون ماخذ الاشتقاق وصفا لہ قائما بہ (ازلیۃ) بوجوہ الاول انہ یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالٰی لمامرّ[1] اھ ملخصًا۔

(تکوین صفت ہے) اللہ تعالٰی کی، کیونکہ عقل ونقل اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالٰی جہان کا خالق اور بنانے والا ہے اور کسی شئی پر اسم مشتق کا اطلاق اس وقت تک ممتنع ہوتا ہے جب تک مادہ اشتقاق اس کا وصف اور اس کے ساتھ قائم نہ ہو (ازلی ہے) اس پر متعدد دلائل ہیں، اوّل یہ کہ اللہ تعالٰی کی ذات اقدس کے ساتھ حوادث کا قیام ممتنع ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اھ ملخصًا (ت)

اسی میں ہے:

اللہ تعالٰی متکلم بکلام ھو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشیئ من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ[2]۔

اللہ تعالٰی متکلم بکلام ہے اور یہ اس کی صفت ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ کسی شئی کے لئے مشتق کا اثبات اس کے ساتھ ماخذ اشتقاق کے قیام کے بغیر ممتنع ہوتا ہے (ت)

منح الروض میں مسامرہ سے ہے:

الایمان من صفات اللہ تعالٰی من اسمائہ الحسنٰی "المؤمن" کما نطق بہ الکتاب العزیز، و ایمانہ ھو تصدیقہ

ایمان، اللہ تعالٰی کی صفات میں سے ہے کیونکہ اس کے اسمائے حسنٰی میں "المؤمن" بھی ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور اس کا ایمان ازل

---

[1] شرح العقائد النسفیہ بیان صفات باری تعالٰی دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۵۰

[2] " " " " " " " " " " ص ۴۴

فی الازل بکلامہ القدیم ولا یقال ان تصدیقہ محدث ولامخلوق تعالی اللہ ان یقوم بہ الحادث[1] اھ ملخصاً۔

میں کلام قدیم کی تصدیق ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی تصدیق محدث و مخلوق ہے کیونکہ وہ اس سے بلند ہے کہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہو اھ ملخصاً۔ (ت)

اور جب صدقِ الٰہی ازلی ہُوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا کہ اس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں تحقیقاً لمعنی التضاد (کیونکہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ت) اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہوچکا کہ قدیم اصلاً قابل عدم نہیں فتبصر۔

دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، تو لازم کہ صدقِ الٰہی محال ہو جائے حالانکہ یہ بالبداہۃ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے زیر قولہ تعالٰی ومن اصدق من اللہ حدیثا[2] (اللہ تعالٰی سے بڑھ کر کون سے سچی بات فرمانے والا۔ ت) امتناعِ کذبِ الٰہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں:

اما اصحابنا فدلیلھم انہ لوکان کاذبا لکان کذبہ قدیما، ولوکان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علی القدیم، ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا، لان وجود احد الضدین یمتنع وجود الضد الاخر فلو کان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع، لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لایمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ، والعلم بھذہ الصحۃ ضروری، فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب

ہمارے علماء کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ کاذب ہے تو اس کا کذب قدیم ہوگا اور اس کا کذب قدیم ہے، تو اس کے کذب کا زوال ممتنع ہوگا کیونکہ قدیم پر عدم، ممتنع ہوتا ہے، اور اگر اس کے کذب کا زوال قدیماً ممتنع ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا کیونکہ ضدین میں سے ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے لئے امتناع کا سبب ہوتا ہے، تو اگر وہ کاذب ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا لیکن یہ تو ممتنع نہیں کیونکہ ہم بداہۃً جانتے ہیں کہ جو شخص کسی شئی کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لئے اس شے پر محکوم علیہ کے مطابق حکم لگانے

---

[1] منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر باب الایمان مخلوق اولاً مصطفی البابی مصر ص ۱۴۳

[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۷

حاصلا لا محالة[1] میں کوئی امتناع نہیں اور اس ضابطہ کی صحت کا علم یقینی ضروری ہے جب امکانِ صدق قائم ہے تو کذب کا حصول ہر صورت میں ممتنع ہوگا۔ (ت)

اقول وباللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا اس کا کاذب ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں؟ اگر کہئے نہ، تو قول بالمتنا قضین اور بداہت عقل سے خروج ہے کہ کاذب ومتصف بالکذب نہیں مگر وہی جو تکلم بکلام[ع] کذب کرے اسے ممکن کہہ کر اسے محال ماننا نرا جنون ہے، اور اگر کہئے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ اتصاف صرف لم یزل میں ممکن یا ازل میں بھی شق اول باطل کہ امکانِ قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیتِ کذب ممکن ہُوئی تو اس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہُوا کہ ہر ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا امتناع زوال استحالہ صدق کو مستلزم کہ کذب وصدق کا اجتماع محال، جب اُس کا زوال محال ہوگا اِس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکانِ وجود ملزوم امکان وجود لازم کو مستلزم، تحقیقا لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا لعارض کما ھٰھنا (معنی لزوم کے ثبوت کی وجہ سے کہ ذاتی ہے نہ کہ کسی عارض کی وجہ سے، جیسا کہ یہاں ہے۔ ت) تو لازم آیا کہ صدق الٰہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی کہ ممکن کا محال ہوجانا ہرگز ممکن نہیں ورنہ انقلاب لازم آئے اور وُہ قطعاً باطل، تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالٰی کا امکان کذب مانا تو اس کا صدق محال ہوگا لیکن وہ بالبداہۃ محال نہیں تو امکان کذب یقیناً باطل' اور استحالہ کذب قطعاً حاصل،

والحمد للہ اصدق قائل الدلائل الفائضۃ علی قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ۔

تمام تعریف اللہ تعالٰی کی ان سچے دلائل پر جو قدیر عزجدہ وجل مجدہ کی مدد سے فقیر کے دل پر وارد ہوئے۔ (ت)

دلیل ششم اقول وبحول اللہ اصول (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے بیان کرتا ہوں) کلام الٰہی

ع: ای انشاء لا حکایۃ اذ لا کلام فیہا کما لا یخفی ففی القراٰن العظیم جمل عن الکفار من اراجیفھم الباطلۃ ۱۲ منہ۔

یعنی بطور انشاء نہ کہ بطور حکایت کیونکہ اس میں کلام ہی نہیں جیسا کہ واضح ہے تو قرآن میں ایسے جملے موجود ہیں جن میں کفار کی باطل ادا کا تذکرہ ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیۃ ومن اصدق من اللہ حدیثا المطبعۃ البہیۃ مصر ۱۰/ ۲۱۷، ۲۱۸

ازل میں بایجاب کلی حق تھا، معاذ اللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل، شق ثانی تو کفر صریح[1] اور ثالث میں مطابقت و لامطابقت دونوں کا ارتفاع اور وہ قطعاً محال، اوّلاً[2] بالبداہۃ،

فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین۔

کیونکہ انفصال حقیقی کے دونوں محمول کا موضوع سے ارتفاع نقیضین کے ارتفاع کی طرح ہوتا ہے (ت)

ثانیاً باجماع عقلاً،

حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعه[3] فی مجرد التسمیة۔

حتی کہ جاحظ معتزلی بھی قائل ہے نزاع محض نام میں ہے۔ (ت)

عـ۱ ای فلا یرضی به المخالف ایضا فلا ینافی عقلیة البرھان وانما اکتفی به قصرا للمسافة والا فلہ طریق قد عرفت وھو وجوب الکذب وامتناع الصدق الباطل ببداھة العقل ۱۲ منه۔

عـ۱ یعنی اس پر مخالف بھی راضی نہ ہوگا اور یہ عقلی برہان کے منافی نہیں اختصاراً اسی پر اکتفار کیا گیا ورنہ اس کیلئے وہ طریق جو جان چکا کہ وہ کذب کا وجوب اور صدق کا امتناع ہے جو بداہۃ عقل سے باطل ہے ۱۲ منہ (ت)

عـ۲ فیه المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منه۔

عـ۲ یہی کافی ہے اجماع اور نص کی بات بطور تبرع و نفل ہے ۱۲ منہ (ت)

عـ۳ الخبر عند الجمھور اما صادق او کاذب لانه اما مطابق للواقع الذی ھو المخبر عنه وھو الصادق او لا مطابق وھو الکاذب وھذہ المنفصلة حقیقیة دائرة بین النفی والاثبات ونزاع من نازع لیس الا فی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغة ھل ھما لھذین المعنیین لا فی صدق ھذہ المنفصلة[1] اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منه۔

عـ۳ جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب، کیونکہ اگر وہ واقع کے مطابق ہے تو صادق، اگر مطابق نہیں تو کاذب، اور یہ منفصلہ حقیقیہ ہے جو نفی و اثبات کے درمیان دائر ہے اور جس نے بھی اس میں نزاع کیا ہے وہ صرف لغۃً لفظ صدق و کذب کے اطلاق میں کیا ہے کہ کیا وہ ان دونوں معنی کے لئے ہیں منفصلہ حقیقیہ جس کے دونوں محمول مرتفع ہوں، کے صدق میں نہیں، اھ، مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی الاصل الثانی السنة منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/۱۰۷

ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق ۔

قال مولٰنا ذوالجلال فماذا بعد الحق الا الضلٰل[1]

ہمارے مالک صاحبِ جلال کا فرمان ہے: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ۔ (ت)

تو لاجرم شق اوّل متعین اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو اب ہم پُوچھتے ہیں کذب ممکن علی فرض الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا یا نفسی کو بھی ، اول محض بے معنی کہ صدق و کذب حقیقۃً وصف معنی ہے نہ صفت عبارت ، ولہذا شرح مقاصد میں فرمایا :

طریق اطراد ھذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی[2]

یہ تو ایسی کلام میں جاری ہو رہا ہے جو حروف مسموعہ سے بنی ہے اور یہ کلام ازلی سے عبارت ہے اور صدق و کذب کا مرجع معنی ہے (ت)

برتقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم یا علی تقدیر التجزی اس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجاباً کلیاً صادق تھا یا اس کا غیر، شق ثانی پر قیام حوادث لازم اور اوّل میں انقلاب صدق بکذب کہ کلام بشر میں بھی محال ، سچی بات کبھی جھوٹی

ع: یہاں بعض اذہان میں یہ شبہہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیہ زید قائم حق ہے ، کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہوگیا اور اس کی حقیت اس کے کذب کو مستلزم ، **اقول** ان صاحبوں نے فعلیہ و دائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ دو مطلقہ عامہ میں تناقض نہیں ۔ مسلم الثبوت میں ہے :

الخبر الصادق صادق دائماً والکاذب کاذب دائماً[3]

خبر صادق ہمیشہ صادق اور خبر کاذب ہمیشہ کاذب ہوتی ہے (ت)

مولانا قدس سرہ فواتح میں فرماتے ہیں :

ولایمکن ان یجتمعا فی شیئ من الاخبار، وفرق بین تحقق مصداق الخبر وصدقہ فان الاول قد یختلف بحسب الاوقات واما

دونوں کا کسی خبر میں جمع ہونا ممکن نہیں ، اور خبر کے مصداق کے تحقق اور اس کے صدق میں فرق ہے کیونکہ پہلا اوقات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۲

[2] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

[3] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مطبع انصاری دہلی ص ۱۸۶

نہیں ہوسکتی نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت ولا مطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین نہ رہیں، بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوتِ صدق ضروری، تو سلب ضرورت ضرورۃً مسلوب، وھو المطلوب۔

وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منہ سبحانہ وتعالٰی لیس علی وجہ الاختیار فان القدیم لایستند الی المختار من حیث ھو مختار والقراٰن کلام اللہ غیر مخلوق ولا فی اقتدار فلا یستزلک الشیطان ان الاستحالۃ انما جاءت من قبل ان المولٰی سبحانہ وتعالٰی لم یصدر فی الازل الا کلاما صادقا وھو لایقدر ان یخلق لنفسہ صفۃ حادثۃ فبقی الامکان فی بدو الامر علی ماکان۔

اور تم جانتے ہو اللہ تعالٰی سبحانہ سے کلام قدیم کا صدور اختیاری نہیں کیونکہ قدیم کسی مختار من حیث مختار کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا، قرآن اللہ تعالٰی کا کلام ہے جو مخلوق نہیں اور تحت قدرت نہیں ——— تمہیں شیطان اس بات سے نہ پھسلادے کہ استحالہ یہاں سے لازم آیا کہ اللہ تعالٰی سے ازل میں کلام صادق ہی صادر ہوا، اور وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اپنی ذات کے لئے صفت حادثہ پیدا کرے تو ابتدائی امر میں امکان باقی رہا جیسا کہ تھا۔ (ت)

دلیل ہفتم وھو اخصر واظہر **اقول** وباللہ التوفیق (جو نہایت مختصر اور بہت ہی واضح ہے، میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت) امکان کذب اصلی کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو تو کلام لفظی کا کذب ممکن نہیں ورنہ وجود دال بلا مدلول[عہ]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صدق الخبر فدائم فان صدق المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائما، فلا یدخلہ الکذب اصلا والا اجتمعا، والکاذب کاذب دائما فلا یدخلہ الصدق[۱] اھ ملخصا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔

رہا صدقِ خبر تو وہ دائمی ہے کیونکہ مطلقہ کا صدق دائمی ہوتا ہے لہذا صادق ہمیشہ صادق ہی ہوگا اور اس میں کبھی بھی کذب داخل نہیں ہوسکتا ورنہ دونوں کا اجتماع ہوجائے گا اور کاذب ہمیشہ کاذب ہی رہے گا اس میں صدق داخل نہیں ہوسکتا اھ ملخصا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

عہ المدلول ھو المعنی فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ۔

عہ مدلول وہ معنی ہی ہے لہذا معدوم کے ساتھ کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الاصل الثانی السنۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/۱۰۲

یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور یہ دونوں بالبداہۃ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عزوجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل و دوام و وجوب متلازم و بوجہ آخر اوضح و ازہر۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) تمھارے دعوٰی کا حاصل یہ کہ بعض ماھو کلام اللہ تعالٰی فھو ممکن الکذب^ب بالضرورۃ (اللہ تعالٰی کے کلام کا بعض ضرور ممکن الکذب ہے۔ت) اور شک نہیں کہ کل ماھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ (اور جو ممکن الکذب ہو وہ ضرور کاذب ہوتا ہے۔ت) کہ کلامِ واحد میں امکانِ کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناعِ صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماھو کلام اللہ تعالٰی کاذب بالضرورۃ (اللہ تعالٰی کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے۔ت) اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ھو المشہور (جیسا کہ یہ مشہور ہے۔ت) خواہ بالامکان لو کما ھو عند الفارابی (جیسا کہ فارابی کے ہاں ہے۔ت) ہر طرح باری عزوجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم۔ بر تقدیر اول تو لزوم بدیہی، اور بر تقدیر ثانی اس قضیہ یعنی بعض ماھو کلام اللہ بالامکان العام کاذب بالضرورۃ (جو اللہ تعالٰی کا کلام بامکان العام ہے وہ ضرور کاذب ہے۔ت) کو کبرٰی کیجئے اور قضیہ کل ماھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل (ہر کلام جو کلام اللہ بامکان العام ہے وُہ بالفعل کلام اللہ ہے۔ت) کو صغرٰی، ثبوت صغرٰی یہ کہ باری تعالٰی کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ (بعض کلام اللہ بالفعل ضرور کاذب ہے۔ت) والعیاذ باللہ تعالٰی، بلکہ حقیقۃً یہ وجہ دلیل مستقل ہونے کے قابل، کما لایخفی علی المتامل

ع حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیۃ فی الکلام النفسی و الا لامتنع فی اللفظی لانہ لایکون الا تعبیرا عن نفسی ولا امکان ھھنا لنفسی اٰخر غیر ھٰذا الموجود المفروض ان لاکذب فیہ

ع پہلی وجہ کا حاصل یہ ہے کہ قول امکان پر کلام نفسی میں فعلیت ضروری ہے ورنہ کلام لفظی میں امتناع ہوگا، جب لفظی میں امتناع ہوگا تو نفسی میں امتناع ضرور ہوگا کیونکہ لفظی صرف نفسی کی تعبیر ہے جبکہ اس موجود نفسی جس میں کذب نہ ہونا مفروض ہے کے علاوہ کسی اور نفسی کا امکان نہیں اور صادق کی کاذ

(باقی اگلے صفحہ پر)

واللہ الموفق لابطال الباطل (جیسا کہ کسی صاحبِ فکر پر مخفی نہیں، اور اللہ تعالٰی ہی ابطالِ باطل کی توفیق دینے والا ہے۔ت)

دلیل ہشتم اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) صدقِ الٰہی صفتِ قائمہ بذاتِ کریم ہے ورنہ مخلوق ہوگا کہ ذات وصفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق تو لازم کہ غیر متناہی دورازل میں اللہ تعالٰی سچا نہ ہو، تعالٰی عن ذٰلک علواکبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ت) اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال کہ تغیرِ مقتضٰی تغیرِ مقتضِی کو مقتضِی اور تغیرِ ذات عموماً محال خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیرِ صفت بھی مستحیل، تولاجرم کذب منافیِ ذات ہُوا اور منافیِ ذات کا وقوع نافیِ ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور۔

دلیل نہم اقول وباللہ التوفیق ہم زیرِ دلیل چہارم وہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا، فانھما ضدان والتضاد مایکون

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والتعبیر عن الصادق بالکاذب محال و اذا امتنع فی اللفظی امتنع فی النفسی و الا لزم العجز عن التعبیر فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد قِدم فیجب وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لہ لوجد ذٰلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ما ھو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولایمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبا و الکاذب کاذب بالضرورۃ فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضرورۃ وظاھر ان بین الوجھین بونا بینا فھما دلیلان مستقلان حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔

کے ساتھ تعبیر محال ہے اور جب لفظی میں امتناع ہے تو نفسی میں بھی ہوگا ورنہ تعبیر سے عجز لازم آئے گا اور اگر وہ نفسی میں عملاً موجود نہیں تو وہ اصلاً موجود نہ ہوگا لیکن وہ تمہارے نزدیک ممکن ہے تو اس کا موجود ہونا ضروری ہوگا پس وہ دائمی اور واجب ہوگا اور ثانی وجہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ کلام میں ممکن ہُوا تو عدمِ انتظار کی وجہ سے وہ کلام موجود ہوگا تو بعض کلام عملاً ممکن الکذب ہوگا اور کذب کلام اس وقت ممکن ہوگا جب وہ کاذب ہو، اور کاذب بالضرورۃ کاذب ہی ہوگا، تو بعض کلام عملاً بالضرورۃ کاذب ہوگا تو دو دلیلوں کے درمیان واضح بُعد ہے لہذا یہ دونوں حقیقۃً مستقل دلیلیں ہیں، تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے اور توفیق اسی سے ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

بحسب الورود علی محل واحد (یہ دونوں ضدیں ہیں اور تضاد جو ایک محل پر ورود کی صورت میں ہوتا ہے۔ ت) **اب مخالف متعسف دفوراستحالات دیکھئے:**

اوّلاً لازم کہ کذبِ الٰہی موجود بالفعل ہو کہ صفاتِ باری میں کوئی صفت منتظرہ غیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تأثر[1] بالغیر یا تخلف[2] مقتضی یا تأخر[3] اقتضا یا حدوث[4] مقتضی لازم آئے۔ تعالی اللہ عنہ علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ ت)

ثانیاً واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفاتِ الٰہیہ سب واجب للذات ہیں۔

ثالثاً صدقِ[*] الٰہی محال ٹھہرے کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔

رابعاً کذب صفتِ کمال ہو کہ صفاتِ باری سب صفاتِ کمال۔

عہ۱ ان کان الاتصاف لامن الذات اقول ولو لتعلق الارادۃ فان التعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علو فی نصف سطر ۱۲ منہ۔

عہ۲ ان اقتضی الذات ازلا ولم یتحقق ۱۲ منہ مد ظلہ وزید فیضہ القوی

عہ۳ ان اقتضی فیما لایزال لا فی الازل ۱۲ منہ

عہ۴ ان فرعن الکل والتزم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ۔

عہ فرق بین بناء الکلام علی قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ وھی مقدمۃ عویصۃ الاثبات وبین بنائہ علی وجوبہا وامتناع ضدھا للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البوایات ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔

عہ۱ اگر اتصاف ذات کے اعتبار سے نہ ہو، اقول اگرچہ تعلق ارادہ کے اعتبار سے ہو کیونکہ تعلق حادث ہے اور حادث غیر ہے، اسے اچھی طرح جان لو کیونکہ اس نصف سطر میں سارا علم ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۲ اگر ذات ازلاً تقاضا کرے اور وہ متحقق نہ ہو ۱۲ منہ مدظلہ وزید فیضہ القوی (ت)

عہ۳ اگر وہ تقاضا کرے مگر ازل میں نہ ہو ۱۲ منہ (ت)

عہ۴ اگر سب سے فرار کرے اور مقتضٰی اور مقتضِی کے ساتھ رہنے کا التزام کرے ۱۲ منہ (ت)

عہ کلام کی بنا، صفت کے قدیم ہونے پر اور واجب ہونے پر اس میں فرق ہے، اول کا مقدمہ کہ جس کا قدم ثابت ہو اس کا عدم محال ہے، اس کا اثبات پیچیدہ ہے۔ دوسرے کا مقدمہ کہ جو واجب ہو اس کی ضد ذات کے لئے ممتنع ہوتی ہے، یہ بہت واضح ہے، تمام تعریفیں کائنات کے رب کے لئے ہیں ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

خامسًا صدق صفت نقصان ہو کہ وُہ عدم کذب کو مستلزم، اور اب عدمِ کذب عدمِ کمال، اور عدمِ کمال عین نقصان۔

سادسًا، سابعًا، ثامنًا صدق[ع5] کلی و کذب[ع6] جزئی، جب دونوں صفت[ع7] اور دونوں ممکن[ع8] تو دونوں واجب[ع9] تو دونوں محال[ع10] تو اجتماع[ع11] نقیضین وارتفاع نقیضین واجتماعِ اجتماع وارتفاع سب حاصل، تاسع، عاشر، حادی عشر، بعینہٖ اسی طریقہ سے دونوں کمال، تو دونوں نقصان، تو دونوں مجمع کمال و نقصان، ثانی عشر، ثالث عشر، رابع عشر، جب دونوں صفت تو دونوں مقتضٰی، تو دونوں منافی، تو دونوں جامع اقتضا و تنافی، خامس عشر جب دونوں مقتضٰی تو وجودِ ذات مستلزمِ اجتماعِ نقیضین، اور جس کا وجود مستلزم محال ہو تو خود محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجودِ باری معاذ اللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے کہ اس کی سُلگائی آگ نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، یہ سر دست پندرہ[15] استحالے ہیں اور ہر استحالہ بجائے خود ایک دلیل مستقل، تو اب تک آٹھ[8] اور پندرہ تیئیس[۲۳] دلیلیں ہوئیں۔

دلیل بست و چہارم

اقول و باللہ التوفیق، بالفرض اگر کذب کو عیب و منقصت نہ مانئے تو اتنا تو بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہیں ورنہ مولٰی تعالٰی کے لئے واجب الثبوت ہوتا اور عقلِ سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لئے ایسی شئی کا ثبوت بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ ہو۔ علامہ سعد الدین

ع5 یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ۔

ع6 یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن مانتا ہے ۱۲ منہ۔

ع7 الاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر انفا ۱۲ منہ

اول جیسا کہ چوتھی، آٹھویں اور دوسری میں ابھی گزرا ۱۲ منہ (ت)

ع8 ای بالامکان العام اما الاول فللوجود اما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ۔

یعنی امکان عام کے ساتھ پہلا وجود کی وجہ سے اور دوسرا بالفرض ۱۲ منہ (ت)

ع9 وان کل صفۃ تجب للذات ۱۲ منہ۔

کیونکہ ہر صفت ذات کے لئے لازم ہے ۱۲ منہ (ت)

ع10 فان وجوب کل یستلزم استحالۃ الاخر کما مرمرارا ۱۲ منہ۔

کیونکہ ہر ایک کا وجوب دوسرے کے محال ہونے کو مستلزم ہے جیسا کہ کئی دفعہ گزرا ۱۲ منہ (ت)

ع11 فان الصدق الکلی یستلزم عدم الکذب والکذب الجزئی عدم الصدق الکلی ۱۲ منہ

کیونکہ صدق کلی عدم کذب کو اور کذب جزئی عدم صدق کلی کو مستلزم ہے ۱۲ منہ (ت)

تفتازانی مبحث رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں :

ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل مایتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفۃ کمال[1]

اگر وہ صفات کمالیہ میں سے نہیں تو اس کے ساتھ واجب کا اتصاف ممتنع ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ واجب جس کے ساتھ متصف ہوگا اس کا صفتِ کمال ہونا ضروری ہے (ت)

علامہ ابن ابی شریف مسایرہ میں فرماتے ہیں :

یستحیل علیہ تعالٰی کل صفۃ لاکمال فیھا ولا نقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال[2]

اللہ تعالٰی کے لئے ہر وہ صفت محال ہے جس میں کمال ہو اور نہ نقص ہو کیونکہ اللہ تعالٰی کی ہر صفت، صفت کمال ہے۔ (ت)

دلیل بست وپنجم اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور بعض میں اس سے عاجز ہونے کے کوئی معنی نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل قولہ تعالٰی لا الٰہ الا اللہ وقولہ تعالٰی محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف بے توقف شرع و توقیف سمع خود حکم کرتی ہے تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا کہ کلام ہرگز کاذب نہیں ہوسکتا اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث ومخلوق تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام اللہ کے حادث ومخلوق ماننے کو مستلزم، اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو تو اپنے معتزلی کرامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو۔

دلیل بست وششم اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) جب برتقدیر امکان کذب، بوجہ بطلان ترجیح بلامرجح ونیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ، ہر فرد کذب قدرت الٰہی میں ہُوا تو ہر فرد صدق مقدور رہوگا ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا، "ہذا خلف" پس صدق وکذب کا ہر ہر فرد مقدور ہوا اور ہر مقدور حادث تو کلامِ الٰہی سے مطابقت ولامطابقت دونوں مرتفع، اور یہ بداہۃً محال۔

دلیل بست وہفتم اقول وباللہ التوفیق کتبِ حدیث وسیر مطالعہ کیجئے بہت خوش نصیب ذی عقل

---

[1] شرح المقاصد المبحث الرابع فی امتناع اتصافہ بالحوادث دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۱

[2] المسامرۃ شرح المسایرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدۃ اہل السنۃ اجمالاً المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹۳

بسبب صرف جمال جہاں آرائے حضور پُرنور سیدِ عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ لیس ھذا وجہ الکذابین یہ منہ جھوٹ بولنے والے کا نہیں، اے شخص! یہ اس کے حبیب کا پیارا مُنہ تھا جس پر خوبی وبہارِ دوعالم نثار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور پاکی وقدوسی ہے اس کے وجہ کریم کے لئے، واللہ! اگر آج حجاب اٹھادیں تو ابھی کھلتا ہے کہ اس وجہ کریم پر امکانِ کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی، مخالف اسے دلیل خطابی کہے مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دیتا اور مسلمانوں کی ہدایت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں:

یوم ینفع الصّٰدقین صدقھم[1]، یوم لا ینفع مال و بنون[2]، الا من اتی اللہ بقلب سلیم[3]۔

وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہُوا سلامت دل لے کر۔ (ت)

بااین ہمہ اگر مجال باز نہ آئے تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی، اس کے عوض معدود جانے بہرحال تیس کا عدد کامل مانئے۔

دلیل بست و ہشتم قال عزوجل: ومن اصدق من اللہ قیلا[4] (اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق آیہ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے، وجہ دلالت سُنئے خادم تفسیر و حدیث واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں مگر حقیقۃً تفضیل مطلق و نفی برتر وہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے افضل کوئی نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ صبغۃ[5] یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے، ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ[6]، ای ھو احسن قولا من کل من عداہ (اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے، یعنی وہ دوسرے تمام سے قول میں خوبصورت ہے۔ت) علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود علیہ الرحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں زیرِ قولہ تعالٰی عزوجل ومن اظلم ممن افترٰی

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۹
[2] ؍؍ ؍؍ ۲۶/ ۸۸
[3] ؍؍ ؍؍ ۲۶/ ۸۹
[4] ؍؍ ؍؍ ۴/ ۱۲۲
[5] ؍؍ ؍؍ ۲/ ۱۳۸
[6] ؍؍ ؍؍ ۴۱/ ۳۳

علی اللہ کذبا[1] (اللہ تعالٰی پر جھوٹ افترا بولنے والے سے کون بڑا ظالم ہے۔ ت) فرماتے ہیں،

هو انکار واستبعاد لان یکون احد اظلم ممن فعل ذلك او مساویا له وان کان سبك الترکیب غیر متعرض لانکار المساواۃ و نفیہا یشہد بہ العرف الفاشی والاستعمال المطرد، فانہ اذا قیل من اکرم من فلان اولا افضل من فلان فالمراد بہ حتما انہ اکرم من کل کریم وافضل من کل فاضل، الایری الی قولہ عزوجل لاجرم انہم فی الاٰخرۃ ہم الاخسرون ۝ بعد قولہ تعالٰی ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا الخ والسر فی ذلك ان النسبۃ بین الشیئین انما تتصور غالبا لاسیما فی باب المغالبۃ بالتفاوت زیادۃ ونقصانا فاذا لم یکن احدہما ازید یتحقق النقصان لا محالۃ۔[2]

یہ انکار واستبعاد ہے کہ اس سے بڑھ کر یا اس کے مساوی کوئی ظالم نہیں ہوسکتا اگرچہ بظاہر ترکیب انکار و نفی مساوات پر ضرب نہیں لیکن اس پر مشہور عرف اور مسلمہ استعمال شاہد ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے فلاں فلاں سے زیادہ بزرگ ہے یا فلاں سے کوئی افضل نہیں، تو اس سے یقیناً مراد یہ ہے کہ ہر کریم سے اکرم اور ہر فاضل سے افضل ہے، کیا رائے ہے اللہ تعالٰی کے اس فرمان مبارک میں "وہ یقیناً آخرت میں خسارے میں ہیں" جس کے بعد فرمایا ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا، اور اس میں راز یہ ہے کہ نسبت غالباً دو چیزوں کے درمیان خصوصاً غلبہ میں تفاوت کے باب میں زیادتی اور نقصان میں متصور ہوتی ہے جب ان میں سے کوئی ایک زیادہ نہ ہو تو بہرحال نقصان کا ہی تحقق ہوگا۔ (ت)

تو لاجرم معنٰی آیت یہ ہیں کہ مولٰی عزوجل کی بات سب باتوں سے زیادہ صادق ہے جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور پُرظاہر کہ صدق کلام فی نفسہ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف قدم وحدوث کلام یا بقا وفنائے سخن یا کمال ونقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہوا تو سرے سے

ع الصدق تارۃ ینسب الی القول واخری الی القائل والکلام ھہنا فی المعنی الاول فلا یذہبن ھذا عنك ۱۲ منہ۔

صدق کبھی قول کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی قائل کی طرف، واضح رہے یہاں گفتگو معنی اول میں ہے، یہ بات ذہن نشین رہے ۱۲ منہ (ت)

[1] القرآن الکریم ۶/ ۲۱

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۶/ ۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۱۹

سچے ہی نہ رہا، اصدق وصادق کہاں سے صادق آئے گا، یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے ان اغبیاء پر بھی انکشافِ تام پائیں گے جنھیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے، قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ کہ ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، کیا وُہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا زیادہ مطابق واقع ہے اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کرے گا یا متعدد باتوں میں دیکھئے تو یُوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا: وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا[1] (اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ ت) ہم کہتے ہیں لا الٰہ الّا اللہ الملک الحق المبین (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی مالک، حق واضح ہے۔ ت) کیا وہ ارشاد کہ بچّے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے، زیادہ سچا ہے، اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچّا معبود نہیں معاذ اللہ کچھ کمی ہے، تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق وصادق میں وہی مقصود ومعتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں، ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچّی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی سے منقول اگر وہی بعینہ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانیت ہی اور پیدا کرے گا کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے، دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اس کے احتمال کذب سے زیادہ دُور ہے اور حقیقۃً تعبیر اوّل اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دُوری ہو گی اسی درجہ وقعت ومقبولیت پُوری ہو گی جب یہ امر ممہد ہو گیا تو آیہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک ومنزّہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہو سکتی اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے کچھ خوفِ خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبر اہلِ تواتر کو دیکھتے ہیں تو وُہ بالبداہۃ بروجہ عادت دائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگرچہ بنظر نفس ذات خبر ومخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا تجمع علی الکذب قدرتِ الٰہیہ سے خارج نہیں۔ تلویح میں ہے:

المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل ... متواتر سے علم یقین حاصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ عقل یہ حکم

---

[1] القرآن الکریم ۴۶/ ۱۵

یحکم حکما قطعیا بانھم لم یتواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئھم علی الکذب [1] اھ ملخصًا۔

لگاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا اتفاق کذب پر یقینًا نہیں ہوسکتا، جس پر ان کا اتفاق ہوا ہے وہ حق اور نفس الامر میں ثابت ہے اس میں نقیض کا احتمال نہیں ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ ان کے جھوٹ پر جمع ہونے کے امکان عقلی کا سلب ہوگیا ہے۔ (ت)

مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا کما حققہ فی المواقف وشرحھا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرھما (جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح میں ہے اور اس کی طرف شرح مقاصد اور شرح عقائد وغیرہ میں اشارہ ہے۔ ت) اسے پیشِ نظر رکھ کر کلام باری تعالٰی کی طرف چلئے، امکانِ کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورہ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وارادۂ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی وخبر اہلِ تواتر کانٹے کی تول ہم پلّہ ہوں گے جیسا کہ احتمالِ کذب یعنی نافی قطع ومنافی جزم اس کلام پاک میں نہیں اس سے خبرِ تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظرِ امکانِ ذاتی جو احتمالِ عقلی خبرِ تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلامِ الٰہی میں بھی باقی، پھر کلامِ الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اس سے صدقًا بھی ہمسری نہ کرسکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا، بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنت وقایۃ اللہ لھم دامت (ان کو اللہ تعالٰی کی حفاظت دائمی ہو۔ ت) یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولٰی جل وعلا میں کسی طرح احتمالِ کذب کا امکان نہیں بخلاف خبرِ تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعًا صرف اسی کے کلام پاک سے خاص، محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہوجائے عصمت اگر بمعنی امتناع صدور وعدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیرِ قدرت، اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن ودرخشندہ صادق آیا کہ من اصدق من اللہ قیلا [2] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ ت) اور العزۃ للہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثا [3] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ ت) یہ دیکھو یہ منشا تھا علماء کے اس ارشاد کا کہ زیر آیت کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس سے کیونکر اصدق ہوسکے کہ اس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد للہ رب العٰلمین۔

---

[1] التلویح والتوضیح لمتن التنقیح الرکن الثانی فی السنۃ مصطفی البابی مصر ۲/۳

[2] القرآن الکریم ۴/۱۲۲

[3] " " ۴/۸۷

دلیل بست ونہم قال المولٰی سبحانہ وتعالٰی : قل ای شیئ اکبر شھادۃ ط قل اللہ[1] (اے نبی! تُو کافروں سے پُوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ اللہ)

اقول اللہ کے لئے حمد ومنت کہ یہ آیہ کریمہ آیہ سابقہ سے بھی جلی واظہر، اور افادہ مراد میں اجلٰی وازہر، وہاں ظاہر نظم نفی اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بجوالہ عرف یہاں صراحۃً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر واعظم واعلٰی ہے، اب اگر معاذ اللہ امکانِ کذب کو دخل دیجئے تو ہرگز شہادتِ الٰہی کو شہادت اہل تواتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اس سے بھی مہیا اور جو احتمال اس میں باقی اس میں بھی پیدا تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے برأت پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے، فافہم واعلم واللہ اعلم۔

دلیل سیم قال ربنا عزمن قائل،

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لامبدل لکلمتہ ج وھو السمیع العلیم[2]

اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق وانصاف میں، کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

علماء فرماتے ہیں یعنی باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق وعدل پر ہے، جس کا مثل ان امور میں متصور نہیں۔

بیضاوی میں ہے:

بلغت الغایۃ اخبارہ واحکامہ ومواعیدہ صدقا فی الاخبار والمواعید وعدلا فی الاقضیۃ والاحکام[3]

اللہ تعالٰی کی اخبار، احکام اور مواعید انتہائی کامل ہیں، اخبار ومواعید صدق کے اعتبار سے اور قضایا واحکام عدل کے اعتبار سے۔ (ت)

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

المعنی انھا بلغت الغایۃ القاصیۃ صدقا فی الاخبار والمواعید وعدلا فی الاقضیۃ

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے کلمات اخبار ومواعید میں صدق کے اعتبار سے اور قضایا واحکام میں

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۹

[2] " " ۶/ ۱۱۵

[3] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) مع القرآن الکریم تحت ۶/ ۱۱۵ النصف الاول مصطفی البابی مصر ص ۱۴۳

والاحکام لا احد یبدل شیئا من ذلك بما ھو اصدق و اعدل ولا بما ھو مثلہ[1] | عدل کے اعتبار سے انتہائی درجہ پر ہیں اس سے بڑھ کر کوئی اصدق و اعدل نہیں جو ان میں سے کسی حکم کو بدل ڈالے بلکہ ان کے مماثل بھی کوئی نہیں (ت)

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) صدق قائل کے لئے درجات ہیں:

درجہ ۱: روایات و شہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روا نہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آثم و مردود الروایۃ نہ ہوگا تاہم بات خلافِ واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع، اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع، مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع، ولہذا حدیث میں ارشاد فرمایا:

قال بعض اصحابہ فانك تداعبنا یا رسول اللہ | آپ کے بعض صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ

عہ قال الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لایخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من جملۃ المنکرات کقول الانسان مثلا طلبتك الیوم مائۃ مرۃ، واعدت علیك الکلام الف مرۃ، وما یجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلك لایقدح فی العدالۃ و لا ترد الشہادۃ بہ[2] ۱۲ منہ

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف میں منکرات ضیافت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہر وہ کذب جس کا کذب ہونا مخفی نہ ہو اور اس سے کوئی فریب و دھوکا مقصود نہ ہو تو وہ منکرات میں سے نہیں ہوگا مثلاً انسان کہتا ہے میں نے آج تجھے سو دفعہ تلاش کیا، میں نے آج تجھے ہزار دفعہ کہا ہے یا ان کے قائم مقام الفاظ جن سے معلوم ہو مقصود تحقیق نہیں تو یہ چیز عدالت پر قادح نہ ہوگی اور نہ ہی اس سے ایسے شخص کی شہادت مردود ہوگی ۱۲ منہ (ت)

---

[1] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت ۶/ ۱۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۷۶
[2] احیاء العلوم کتاب الامر بالمعروف الباب الثالث مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۲/ ۳۴۱

فقال انی لا اقول الاحقا[1] اخرجہ احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔ امام احمد اور ترمذی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (ت)

درجہ ۲: ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو، جس طرح قصائد کی تشبیبیں جیسے

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

(سعاد کی جدائی پر آج میرا دل مضطرب ہے۔ ت)

سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جُدا ہوئی نہ یہ اس کے فراق میں مجروح، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحیذ خاطر و تشویق سامع و ترقیق قلب و تزئین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں تاہم از انجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے، ارشاد فرمایا گیا: وما علمنٰہ الشعر وماینبغی لہ[2] نہ ہم نے اسے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

درجہ ۳: ان سے بھی تحرز کرے مگر مواعظ و امثال میں ان امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتیں، منطق الطیر کی روایتیں، اگرچہ کلامِ قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر تغلیط سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود، ولہذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولین[3] (پہلوں کے قصے۔ ت) کہنا کفر ہوا جیسے آج کل کے بعض کفار لئام مدعیانِ اسلام، نئی روشنی کے پرانے غلام دعوٰی کرتے ہیں کہ کلامِ عزیز میں آدم وحوا کے قصے شیطان و ملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں،

---

[1] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی المزاح امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی ۲/ ۲۰
مسند امام احمد از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۳۴۰
[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۶۹
[3] " " ۶/ ۲۵

تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالٰی کی ذات گرامی اس سے کہیں بلند ہے۔ ت)

درجہ ۴: ہر قسم حکایت بے محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے اگرچہ برائے سہو وخطا حکایت خلافِ واقع کا وقوع ہوتا ہو یہ درجہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

درجہ ۵: اللہ عزوجل سہواً و خطاً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ:

ان اللہ تعالٰی یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکرا لصدیق فی الارض[1]، رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والحارث فی مسندہ و ابن شاھین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اللہ تعالٰی آسمان کے اوپر اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ زمین پر غلطی کریں۔ اسے طبرانی نے معجم الکبیر میں، شیخ حارث نے مسند میں اور ابن شاہین نے السنۃ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

درجہ ۶: معصوم من اللہ ومؤید بالمعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کا ہے۔

درجہ ۷: کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ وجلالت عظیمہ بالذات کذب وغلط کی نافی ومنافی ہو اور اس کی ساحتِ عزت کے گرد اس گرد لوث کا گزر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق متصور نہیں، اب آیہ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق وعدل اعلٰی درجہ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صدور ظلم وخلاف عدل باجماعِ اہلسنت محال عقلی ہے یونہی صدور کذب وخلافِ صدق بھی عقلاً ممتنع ہو، ورنہ صدق الٰہی غایت ونہایت تک نہ پہنچا ہوگا کہ اس کے مافوق ایک درجہ اور بھی پیدا ہوگا یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے خلاف، فثبت المقصود والحمد للہ العلی الودود (مقصود ثابت ہوگیا اور حمد اللہ بلند اور محبت فرمانے والے کے لئے ہے۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الحارث عن معاذ بن جبل حدیث ۳۲۶۳۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۵۸
المعجم الکبیر " " " ۱۲۴ المکتبۃ الفیصلیۃ البیروت ۲۰/ ۶۸

تنبیہ: اقول فرق ہے دلیل سمعی کے مناطِ استحالہ و مظہرِ استحالہ ہونے میں اوّل کے یہ معنی کہ استحالہ صدقِ آیت پر موقوف ہے یعنی ورودِ دلیل نے محال کردیا، اگر سمع میں نہ آتا عقلاً ممکن تھا یہ استحالہ شرعی ہوگا اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدقِ آیت ماننا استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانئے تو مفادِ آیت صادق نہیں آتا یہ استحالہ عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیل آخرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدماتِ مسلمہ پر مبنی ہوگا اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) خلاصہ یہ کہ آیات اِنّ اثبات ہیں نہ لِم ثبوت، والحمد للہ مالک الملکوت (تمام حمد ملکوت کے مالک کی ہے۔ ت) یہ بحمد اللہ تیس ۳۰ دلیلیں ہیں کہ عجالۃً حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوتی تو باری عزّوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی حج

در خانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

(اگر خانہ میں کچھ ہے تو ایک حرف ہی کافی ہے۔ ت)

واللہ الھادی الی الحق المبین والحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالٰی ہی واضح حق کی طرف رہنمائی فرمانے والا ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں (ت)

تنزیہ سومع: ردّ ہذیانات امام وہابیہ میں

یامعشر المسلمین! ان ہمارے عنایت فرما مخالفین ھداھم اللہ تعالٰی الی الحق المبین (اللہ تعالٰی حق مبین کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے۔ ت) کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا

ع **تنبیہ ضروری:** قطع نظر اس سے کہ ان کے امام کا ردّ ان کے ردّ کا امام ہے، بنظر نفس واقعہ فتنہ براہین بھی جس کے باعث یہ استفتا میرٹھ سے آیا اور حضرت مولانا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اس براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل (جس کی مطلوب تک رسائی نہیں۔ ت) کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے، انوار ساطعہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ "کوئی جناب باری عزّ اسمہ کو امکانِ کذب کا دھبا لگاتا ہے[1]" اور براہین قاطعہ نے اسی کے درد حمایت و حمیت جاہلیت میں لکھا "امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا[2] الٰی آخر الجہالۃ الفاحشۃ"، تو اولاً بپاسِ امامت، ثانیاً بشرمِ حمایت، ہر طرح ملّا گنگوہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت
(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] البراہین القاطعۃ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاساڈھور ص ۲

[2] الانوار الساطعۃ مع البراہین القاطعۃ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاساڈھور ص ۲-۳

اور پیشِ خویش آسمان بریں پر اٹھا کر رکھ دیا، اب اس کے خلاف کسی کی بات قبول ہونی تو بڑی بات، کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سُننے سے پہلے ہی ٹھہرا یا کہ ہرگز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم بنائے نہ بنیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہارِ حق کے بغیر چارہ کیا ہے ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ ست با تو می گویم ‌ ‌ ‌ ‌ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

(بات کا پہنچانا ضروری ہے میں نے وہ کردیا اب تُو میری بات سے نصیحت حاصل کرلے یا غصہ کرلے۔ ت)

کاش خدا اتنی توفیق دے کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پانِ رخصت ملے قائل امام طریق ہے، معترض خصم فریق، ان حیثیتوں کے لحاظ سے نظر تج کر چلے، پھر گوشِ ہوش کو اجازتِ شنیدن ہو، پھر میزانِ خرد کو حکمِ سنجیدن، اب اگر قولِ خصم قابلِ قبول ہو تو اتباعِ حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر وہی تم وہی تمھارے امام جو بادہ آج بکام ہے کل بھی در جام، اس چند ساعت میں نہ کچھ بنے بگڑے نہ رنگِ امامت جما ہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو جو سر کے دونوں جانب گوہرِ سماعت کے کان بنے ہو، جن پر ہوا کی موجیں نیسانِ سخن سے بارور ہوکر انھیں پھوار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سننے کے موتی بناتی ہیں، کیا کوئی تم میں القی السمع وھو شھید[1] (کان لگائے اور متوجہ ہو۔ ت) کے قابل نہیں، ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشیں ہو جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سنانے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہ[2] (کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نجدیت نجدت و تہمت مکابرہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر نفخ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضائے غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایتِ امام کا بیڑا اٹھایئے اور رجب شیر شرزہ کا نعرہ جانگداز سُنئے امام کو چھوڑ کر حمایت سے منہ موڑیئے اور انی بری منك انی اخاف[3] (میں تجھ سے بری ہوں مجھے ڈر ہے۔ ت) کی ٹھہرایئے، والسلام ۱۲ منہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۳۷

[2] القرآن الکریم ۳۹/ ۱۸

[3] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۶

کا قائل نہیں؛ جانِ برادر! الیقین جان تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے، شب درمیان فردا لوکنا نسمع او نعقل[1] (اگر ہم سنتے یا سمجھتے۔ت) کا، ھٰذا یوم عصیب[2] (یہ بڑی سختی کا دن ہے۔ت) الا ان موعدھم الصبح ط الیس الصبح بقریب[3] (بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے، کیا صبح قریب نہیں۔ت) اس دن رب ارجعون ۰ لعلی اعمل صالحا[4] (اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں۔ت) کا جواب کلا[5] (ہرگز نہیں۔ت) ہوگا اور طعن بے امان الم یاتکم نذیر[6] (کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ت) کے جگر دوز تیر میں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوجھنے کی راہ نکالو، چل تو دیے، یہ بھی دیکھتے ہو کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو، جس نے نہ صرف ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج، روافض، معتزلہ، مرجیہ، ظاہریہ، کرامیہ وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ اور ان کے علاوہ صدہا ضلالات قبیحہ قطعیہ کی خندقیں جھنکائیں، اور تمھیں ان قہر ٹھوکروں ستم لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں اور پھر گمان یہ کہ اس بیہڑ راہ کا ہدایت مآل، ہیہات ہیہات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال،

اذا کان الغراب دلیل قوم ۔ سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب کوّا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ انھیں ہلاکت کی راہ پر ہی لے جائیگا۔ت)

لہٰذا اپنی حالت پر رحم کرو قبل اس کے کہ پھر معذرت ربنا ھٰؤلاء اضلونا[7] (اے ہمارے رب! انھوں نے ہم کو بہکایا تھا۔ت) کام نہ آئے اور لا تختصموا لدی[8] (میرے پاس نہ جھگڑو۔ت) کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذین اتبعوا[9] (جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے۔ت) کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین[10] (اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ت) فقیر اس تمہید حمید و تہدید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجالِ مقال میں قدم دھرتا اور دوڑتے دوڑتے نازک طبعوں، گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ

---

[1] القرآن الکریم ۶۷/۱۰
[2] القرآن الکریم ۱۱/۷۷
[3] 〃 〃 ۱۱/۸۱
[4] 〃 〃 ۲۳/۹۹ و ۱۰۰
[5] 〃 〃 ۲۳/۱۰۰
[6] 〃 〃 ۶۷/۸
[7] 〃 〃 ۷/۳۸
[8] 〃 〃
[9] 〃 〃 ۲/۱۶۶
[10] 〃 〃

عرض کرتا ہے ؎

کہنے کو ان سے کہتا ہُوں احوالِ دل مگر
ڈر ہے کہ شانِ ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

یاایہا القوم ! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اُپج کا مزہ مقدم تھا بیباک روی میں اپلے کا عالم تھا ، زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ، جب اُبلتے پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے ، جدھر جا نکلے مسجد ہو یا دَیر لگی رکھنے سے پُورا بیَر ؎

گہ بُت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش
از مذہب تو کافر مسلماں گلہ دارد

(کبھی تُو بُت توڑتا ہے اور کبھی مسجد جلاتا ہے ، تیرے مذہب سے کافر و مسلمان دونوں کو گلہ ہے ت)

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے دُوسری میں ایمان ، آج جو ولی ہے کل پکّا شیطان ، ایک آنکھ سے راضی دوسری سے خفا ، ایک پر میں زہر دوسرے میں شفا ، دُور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر صراط ایک پر تقویت رکھ لیجئے ، ایک دوسری کا رَد کر دے تو سہی اب ایک بڑی مصلحت ہے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے ، اور پیش بندی [illegible] سامان کر لئے جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ "البارقۃ الشارقۃ علی المارقۃ المشارقۃ" مجلد سوم عـہ فتاوٰی فقیر مسمّٰی بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں مفصل و مدلّل بیان کیا ، یہ سُوجھی کہ وُہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالٰی کا وجوب صدق باطل نہ ہو لہٰذا رسالہ "یکروزی" میں امکانِ کذب کے قائل ہُوئے اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دَو ہذیان بین البطلان ظاہر کئے :

ہذیانِ اول امام وہابیہ : اگر کذب عـہ۲ الٰہی محال ہو اور محال پر قدرت نہیں تو اللہ تعالٰی جھُوٹ

عـہ۱ اب الحمدللہ وہ بارھواں ہے ۱۲

عـہ۲ علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال ، حضرت اس کے رَد میں یُوں اپنا خبثِ نفس ظاہر کرتے ہیں :

قولہ وھو محال لانہ نقص و النقص علیہ تعالٰی محال ، اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرتِ الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد

قولہ یہ محال ہے کیونکہ نقص ہے اور اللہ تعالٰی پر نقص محال ہے اقول اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے جو قدرتِ الٰہیہ کے تحت داخل نہیں تو ہم نہیں مانتے کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور ہوگا کیونکہ

(باقی برصفحہ آئندہ)

بولنے پر قادر نہ ہوگا حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ سے بڑھ گئی، یہ محال ہے تو واجب کہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو،

ایھا المسلمون! حماکم اللہ شر المجون (اے اہل اسلام، اللہ تعالٰی تمہیں اس خطرناک شر سے محفوظ فرمائے۔ت) للہ! بنظرِ انصاف اس اغوائے عوام وطغوائے تمام کو غور کرو کہ اس لبس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پڑیاں بندھی ہیں،

اولاً دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو قدرتِ انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال واقوال واوصاف واحوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولٰی سبحانہ وتعالٰی:

واللہ خلقکم وما تعملون[1] تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولٰی عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ وتکوین کے پلک مار سکے، انسان کا صدق وکذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا، اور اسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی ست، کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست، ولہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ بیشمارند[2] الخ

یہ قضیہ غیر مطابق للواقع ہے اور اس کا القاء ملائکہ اور انبیاء پر قدرتِ الٰہیہ سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت انسانی، قدرت ربانی سے زائد ہوجائے کیونکہ قضیہ غیر مطابق للواقع، اور اس کا القاء مخاطبین اکثر افراد انسانی کی قوت میں ہے، ہاں کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے لہذا یہ ممتنع بالغیر ہے اور اسی لئے عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں الخ (ت)

بقیہ عبارت سراپا شرارت زیر ہذیان دوم آئے گی ۱۲ عفا اللہ تعالٰی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/ ۹۶

[2] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین [1] تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔

ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

ع ماشئت کان وماتشاء یکون لامایشاء الدھر والافلاک

(جو تو نے چاہا ہوگیا جو آپ چاہیں گے وہ ہوجائے گا، نہیں ہوگا جو دہر اور افلاک چاہیں گے۔ت)

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرتِ الٰہی سے جُدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب نامہذب ہے قرآن عظیم کا مردود و مکذب۔

ثانیاً **اقول** اس ذی ہوش سے پُوچھو انسان کو اپنا بڑا جُھوٹ بولنے پر قدرت ہے یا معاذ اللہ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت [ع] بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالٰی آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہو تو انسان کو اس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اس کی قدرت زائد ہوگئی ولکن "من لم یجعل لہ نورا فمالہ من نور [2]" (لیکن "جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں"۔ت)

ع **فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ:** ایھا المسلمون بر ظاہر کہ قدرت بڑھنے کے یہ معنی کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اُسے نہیں، نہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اُس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہرگز اس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا، یہاں بھی دو چیزیں ہیں: ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقۃً۔ دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولٰی سبحانہ وتعالٰی کی قدرت سے بڑھ گئی، ہُوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت وغباوت کہ تمغائے عامہ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور بعینہٖ یہی لفظ جناب حضرت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدورِ انسان تھی مقدورِ رحمٰن نہ ہُوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرقِ معنی اصلاً نہ جانا، ایک جگہ اپنے سے مراد ذاتِ انسان ہے، دُوسری جگہ ذاتِ رحمٰن جل وعلا، پھر جو شے قدرتِ انسانی میں تھی قدرتِ ربانی سے کب خارج ہوئی، کذلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار [3] ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۹
[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰
[3] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

ثالثاً حضرت کو اسی "یکروزی" میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے اور بیشک باری عزوجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اس کی خدائی سے منکر ہو جانا ہے۔ حضرات مبتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالٰی قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا[1] یعنی اللہ تعالٰی اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا۔

تعالی اللہ عما یقولون الظالمون علوا کبیرا لقد جئتم شیئا ادا ○ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ○ ان دعوا للرحمٰن ولدا ○ وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا ○[2]

ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے۔ بیشک تم حد کی بھاری بات لائے، قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھے کر اس پر کہ انھوں نے رحمٰن کے لئے اولاد بتائی اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ (ت)

سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب الوفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کرکے فرماتے ہیں:

فانظر اختلال ھذا المبتدع کیف غفل عما یلزم علی ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لا تدخل تحت وھم وکیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان القصور جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز[3]

یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا کیونکر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکر اس کے فہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۸۹ تا ۹۲

[3] المطالب الوفیۃ لعبد الغنی النابلسی

اسی میں فرمایا:

وبالجملة فذلك التقدير الفاسد يؤدي الى تخليط عظيم لا يبقى معه شئ من الايمان ولا من المعقولات اصلاً۔[1]

یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی وبرہمی کا باعث ہوگی۔ جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلاً احکام عقل کا نشان۔

اسی میں فرمایا:

وقع ھھنا لابن حزم ھذیان بین البطلان لیس لہ قدوۃ ورئیس الا شیخ الضلالۃ ابلیس۔[2]

یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اس کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔

کنز الفوائد میں ہے:

القدرة والارادة صفتان مؤثرتان والمستحیل لایمکن ان یتأثر بھما اذ یلزم منہ ان یجوز تعلقھما باعدام نفسھما واعدام الذات العالیة واثبات الالوھیة لما لا یقبلھا من الحوادث وسلبھا عن مستحقھا جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من ھذا وھذا التقدیر یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لایبقی معہ عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر ولعماوۃ بعض الاشقیاء من المبتدعۃ من ھذا صرح بنقیضہ فانظر عماء ھذا المبتدع کیف عمی یلزم علی ھذا القول

یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں مؤثر ہیں اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالٰی کے عدم اور مخلوق کو خدا کردینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہوسکے اس سے بڑھ کر کون سا قصور وفساد ونقصان ہوگا، اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سُوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر خدا قادر ہے اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو کیونکر اسے نہ سُوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف

---

[1] المطالب الوفیۃ لعبد الغنی النابلسی

[2] " " " " " " "

التشنیع من اللوازم التی لایتطرق الیہا الوہم[1]۔ وہم کو بھی راستہ نہیں۔

مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعیں جو علماء نے اس بدمذہب ابن حزم پر کیں، اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں،

کذٰلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم[2]، وان اللہ لایھدی کید الخائنین[3]۔

ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات، ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں، اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ (ت)

۳ ایضًا اقول العزۃ للہ، اگر دہلوی مُلّا کی یہ دلیل سچی ہو تو دو خدا، دس خدا، ہزار خدا، بیشمار خدا ممکن ہوجائیں، وجہ سُنئے جب یہ قرار پایا کہ آدمی جو کچھ کرسکے خدا بھی اپنی ذات کے لئے کرسکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرتِ انسانی میں ہے تو واجب کہ ملّاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کرسکے ورنہ آدمی کی قدرت تو اس سے بھی بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہوچکا تو وہ آفتیں جن کے سبب اہلِ اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے۔ امام وہابیہ نے قطعًا جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے اور بچہ ہونے میں کیا زہر گُھل گیا ہے، وہ کون سی ذلت وخواری باقی رہی ہے جس کے باعث انھیں ماننے جھجکنا ہوگا بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں جب دنیا بھر میں بزعم ملّاجی سب کے لئے اسی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائیگا آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے کہ نطفہ استقرار نہ کرے اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یُوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد یا خلل آسیب مانع اولاد تو جب خدائی ہے کیا ان موانع کا ازالہ نہ کرسکے گا بہرحال جب امور سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچہ ہونا قطعًا ممکن اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول

تو فرما اگر رحمان کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے

عـہ حملہ السدی علی الظاھر وعلیہ عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارك وارشاد العقل وغیرھا ولاشك انہ صحیح صاف لاغبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ۔

عـہ سدی نے اسے ظاہر پر محمول کیا اور اسی پر اعتماد ہے تکملۃ المفاتیح، بیضاوی، مدارک اور ارشاد العقل وغیرہا میں، اور بیشک یہ صحیح صاف ہے اس پر کچھ غبار نہیں تو پھر تاویلاتِ بعیدہ کے ارتکاب کی کیا حاجت ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] کنز الفوائد
[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۸
[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۲

العابدین[1] پُوجنے والا ہُوں۔

تو قطعاً دُوخدا کا امکان ہُوا اگرچہ منافیٔ غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب ایک ممکن تو کروڑوں ممکن کہ قدرتِ خدا کو انتہا نہیں ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

خامساً مُلّائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کرے گا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے، پیشاب کرتا ہے۔ آدمی قادر ہے کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سُننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلالے، خاک پر لیٹے، کانٹوں پر لوٹے، رافضی ہوجائے، وہابی بن جائے۔ مگر مُلّائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کرسکتا ہوگا ورنہ عاجز ٹھہرے گا اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،

اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے نہ کرسکا تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، کرسکا تو ناقص ہُوا ناقص خدا نہیں، محتاج ہُوا محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا ملوث خدا نہیں، تو شمس و امس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر کا یہ قولِ ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر،

ما قدروا اللہ حق قدرہ[2]، والعیاذ باللہ من اضلال الشیطٰن۔ انھوں نے اللہ تعالٰی کی صحیح قدر نہیں کی۔ اور شیطان کی گمراہی سے اللہ تعالٰی کی پناہ۔ (ت)

مگر "سبحان ربنا" ہمارا سچا خدا سب عیبوں سے پاک اور قدرت علی المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان، اعراض، ذوات، صفات، اعمال، اقوال، خیر، شر، صدق، کذب، حسن، قبیح سب اسی کی قدرت کاملہ و ارادۂ ازلیہ سے ہوتے ہیں نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمسر نہ اپنے لئے کسی عیب و منقصت پر قادر ہونا اس کی شانِ قدوسی کے لائق و درخور،

تعالی اللہ عما یقول الظّالمون علوا کبیرا ○ وسبحٰن اللہ بکرۃ واصیلا، والحمد للہ حمدا کثیرا۔ اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں، صبح و شام اللہ تعالٰی کی تقدیس و پاکیزگی ہے اور تمام اور کثیر حمد اللہ تعالٰی کے لئے ہے (ت)

ثم **اقول** ذہنِ فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیانِ مذکور پر اور ابحاثِ دقیقہ کلامیہ ہیں جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابلِ فہم دقائق درکار، نہ وہ حضرات جن میں اجلّہ و اکابر کا مبلغ علم سیدھی

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

[2] ؍؍ ؍؍ ۲۲/ ۷۴

24

نفس عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت و سند کی داد و ستد تا بہ اذکیا و اصاغر چہ رسد، امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم واللہ الھادی وولی الایادی (ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق کلام کریں، اللہ تعالٰی ہی ہادی اور مدد کا مالک ہے۔ ت)

ہذیان دوم مولائے نجدیہ:

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را جل شانہ بآں مدح می کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند و ظاہر ست کہ صفت کمال ہمین ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح می گردد بسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع نمی تواند کرد یا شخصے کہ ہر گاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و صادر مے گردد و ہر گاہ کہ ارادہ تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند مے گردد یا زبان او ماؤف می شود یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفہ می کنند یا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمی دارد و بناءً علیہ بکلام کاذب از و صادر نمے گردد ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح می نشینند بالجملہ عدم تکلم کلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب و تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار

عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں اور اس جل شانہ کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور جماد کے، ان کی کوئی عدم کذب سے مدح نہیں کرتا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ کمال یہی ہے کہ ایک شخص جھوٹے کلام پر قادر تو ہو لیکن بنا بر مصلحت اور بتقاضائے حکمت تقدس جھوٹے کلام کا ارتکاب اور اظہار نہ کرے ایسا شخص ہی سلب عیب کذب سے ممدوح اور کمال صدق سے متصف ہوگا بخلاف اس کے جس کی زبان ہی ماؤف ہو اور جھوٹا کلام کر ہی نہیں سکتا یا اس کی سوچ وفکر کی قوت فاسد ہو کہ قضیہ غیر مطابق للواقع کا انعقاد نہیں کرسکتا یا ایسا شخص ہے جو کسی جگہ سچا کلام کرتا ہے اس سے وہ صادر ہوتی ہے اور جس جگہ جھوٹا کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آواز بند ہو جاتی ہے یا اس کی زبان ماؤف ہو جاتی ہے یا کوئی اس کا منہ بند کردیتا ہے یا اس کا کوئی گلا دبا دیتا ہے یا کسی نے چند سچے جملے رٹ لئے ہیں اور وہ دیگر جملوں پر کوئی قدرت ہی نہیں رکھتا اور اس بنا پر اس سے جھوٹ صادر ہی نہیں ہوتا، یہ مذکور لوگ عقلاء کے نزدیک قابلِ مدح نہیں ہیں بالجملہ عیبِ کذب سے بچنے اور اس میں ملوث ہونے سے محفوظ رہنے کےلئے جھوٹے کلام کا عدم تکلم صفاتِ مدح میں سے ہے اور

ادون ست از مدح اوّل انتہٰی بلفظ الرکیک المختل۔[1] عاجز ہونے کی وجہ سے کلام کاذب سے بچنا کوئی صفاتِ مدح میں سے نہیں یا اس کی مدح ہو بھی تو پہلے سے کم ہوگی (رکیک خلل پذیر عبارت ختم ہوئی)۔ (ت)

اس تلبیع باطل وطویل لاطائل کا یہ حاصل بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالٰی کے کمالات و صفات مدائح سے ہے اور صفتِ کمال وقابلِ مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذبِ الٰہی مقدور وممکن ہو۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حدِ شمار سے زائد مگر ان توسفیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہِ اوّلین ذہنِ فقیر میں حاضر ہوئے پیش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ (ہر حرف اور کلمہ میں اللہ کی عصمت ہے۔ ت)

تازیانہ ۱: اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو (عزت اللہ تعالٰی کے لئے اور عظمت اللہ تعالٰی کے لئے ہے، اللہ تعالٰی کی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ت) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ط ان یقولون الا کذبا[2] (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ ت) للہ! یہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کردنی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا جاتا ہے پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت کرتا ہے لہٰذا ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہوجاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے، مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواکبیرا (اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے جو یہ کہتے ہیں۔ ت) اور خود سرے سے اصل مبنائے خودسری دیکھئے، مُلّائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام ائمہ کے رد میں ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالٰی پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر! کیا نیم گردشِ چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا۔ عاجز، جاہل،

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷، ۱۸

[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۵

احمق، کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا بلکہ مرجانا، مرکے پھر پیدا ہونا سب جائز ہوگیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولٰی عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے۔ فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کر آیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات باری عزوجل متفرع ومبنی، اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گزرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر افعال الٰہی سے استدلال یا یہ کہ اس پر عیوب ونقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کردیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کریں اور ان میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہۃ علیم وقدیر وحکیم ومرید ہے۔

اقول اولًا یہ استدلال صرف انھیں صفات کمال میں جاری جن سے خلق وتکوین کو علاقہ داری باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی، مثلًا مصنوعات کا ایسا بدیع ورفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ ان کا صانع صفت کلام با صفت صدق سے بھی متصف، یا نوم واکل وشرب سے بھی منزہ ہے۔

ثانیًا جن صفات پر دلالت افعال وہاں بھی صرف ان کے حصول پر دال، نہ یہ کہ ان کا حدوث ممتنع یا زوال محال، مثلًا اس نظم حکیم وعظیم بنانے کے لئے بیشک علم وقدرت وارادہ وحکومت درکار مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت، ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلئے۔

اقول اولًا بعض صفات سمع پر متقدم تو ان کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم۔

ثانیًا سمع بھی صرف گنتی کے سلوب وایجابات میں وارد ان کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے مثلًا نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں کہ باری عزوجل اعراض وامراض وبول وبراز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔

ثالثًا نصوص بھی فقط وقوع وعدم پر دلیل دیں گے، وجوب واستحالہ وازلیت وابدیت کا پتا کہاں چلے گا مثلًا بکل شیئ علیم[1] علٰی کل شیئ قدیر[2] (سب کچھ جانتا ہے۔ ہر شَی پر قادر ہے۔ ت) سے بیشک ثابت کہ اس کے لئے علم وقدرت ثابت، یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۹

[2] ؎ ؎ ۲/ ۲۰

سے محال، یونہی وھو یطعم ولا یطعم[1] (اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ ت) اور لا تأخذہ سنۃ ولا نوم[2] (اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ ت) کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر ممتنع، ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعوائے ازلیت و ابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اترنے والا ہزاروں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا مخالف ذی ہوش غیر مجنون ومدہوش کے منہ میں دفعۃً بھاری پتھر دے دینے والا نہ تھا مگر وہی دینی یقینی عقلی بدیہی اجماعی ایمانی مسئلہ کہ باری تعالٰی پر عیب ومنقصت محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا سب کچھ جاتا رہا، اب نہ دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل،

انا للہ و انا الیہ راجعون[3] ○ کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار[4] ○

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے، اللہ یوں ہی مُہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ (ت)

ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوتِ عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے یا نہیں، حاش للہ! امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماعِ مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بیشک اجماع ہے مگر جانِ برادر! یہ بیشک ہم نے یونہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان، تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوتِ اجماع کا کیا ذریعہ رہا، کیا نقل و روایت سے ثابت کروگے، حاشا نقلِ اجماع درکنار سلفاً وخلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہئے بول و براز کا وقوع ایسے آلاتِ جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ، تو اولاً ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزہ کے کیا دلیل جسے تمہارا امام و مولٰی رو بیٹھا۔

ثانیاً توقف ممنوع آخر بے آلات زبان و مردمک و پردہ گوش کلام و بصر و سمع ثابت، یونہی بے آلات

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴

[2] 〃 〃 ۲/ ۲۵۵

[3] 〃 〃 ۲/ ۱۵۶

[4] 〃 〃 ۴۰/ ۳۵

بول وبراز سے کون مانع، اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے کہ تمہارے امام کا وُہ بہتان امکان تسلیم ہو کر قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی،

کذٰلک، لیحق الحق ویبطل الباطل ولوکرہ المجرمون[1] — اسی طرح کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا اگرچہ بُرا مانیں مجرم۔ (ت)

مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار وامام مدعی اسلام نے کیا لبس بویا اور کیا کچھ کھویا اور لاکھوں عقائدِ اسلام کو کیسے ڈبویا، ہزاروں کفر شنیع وضلال قطیع کا دروازہ کیسا کھولا کہ اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دعوٰی یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں باقی سب مشرک، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوٰی، او ناقص وعیبی وملوث خدا کے پوجنے والے! کس مُنہ سے اپنے تراشیدہ موہوم کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ کے قابل جس میں دنیا بھر کے عیبوں آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ للہ میں اپنے رب ملک سبوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار جان وصد ہزار جان برأت کرتا ہوں تیرے اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے۔ مسلمانو! تمہارے رب کی عزت وجلال کی قسم کہ تمہارا سچا معبود جل وعلا وہ پاک ومنزہ وسبوح وقدوس ہے جس کے لئے تمام صفاتِ کمالیہ ازلاً ابداً واجب للذات اور اصلاً کسی عیب ولوث سے ملوث ہونا جزماً قطعاً محال بالذات اُس کی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری ومنزہ کہ معاذ اللہ اپنے عیبی وناقص بنانے پر حاصل ہو، نعم المولٰی ونعم النصیر[2] (کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار۔ ت)

یہ مُلائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب وفواحش پر قدرت تو رکھتا ہے مگر لوگوں کے شرم ولحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر وغضب سے ڈر کر باز رہتا ہے،

ضعف الطالب والمطلوب[3] لبئس المولٰی ولبئس العشیر[4] — کتنا کمزور چاہنے والا اور جس کو چاہا، بیشک کیا ہی بُرا مولٰی اور بیشک کیا ہی بُرا رفیق۔ (ت)

او سفیہ ملوم کذوب ظلوم الوہیت ومنقصت باہم اعلٰی درجہ تنافی پر ہیں، الٰہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات

---

[1] القرآن الکریم ۸/۸

[2] " " ۲۲/۷۸

[3] " " ۲۲/۷۳

[4] " " ۲۲/۱۳

کمال واجب لذاتہ ہوں تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے پھر خدا کب رہا، ولکن الظّلمین بایٰت اللہ یجحدون[1] (بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ ت) عنقریب ان شاء اللہ تعالٰی تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری تعالٰی کے لئے امکانِ ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں گمان نہیں کرتا کہ اس بیباک کی طرح مسلمانوں کی تو خدا امان کرے) کسی سمجھ وال کا فرنے بھی بے دھڑک تصریح کردی ہو کہ عیب دلوث خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دور رہتا ہے ——

صدق اللہ (اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا۔ ت):

ومن اصدق من اللہ قیلا[2] فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[3] والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی۔

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)

ثمّ **اقول** طرفہ تماشا ہے کہ خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا امکان اور اربابِ طائفہ یوں بے وقت کی چھیڑ کرناحق ہلکان کہ تمام امت کے خلاف حق تعالٰی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایانِ دین کا ہے مؤلف اس پر اظہار افسوس نہیں کرتا[4]؎ حضرت! ذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائے طائفہ عجز وجہل وظلم وبخل وسفہ وہزل وغیرہا دنیا بھر کے عیب ونقائص کے امکان کا ٹھیکا لے چکے ہیں، پھر بفرض غلط

عہ یہ عبارت براہین کے اسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدر استفتاء میں گزرا یہاں ملا گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی مکرمنا مولوی عبدالسمیع صاحب مؤلف انوارِ ساطعہ پر یوں منہ آتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اسے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اس کے لئے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہو اگرچہ خدائی گئی، ہزار تف اس بھونڈی سمجھ پر، رہا اس مغالطہ عجز کا دندان شکن حل، وہ اس رسالہ مبارکہ میں جابجا گزرا، سبحان اللہ! محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جاننا الٰہی کیسے نا شخص کی تشخیص ہے، واللہ الہادی ۱۲ عفی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۳۳

[2] " " ۴/ ۱۲۲

[3] " " ۲۲/ ۴۶

[4] البراہین القاطعہ مسئلہ خلفِ وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلا ساڈھور ص ۳

اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا تو تمہارے امام کے ایمان[1] پر کیا بے جا کیا ایک امر کہ خدا کے لئے اس سے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اس نے اس خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا پھر کیا قہر کیا مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلائشی ہو سکنے پر ایمان لایا نہ یہ قابلِ افسوس نہ خلافِ اُمت ہے، یہ تو تمہارے پیشوایانِ دین کی مت ہے، معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بیچارے کی کیا بُری گت ہے۔

ثم **اقول** اس سے بڑھ کر منقلہ طائفہ تناقض صریح امام الطائفہ اسی مُنہ سے خدا کے لئے عیب و تلوث ممکن مانتا ہے اسی منہ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے تو قدرت جو گھٹ جائے گی، جی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئے گی، آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے ایہم برعلم لبّس[2] ہے یہ کہ رب کریم رؤف و رحیم عزمجدہ اپنے اضلال سے پناہ میں رکھے آمین آمین بجاہ سید الھادین محمد الصادق الحق المبین، صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

تازیانہ ۲: اقول وباللہ التوفیق، ایہا المسلمون! حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے دور مانتا ہے۔ اے مسلمان! کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحبِ کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی تلوثات ہو اور قطعاً جو ایسا ہوگا اس پر ہر عیب ونقصان محال ذاتی ہوگا کہ ذات سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات یا منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع، اور بیشک ہم اہلسنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بیشک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے، اس شخص نے کہ اس عزیز جلیل پر عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اس کا مقتضائے ذات نہ جانا تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص وفاقد مرتبہ عالی ہوا، آج وجہ معلوم ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موحد اور اہلسنت کو مشرک کیوں کہتا ہے، اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائے گا اگرچہ وجوب بالذات و وجوب للذات کا فرق اس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں جو اربعہ وزوجیت کی حالت جانتا ہے، ولہذا اس فرقہ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالاتِ الٰہیہ کو مقتضائے

---

[1] وانتظر ما سنلقی علیک ان السفیہ قائل بالامکان الوقوعی بالوقوع لابمجرد الامکان الذاتی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ہماری آئندہ گفتگو کا انتظار کرو یہ بیوقوف امکان وقوعی بلکہ وقوع کا قائل ہے نہ کہ محض امکان ذاتی کا، ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ (ت)

[2] ولاتنس ما اشرنا الیہ ۱۲ منہ۔

جس کی طرف ہم نے تمہیں متوجہ کیا ہے اسے مت بھولنا ۱۲ منہ (ت)

ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تعددِ قدماء سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدیدنے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا، وفی ذٰلک **اقول** ؎

خَسِرَ الَّذِیْنَ بِالْاِعْتِزَا ۔۔۔ لِ وَبِالتَّوَھُّبِ جَاءُوْا
ذَا اَھْلُ تَوْحِیْدٍ وَذَا ۔۔۔ ذَاكَ مُوَحِّدٌ غَوَاءٌ
نعم القلوب تشابھت ۔۔۔ فتناسب الاسماء

(خسارے میں مبتلا ہیں جو معتزلی اور وہابی بنے، معتزلی اہلِ توحید اور وہابی موحّد گمراہ، ان کے دل ایک جیسے ہیں اور ناموں میں بھی مناسبت ہے۔ ت)

تنبیہ نبیہ: جہول سفیہ کو جب کہ اس کے استاذِ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان وتلوث باری عزوجل کا مہلکہ سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح الباطل مسمّٰی بہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال و شدتِ نکال کا رستہ دکھایا، یعنی اس میں نہایت دریدہ دہنی مسائل تنزیہ وتقدیس باری تعالٰی عزوجل کو جن پر تمام اہلسنت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقیہ بتایا، جری بیباک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے:

تنزیہ اوتعالٰی از زمان ومکان وجہت واثبات رؤیت بلاجہت ومحاذات وقول بصدور عالم برسبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آں ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۲؎ اھ ملخصا۔

زمان، مکان، جہت اور رؤیت بلاجہت ومحاذات سے اللہ تعالٰی کو پاک کہنا اور جہان کا صدور بطور ایجاب وعالم کا قدم ثابت کرنا اور ایسے دیگر امور یہ تمام حقیقی بدعات ہیں جبکہ مذکور اعتقاد والے لوگ ان مذکورہ امور کو دینی عقائد میں شمار کرتے ہیں اھ ملخصاً (ت)

دیکھو کیسا بے دھڑک لکھ دیا کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اسے زمانہ ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلاکیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہیں، سچ ہے جب اللہ تعالٰی کے لئے ہر عیب وآلائش کو ممکن ماننا سنّتِ ملعونہ امام نجدیہ ہے تو اس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ وتقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت

۱؎ الدیوان العربی بساتین الغفران رضا دارالاشاعت لاہور ص ۱۴۷
۲؎ ایضاح الحق الصریح (مترجم اردو) فائدہ اول ان امور کا بیان جو بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۷۷

وہابیہ ہوگی، وہی حساب ہے ع

کہ توہم درمیان ما تلخی

(کہ تُو بھی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ت)

مشرکین بھی تو دینِ اسلام کو بدعت بتاتے تھے،

ماسمعنا بھذا فی الملۃ الاٰخرۃ ان ھذا الا اختلاق[1] یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سُنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے (ت)

خیر یہاں تک تو نری بدعت ہی بدعت تھی، آگے شرابِ ضلالت تیز و تُند ہو کر اونچی چڑھی اور نشّے کی ترنگ کیف کی امنگ دون پر آکر کفر تک بڑھی کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور دیدارِ الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق تعالٰی کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا اور اسے ان ناپاک مسئلوں کے ساتھ کہ باجماعِ مسلمین کفرِ محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا، اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اچھے امام اور اچھے ماموم ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

تازیانہ ۳: اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) سفیہ سحیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھئے خود مانتا جاتا ہے کہ صدق اللہ عزوجل کی صفاتِ کمالیہ سے ہے، حیث قال: صفت کمال ہمین ست[3] الخ (جہاں اس نے یہ کہا صفتِ کمال یہی ہے الخ۔ ت) پھر اسے امر اختیاری جانتا ہے کہ باری تعالٰی نے باوجود قدرت عدم برعایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہلِ سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل کے کمالات اس کے یا کسی کے قدرت و اختیار سے نہیں بلکہ باقتضائے نفسِ ذات بے توسط قدرت و ارادہ و اختیار اس کی ذات پاک کے لئے واجب و لازم ہیں نہ کہ معاذ اللہ وہ اس کی صنعت یا ان کا عدم اسکے زیر قدرت، تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالامال، وہ احادیث و آثار تمہارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلامِ الٰہی کو باختیارِ الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض ان میں سے بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بیباک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفاتِ کمالیہ الٰہی کا اختیاری اور ان کے عدم کا زیرِ قدرت

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۷ [2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

باری نہ ہونا ائمہ اہلسنت کا مسئلہ اجماعی ہے تو اس نے جیسے اور مسائل اجماعیہ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا یہاں کہتے کون اس کی زبان پکڑتا ہے کہ ائمہ اہلِ سنت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں کہ صفت کمال کا اختیاری اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب و منقصت ہے کہ جب کمال اختیاری ہُوا کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا تو عیب و نقصان بھی روا ٹھہرا اور مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا تو یہ اس بدمشرب کا عین مذہب ہے وہ صاف لکھ چکا کہ باری عزوجل میں عیب و آلائش کا ہونا ممکن، مگر ہاں انکے پیروؤں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہلِ سنت و جماعت کو رَد کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سُنّی ہیں۔

تنبیہ نبیہ: حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علمِ الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تفویۃ الایمان مسمّٰی بہ تقویت الایمان، ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

(سیاہ حبشی کا نام الٹ کر کافور رکھتے ہیں۔ت)

میں صاف لکھ دیا:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے[1]"

حاشا للہ! اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا کہ اللہ تعالٰی چاہے تو علم حاصل کرلے چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر! اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر، اہلِ سنت کے مذہب میں ازلاً ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے کہ نہ وُہ کسی کے ارادہ و اختیار سے نہ اُس کا حاصل ہونا یا زائل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بدمذہبیاں گنتے جاؤ اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہلسنت کے امام اعظم ہمام اقدام امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا فھو کافر باللہ تعالٰی[2]	صفات الٰہی ازلی ہیں نہ حادث نہ کسی کے مخلوق تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان میں تردد کرے یا شک لائے وُہ کافر ہے اور اللہ تعالٰی کا منکر۔

---

[1] تقویت الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص۱۴

[2] الفقہ الاکبر مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۴

اقول وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حدوث و قابلیت فنا کو مستلزم، اور یہ عین انکارِ ذات ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

تازیانہ ۴: اقول وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا اور قرآن عظیم قطعًا اس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم، اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے، سب حادث و مخلوق تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ[1] بن مسعود و عبداللہ[2] بن عباس، و جابر[3] بن عبداللہ، و ابو[4] درداء، و حذیفہ[5] بن الیمان، و عمران[6] بن حصین، و رافع[7] بن خدیج، و ابو[8] حکیم شامی، و انس[9] بن مالک، و ابو ہریرہ[10] دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہُوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن مجید

---

[1] الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقہ ابن الجوزی بوجہ اٰخر ۱۲ منہ۔
شیرازی نے القاب میں، خطیب نے اور ابن جوزی نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[2] ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ۔
ابونصر السجزی نے الابانۃ عن اصول الدیانۃ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[3] اخرج عنہ الخطیب ۱۲ منہ۔
ان سے خطیب نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[4] الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ۔
دیلمی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

[5] الشیرازی فی الالقاب والدیلمی فی مسند الفردوس بوجہ اٰخر ۱۲ منہ۔
شیرازی نے القاب میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ایک اور سند سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[6] الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ۔
دیلمی نے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[7] کالذی قبلہ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔
یہ پہلے کی ہی مثل ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

[8] روی عنہ الخطیب ۱۲ منہ۔
خطیب نے ان سے نقل کیا ۱۲ منہ (ت)

[9] الدیلمی وھو عند الخطیب بوجہ اٰخر ۱۲ منہ۔
دیلمی میں ہے اور خطیب نے اسے ایک اور سند سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[10] ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ۔
ابن عدی نے الکامل میں ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، مگر از انجا کہ ائمہ محدثین کو ان[1] احادیث میں کلام شدید ہے، لہذا آثار و اقوال صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام علیہم رضا المنعام استماع کیجئے:

(ارشاد اا تا ۱۰) امام لالکائی کتاب السنۃ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں:

انبأنا الشیخ ابو حامد بن ابی طاهر الفقیہ انبأنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن هارون الحضرمی حدثنا القاسم بن العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار قال ادرکت تسعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقولون من قال القرآن مخلوق فهو کافر[1]

ہمیں خبر دی شیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ نے انھیں خبر دی عمر بن احمد الواعظ نے انھیں خبر دی محمد بن ہارون الحضرمی نے انھیں خبر دی قاسم بن عباس الشیبانی نے ان سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے کہ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے وہ کافر ہے۔

عن البیهقی فی الاسماء والصفات اسانیدہ مظلمۃ لاینبغی ان یحتج بشئ منها ولا ان یستشهد بھا[2] ابن الجوزی فی الموضوعات موضوع[3] الذهبی فی المیزان والحافظ فی اللسان والسخاوی فی المقاصد باطل[4] القاری فی المنح لا اصل لہ[5] السیوطی فی اللآلی فما رأیت لهذا الحدیث من طرق[6] ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں کہا ان میں سے کسی کے ساتھ بھی استدلال و استشہاد درست نہیں، ابن جوزی نے موضوعات میں موضوع قرار دیا، ذہبی نے میزان میں اور حافظ نے لسان میں اور سخاوی نے مقاصد میں باطل کہا، علی قاری نے المنح میں کہا اس کی کوئی اصل نہیں، سیوطی نے اللآلی میں کہا میں نے اس حدیث کی کوئی صحت نہ پائی ۱۲ منہ سلمہ ربہ (ت)۔

---

[1] اللآلی المصنوعۃ بحوالہ اللالکائی فی السنۃ کتاب التوحید دار المعرفۃ بیروت ۱/۸

[2] المقاصد الحسنۃ بحوالہ الاسماء والصفات تحت حدیث ۷۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۴

[3] موضوعات ابن الجوزی کتاب التوحید دار الفکر بیروت ۱/۱۰۸

[4] المقاصد الحسنۃ حدیث ۷۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۴

[5] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر القرآن غیر مخلوق الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۶

[6] اللآلی المصنوعۃ کتاب التوحید دار المعرفۃ بیروت ۱/۶

(۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیتِ قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے، انہ یقتل ولا یستتاب[1] اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں۔

(۱۲) اسی میں امام علی بن مدینی سے منقول انہ کافر[2] (وہ کافر ہے۔ ت)

(۱۳) اسی میں امام مالک سے مروی کافر فاقتلوہ[3] کافر ہے اسے قتل کرو۔

(۱۴) جزء الفیل میں یحیٰی بن ابی طالب سے روایت:

من زعم ان القراٰن مخلوق فھو کافر[4] ذکر ھذہ الاربع امام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ۔

جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے (ان چاروں کا ذکر امام سخاوی نے "المقاصد الحسنۃ" میں کیا ہے۔ ت)

(۱۵) ابن امام احمد کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں:

من قال القراٰن مخلوق فھو عندنا کافر لان القراٰن من صفۃ اللہ[5]

قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی صفتوں سے ہے۔

(۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق[6]

جو قرآن کو مخلوق کہے وہ بے دین ہے۔

(۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

القراٰن کلام اللہ من قال مخلوق فھو کافر[7]

قرآن کلامِ الٰہی ہے جو اسے مخلوق کہے کافر ہے۔

(۱۸) عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلقِ قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں،

---

[1] المقاصد الحسنۃ بحوالہ البیہقی فی الاسماء والصفات تحت حدیث ۷۹۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۵
[2] المقاصد الحسنۃ بحوالہ علی ابن مدینی " " " ص ۳۰۵
[3] " " بحوالہ الامام مالک " " " "
[4] " " بحوالہ جزء الفیل عن یحیٰی بن ابی طالب " " " "
[5] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ کتاب السنۃ القرآن العظیم کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۶
[6] " " " عبداللہ ابن مبارک " " " " " " "
[7] " " " سفیان بن عیینہ " " " " " " "

فرمایا:

كذبوا ليس هؤلاء بموحدين هؤلاء زنادقة من زعم ان القراٰن مخلوق فقد زعم ان الله مخلوق ومن زعم ان الله مخلوق فقد كفر هؤلاء زنادقة۔[1]

جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اس[عہ] نے خدا کو مخلوق کہا اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا، یہ بے دین ہیں۔

(۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح ومعاذ بن معاذ ویحیٰی بن معین فرماتے ہیں، من قال القراٰن مخلوق فھو کافر[2] (جس نے قرآن کو مخلوق کہا وہ کافر ہے۔ت)

(۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا، من زعم ان القراٰن مخلوق فھو کافر[3] (جو قرآن کو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ت)

(۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار وعبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں:

القراٰن کلام اللہ ومن زعم انہ مخلوق فھو کافر[4]

قرآن کلام اللہ ہے جو اسے مخلوق مانے کافر ہے۔

(۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا:

واللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم عالم الغیب والشھادۃ من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق[5] اورد ھذہ الاواخر فی

قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے (ان آخری اقوال کا

عہ اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث ملزوم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرات نجدیہ غور کریں کہ یہ لازم شنیع یعنی معاذ اللہ ذات باری کا حادث ومخلوق ہونا ان کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں غنیمت جانئیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ منہ دام فیضہ

[1] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ عبداللہ بن ادریس القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲۵۷/۱

[2] " " بحوالہ وکیع بن الجراح ومعاذ بن معاذ ویحیٰی بن معین " " " " " " " " ۲۵۷-۵۸/۱

[3] " " بحوالہ ابن ابی مریم القرآن کلام اللہ غیر مخلوق " " " " ۲۵۸/۱

[4] " " بحوالہ شبابہ بن سوار وعبدالعزیز بن ابان القرشی " " " " " "

[5] " " بحوالہ یزید بن ہارون " " " " ۲۵۷-۵۸/۱

الحدیقہ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعلامۃ النابلسی۔

تذکرہ علامہ نابلسی نے الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ میں کیا۔ (ت)

(۲۶) سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وصایا میں فرماتے ہیں:

من قال ان کلام اللہ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم[1]

جو قرآن کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔

(۲۷) امام فخر الاسلام فرماتے ہیں:

قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فی مسئلۃ خلق القراٰن فاتفق رأیی ورأیہ علی ان من قال بخلق القراٰن فھو کافر[2]

امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مسئلہ خلقِ قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری اور ان کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا کافر ہے۔

(۲۸) مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں:

صح ھذا القول ایضاً عن محمد[3]

یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے بھی بسندِ صحیح مروی ہوا۔

(۲۹ و ۳۰) فصول عمادی پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

من قال بخلق القراٰن فھو کافر[4] الخ۔

جس نے قرآن کے مخلوق ہونے کا قول کیا وہ کافر ہے۔ (ت)

(۳۱) خلاصہ میں ہے:

معلم قال تا قرآن آفریدہ شدہ است پنج شنبہی نہادہ شدہ است یکفر[5] الخ۔

اگر معلم نے کہا جب سے قرآن پیدا کیا گیا جمعرات بنائی گئی، تو کافر ہوجائے گا الخ۔ (ت)

---

[1] وصیت نامہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۲۹ و ۳۰

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ فخر الاسلام القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مصطفی البابی مصر ص ۲۶

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[4] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۶

[5] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الجنس التاسع فی القرآن مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۸

(۳۲) خزانۃ المفتین میں ہے :

من قال بخلق القراٰن فھو کافر، سئل نجم الدین النسفی عن معلمۃ قالت تاقرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبگی استاد نہادہ شدہ است، ھل یقع فی نکاحھا شبھۃ قال نعم لانھا قالت بخلق القراٰن۔[1]

جس نے خلقِ قرآن کا قول کیا تو وہ کافر ہے، امام نجم الدین نسفی سے ایک معلمہ کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کہا جب قرآن پیدا کیا گیا تیسویں جمعرات استاد رکھا گیا اس معلمہ کے نکاح میں کوئی شبہہ واقع ہوگا؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں، کیونکہ اس نے خلقِ قرآن کا قول کیا ہے۔ (ت)

ایھا المسلمون! امام وہابیہ کے صرف ایک قول کے متعلق صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین وعلمائے دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے یہ بتیس۳۲ فتوے ہیں جن کی رُو سے اس پر کفر لازمؔ، اور اس کے بہت سے اقوال کہ اس کے مثل یا اس سے بھی شنیع تر ہیں ان کا کہنا ہی کیا ہے ؎

قیاس کن زگلستان او بہارش را

(باغ پر اس کی بہار کو قیاس کرو۔ ت)

اللھم انا نسئلک الختام علی الایمان و السنۃ، اٰمین اٰمین یا عظیم المنۃ۔

اے اللہ! ہم تجھ سے ایمان اور سنت پر خاتمہ مانگتے ہیں، اے عظیم احسان فرمانے والے! قبول فرما، قبول فرما! (ت)

یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار میں تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بدمذہبیاں کیں، معتزلیت کرامیت وغیرہما کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیہ اہل سنت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی و بے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمد اللہ تفصیل مستدل سے فراغت پائی

ع: لیحمد وان المحققین فرقوا بین اللزوم والالتزام ثم لایکفیہ ما فی ھذا من خسار کامل و بوار تام والعیاذ باللہ ذی الجلال والاکرام ۱۲ منہ۔

محققین نے لزوم اور التزام کے درمیان فرق کیا ہے یہ غنیمت جانیں پھر کیا اسی میں کامل خسارہ اور مکمل ہلاکت کافی نہیں صاحبِ جلال و اکرام ہی کی پناہ ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] خزانۃ المفتین فصل فی الفاظ الکفر قلمی نسخہ ۱/ ۱۹۰

25

پ بتوفیقہ تعالیٰ تذلیل دلیل کی طرف چلئے یعنی اس ہذیان دوم میں جو اس نے امکان کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اس کا رَدِّ بلیغ سُنئے، ذرا اس کی تقریر مغالطہ پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل سن کلام پریشاں کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کہ صفات کمال سے ہے، جس سے اس کی مدح کی جاتی ہے وصفتِ کمال[1] و قابلِ مدح یہی ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوتی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا، یونہی جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے عقلاً اس کی بھی مدح نہ کریں گے۔ اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجئے، پھر حل مغالطہ کا مژدہ دیجئے، واللہ الهادی وولی الایادی (اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے اور وہی مدد کا مالک ہے۔ ت)

تازیانہ ۵ : رب عزوجل فرماتا ہے : وما انا بظلام للعبید[1] میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔ اور فرماتا ہے : لا یظلم ربك احدا[2] تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے : ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ[3] بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرّے برابر ظلم نہیں فرماتا۔

اقول ان آیات میں مولیٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں[2] ملّا جی! بھلا جو ظلم پر

---

[1] اقول اس احمق کا سارا ہذیان دفع کرنے کو صرف اتنا جملہ کافی جو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست و چہارم گزرا کہ اللہ عزوجل پر ہر وہ شیئ بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے رہی مدح اس کی نفی سے ہوگی جو کمال نہیں اور جو کچھ کمال نہیں وہ باری عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف بس ہیں ۱۲ منہ۔

[2] بحمد اللہ یہ نقض رفیع بدیع ملّائے شنیع کی ساری تقریر فظیع کو سراپا حاوی جس سے اس کے ہذیانوں کا ایک حرف نہ بچ سکے، اس تقریر پریشاں کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہہ چلئے ظلم الٰہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے، ہاں ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا "اسی لئے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہ سے گنتے" اور اس سے اس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ انھیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ صفتِ کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، الیسا بی (باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰ /۲۹   [2] القرآن الکریم ۱۸ /۴۹

[3] " " ۴ /۴۰

قدرت ہی نہ رکھے اس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یُوں تو پتھر کی بھی ثنا کیجئے کہ ظلم نہیں کرتا۔ اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقلاً اس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عزوجل کو ظلم پر قادر رکھے گا، سبحان اللہ! تم سے کیا دور جب کذب وغیرہ ہر عیب وآلائش پر قدرت مان چکے تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں مِلکِ غیر میں تصرفِ بے جا کو، جب باری سبحانہٗ وتعالٰی کو اس پر قادر مانئے گا تو پہلے بعض اشیاء کو اس کی مِلک سے خارج اور غیر کی مِلکِ مستقل مان لیجئے، مسلمانوں کو تو بزورِ زبان زور و بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جائیے، قال تعالٰی: للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض[1] اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ وقال تعالٰی: قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض قل للہ[2] تو فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرماؤ اللہ تعالٰی کا ہے۔ وقال تعالٰی: ام لھم شرك فی السمٰوٰت[3] کیا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں۔ ولہذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہٗ سے ظلم ممکن ہی نہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے:

لایوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند	باری تعالٰی کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیرِ قدرت نہیں آتا، اور معتزلہ کے نزدیک قادر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شخص سلب عیب ظلم واتصاف کمال عدل سے ممدوح ہوگا بخلاف اس کے جس کے اعضاء وجوارح بیکار ہوگئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوتِ متفکرہ فاسد ہوگئی ہے کہ معنی ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وُہ شخص کہ جب عدل وانصاف کا حکم دے تو یہ حکم اس سے صادر ہو اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہوجائے یا زبان نہ چلے یا کوئی منہ بند کرلے یا گلا دبادے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وُہ بتانے والا اسے احکام عدل وانصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے ظلم صادر نہیں ہوتا، یہ لوگ عقلاء کے نزدیک قابلِ مدح نہیں بالجملہ عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفتِ مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں یا اس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی ملاحظہ کیجئے نقص اسے کہتے ہیں کہ نام کوئی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ سلمہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴ و ۴/ ۱۲۶
[2] " " ۶/ ۱۲
[3] " " ۳۵/ ۴۰ و ۴۶/ ۴

المعتزلة انه يقدر ولا یفعل[1] — ہے اور کرتا نہیں۔

بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے:

الظلم یستحیل صدورہ عنہ تعالٰی[2] اھ ملخصاً۔ — اللہ تعالٰی سے ظلم صادر ہونا محال ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: الظلم محال منہ تعالٰی[3] اللہ تعالٰی سے ظلم محال ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالٰی ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملك الغیر، والحق سبحانہ لا یتصرف الا فی ملك نفسہ فیمتنع کونہ ظالماً وایضاً الظالم لایکون الٰہا والشیئ لایصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الٰھیتہ صحیحا وذٰلك محال[4] اھ ملخصاً۔

ظلمِ الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملکِ غیر میں تصرف[ع۱] سے ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالٰی جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا[ع۲] نہیں ہوتا اور شے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلمِ الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو، محال ہے اھ ملخصاً۔

اسی میں زیر قولہ تعالٰی و نضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ الاٰیۃ[5] لکھتے ہیں:

الظالم سفیہ خارج عن الالٰھیۃ فلو صح — ظالم بے وقوف ہے خدائی سے خارج تو اگر خدا سے

ع۱: لایخفی علی الفطن الفاھم فرق بین تعبیر الاصل وعبارۃ العبد المترجم ۱۲ منہ۔ — صاحبِ ذہن وفہم کے لئے اصل اور مترجم کی عبارت میں فرق واضح ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۲: یعنی ظلم والوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدورِ ظلم کو عدمِ الوہیت لازم ۱۲ منہ۔

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب لایوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم مصطفی البابی مصر ص ۱۳۸

[2] انوار التنزیل (بیضاوی) آل عمران آیۃ وما اللہ یرید ظلما للعٰلمین (نصف اول) " " " ص ۶۹

[3] روح البیان تحت آیۃ وما انا بظلام للعبید المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا الریاض جز ۲۶ ص ۱۲۶

[4] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) آیۃ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۰/ ۱۰۲

[5] القرآن الکریم ۲۱/ ۴۷

منه الظلم لصح خروجه عن الالٰهية۔[1] ظلم ممکن ہو تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو۔

تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔

تازیانہ ۶ : قال ربنا تبارک وتعالٰی :

وقل الحمد للّٰه الذی لم یتخذ ولدا۔[2] تُو کہہ سب تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا نہ بنایا۔

وقال تعالٰی حاکیا عن الجن :

وانه تعالٰی جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا۔[3] بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ۔

اقول ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یُوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں اپنی دلیل سے چُوکتے ہیں، ضرور کہیں گے کہ ان کا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے، مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد رہتا ہے، جب تو صفتِ مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خُوبی ہی کیا ہے، یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا : سیدا وحصورا[4] سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا۔ ایجز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچا ہے۔

تازیانہ ۷ : قال المولٰی سبحانہ وتعالٰی : وما کان ربك نسیا[5] تیرا رب بھولنے والا نہیں، **اقول** اب دہلوی مُلّا اپنی ہذیانی دلیل کو آیۂ کریمہ میں جاری کر دیکھے "رب تعالٰی ذکرہٗ نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب ولوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعًا اسے بھی حاصل، یونہی اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کو بھلا دینا چاہتا اور عمدًا اپنے دل کو اس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا عقلاً ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لاجرم

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) آیہ نضع الموازین القسط یوم القیمۃ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۷۶/۲۲
[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۱۱
[3] 〃 〃 ۷۲/ ۳
[4] 〃 〃 ۳/ ۳۹
[5] 〃 〃 ۱۹/ ۶۴

واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہو اور وہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر" تعالی اللہ عن ذٰلک علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ ت)

تازیانہ ۸: آیہ کریمہ لایضل ربی ولا ینسی[1] میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔ **اقول** موسٰی کلیم علٰی سیدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی" اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب ولوث سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی تو مجبوری کی بات میں تعریف کا ہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہے گا کہ یہ راہ نہیں بھولتا یا جب پھینکے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتا دی جائے یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں" یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ گیا اس پر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے کہ جو گستاخ دہن دریدہ حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب وآلائش روا کر چکا، اس سے ان استحالوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو و ضلالت و جماع و ولادت سب کچھ گوارا کرلے گا ؎

تیر بر جاہ انبیا انداز ۔۔۔ طعن در حضرت الٰہی کن

بے ادبی وآنچہ دانی گوئے ۔۔۔ بیحیا باش وہرچہ خواہی کن

(انبیاء علیہم السلام کے رتبہ پر تیر برسا، بارگاہِ الٰہی میں طعن کر، بے ادب ہو جا پھر جو چاہے کہہ، بیحیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ ت)

تازیانہ ۹: اقول ع

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوئے

(اس کے تمام عیوب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر۔ ت)

ع؎ مثلاً قال اللہ تعالٰی، وما اللہ بغافل عما تعملون[2] اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے۔ تو ملاجی کے مسلک پر لازم کہ اس کی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالٰی،

اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقھن الاٰیۃ[3]۔ کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا ان کے بنانے سے۔

اب ملاجی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن، وعلٰی ھذا القیاس ۱۲ منہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵۲ [2] القرآن الکریم ۲/ ۸۵ و ۱۴۰ و ۱۴۹ و ۳/ ۹۹

[3] " " ۴۶/ ۳۳

جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر، دہلوی مُلّا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی، دنیا بھر میں کم کوئی طائفہ اربابِ ضلالت نکلے گا جس سے ان حضرت نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اس پر علاوہ، تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطرِ فتنہ کہئے یا ضلالت کی گھانیوں کا عطر مجموعہ، اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکانِ کذبِ باری عزوجل پر قائم کی، حاشا ان کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذہ کاملہ حضرات معتزلہ خذلھم اللہ تعالٰی سے سیکھ کر لکھی ہے' ان خبیثوں نے بعینہٖ حرف بحرف اسی دلیل سے مولٰی تعالٰی کا امکان ظلم نکالا تھا اور جو نقض فقیر نے ان حضرت پر کئے بعینہٖ ایسے ہی نقضوں سے ائمہ اہلسنت نے ان ناپاکوں کا رَد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ عزوجل ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہیں:

قالت المعتزلۃ الأیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترك فعل قبیح لم یصح منہ ذٰلك التمدح الا اذا کان ھو قادرًا علیہ الاتری ان الزمن لایصح منہ ان یتمدح بانہ لایذھب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالٰی تمدح بانہ لاتأخذہ سنۃ ولانوم ولم یلزم ان یصح ذٰلك علیہ وتمدح بانہ لاتدرکہ الابصار ولم یدل ذٰلك عند المعتزلۃ[ع] علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار[1]۔

یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے، اس لئے کہ رب عزوجل نے اس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی اور کسی فعل قبیح کے ترک پر مدح جب ہی صحیح ہوگی کہ اسے اس کے کرنے پر قدرت ہو آخر نہ دیکھا کہ لنجھا اپنی تعریف نہیں کرسکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی مدح میں فرمایا کہ اسے نیند آئے نہ غنودگی، حالانکہ معتزلہ کے ہاں بھی اللہ تعالٰی کیلئے یہ ممکن نہیں۔ اور اپنی مدح میں یہ بھی فرمایا کہ ابصار اس کا احاطہ نہ کرسکیں حالانکہ یہ بھی ان کے ہاں ممکن نہیں (ت)

مسلمان دیکھیں کہ معتزلی دلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہٖ وہی ہذیان مُلّائے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انھوں نے اسی قدیم العدل پر تہمت ظلم رکھی، انھوں نے اس واجب الصدق پر افترائے کذب اٹھایا،

ع اقول بل وعندنا ایضا اذا کان الادراك بمعنی الاحاطۃ ۱۲ منہ

میں کہتا ہوں بلکہ ہمارے نزدیک بھی جب ادراک بمعنی احاطہ ہو ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر کبیر) آیۃ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ الخ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۵/ ۱۰۲

انھوں نے برتقدیر تنزہ اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، انھوں نے گونگے اور پتھر سے ملادیا، وفی ذلک **اقول** (اسی میں میں نے کہا۔ت) ؎

ھم اٰمنوا ظلما بظلام ملیکھم ذا قائل کذبا بکذب الٰھہ

لاغروفیہ اذالقلوب تشابہت فالشبہ نزاع الی اشباھہ[1]

(وہ ظالم اپنے مالک کے بارے میں ظلم پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ اپنے اللہ کو کذاب کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ان کے دل ایک جیسے ہیں اور وجہ شبہ اپنے مشابہات کی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے۔ت)

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سُنئے، امام ممدوح فرماتے ہیں اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف فرمائی کہ اسے غنودگی وخواب نہیں آتی اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذاللہ یہ چیزیں اس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اس نے اپنی تعریف فرمائی کہ نگاہیں اسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اس پر نظر پہنچنے کا امکان نکلا عـہ (انتہی) کیوں ہم نہ کہتے تھے ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(تمام جو اوصاف رکھتے ہیں تو تنہا ان سب کا جامع ہے۔ت)

تازیانہ ۱۰: وھو الحل **اقول** وباللہ التوفیق

صفات مدائح کے درجات متفاوت ہیں بعض مدائح اولی ہوتے ہیں یعنی اعلٰی درجہ کمال، اور بعض تنزلی یعنی فائت الکمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اسی کے حق میں مدح ہوں گے جو مدائح اولی نہیں رکھتا، صاحب کمال تمام کا اس پر قیاس جہل و وسواس، مثلاً عبادت وتذلل وخشوع وخضوع وانکسار وتواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں اور باری جل شانہ، پر محال کہ ان کا مدح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا، معبود عالم عزجلالہ کے حق میں عیب منقصت ہیں بلکہ اس کے لئے مدح تعالٰی وتکبر ہے جل وعلا وسبحانہ وتعالٰی، یونہی ترک نقائص ومعائب میں مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اس کے نقصان ذاتی پر مبنی کہ وہ اپنی ذات میں سبوح وقدوس واجب الکمال ومستحیل النقصان نہیں بلکہ جائز العیوب والقبوح ہے اور بنظر نفس ذات کے عیوب ونقائص سے

عـہ قدمران القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲ منہ۔

عـہ گزرچکا ہے کہ امکان کذب کا قول کذب کے وقوع بلکہ اس کے وجوب کو مستلزم ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] الدیوان العربی الموسوم بساتین الغفران فی الرد علی القائل بامکان کذب اللہ تعالٰی دارالاشاعت لاہور، مجمع بحوث الامام احمد رضا کراچی ص۲۰

منافات نہیں رکھتا تو غایت مدح اس کے لئے یہ ہے کہ جہاں تک بنے اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے ، ولہذا جہاں بوجہ فقدانِ اسباب و آلات بعض معائب و فواحش کی استطاعت نہ رہے وہاں مدح بھی نہ ہوگی جیسے نامرد لنجھے اپاہج گونگے کا زنا نہ کرنا ، چوری کو نہ جانا ، جھوٹ نہ بولنا کہ مناط مدح کہ دُور بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا یہاں مفقود ، اور جب امکان ہے تو کیا معلوم کہ عصمت بی بی از بیچادری نہیں شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا ، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل وعلا کو بھی انھیں گونگوں لنجھوں بلکہ اینٹوں پتھروں پر قیاس کیا اور جب تک عیب ونقصان سے متصف نہ ہو سکے عدمِ عیب کو مدح نہ سمجھا حالانکہ یہ مدح اولٰی و کمال حقیقی تھا کہ وہ اپنے نفس ذات میں متعالی و قدوس وسبوح وواجب الکمالات ومستحیل القبوح ہے تعالٰی وتقدس ، تو یہاں عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں نہ حاشا للہ یہ اس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت وقدح ہے ، وللہ العزۃ جمیعا (تمام عزت اللہ تعالٰی کے لئے ہے ۔ ت) ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

تنبیہ نفیس : ایھا المسلمون ! ایک عام فہم بات عرض کروں ، سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اس سے بچنا صفت کمال ہے نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہوا ، **اقول** جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا ، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال ، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے اور جو ایسا کمال ہو جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے ، سُبحان اللہ ! یہ بھی ایک ہی ہُوئی ، او احمق ! کمالِ حقیقی وہی ہے جس کا زوال امکان ہی نہ رکھے ، ہر کمال قابلِ زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال ، مسلمانو ! للہ انصاف ! باری عزوجل کا صدق یُوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے ، یہ کمال ہُوا یا یُوں کہ وہ سبوح قدوس تبارک وتعالٰی ایسا سچا ہے جس کا جھُوٹا ہونا قطعاً محال ، اہل اسلام ان دونوں باتوں کو میزانِ ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہہ کو بدعت وضلالت جاننے والا بحیلہ مدح اس کی مذمت وتنقیص پر اترتا ہے اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولٰی کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اس کے صدق ونزاہت وجملہ کمالات کو علٰی وجہ الکمال ثابت کرتا ہے والحمد للہ رب العٰلمین وقیل بعدا للقوم الظٰلمین ۔

للہ الحمد اس عشرہ کاملہ نے ہذیان ناپاک گستاخ بیباک کی دھجیاں اُڑادیں مگر ہنوز ان کی نزاکتوں کو تو بس نہیں ؎

صدہا سال می تواں سخن از زلف یار گفت
(زلفِ محبوب کے بارے میں سو سال بھی گفتگو کی جاسکتی ہے ۔ ت)

ابھی حضرت کی اس چار سطری چار دیواری میں شواہد و زوائد وغیرہا مفاسد سے بہت ابکار افکار ستم کیش عیار، آہوانِ مردم شکار کی چلبل نظر آتی ہے، جنھیں بے خدمت کامل و تسکین بالغ ناشاد نامراد، سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلافِ مروت و فتوت ذاتی ہے، لہٰذا اپنے سمندِ رہوار، غضنفر خونخوار، صاعقہ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا اور خامۂ پختہ کار، شہزور شہسوار، شیر گیر ضیغم شکار کو از سرِ نو رخصتِ جولان دیتا ہوں و باللہ التوفیق۔

تازیانہ ۱۱: قولہ عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ می شمارند[1] (عدم کذب کو اللہ سبحانہ و تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں۔ ت) **اقول** اس ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی، صدق کو چھوڑا، عدمِ کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ جماد وغیرہ کی نظریں جما سکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ بھی ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتہ بدیعہ القاء کرے، سلب کسی شے کا بنفسہٖ ہرگز صفتِ کمال نہیں ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف کمال سے موصوف اور اعلٰی درجہ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالٰی کی تنزیہ و تقدیس میں اس کے شریک ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سالبے سچ ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں وہ جسم بھی نہیں، جہت میں بھی نہیں، زمان میں بھی نہیں، مکان میں بھی نہیں، مصوّر بھی نہیں، محدود بھی نہیں، مرکب بھی نہیں، متجزی بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاذب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اُسے خواب بھی نہیں، اونگھ بھی نہیں، بہکتا بھی نہیں، بھُول بھی نہیں۔ بس یہ اور ان جیسے صدہا اور سب صادق ہیں مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب کو اس مسلوب کے لئے صفت مدح و کمال جانے گا، ہاں عیوب و نقائص کا سلب اس وقت معرضِ مدح و بیان کمال میں آتا ہے جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور صفتِ مدح سے مُنبِئ ہو، ولہٰذا قضایائے مذکورہ باری عزوجل کے مدائح سے ہیں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے ناشئ اور ان کے بیان سے اس کا سبوح و غنی و قدوس و متعالی ہونا ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں، بیشک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا اور نکتہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اس کے لئے خُوبی نہ نکلی کہ وہاں غنا درکنار متجزی محتاج کے محتاج المحتاج کی محتاجی ہے وعلٰی ہذا القیاس، جب یہ امر ممہد ہولیا تو ظاہر ہوگیا کہ حقیقتاً صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم، مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھُوٹا نہیں، بیشک تعریف ہوئی کہ جھُوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت کمال، تو اس سلب نے ایک صفتِ کمال کا ثبوت بتایا، لہٰذا محلِ مدح میں آیا، جہاں ایسا نہ ہو وہاں زنہار نہ مفید مدح نہ مظہر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھئے پھر دیکھئے کہ عیار بہادر کی دن ..... پھیری کیا کیا کے کو پہنچتی ہیں، واللہ الموفق۔

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

تازیانہ ۱۲ و ۱۳ : قولہ اخرس وجماد کہ کسے ایشاں را بعدم کذب مدح نمی کند[1] (گونگے اور جماد کی مدح عدمِ کذب سے کوئی نہیں کرتا۔ ت) **اقول** دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ و سنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں، گونگا یا پتھر اگر جھوٹا نہ ہُوا تو کیا خوبی کہ سچا بھی تو نہیں، تو وُہ استلزام صفت کمال جو مبنائے مدح تھا یہاں منتفی، سر یہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم و تالی میں جب وصفت مدح و ذم محمول ہوں تو جس فرد موضوع سے ذمیہ کو سلب کیجئے مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو ملتج بخلاف ان چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول، پھر سلب ذم ثبوتِ مدح پر کیونکر محمول، یہاں قضیہ کل متکلم مخبر اما صادق واما کاذب (ہر متکلم خبر دینے والا یا وہ صادق ہوگا یا کاذب۔ ت) تھا اخرس جماد پر سرے سے وصف عنوانی ہی صادق نہیں پھر عدمِ کذب ان کے لئے کیا باعثِ مدح ہو، دیکھا او ذی ہوش! یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن نہ ہو کمال حاصل ہی نہیں ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

تکمیل جمیل : اقول او جُھوٹی نظیروں سے بیچارے عوام کو چھلنے والے! اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پُورا گنا کر کہئے رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قادری، ناصبی وغیرہ نہیں تو بیشک اس کی بڑی تعریف ہُوئی، اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہئے تو کچھ تعریف نہیں حالانکہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا لہذا محمود ہُوا اور اس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سے جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہلِ قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتّر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کرے گی لہذا اعظم مدائح سے ہُوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج، تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہذا مفید مدح نہ ٹھہرا، والحمد للہ علٰی اتمام الحجۃ ووضوح المحجۃ (اتمامِ حجت اور وضاحت دلیل پر اللہ تعالٰی کی حمد ہے۔ ت)

تازیانہ ۱۴ : قولہ بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد وتکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد[2] (بخلاف اس کے جس کی زبان ہی ماؤف ہو اور وہ جھوٹا کلام کر ہی نہ سکے۔ ت) **اقول** اچھا ہوتا کہ تم بھی اسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے لبس تو نہ بوتے، اے عقلمند! وہ ماؤف اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کرسکے تو عدمِ مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوتِ صدق نہیں۔

تازیانہ ۱۵ : قولہ یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع نمی تواند کرد[3] (یا اس کی سوچ و فکر کی قوت فاسد ہو کہ قضیہ غیر مطابق للواقع کا انعقاد نہ کرسکے۔ ت) **اقول** تم سے بڑھ کر

---

[1] و [2] و [3] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷ و ۱۸

فاسد المتفکرہ کون ہوگا، پھر کتنے قضایائے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایائے کاذبہ ہی کے لئے ہوگا اور جب مطلقاً ہے تو عقد قضیۂ مطابقہ پر بھی قدرت نہ ہوگی تو صراحۃً وہی فارق صادق اور وہم زاہق، ہاں جس تام العقل سالم النطق کو لطفِ الٰہی صدق محض کی استطاعت دے کہ وجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو تو یہ عدمِ کذب بیشک مدحِ عظیم ہوگا اسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبرٰی سے مبنی اور کمال جلیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج، فظھر التفرقۃ وذھب الوسوسۃ (فرق ظاہر اور وسوسہ ختم ہوا۔ت)

تازیانہ ۱۶ تا ۱۹: قولہ یا شخصے کہ کلام صادق از وصادر می گردد وہر گاہ ارادۂ کلام کاذب نماید آوازاو بند میگردد یا زبان او ماؤف میشود یا کسے دہن او بندد یا حلقوم خفہ کند[1] (یا ایسا شخص ہے جو کسی جگہ سچا کلام کرتا ہے وہ اس سے صادر ہوتا ہے اور جب جھوٹا کلام کرتا ہے تو آواز بند ہوجاتی ہے یا زبان ماؤف ہوجاتی ہے یا کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہے یا گلا دبا دیتا ہے۔ ت) **اقول** ایسا تو کیا کہوں جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کند، ہاں اتنا کہوں گا کہ آپ کی تو اچھل کر تارے ہی توڑ لائیے، یہ چار نظیریں مجھے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عزم تکلم بکذب کر چکا تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا تو اس کے عدم سے حکم کذب کیونکر رکا، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اس کی مدح کیا معنی قطعاً مذموم ہوگا بھلا لے، دیگر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔

تازیانہ ۲۰: قولہ یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ و اصلاً بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بنائً علیہ تکلم بکاذب از وصادر نہ گردد[2] (یا کسی نے چند سچے جملے رٹ لئے ہیں دیگر جملوں پر وہ قدرت نہیں رکھتا ہے اس بناء پر اس سے جھوٹ صادر نہیں ہوتا ہے۔ ت)

اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے جس سے فقط حفظ صوادق کا شعبہ بڑھایا، مگر کام نہ آیا قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں۔

اولاً انسان مرتبۂ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر، تو سرے سے تصویر ہی باطل، اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا، اگر تعقل نسبت خبریہ معقول بھی ہو تاہم حکایت وقصد افادۃ قطعاً غیر معقول اور صدق و کذب باعتبار حکایت ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو اذب کاذب ٹھہرے تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت لازم نہ ہوا اور وہی فارق پیش آیا۔

---

[1] و [2] رسالہ یک روزہ شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸

ثانیاً جو اصلاً کسی قضیہ حقہ قضایائے وہمیہ و احکام شخصیہ بدیہیہ حسیہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً مجانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ باین معنی سچی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنی مطابق للواقع کرے مگر اس سے اس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں حتی کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا، اور پُر ظاہر کہ صدق و کذب اوصافِ خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولانا بحر العلوم قدس سرہ فواتح میں فرماتے ہیں:

الکلام الصادر عن المجنون لایکون مقصودا بالافادۃ فلایکون حکایۃ عن امر حق یکون خبرا[1]۔

پاگل سے صادر ہونے والا کلام مقصود کے لئے مفید نہیں ہوتا لہذا کسی امر (واقع) سے حکایت ہی نہیں حتی کہ اسے خبر قرار دیا جائے۔ (ت)

تنبیہ دائرو سائر بہ تسفیہ جملہ نظائر : اقول ایھا المسلمون! سفیہ جاہل نے حق الامکان اپنے رب میں راہِ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں مگر بحمد اللہ سب بے معنٰی، ہم نے اس وقت تک ان کے رد میں اس امر پر بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہٖ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو، اور یہاں ایسا نہیں اس کی سزا کو اسی قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر رُو بہ قفا ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علی الکذب کا بربنائے کمال ہونا بالائے طاق الٹا بربنائے عیوب و نقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض آفات، پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعثِ مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صور میں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے نہ وہ جاہلانہ و سفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا و جماد میں فرق نہ سوجھا، اس کا عدم کذب اس کے کمال عالی یعنی سبوحیت و قدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی کہ الوہیت اپنی حد ذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب و نقائص پر مبنی، پھر کیسی پرلے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پر قیاس کرے اور اینٹوں پتھروں کے عیوب و نقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا "وانی لہ ذلک"، اب جو اس کا حامی بنے سب کو دعوتِ عام دیجئے کہ ایسی نظیر ڈھونڈ کر لاؤ، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا[2] الایۃ (پھر اگر نہ کرسکو گے اور ہرگز نہ کرسکو گے۔ ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی الاصل الثانی السنۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۰۶

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۴

تنبیہ دوم : اقول اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا، نظیریں دے کر بالجملہ کہہ کر آپ ہی خلاصہ مطلب یہ نکلتا ہے کہ عدمِ کذب اگر بربنائے عجز ہو تو مورث مدح نہیں، معلوم ہوا کہ ان نظائر میں تحقیق عجز وقصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب ومنقصت پر عدمِ قدرت زنہار عجز نہیں بلکہ عین کمال ومدحت' اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص ومذمت، یہ تقریر کافی ووافی طور پر مقدمۂ رسالہ ونیز رَدِّ ثالث' ہذیان اول میں گزری اور وہیں یہ بھی بیان ہُوا کہ عجز جب ہے کہ جانب فاعل قصور وکمی ہو جیسے اسے سفیہ! ان تیری نظیروں میں کہ گنگ وسنگ اپنے نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے تنزیہ کہ جانب قابل نالائق ہو کر تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزّہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا، یارب مگر ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرت سا جاہل اضل' وباللّٰه العصمة عن مواقع الزلل والحمد للّٰه الاعز الاجل (پھسلنے کے مواقع سے اللہ ہی کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے اور تمام حمد اللہ غالب وبزرگ تر کے لئے ہے۔ت)

بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کاملہ تھا، بلکہ خیال کیجئے تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ اوّل میں دو سرا۔ ثم اقول (میں پھر کہتا ہوں۔ت) جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم وسوم ودہم کے بعد کی تنبیہات اور ششم کا ثانیًا اور اس کے بعد کی دو تنبیہیں، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے تو حقیقۃً عشرۂ اولیٰ میں چودہ اور ثانیہ میں تیرہ، کل ستائیس تازیانے یہاں تک ہوئے پچھلے توقت کے تین اور لیجئے جائیے کہ تیس کا عدد جو دونوں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پُورا ہو جائے، خصوصًا ان میں ایک تو ایسا شدید کا مل جس سے جان بچانی مشکل جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے اصل مذہب سرچڑھ کر بولے وباللّٰه التوفيق وافاضة التحقيق (توفیق اور حصولِ تحقیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ت)

تازیانہ ۲۸ : اقول وباللّٰه التوفيق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) شاطرِ علیا نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کہ عوام اہلِ اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سُن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہِ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصل اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے کہ "کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست[1]" (ہاں کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے لہٰذا یہ کذب ممتنع بالغیر ہے۔ ت) مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پر آیا اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذبِ الٰہی میں اصلًا امتناع بالغیر کی بُو بھی نہیں قطعًا جزمًا جائز ووقوعی ہے جس کے وقوع میں استحالہ عقلی وشرعی درکنار استبعاد عادی کا بھی

---

[1] رسالہ یک روزہ شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

نام ونشان نہیں، ثبوت لیجئے اگر اس کے مذہب میں کذبِ الٰہی ممکن بالذات وممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدمِ کذب باعثِ مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناعِ ذاتی کا پتہ نہیں، مثلاً جس کا مُنہ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں اور اس وجہ سے وُہ جھوٹ نہ بول سکے تو پُرظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر، اگر بالفرض امتناع ہے تو اس عارض کی وجہ سے تو نہ ہوا مگر امتناع بالغیر امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقانہ کہا تھا "ممتنع بالغیرست" (کذب باری تعالیٰ ممتنع بالغیر ہے۔ ت) صاف کہا ہوتا "اصلاً از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد" (امتناع بالغیر سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ت) اے حضرت! دُور کیوں جائیے پہلی بسم اللہ اخرس وجمادہی کی نظیر لیجئے بھلا اخرس تو انسان ہے، جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں صرف محال عادی ہے کتبِ حدیث دیکھئے بطورِ خرقِ عادت ہزار بار پتھروں جمادوں سے کلام واقع ہُوا اور ہزار ہا بار ہوگا قریبِ قیامت آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا، جب اہلِ اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر وحجر مسلمان سے کہیں گے اے مسلمان آ، یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ اسی طرح سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقالوا لجلودھم لِمَ شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ[1]

کافر اپنی کھالوں سے بولیں گے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں گی ہمیں اس اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔

اگر کلام جماد واخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم، تو وقوع نے ظاہر کردیا کہ صرف خلافِ عادت ہے، جب وقوعِ کلام ثابت اور ان کے استحالہ کذب پر ہرگز کوئی دلیل عقلی نہ شرعی، تو یقیناً اس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی، اب جھوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدمِ کذب مفیدِ مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل میں مدح ہے، تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس وجماد میں کیسا عدم تھا جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا، زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالۂ شرعی بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور مُلّا سے بیباک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا، العظمۃ للہ! اگر لازم قول قول ٹھہرے تو اس سے بڑھ کر کفرِ جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسنِ احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا، اہلِ بدعت خصوصاً نجدیہ کہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۱/۲۱

یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو ٹکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر و شرک پہلے، اگر جزؤا سیئۃ سیئۃ مثلہا[1] (اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔ ت) کی ٹھہرے تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوائے کفر نہ دیتے، مگر الحمدللہ یہاں ادفع بالتی ھی احسن[2] (برائی کو بھلائی سے ٹال۔ ت) پر عمل اور کلمۂ طیبہ کا ادب پیشِ نظر ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں، والحمدللہ رب العالمین۔

تازیانہ ۲۹: **اقول** منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہوسکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنالازم آئے اور انتفائے حکمت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات مگر ان حضرت کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب و منقصت ہے اور وہ تمام عیوب و نقائص کو ممکن مان چکا پھر کس منہ سے کہتا ہے کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی، الحمدللہ اہل بدعت کے بارے میں اس طرح سنتِ باری تعالٰی ہے کہ انھیں کے کلام سے انھیں کے کلام پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع

ومنہا علی بطلانہا لشواھد

(ان میں سے ان کے بطلان پر شواہد موجود ہیں۔ ت)

سچ کہا ہے:

دروغ گو را حافظہ نباشد

(جھوٹے شخص کا حافظہ نہیں ہوتا۔ ت)

تازیانہ ۳۰: **اقول** سبحان اللہ! ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز وقوعی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا ہے، امام و ماموم، خادم و مخدوم سارا طائفہ ملوم کذب الٰہی کو واقع اور موجود گا رہا ہے، صراحۃً کہتے ہیں کہ کذب مقدور اور بلاشبہہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم، کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس والعشرین (جیسا کہ اس پر ہم نے چھبیسویں دلیل میں اشارہ کیا ہے۔ ت)، اور امام الطائفہ نے تو صاف بتادیا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاہر تصریحیں

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۴

ملیں گی کہ جو کچھ باختیار صادر ہو قدیم نہیں تو لاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرا اور ہر حادث ازل میں معدوم اور ازل کیلئے نہایت نہیں، تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولٰی تعالٰی سچا نہ رہا ہو اور جب سچا نہ تھا تو معاذ اللہ ضرور جھوٹا تھا للانفصال الحقیقی بینھما (کیونکہ ان دونوں کے درمیان انفصال حقیقی ہے۔ ت) پھر ضلال پلشت کا چہرہ زشت چھپانے کو کیوں کہتے ہو کہ کذبِ الٰہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدائے موہوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا رہ چکا ہے، پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیا ہے، تعالی اللہ عما یقولون علوًا کبیرًا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بالا ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں۔ ت)

تازیانہ ۳۱: میں نے بارہا قصد کیا کہ تازیانوں میں دس بیس تیس پر بس کروں مگر جب ان حضرت کی شوخیاں بھی مانیں، وہاں توسے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے بنگرم ... کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

(سر کی مانگ سے لے کر قدم تک ہر جگہ پر نظر ڈالو دامنِ دل ہر جگہ کے بارے میں کہے گا جگہ یہی ہے۔ ت)

اسی رسالہ یکروزی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں، اعتراض تھا کہ اگر حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصافِ کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ھو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے:

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین [1] ... لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے آخری ہیں (ت)

اور وصفِ خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں:

بعد اختیار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منتج بتکذیب نص از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بوصف انزال ممکن ست داخل تحت قدرت الٰہیہ، کما قال اللہ تعالٰی ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجدلک

اختیار کے بعد یہ ممکن ہے کہ اس آیہ کریمہ کی بھول ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل کے وجود کے امکان والی بات نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب بالکل نہ ہوگی جبکہ نازل شدہ قرآن کا سلب ممکن ہے جو اللہ تعالٰی کی قدرت کے تحت داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اگر ہم چاہیں تو آپ کی طرف کی ہوئی وحی کو اٹھالیں پھر آپ ہمارے

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۴۰

26 به علینا وکیلا[1] پاس کوئی وکالت کرنے والا نہ پاتے۔ (ت)

حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیبِ قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن بھی محفوظ رہیں حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالٰی قرآن ہی کو فنا کردے، پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے۔

اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہوجائے تو ہوجائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اسے جھوٹا جانیں، یہ اسی تقدیر پر ہوگا کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعہ سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی اور جب قرآن ہی محو ہوگیا پھر جھوٹی پڑی تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہوجائے تو کیا پروا، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)، اے سفیہ ظلوم! یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنوں سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور ان سے چُرا چھپا بہلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اس کے سراپردہ عزت تک بار ممکن نہیں، اور جو افعال اس کے ہیں حاشا وہ ان میں کسی سے نہیں ڈرتا، یفعل اللہ مایشاء[2] (اللہ جو چاہے کرے۔ ت)، یحکم مایرید[3] (حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ ت) اس کی شان ہے، اور لایسئل عما یفعل وھم یسئلون[4] (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ ت)۔ اس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض[5]، سبحانہ وتعالٰی عما یصفون[6] (اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں، پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔ ت)

تازیانہ ۳۲: رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویۃ الایمان میں بھی بحثِ شفاعت میں فرماگئے: "آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے

---

[1] رسالہ یکروزہ (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷
[2] " ۱۴/ ۲۷
[3] " ۵/ ۱
[4] " ۲۱/ ۲۳
[5] " ۴۵/ ۳۷
[6] " ۶/ ۱۰۰

دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے"[1]۔ العظمۃ للہ! اسفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پُوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈتا ہے، الا بعدا للقوم الظّٰلمین[2] (دُور ہوں بے انصاف لوگ۔ ت)

تازیانہ ۳۳ : قولہ "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست"[3] (نزول کے بعد قرآن مجید کا سلب ممکن ہے۔ ت)

اقول اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عزوجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عزوعلا کے ارادہ و اختیار و خلق ایجاد سے نہ اس کا سلب و اعدام اللہ تعالٰی کی قدرت میں ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے مقتضائے ذات بے اقتضائے ذات منتفی نہیں ہو سکتا۔

تازیانہ ۳۴ : قولہ کما قال اللہ تعالٰی[3] (اس کا قول : جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔ ت)

اقول کیا خوب، کہاں ذاہب کہاں مسلوب، مگر آپ کو تحریفِ معنوی مرغوب۔

تنبیہ : ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے، اولاً جس ضرورت سے اس طرف جایئے وُہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفاتِ باری کو علانیہ مخلوق و اختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الٰہی و صدقِ ربانی کے بارے میں اس کی تصریحیں ہم نے اُوپر نقل کیں اور بیشک وُہ چیز جو مخلوق و مقدور ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل۔

ثانیاً ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے اور بیشک ہر حادث قابلِ فنا، پھر اس کے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز۔

ثالثاً خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب ان کی جاہلانہ نظر میں جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہٖ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا، کما لا یخفی فاعرف (جیسا کہ مخفی نہیں لہٰذا اسے اچھی طرح جان لو۔ ت)

تازیانہ ۳۵ : اقول بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہو تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب۔ معترض نے لزوم کذب سے استحالہ قائم کیا تھا، نہ لزوم تکذیب سے، اور بیشک اس تقدیر پر لزومِ کذب سے اصلاً مفر نہیں کہ خبر جب خلافِ واقع ہو تو اس کا صفحۂ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا، مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اس کے بعد اس کا خلاف واقع ہوا تو غایت یہ کہ ظہورِ کذب کا وقت تھا

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۲
[2] القرآن الکریم ۱۱ /۴۴
[3] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

کہ کذب اس وقت اسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اسی وقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی گو ظہور کذب بعد کو ہو یا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھئے اس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہیں[عہ] فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہوجاتا ہے، باایں ہمہ جب اس کا خلاف واقع ہوتا ہے، کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی، غرض اس نفیس جواب مُلّائے عجاب اور ان دو ہذیان تباہ وخراب کی قدران کے مثل مجانین ہی جانتے ہوں گے یا معاذاللہ عفو الٰہی بشرطِ صلاحیت کام نہ فرمائے تو اس کی سچی قدر اس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العالمین[1] (جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ ت)

الحمدللہ! یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل سینتیس[۳۵] کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اوّل پر گزرے تو پُورے چالیس تازیانے ہُوئے، واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولٰی پر کذب وعیوب کا افترائے ممقوت کیا، اور شرع میں افترار کی سزا اسّی کوڑے مگر غلام کے حق میں آدھی حد فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب[2] (تو ان پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔ ت) تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہُوئے، اللہ عزوجل سے آرزو کہ قبول فرمائے اور ان تازیانوں کو متبوع کے حق میں نکال وعقوبت تابع کے لئے ہدایت وعبرت، اہلسنت کے واسطے قوت واستقامت بنائے، آمین یاارحم الراحمین! بیشک ہماری طرف کے علماء شکراللہ مساعیھم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری، جو کچھ حاضر کیا بحمداللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبدِ ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اس بسط جلیل و وجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے،

عہ: بلکہ مذہب بقا پر بھی مدعا حاصل، لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوطہ بالارادہ ملحوظ بالقصد الافادہ کا نام ہے، پُر ظاہر کہ ارادۂ افادہ دائم نہیں، اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے، نہ کلامِ نفسی، معہذا بحالتِ نسیان وُہ بھی زائل، علاوہ بریں روحِ انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی، مگر قطعاً ممکن الانعدام اس کے ساتھ اس کے سب صفات معدوم ہوسکتے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۸۳/ ۶

[2] القرآن الکریم ۴/ ۲۵

فللّٰہ المنّۃ فی کل اٰن وحین والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین!

ہر وقت وہر گھڑی اللہ تعالٰی کی ہی حمد ہے اور حمد ہے تمام جہانوں کے پروردگار کی، صلوٰۃ وسلام رسولوں کے سردار محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب تمام پر، آمین! (ت)

تنزیہ چہارم علاج جہالات جدیدہ میں

اقول وبحول اللّٰہ اصول ایھا المسلمون (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہُوں اے اہلِ اسلام! ۔ ت) امکانِ کذبِ الٰہی کو خلفِ وعید کی فرع جاننا اور اس میں اختلافِ ائمہ کی وجہ سے امکانِ کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو اقرار، دوسرے کتنا بے مزہ، بیشک مسئلہ خلف وعید میں بعض علماء جانبِ جواز گئے اور محققین نے منع وانکار فرمایا، مگر حاشا نہ اس سے امکانِ کذب ثابت، نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار زبان تبری وتحاشی کرتے ہیں، پھر ان کی طرف امکانِ کذب کی نسبت سخت کذب وستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ قائم۔

حجتِ اولٰی، یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتبِ کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف تصریح فرمادی کہ اس پر اجماع و اتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اس پر جزم فرمایا ہے۔

حجتِ ثانیہ، **اقول** طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلہ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں، جس شرح مقاصد میں ہے:

ان المتاخرین منھم یجوزون الخلف فی الوعید[1]

ان میں کے متاخرین خلفِ وعید جائز مانتے ہیں۔

اسی شرح مقاصد میں ہے:

ع تنبیہ ضروری: خُوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنھیں عروسان منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ ان نئے متبوعوں، تازہ مقتداؤں سے ہے جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اس کے حرف بحرف صحیح ومسلم ہونے کی تصریح کریں، والسلام ۱۲ منہ۔

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی اتفقت الائمۃ علی العفو عن الصغار دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۷

الکذب وھو محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال[1]۔

کذبِ الٰہی باجماع علماء محال ہے کہ وُہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اس پاک بے عیب پر قطعاً محال۔

مگر علماء کو خبر نہ تھی کہ امکانِ کذب جواز خلف وعید پر متفرع تو ہم اسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتاتے دیتے ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہُوئی۔

حجتِ ثالثہ، اقول طرفہ تر یہ کہ جو علماء خلف وعید کا جواز مانتے ہیں، خود ہی کذبِ الٰہی کو محال و اجماعی جانتے ہیں، جس مواقف میں ہے:

لایعد الخلف فی الوعید نقصا[2]۔

خلف وعید نقص نہیں گنا جاتا۔

اسی مواقف میں ہے:

انہ تعالٰی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا[3]۔

کذبِ باری بالاتفاق محال ہے۔

جس شرح طوالع میں ہے:

الخلف فی الوعید حسن[4]۔

وعید میں خلف حسن ہے

اسی میں ہے:

الکذب علی اللہ تعالٰی محال[5]۔

اللہ تعالٰی کا کذب محال ہے۔

جن علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد میں لکھا:

ذھب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالٰی لا فی الوعد وبھذا وردت السنۃ[6]۔

بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا۔

---

[1] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۱۰۴
[2] شرح المواقف المقصد السادس فی تقریر اصحابنا منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۳۰۷
[3] ؍؍ ؍؍ المقصد السابع فی انہ تعالٰی متکلم ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۸/۱۰۰
[4] شرح طوالع الانوار
[5] ؍؍ ؍؍
[6] الدوانی علی العضدیہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۷

پھر بعد ذکر حدیث اسے عرف وکلام عرب سے مؤید کیا کما نقلہ افندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان (جیسا کہ امام اسمٰعیل حقی آفندی نے روح البیان میں اسے نقل کیا ہے۔ ت) وہی علامہ جلال فرما چکے:

الکذب علیہ تعالٰی محال لا تشملہ القدرۃ[1]۔ اللہ تعالٰی کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں۔

مگر یہ علماء خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ باہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے کا استحالہ کیونکر مان لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں، اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہُوا کہ مذہب کے معنی وُہ تھے جو خود اہلِ مذہب کی فہم میں نہ تھے۔

حجّتِ رابعہ، **اقول** افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل و مبنٰی کیا ٹھہراتے، اور اس تفریع شنیع یعنی امکانِ کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں، یہاں ان سے بعض وجوہ نقل کرتا ہُوں:

وجہ ۱: وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے، نہ اخبار، تو سرے سے احتمالِ کذب کا محل ہی نہ رہا۔ مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے:

الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلا لا نقصا دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ ورد بان ایعاد اللہ تعالٰی خبر فھو صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناک، و اعتذر بان کونہ خبرا ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا باس فی الخلف[2] (ملخصًا)

یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلیں اسے خوبی گنتی ہیں، نہ عیب، اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال۔ اس پر اعتراض ہُوا کہ اللہ تعالٰی کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال، اور عذر کیا گیا کہ ہم اسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے تو اب خلف میں حرج نہیں۔ (ملخصًا)

دیکھو! خلف وعید جائز ماننے والوں سے استحالۂ کذبِ الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار کیا اور اپنے مذہب کی وُہ توجیہ فرمائی جس نے اس احتمال باطل کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکان کذب ماننے کو ان کے سر باندھنا کیسی وقاحت وشوخ چشمی ہے۔

---

[1] الدوانی علی العضدیۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۳

[2] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی الباب الثانی فی الحکم منشورات الشریف قم ایران ۱/ ۶۲

وجہ ۲: فرماتے ہیں آیاتِ وعید آیاتِ عفو سے مخصوص و مقید ہیں، یعنی عفو و وعید دونوں میں وارد، توان کے ملانے سے آیاتِ وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنھیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے، جب یہ معنی خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جوازِ خلف کو معاذ اللہ امکانِ کذب سے کیا علاقہ رہا۔ امکانِ کذب تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اسے مقید بعدمِ عفو فرما دیا ہے تو چاہیے وعید واقع ہو یا نہ ہو ہر طرح اس کا کلام یقیناً صادق جس میں احتمالِ کذب کو اصلاً دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتبِ علماء مثل تفسیر بیضاوی انوار التنزیل و تفسیر عمادی ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقی روح البیان و شرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی، لطف یہ ہے کہ خود وہی ردالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی و رشید نے مسئلہ خلف میں خلاف نقل کیا، اسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا:

حاصل هذا القول جواز التخصيص لما دل عليه اللفظ بوضعه اللغوي من العموم في نصوص الوعيد[1]

اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظاً اپنے معنی لغوی کی رُو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا یہ سزا پائے گا، اس میں تخصیص جائز ہے۔

یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنھیں مولیٰ تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے، ایمان سے کہنا اسی ردالمحتار میں یہیں یہ تصریح صریح تو نہ تھی جس نے اس تفریع خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کر دی، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکانِ کذب کیوں مانو، صاف نہ کہہ دو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جابجا کذب موجود ہے، واہ شاباش! ردالمحتار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعویٰ رشد و دیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وجہ ۳: اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص و تقیید وعید نہ بھی آتا تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینہ کرم تخصیص و تقیید وعید کے لئے بس ہے اگرچہ مخصص قولی نہ ہو۔

اقول وبه يحصل قران المخصص بالمخصص بخلاف ماسبق فهو خاص بمذهب

میں کہتا ہوں اس سے اتصال مخصص بالمخصص ہوگیا بخلاف ماسبق کے، وہ صرف اسی شخص کے مذہب

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء بالمغفرۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

من یجیز التراخی والانفصال وھذا جاریا علٰی مذھب الکل۔
موافق ہے جس نے تراخی وانفصال کو جائز رکھا ہے اور یہ تمام مذہب پر جاری ہے (ت)

یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حاشیۂ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی،

حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذٰلک بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل[1]
یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلفِ وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا۔

مسلمانو! دیکھا کہ خلفِ وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بیباک نے گھڑی کس قدر دُور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اسے علانیہ رَد کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ ان کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت و بے حیائی ہے، قال اللہ سبحانہ وتعالٰی:

ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا۔[2]
اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھُلا گناہ اٹھایا۔ (ت)

حجت خامسہ، اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری عزاسمہ نے فرمایا:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء۔[3]
بیشک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔

اسی رد المحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا:

ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالٰی
اثبات کرنیوالوں کی مضبوط ترین دلیل اللہ تعالٰی کا یہ فرمان ہے

---

[1] حاشیۃ الخیالی علی شرح العقائد النسفیہ مطبع اصح المطابع بمبئی (انڈیا) ص ۱۲۱

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۲

[3] ؍؍ ؍؍ ۴/ ۱۱۶

ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک[1] بیشک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا (ت)

یُوں ہی اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور پُر ظاہر کہ دعوٰی دلیل پر متفرع اور اس کے مفاد کا تابع ہوتا ہے، سبحان اللہ! جب جوازِ خلف خود ارشادِ متکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اس نے فرمادیا "ہم جسے چاہیں گے بخش دیں گے" تو دلیل امکانِ کذب کو اصلاً راہ نہیں دیتی مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علماء اپنے دعوٰی و دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنی پر جائز مانیں جسے امکانِ کذب لازم، اور دلیل وُہ پیش کریں جو اس معنی کی بالکل قاطع وحاسم، خدارا اپنی جہالتیں، سفاہتیں علماء کے سر کیوں باندھتے ہو، ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

للہ! انصاف! اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کرے گا یہ سزا پائے گا اور ساتھ ہی اسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے، تو کیا اگر وُہ بعض مجرموں سے درگزر کرے تو اپنے پہلے حکم میں جھُوٹا پڑے گا یا اس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وُہ احمق جاہل دعوٰی کرتا ہے یا اگر کوئی شخص بدلیل اس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہ نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہو ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے تو کیا اس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وُہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی کچھ سوچ کر تو بات منہ سے نکالے، سبحٰن اللہ! جس ردالمحتار سے سند لائے اسی میں وہیں اسی بیان میں اسی صفحہ میں وُہ صاف وروشن تصریحیں موجود جن سے اس تفریع ناپاک کی پُوری قلعی کھلتی ہے۔ حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین ودیانت ہے، اسی پر دعوٰی رُشد وہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقلِ عبارت میں قطع وبرید اب صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے، یہاں تک کہ ان کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گھڑ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے، انتہا یہ کہ عالم وامام دل سے تراشے کہ باوجود تکرارِ مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتا نہ دے سکے، فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالٰی نے رسالہ "سیف المصطفٰی علٰی ادیان الافتراء" اسی باب میں لکھا اور اس میں ان حضرات کے عمائد واکابر کی ڈیڑھ سو سے زیادہ ایسی ہی عبارتوں، بددیانتیوں کا ثبوت دیا۔ واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت[1] (جب کوئی بے حیا ہوجائے تو وُہ جو چاہے کرے۔ت) ع

بے حیا باش و انچہ خواہی کن

(بے حیا ہوجا پھر جو چاہے کرتا رہ۔ت)

حجت سادسہ، اقول امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید، ما تقول فی اصحاب الکبائر؟ قال اقول ان اللّٰہ منجز ایعادہ کما ھو منجز وعدہ، قال ابو عمرو انک رجل اعجم، لا اقول اعجم اللسان و لکن اعجم القلب، ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الایعاد کرما، و المعتزلۃ حکوا ان اباعمرو بن العلاء لما قال ھذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا اباعمرو فھل یسمی اللّٰہ مکذب نفسہ؟ فقال لا، فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتک، قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء، وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السؤال ان ھذا انما یلزم لوکان الوعید ثابتا جزما من غیر شرط، و عندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو، فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللّٰہ تعالٰی[2] اھ ملخصا۔

یعنی امام ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالٰی نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی اپنی وعید ضرور پُوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بیشک پُورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا تو عجمی ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے، عرب وعدہ سے رجوع کو نالائقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم، معتزلہ حکایت کرتے ہیں۔ اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرائیے گا، امام نے فرمایا نہ، عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہُوئی، اس پر امام بند ہوگئے، امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدمِ عفو سے مشروط ہیں تو خلفِ وعید سے معاذ اللہ کلامِ الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا۔

اب عاقل بنظرِ انصاف غور کرے، اوّلاً اگر تجویزِ خلف امکانِ کذب ماننا ہوتی تو برتقدیرِ صدقِ حکایت امام کا بند ہونا کیا معنی انھیں صاف کہنا تھا میں جوازِ خلف مانتا ہوں تو امکانِ کذب میرا عین مذہب اور

---

[1] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ بن مسعود حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۲۳۷

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ اللہ لا یخلف المیعاد المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۷/ ۱۹۷

برتقدیرِ کذب معتزلہ علمائے اہلسنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گھڑی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے مجوزین خلف تو امکانِ کذب مانتے ہی ہیں، پھر امام اس الزام پر بند کیوں ہو جاتے۔

ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلاء کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ! جب وعیدیں مقید ہوں گی تو امکان کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط، غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے علمائے کرام پر جیتا طوفان باندھا۔

حجتِ سابعہ، اقول آپ کی یہی ردالمحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کرکے ائمہ دین پر پوری تہمت کر دی، اس مبحث میں حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے شروع عبارت یوں ہے:

وافقه على الاول صاحب الحلية المحقق ابن امير الحاج وخالفه فى الثانى وحقق ذٰلك بانه مبنى على مسئلة شهيرة وهى انه هل يجوز الخلف فى الوعيد فظاهر مافى المواقف[1] الخ۔

صاحب حلیہ محقق ابن امیر الحاج نے اول میں اس کی موافقت کی ہے اور ثانی میں مخالفت، اور ثابت کیا کہ اس کا مدار ایک مشہور مسئلہ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا خلف وعید جائز ہے، تو مواقف میں جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے الخ (ت)

اور ختم یوں هذا خلاصة ما اطال به فى الحلية[2] (یہ حلیہ میں ان کی طویل گفتگو کا خلاصہ ہے۔ ت) اور یہ صاحبِ حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جوازِ خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی ردالمحتار میں ان سے منقول:

الاشبه ترجح جواز الخلف فى الوعيد فى حق المسلمين خاصة دون الكفار[3]۔

اشبہ مختار یہ ہے کہ خلف وعید کا جواز خاص مسلمانوں کے حق میں ہے نہ کہ کفار کے حق میں۔ (ت)

اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی کرتے ہیں، اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا:

وحاش لله ان يراد بجواز الخلف فى الوعيد ان لايقع عذاب من اراد الله الاخبار

یعنی حاشا للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

[2] ایضاً

[3] ایضاً

بعذابه فانه محال علی اللہ تعالٰی قطعًا، کما ان عدم وقوع نعیم من اراد اللہ الاخبار عنه بالنعیم محال علیه قطعًا کیف لا وقد قال تعالٰی ومن اصدق من اللہ قیلا ٥ ومن اصدق من اللہ حدیثا ٥ وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لامبدل لکلمته۔[2]

اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ اللہ تعالٰی پر قطعاً محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اس نے جس کیلئے نعیم کی خبر دی ہو اس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیوں کر نہ ہو اسکی خبر کا کذب محال ہے، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔

کیوں ایمان سے کہنا یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکانِ کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو، اللہ حیا دے۔

حجت ثامنہ بقطع عرق ضلالت ضامنہ، اقول وباللہ التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں اور اسی کی توفیق سے تحقیق ۔ ت کو پایا جا سکتا ہے ۔ ت) علمائے مجوزین کے طرق استدلال ومناظرہ وجدال شاہد عدل ہیں کہ ان کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے ترافق کلی ہے، ثبوت سُنئے، قریب گزرا کہ انھوں نے اپنے دعوے پر آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء[2] (اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا۔ ت) سے استدلال کیا، اور حلیہ پھر ردالمحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائے، اس دلیل کو انص واظہر دلائل مجوزین کہا اور ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے اسی کو انھوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا تو ان کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہو سکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیاتِ وعید سے تمسک کیا، اس پر ان علماء نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا رَد مانا اور زنہار جواز اعم امتناع اخص کا نافی نہیں ہو سکتا، تو ان کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اسی رَد واثبات سے بیّن البطلان، پس تساوی متعیّن اور مراد متبیّن، یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۶

ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول وتکذیب خبر کہ عفو سے عموم وخصوص دونوں رکھتی ہے، مثلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص وتقیید وعید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود، اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کے وقت اس میں کمی کی تو عفو عــہ مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجئے تو عام مطلقاً سہی بہرحال خلف کہ اس کا مساوی ہے کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہ۔ اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد للہ علی اتمام الحجۃ و ایضاح المحجۃ۔

حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعۃ بارغۃ التبیین دامغۃ الکذابین، اقول

وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ایھا المسلمون! ذرا قلب حاضر درکار، اس مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے کذب باری عزوجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمہ دین کی طرف نسبت نہ کیا، بلکہ معاذ اللہ انھیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر الحمد للہ ان کا دامن سنت مامن تو کفر وضلالت کے ناپاک دھبوں سے پاک ومنزہ مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، یُوں نہ مانیں تو مفصل جانیں، اصل مراد یہ ہے کہ خلف بایں معنی کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی اس کے خلاف عمل میں لائے۔ بلاشبہہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلافِ واقع خبر دینا تو اس معنی پر خلف کو ممکن یا ممتنع یا واقع یا واجب جو کچھ مانئے بعینہٖ وہی حکم کذب کے لئے ثابت ہوگا کہ یہ جانب وجود ہے اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اس کے محال و ناممکن تو لاجرم اس کا امکان اس کے جواز اور اس کا وجود اس کے وقوع اور اس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت وضلالت سے کلام علما میں خلف کے یہی معنے سمجھے کہ باری تعالٰی عیاذاً باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے خبر دے کر غلط کردے لہذا جوازِ خلف پر امکانِ کذب کو متفرع کیا حالانکہ حاشا للہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنی مردود مخترع عنود کا ردِ بلیغ فرماتے اور جواز خلف کو تخصیص نصوص وتقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہہ کر پلٹنا نہ بات کا بدلنا ہوا اس امر پر دلائل قاہرہ وتصریحاتِ باہرہ سُن ہی چکے مگر ان حضرت کو

عــہ المغفرۃ وقایۃ شرالذنوب بالکلیۃ[1] اھ ۱۲ رضی اللہ عنہ۔

مغفرت گناہوں کے شر سے کلیۃً محفوظ رہنا ہے اھ ۱۲ رضی اللہ عنہ (ت)

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

پر مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف اسی معنی پر ڈھالتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اس کے جواز سے امکان کذب کی راہ نکالیں بہت اچھا اگر یہی معنٰی مراد ہوں تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنی ہیں اور وہ اپنے کس معنی پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محلِ خلاف نہیں بلکہ[1] قطعاً جواز شرعی و امکان وقوعی میں نزاع

عہ[1] اقول هل عسيت ان تتفطن مما القينا ونلقى عليك من الابحاث ونقلنا و ننقل لك من كلمات العلماء ان الكلام فى مطلق الخلف فى حق العصاة لا الخلف المطلق فيهم ولا الخلف فى الكفار لوفاق اهل السنة الوعيدية على استحالته شرعًا اما الثانى فظاهر واضح وقد نص عليه القرآن العزيز واجمعت عليه الامة جميعًا و اما الاول فنقل عليه ايضا غير واحد الاجماع وهو الصواب من حيث النظر، وان نقل العلامة فى حاشية العلائى خلافه ففى هذين ان كان الخلاف فلا يكون الا فى الامكان العقلى ولذا حمل عليه العلامة ش بيد انى لا اعلم خلافا بين اهل السنة فى جواز الاول عقلا والثانى وان وقع فيه خلاف ولكن المحققين ههنا على الجواز ولم يخالف فيه الا اقل قليل كما سيأتى فالذى[2] وقع عن العلامة ش

اقول (میں کہتا ہوں) آپ نے ہماری اس گفتگو سے جو کی اور کریں گے اور علماء کے منقولہ کلمات سے سمجھ لیں گے کہ کلام گنہگاروں کے حق میں مطلق خلف میں ہے، نہ خلف مطلق میں اور نہ ہی حق کفار میں خلف ہے کیونکہ وعیدی اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ایسی خلف وعید شرعًا محال ہے، دوسری بات (حق کفار میں) تو ظاہر واضح ہے اس پر قرآن عزیز کی تصریح ہے اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے، رہی پہلی بات تو اس پر بھی متعدد اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے، دلیل کے اعتبار سے یہی صواب ہے، اگرچہ علامہ نے حاشیہ علائی میں اس کے خلاف نقل کیا ہے، ان دونوں میں اگر اختلاف ہو بھی تو محض بطور امکان عقلی ہی ہوگا اس لئے علامہ ش نے اسے اس پر محمول کیا مگر میں اول کے جواز عقلی میں اہلسنت کا اختلاف نہیں جانتا، اور دوسری میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن محققین یہاں بھی جواز پر ہیں اور اس کی مخالفت بہت ہی کم لوگوں نے کی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ[2] قوله فالذى وقع حيث نقل النزاع المشهور وكون المحققين على المنع

قولہ والذی وقع، کیونکہ انھوں نے جہاں نزاع مشہور نقل کیا ہے اور محققین کا اس کے کلام میں دونوں خلفوں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

ہے جس کے بعد امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا، دلائل سنئے :

(بقیہ حاشیہ ۱ صفحہ گزشتہ)

اشتباه يجب التنبيه له وقد اوضحناه على هامشه ولولا ان عرضنا فى المقام لايتعلق بنقد ذلك لاتينا بالتحقيق فيما هنالك ثم من البديهى ان امكان عدم التعذيب عقلا مع استحالته شرعا ادخل فى الرد على هؤلاء الجهلة كما لايخفى على عاقل فضلا عن فاضل و سنلقى عليك تحقيقه فيما سيأتى فى رد الوهابية الديوبندية فانتظر والله سبحانه وتعالٰى اعلم ۱۲ منه قدس سره۔

علامہ کش سے جو واقع ہوا یہ اشتباہ ہے جس پر تنبیہ ضروری ہے اور ہم نے اس کے حاشیہ پر اس کی وضاحت کر دی ہے اگر ہماری غرض اس مقام پر تنقید کرنا ہوتی تو ہم اس تحقیق کو یہاں کر دیتے، پھر یہ بات بدیہی ہے کہ عقلاً عدمِ عذاب کا محض امکان جو شرعاً محال ہے ان جہال کے رد کا ذریعہ بنتا ہے جیسا کہ کسی عاقل پر مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل پر مخفی ہو، عنقریب اس کی تفصیل و تحقیق وہابیہ دیوبندیہ کے رد میں آرہی ہے تھوڑا سا انتظار کرو۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ (ت)

(بقیہ حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ)

فى كلامه على هذين الخلفين وزعم تبعا للحلية ان الاشبه ترجح جواز الاول عقلا فاوهم ان جوازه العقلى مختلف فيه واوهم ايهاما اشد واعظم ان المحققين على انكاره وان كان الاشبه عنده ترجح الجواز مع انا لانعلم فيه نزاعا اصلا ولا نظنه محل نزاع وان كان فلا شك ان عامة الائمة على الجواز ثم اوهم بل صرح اخر ان الصحيح عند المحققين منع الثانى عقلا مع ان الامر بالعكس

پر منع مذکور ہوا اور حلیہ کی اتباع میں اس نے عقلاً جواز اول کی ترجیح کو مختار محسوس کر لیا تو اسے یہ وہم ہوگیا کہ اس کے جواز عقلی میں اختلاف ہے یہ وہم شدید ہے محققین تو اس کا انکار کر رہے ہیں اگرچہ اس کے ہاں مختار جواز کو ترجیح دینا ہے حالانکہ ہم تو اس میں نزاع کا علم نہیں رکھتے اور نہ ہی محل نزاع کا گمان کرتے ہیں اور اگر ہے تو بلاشبہ اکثر ائمہ جواز پر ہیں پھر وہم میں پڑتے ہوئے آخر تصریح کی کہ محققین کے ہاں صحیح یہ ہے کہ دوسری صورت عقلاً منع ہے حالانکہ معاملہ برعکس

(باقی اگلے صفحہ پر)

اوّلاً اہلسنت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبائر کردگان و بے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالٰی ان سے مواخذہ نہ فرمائے مگر امکانِ شرعی میں اختلاف پڑا اہلسنت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقہ وعیدیہ سمعًا ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، انھوں نے آیاتِ وعید سے استناد کیا اس کے جواب میں جوازِ خلف کا مسئلہ پیش ہُوا یعنی اے معتزلہ! تمھارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوعِ وعید شرعًا واجب مانیں وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا اور شرعًا وجوبِ عذاب کہ تمھارا دعوٰی تھا ثابت نہ ہُوا۔ امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالٰی عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقًا وعن الکبائر بعد التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعًا، واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ الاصحاب بل اثبتوہ خلافًا للمعتزلۃ، تمسک القائلون بجواز العفو عقلًا وامتناعہ سمعًا وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الوارِدۃ فی وعید الفساق واصحاب الکبائر، واجیب بانھم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنۃ علی ما مر والخلف فی الوعد لؤم لا یلیق بالکریم وفاقًا بخلاف الخلف فی الوعید فانہ

بارھویں بحث: اُمت کا اتفاق اور کتاب وسنت اس پر ناطق ہیں کہ اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا غفور ہے، وہ صغائر تو ہر حال میں معاف فرما دیتا ہے اور کبائر کو توبہ کے بعد، کفر کو قطعًا معاف نہیں فرماتا، بغیر توبہ کبائر کی بخشش میں اختلاف ہے، ہمارے اصحاب (اہلِ سنّت) اس کے جواز کے قائل بلکہ اس کو دلائل سے ثابت کرنے والے ہیں اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے، ان میں سے کچھ نے کہا عقلاً عفو کا جواز ہے مگر شرعًا ممتنع ہے، یہ بصری معتزلہ کی رائے ہے، بغدادی معتزلہ ان نصوص سے استدلال کرتے ہیں جو فساق اور اصحابِ کبائر کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں، ان کو جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ وعدہ ثواب و دخولِ جنت کی عمومی نصوص میں داخل ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فالحق ان محل النزاع المشھور ھو الجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقی علیک واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

ہے، تو حق یہ ہے کہ نزاع مشہور کا محل جوازِ شرعی ہے علماء کا کلام مطلق خلف میں ہے، حق کی تحقیق ہم آپ پر عنقریب بیان کریں گے، واللہ الہادی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ (ت)

مر بما یعد کرماً اھ[1] ملتقطاً۔ جیسا کہ گزرچکا ہے، اور وعدہ میں خلف ایسا قابلِ ملامت عمل ہے جو بالاتفاق کریم کے مناسب و لائق نہیں بخلاف خلافِ وعید کے کہ اسے اکثر کرم ہی شمار کیاجاتا ہے اھ ملتقطاً۔ (ت)

دیکھو علماء اس جوازِ خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں اور وجوب شرعی کا مقابل نہیں مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور ان کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے کہ واجب عقلی ہے جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو تو ثابت ہُوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔

ثانیاً محققین کہ جوازِ خلف نہیں مانتے، آیہ کریمہ مایبدل القول لدیّ[2] (میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ت) سے استدلال کرتے ہیں کمافی شرح عقائد النسفی وشرح الفقہ الاکبر وغیرھما (جیسا کہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر اور دیگر کتب میں ہے۔ت)، اور پُرظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ کہ امتناع عقلی پر، تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محلِ نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبتنی ہوگی وہ نہ کہہ دیں گے کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں۔

ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیہ کریمہ انك لا تخلف المیعاد[3] (بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ت) سے صرف وعدہ مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا:

احتج الجبائی بھذہ الاٰیۃ علی القطع بوعید الفساق (ثم ذکر احتجاجہ والاجوبۃ عنہ الٰی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخرٰی، فقال لم لایجوز ان یحمل ھٰذا علٰی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء

جبائی نے وعید فساق کی قطعیت پر اسی آیہ مبارکہ سے استدلال کیا (پھر اس کا استدلال اور اس کے جوابات ذکر کرکے پھر کہا) اور واحدی نے بسیط میں ایک اور طریقہ ذکر کرتے ہُوئے کہا یہ کیوں جائز نہیں کہ اسے وعدۂ اولیاء پر محمول کرلیا جائے نہ کہ وعید اعداء پر

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیۃ، لاہور ۲/ ۲۳۵ تا ۲۳۶
[2] القرآن الکریم ۵۰/ ۲۹
[3] " ۳/ ۱۹۴

27
27

لان خلف الوعید کرم عند العرب[1] الخ۔ کیونکہ خلفِ وعید عربوں کے ہاں سراپا کرم ہوتا ہے۔ (ت)

ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی انھیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔

سابعًا قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار، عبارتِ حلیہ:

الاشبہ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار[2]۔ مختار یہ ہے کہ خلف وعید کا قول مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے نہ کہ کفار کے لئے۔ (ت)

ابھی بحوالہ ردالمحتار گزری، مگر میں اس کی جگہ اور تحفے پیش کروں، مختصر العقائد میں ہے:

الملک للّٰہ والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بھم مایرید ولکن وعد ان لایعذب احدا بغیر ذنب وان لایخلد المؤمن المذنب فی النار و یستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المؤمن المذنب ما والکافر مؤبدا ولکن قد یعفو عن المؤمن المذنب ولا یعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترك الوعید، اما فی حق الکفار فلایکون العفو وان کان تکرما وتفضلا قال اللّٰہ تعالٰی ولوشئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا، ولکن حق القول منی الاٰیۃ، اخبر انہ لایفعل مع الکفار الابطریق العدل[3]۔ ملک اللہ کا ہے، تمام لوگ اس کے غلام ہیں، اللہ تعالٰی ان کے بارے میں جو اپنے ارادہ کے مطابق کرسکتا ہے لیکن اس نے وعدہ فرمایا وہ کسی کو گناہ کے بغیر عذاب نہیں دے گا، کسی مومن گنہگار کو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے گا اور اس کے وعدہ کی خلاف ورزی محال ہے اس طرح اس نے مومن گنہگار کو کچھ وقت کے لئے اور کافر کو ہمیشہ کے لئے عذاب دینے کی وعید فرمائی ہے لیکن اگر وہ کسی مومن کو معاف فرمادیتا ہے اور اسے عذاب نہیں دیتا تو یہ اس کا سراپا کرم وفضل ہے، تو وعید کو ترک فرماتا ہے رہا کفار کا معاملہ تو اس میں عفو نہیں اگرچہ عفو کرم وفضل ہی ہوتا ہے، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دیں لیکن میرا قول حق ہے الآیہ، اس میں اللہ تعالٰی نے خبر دی ہے کہ کفار کے ساتھ صرف عدل کا معاملہ فرمائے گا۔ (ت)

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ان اللّٰہ لایخلف المیعاد المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۷/ ۱۹۶

[2] ردالمحتار بحوالہ الحلیۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء بالمغفرۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

[3] مختصر العقائد

روح البیان میں ہے :

اللّٰہ تعالٰی لایغفر ان یشرك بہ فینجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذلك لمن یشاء فیجوزان یخلف وعیدہ فی حق المؤمنین[1]

اللہ تعالٰی شرک کو معاف نہیں فرماتا تو مشرکین کے حق میں وعید جاری و ساری رہے گی اور اس سے نیچے کو معاف فرمادیتا ہے جس کو چاہے، تو اہل ایمان کے حق میں خلفِ وعید جائز ہوگی۔(ت)

سبحان اللہ! اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وُہ باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہلسنت حق کفار میں بھی حاصل، وھو التحقیق یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید (اور یہی تحقیق ہے اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ت) شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے :

اتفقت الامۃ ان اللّٰہ تعالٰی لایعفوعن الکفر قطعاً وان جاز عقلا ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضا لانہ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاھر[2] اھ ملخصا۔

اُمت کا اتفاق ہے کہ کفر کو قطعاً معاف نہیں کیا جائیگا اگرچہ اس کا عقلی جواز ہے اور بعض نے تو جواز عقلی کا بھی انکار کیا ہے کہ انتہائی نیکی کرنیوالے اور انتہائی بُرائی کرنے والے کے درمیان فرق کرنے کی حکمت کے خلاف ہے اور اس کا ضُعف ظاہر ہے اھ ملخصاً (ت)

اسی میں ہے :

عند شرذمۃ لایجوزون العفوعنھم فی الحکمۃ[3]

ایک گروہ کے ہاں یہ ہے کہ وہ حکمت کے طور پر کفار سے معافی کو جائز نہیں کہتے۔(ت)

لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہُوا کہ قائلینِ جواز جوازِ شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے ہیں، اب تم نے خلف کے وُہ معنی لئے جو ایک قسم کذب ہے تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذبِ الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں یہ صریح کفر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں :

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و

جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور

---

[1] روح البیان الجزء السادس والعشرون سورۃ ق مایبدل القول کے تحت المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۹/۱۲۵
[2] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۳۵
[3] " " " " " " " ۲/۲۳۸

نبوۃ بنبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوّز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعہا فہو کافر باجماع[1]

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو با ایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وُہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے (ت)

سبحان اللہ! حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہُوا، جناب باری عزوجل کا جوازِ کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا، اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرادی، سبحان اللہ! یہ فہم فقاہت یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ؏

آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

(آدم ختم ہوگئے اللہ تعالٰی کے ملک پر گدھے نے قبضہ کرلیا۔ ت)

ذرا یہ مقام یاد رکھئے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑتا ہے، واللہ المستعان علی ما تصفون، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حجت عاشرہ ظاہرہ باہرہ زاہرہ قاہرہ امر وادھی من قرینتھا الاولٰی،

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کررہے ہیں، مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز کہتے ہیں اس معنی پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل جانتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا، دلائل لیجئے:

اوّلاً ہم ثابت کرآئے کہ خلف و عفو ان کے نزدیک متساوی ہیں، اور ایک مساوی کا وقوع وقوعِ مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم خواہ تساوی فی التحقق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود اور ثانی اس سے بھی زیادہ ادخل فی المقصود، فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شیئ زائد (کیونکہ وجود میں انفکاک، صدق میں انفکاک ہی ہے بلکہ شئی زائد کے ساتھ ہے۔ ت) لیکن عفو بالیقین واقع ابھی شرح مقاصد

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۶۹

سے گزرا "جوزہ الاصحاب بل اثبتوہ"[1] (اصحاب اسے جائز بلکہ اسے ثابت کرتے ہیں۔ت) تو ثابت ہوا کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اس معنیٰ ناپاک پر حمل کرتے ہو تو معاذاللہ کذب الٰہی کے بالیقین واقع وموجود ہونے میں کیا کلام رہا، صدق اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا۔ت):

فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[2]	بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی (اللہ سبحانہ، وتعالٰی کی پناہ۔ت)

ثانیاً تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجئے تاہم آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک[3] (شرک سے نیچے معاف فرمادے گا۔ت) ہے آن کا استدلال دلیل قاطع کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا بہرحال وقوع مغفرت وقوع خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

ثالثاً مختصر العقاید کی عبارت گزری کچھ دیر نہ ہوئی جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوز ان یترک الوعید (وعید کا ترک کرنا جائز ہے۔ت) نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید[4] (وعید کو ترک کردیا۔ت) مرقوم کیا، پھر ثبوتِ مدعا میں کیا کلام رہا۔

رابعاً ان دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع وواقع شغب یہ ہے کہ امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسی حلیہ میں جو اسی ردالمحتار کی جس سے آپ ناقل (اس مقام میں) ماخذ ہے صاف بتادیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے، اب آپ ہی بولئے آپ کے مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، حلیہ کی عبارت یہ ہے:

الدعاء المذکور یستلزم انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاھر المواقف والمقاصد	دعائے مذکور اس بات کو مستلزم ہے کہ خلف وعید جائز ہے، مواقف اور مقاصد کے ظاہر سے ہی

---

[1] شرح المقاصد — المبحث الثانی عشر — دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۵

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

[3] " " ۴/ ۱۱۶

[4] مختصر العقائد

ان الاشاعرۃ قائلۃ بہ لانہ لایعد نقصا بل جودا وکرما ولھذا امدح بہ کعب بن زھیر رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ۔ والعفو عند رسول اللہ مامول[1]

معلوم ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس کے قائل ہیں کیونکہ اسے نقص نہیں بلکہ جُود وکرم شمار کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہوئے کہا: مجھے بتایا گیا ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وعید سنا رکھی ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عفو کی ہی امید ہے۔ (ت)

دیکھو صراحۃً مدح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا، اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری:

الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا[2]

تمام حمد اللہ کی جو وعدہ کرکے وفا فرماتا ہے اور جب وعید سناتا ہے تو معاف فرمادیتا ہے (ت)

کو اسی باب سے ٹھہرایا اب بھی وضوحِ حق میں کچھ باقی رہا، یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع و وجود کذب الٰہی کو ائمہ اہلسنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا،

کذلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القھار۔

یوں ہی اللہ تعالٰی ہر متکبر اور جابر دل پر مہر ثبت فرماتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القہار (ت)

بالجملہ بحمد اللہ بحجج قاہرہ وبینات باہرہ شمس وامس سے زیادہ روشن وابین ہوگیا کہ علماء جس معنی پر خلف جائز مانتے ہیں، حاش للہ! اسے امکانِ کذب سے اصلاً علاقہ نہیں ان کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز وکرم ہے کہ عین عفو یا عفو کا مساوی وملازم، اور یہ معنی نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہلسنت بلاشبہ واقع رہا، خلف بمعنی تبدیل قول وتکذیب خبر جس کے جواز پر امکانِ کذب متفرع ہوسکے، ہرگز ان علماء کی مراد نہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان ویک دل اس سے تبری وتحاشی کامل کرتے اور کذبِ الٰہی کے استحالۂ قطعی وامتناع عقلی پر اجماعِ تام رکھتے ہیں، اول سے آخر تک ان کے تمام کلمات ومحاورات وجوہِ مناظرہ وطرقِ رد واثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل وناطق فصل وقد ظھر علٰی کل

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " " " " "

ذی عقلٍ (اور یہ ہر عقلمند پر ظاہر ہے۔ت) اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بلیاک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی، یونہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی جس پر ان حضرات نے تفریع کی ٹھہرائی اس پر وہ شدید و عظیم نکیر فرمائی کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی، اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الخبر اذا جوز علی اللّٰہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللّٰہ تعالٰی وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یقضی الی الطعن فی القراٰن وکل الشریعۃ اھ ملخصًا۔[1]

یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے تو بیشک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ والے کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں کہ باری تعالٰی کذب سے منزہ ہے، اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا اھ ملخصًا

بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم و دیانت و رشد و مشیخت اغوائے عوام و تلبیس مرام کو یُوں دیدہ و دانستہ کور مغزی بن جاتے اور خوف خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کرکے ائمہ دین پر یُوں کھلے بہتان جیتے طوفان اُٹھاتے ہیں ؎

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا — خیرہ ام در چشم بندے خدا

(آنکھیں کھولو، کان کھولو، اے بندۂ خدا! اس سے آنکھیں خیرہ ہیں۔ت)

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ — وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

(اگر تم نہیں جانتے تو یہ مصیبت و پریشانی ہے اور اگر جانتے ہو تو اس سے بڑھ کر آزمائش ہے۔)

بس زیادہ کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے، آمین!

تنبیہ نبیہ: الحمد للہ تحقیق ذروۂ علیا کو پہنچی اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا کہ جب خلف بمعنی تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنی مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع تو علمائے مجوزین و محققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے، **اقول** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)

اوج التحقیق علی الخبیر سقطت (میں کہتا ہوں اللہ کی توفیق سے، اور اس توفیق سے باخبر کو تحقیق کی بلندیوں پر عروج حاصل ہوتا ہے۔ ت) ہاں منشاءِ نزاع اس اطلاق خلف کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب و منقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح وستائش میں بولا جاتا ہے ولہٰذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں، قائلھم (ان میں سے کسی کا قول ہے۔ ت) ؎

وانی وان اوعدتہ اووعدتہ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

(اگر میں نے اسے وعید سنائی یا اس سے وعدہ کیا تو اپنے وعید کا خلاف اور وعدہ کو پورا کرنے والا ہوں۔ ت)

وقال اٰخر (اور دوسرے نے کہا۔ ت) ؎

اذا وعد السراء انجز وعدہ وان اوعد ا فالعفو مانعہ

(جب خوشحال لوگوں سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کر دیا اور جب فقراء کو وعید سنائی تو عفو اس کے مانع ہوگیا۔ ت)

بنا برآں خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنی محال یعنی تبدیل مقال کا موہم اور یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی، کما نصوا علیہ فی مسئلۃ معقد العز (جیسا کہ انہوں نے مسئلہ معقد العز میں اس پر تصریح کی ہے۔ ت) اور اس کے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق میں ہے خالق عزوجل کا ان پر قیاس صحیح نہیں لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی۔

خلاصہ یہ کہ آیاتِ وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے اگرچہ بنظر تخصیص و تقیید حقیقت خلف سے قطعاً منزہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے اور محققین منع فرماتے ہیں کہ موہم نقص و قدح ہے ورنہ اگر خیال معنی کیجئے تو بلاشبہہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعی بالاجماع جائز و واقع، ولہٰذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں مسئلہ خلف کو اہلسنت کا اتفاقی قرار دیا اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی نسبت کیا،

حیث قال الوعید لایجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علی اللہ تعالٰی تعذیب العاصی[1]

جہاں کہا کہ وعید کا تخلف معتزلہ کے ہاں جائز نہیں کیونکہ ان کا یہ مذہب ہے کہ عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالٰی پر لازم ہے۔ (ت)

---

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر الخ دار الفکر بیروت ۴/ ۵۲۱

پُر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے کہ معنی مقصود و مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے، اہلسنت میں کوئی اس کا منکر نہیں، جس طرح معنی کذب و تبدیل کے بطلان و امتناع پر اہلسنت بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم و ظاہر نہیں، یہ ہے بحمد اللہ محلِ نزاع کی تحریر انیق و تقریر رشیق، والحمد للہ ولی التوفیق علی الہام التحقیق وارشاد الطریق (حمد ہے اللہ تعالٰی کے لئے جو عطائے تحقیق اور رہنمائے طریق کی توفیق کا مالک ہے۔ ت)، امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و تبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی:

المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من اریدبالخطاب[1]

مسئلہ جواز خلف میں وعید سے صورت عموم مراد ہے، کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے۔

یعنی تنہا الفاظِ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی حالانکہ وہ عموم صرف صوری تھا، نہ حقیقی کہ حقیقت میں عمومات وعید آیاتِ مشیت سے مکتسب تقیید، جن کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی بس اس قدر محصل خلف ہے، جسے معاذ اللہ کذب و تبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد و مقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں:

ثم حیث کان المراد ھذا فالوجہ ترک اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعا لایہام ان یکون المراد منہ ھذا المحال[2]

یعنی جب معلوم ہوگیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر مراد ہے، نہ وہ کہ معاذ اللہ امکانِ کذب کو راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقیناً اللہ تعالٰی پر مستحیل، تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنی محال کا وہم نہ گزرے۔

واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نا کہ اس چودھویں صدی میں جہال سفہاء کو وہ وہم آڑے ہی آیا، والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی۔ پھر فرماتے ہیں:

وانما وافقناھم علی الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھذہ الترجمۃ و

ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ ان میں اسی

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] ″ ″ ″

نستغفر اللّٰہ العظیم من کل ما لیس فیہ رضاہ[1]۔ نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم اللہ عزوجل سے مغفرت چاہتے ہیں ہر اس بات کی جو اسے پسندیدہ نہیں۔

سفیہ جاہل دیکھے کہ اس کے امکانِ کذب کے شوشے کدھر گئے،

قل جاء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقا[2]۔ فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (ت)

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے بتوفیق المولٰی سبحانہ، وتعالٰی اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عقائد وشرح مواقف پر ذکر کی اگر مخافت تطویل نہ ہوتی تو ان نفائس جلیلہ کو زیورگوش سامعین کرتا، وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ (جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہی کافی ہے، حمد ہے اللہ تعالٰی کی جو ہدایت کا مالک ہے۔ ت)
غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محلِ نزاع ٹھہرانا خود ان کے مقتضائے کلام ومقال وتمسک واستدلال سے جُدا پڑنا اور توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کرنا اور ان کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور ان مہالک شنیعہ نتائج فظیعہ کا ان کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی بحمداللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عند التحقیق اس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنی مراد پر الزام ہیں جس سے دوسرے کا ذہن خالی، نہ اس کی مراد سے انھیں تعلق نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کرسکتا ہے کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا فریقین میں مختلف فیہ ہے بلکہ یہ تو عامہ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا چہ جائے صوریہ ولفظیہ میں الزام اسی امر سے دیتے ہیں جس کا بطلان متفق علیہ ہو، مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی چہ، خصوصاً جب کہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علی المطلوب ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ وجاہل، خیر بات دور پہنچی، نظائر لیجئے، مثلاً ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق، امام عارف باللہ حارث محاسبی وجعفر بن حرب وعبداللہ بن کلاب وامام المتکلمین عبدالعزیز مکی وائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام ہمام ابوالحسن اشعری قدس سرہٗ مائل، بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نص شریف دلیل کامل، اور امام علماء السنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول اور یہی ائمہ بخارا

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۱

"ومن وافقہم" کے نزدیک مختار ومنصور ومعتمد ومقبول، اس پر ائمہ سمرقند وبخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں انھوں نے ان پر مخلوقیتِ قرآن کا الزام رکھا انھوں نے ان پر نامخلوقیت افعالِ عباد کا طعن کیا اور حقیقت دیکھئے تو بات کچھ بھی نہیں، اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں، ایمان مخلوق بیشک مخلوق کہ مخلوق وصفاتِ مخلوق سب مخلوق اور ایمان کہ صفتِ خالق عزوجل ہے جس پر اسمائے حسنیٰ سے پاک مؤمن دلیل یعنی اس ملک جلیل جل جلالہٗ کا ازل میں اپنے کلام کی تصدیق فرمانا وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق وصفاتِ خالق مخلوقیت سے منزہ،

هکذا اقرّرہ الفاضل العلامۃ کمال الدین بن ابی شریف القدسی فی المسامرۃ شرح المسایرۃ۔

اسی طرح اس کی تفصیل فاضل علامہ کمال الدین بن ابی شریف القدسی نے المسامرۃ شرح المسایرہ میں کی ہے (ت)

اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ اہلسنت میں مختلف فیہ ہے، حاشا وکلا یونہی مسئلہ زیادت ونقصان ایمان کہ قدیم سے مختلف فیہا ہے امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاعِ لفظی پر اتارتے ہیں، منح الروض میں ہے:

ذھب الامام الرازی وکثیر من المتکلمین الی ان ھذا الخلاف لفظی راجع الی تفسیر الایمان[1]

امام رازی اور بہت سے متکلمین اس طرف گئے ہیں یہ اختلاف لفظی ہے جو ایمان کی تفسیر کی طرف لوٹتا ہے (ت)

پھر کہا:

ھذا ھو التحقیق الذی یجب ان یعول علیہ[2]

یہ وہ تحقیق ہے جس پر اعتماد لازم ہے (ت)

اسی طرح اور مسائل پائیے گا، اگر اس پر حمل کیجئے جب تو امر نہایت ایسر مجوزین بمعنی مساوی عفو لیتے ہیں اور مانعین بمعنی تبدیل قول دونوں سچ کہتے ہیں اور دونوں اجماعی باتیں ہیں مگر فقیر نے بحمد اللہ جو تنقیح مناط کردی اس پر نزاع بھی معنوی رہی اور قول مانعین کا محقق وراجح ہونا بھی کھل گیا اور جہالت جاہلین کا علاج بھی بحمد اللہ بروجہ کافی ہولیا،

ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس

یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر لوگ

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ومنہا ان الایمان لایزید وینقص مصطفی البابی مصر ص ۱۳۵

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

ولکن اکثر الناس لایشکرون ۵ اللھم لک الشکر الابدی والمن السرمدی، والحمد للہ رب العٰلمین

شکر نہیں بجالاتے، اے اللہ! شکرِ ابدی اور احسان دائمی تیرے لئے ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العٰلمین کے لئے ہیں (ت)

تسجیل جلیل و تکمیل جمیل : اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابلِ رحم غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دیانت کو پان رخصت دیا۔ اپنے رب کو جیسے بنے لائقِ کذب کردینے کا ذمّہ لیا، ائمۂ اُمت و ساداتِ ملت پر کھلی آنکھوں جیتا بہتان کیا، غرض لاکھ جتن کر چھوڑے مگر کال نہ کٹا یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھا نہ مٹا، آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پُرنور سیّد المرسلین خاتم النبیین اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالٰی حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے، اور ختمِ نبوت ناقابلِ شرکت تو امکانِ مثل مستلزمِ کذبِ الٰہی اور کذبِ الٰہی محالِ عقلی ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(اپنے محاسن میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی شریک سے بالا ہیں تو آپ کا جوہرِ حسن تقسیم نہیں کیا گیا۔ ت)

اس پر اس سفیہ نے جواب دیا کہ کذبِ الٰہی محال نہیں، ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہوجائے اور اس پر جو ہذیانات بکے ان کی خدمت گزاری تو آپ سُن ہی چکے اب یہ حضرت اس کی حمایت میں خلفِ وعید کا مسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی ان کے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے، اے سبحان اللہ! ؎

امام چنیں مقتدے چناں جہاں چوں نہ بیند بدے چناں

(ایسے امام اور ایسے مقتدی، جہاں نے ایسے بد نہ دیکھے ہوں گے۔ ت)

اے حضرت! سب کچھ جانے دیجئے مگر یہ آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[1] (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجئے گا، یہ تو وعدہ ہے یعنی حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بشارتِ عظیمہ کہ تمھیں اس فضلِ جلیل سے مشرف کیا گیا تمھاری شریعتِ مطہرہ کو شرفِ افضلیت بخشا تم ناسخِ ادیان ہوئے تمھارے دینِ متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا تم سب سے بلند و برتر رہے تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا، اس میں خلف تو

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

ہر طرح بالاجماع محال ہے پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالف اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا، ہاں یہ کہ اس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہُوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہے کام ہوجانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھٹی اور امام بیچارے کی بات بھی نہ بنی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم — حبك الشیئ یعمی ویصم

(تجھے شَی کی محبت اندھا اور بہرہ کر دے گی۔ت)

؎ ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے
بہک گئے دینِ حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل (کہنے والے نے سچ کہا۔ت) ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم — سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب قوم کا رہنما کوّا ہو تو اس کو ہلاکت والے راستہ ہی کی رہنمائی کرے گا۔ت)

الحمدللہ! یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجتِ رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳[11][12]، حجت سادسہ میں ثانیاً[13]، حجتِ تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً[14-19]، بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی[20] تنبیہ نبیہ میں کلام امام حلبی[21]، یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انھیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو بائیسواں تازیانہ تسجیل جلیل کا ہُوا[22]، اُوپر کے سَو ملا کر ایک سَو بائیس کوڑے[122]، انھیں جمع رکھئے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری، اب وقت وُہ آیا کہ ادھر عطفِ عنان کروں اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم دھروں،

واللہ الھادی وولی الایادی والصلوٰۃ علی حبیبہ سراج النادی۔

رہنمائی فرمانے والا اللہ ہے اور وہی مدد کا مالک ہے اس کے محبوب پر صلوٰۃ و سلام ہو جو مجلسِ کائنات کے چراغ ہیں۔ (ت)

خاتمہ تحقیق حکمِ قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللھم اغفر وقنا الضلال والکفر (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہُوں اے اللہ! ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں گمراہی اور کُفر سے محفوظ فرما۔ت) جانِ برادر! یہ پُوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا ہے اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے، یہ پُوچھ کہ امام و ماموم پر ایک جماعتِ ائمہ کے نزدیک

کتنی وجہ سے کفر آتا ہے، حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہوجائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی (اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ ت) مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہِ علماء کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم، والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم (دائمی فضل والے اللہ کی پناہ۔ ت) میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خوابِ غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوالِ باطلہ کی شناعتِ باطلہ انھیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سورہی ہو، گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمھارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹا اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمھاری بیجا ہٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگاچکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنھیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمھاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہوکر اپنے خاص گلے میں تمھارا آنا نہیں چاہتے ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمھیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے[عہ۱] وہ بھی تمھاری طرح اس گلے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیے[عہ۲] نے جب سے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا اب وہ بھی اکّے دکّے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لگا کرلے جاتا ہے، للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو اس گرگ وناتب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغزارِ جنت میں بے خوف چرو، اے رب میرے ہدایت فرما، آمین!

عہ۱: یعنی امام الوہابیہ ۱۲

عہ۲: یعنی شیطان ۱۲

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ،

ادامه الله لنا حتی نلقاه به یوم القیام وندخل به بفضل رحمته دار السلام اٰمین ! اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں دوام عطا فرمائے حتی کہ ہماری روزِ قیامت آپ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دار السلام میں آپ کے ساتھ داخلہ عطا فرمائے ۔ (ت)

اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر ،

اعاذنا الله منه بحفظه العظیم ورحم عجزنا وضعفنا بلطفه الفخیم ، انه هو الغفور الرحیم اٰمین ، اٰمین اله الحق اٰمین ! اپنے حفظِ عظیم سے اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی پناہ عطا فرمائے اور ہمارے عجز اور کمزوری پر لطفِ عظیم سے رحم فرمائے ، وہی غفور رحیم ہے ، آمین ، آمین اے معبودِ برحق آمین ! (ت)

پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے : لزومی و التزامی ۔ التزامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوٰی کرے ۔ کفر التزامی کے یہ معنی نہیں بلکہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جُہّال سمجھتے ہیں ، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں ، بلکہ اس کے یہ معنٰی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعوٰی کیا وُہ بعینہٖ کفر و مخالف ضروریاتِ دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزاتِ انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبتِ اسلام و ہمدردیِ قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ، قاتلھم اللہ انّٰی یؤفکون[1] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں ۔ ت) ۔ اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآلِ سخن و لازمِ حکم کو ترتیبِ مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیقِ اکبر و امیر المومنین حضرت جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل

---

[1] القرآن الکریم ۹/۳۰ و ۶۳/۴

جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر، مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافتِ صدیقی و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہلسنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآل مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدمذہبی و ضلالت وگمراہی ہے، والعیاذ باللہ رب العٰلمین (اللہ رب العالمین کی پناہ ۔ ت) ، امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں :

من قال بالمآل یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ ، کفّرہ ، فکانھم صرحوا عندہ بما ادی الیہ قولھم ، ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولا الزمھم موجب مذھبھم لم یر اکفارھم قال لانھم اذا وقفوا علی ھذا ، قالوا لانقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ، ونعتقد نحن وانتم انہ کفر ، بل نقول ان قولنا لایؤل الیہ علی ما اصلنا ، فعلی ھٰذین المأخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل ، والصواب ترک اکفارھم[1] اھ ملخصاً۔

جس نے اس مآل کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا قول مؤدی تھا ، جس کی طرف اس کا مذہب چلا جاتا ہے تو اس نے اس کی تکفیر کی ، گویا اس نے ان کے مؤدی قول کو مجھا ہے اور جنھوں نے ان کے مآل کو نہ دیکھا اور نہ ان کے تقاضا مذہب کا لزوم دیکھا انھوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے کہ جب وہ اس سے آگاہ ہوگئے تو انھوں نے کہا ہم اس مآل کا قول نہیں کرتے جو تم نے ہم پر لازم کر دیا ہے اور ہم اور تم دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مآل ہی نہیں ، ان دونوں ماخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں لوگوں کا اختلاف ہوا اور درست رائے یہی ہے کہ ان کے کفر کا قول نہ کیا جائے اھ ملخصاً (ت)

جب یہ امر ممہد ہو لیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنئے ، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں اس نے تو صرف انھیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزومی کی سات اصلیں تیار کیں جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر ، والعیاذ باللہ العلی الاکبر ۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ بیروت ۲/ ۲۷۸

اصل اوّل: جو کچھ انسان کرسکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کرسکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہذیانِ اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اُوپر گن آیا ہُوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کرسکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لوٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہوسکتا ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کرسکتا ہے (۱۴) جماع کرسکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ واللّٰہ خلقکم وما تعملون[1] (اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا۔

اصل دوم، خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہلِ اسلام کے عامۂ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا ذہنی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا، سب کچھ ہوسکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مرکر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے (ازلی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابلِ زوال، ان سب لزوموں کا بیان تازیانۂ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر۔ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر[2] الخ۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/ ۹۶

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل اول مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص

اصل سوم، جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وُہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اس کے معبود کی جورو ہوسکتی ہے (۵۴) بیٹا ہوسکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اس کی ملک سے خارج ہیں الٰی غیر ذٰلك من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات - ت) (دیکھو ت ۵ تا ۸)

اصل چہارم، صدق الٰہی اختیاری ہے (ط) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہوسکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الٰی غیر ذٰلک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا الزام گزرا۔

اصل پنجم، علمِ الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعدت ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علمِ الٰہی مخلوق وحادث ہے جس کے کفر پر فتوٰی امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالٰے ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے الٰی غیر ذالک۔

اصل ششم، کذبِ الٰہی ممکن ہے اور ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے اور (۷۰) یہ خود کفر ہے، پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وُہ مطاعن جن سے جواب ناممکن۔

اصل ہفتم، (۷۴) اللہ تعالٰے بندوں سے چرا چھپا کر، بہلا بھلا کر آیاتِ قرآنیہ جھوٹی کردے تو کچھ حرج نہیں (ت ۳۱) یہہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں، پھر اس پر (۷۵) حشر نشر، حساب کتاب، جنت، نار، عذاب، ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی تو یقین کیسا، تو ایمان کہاں، والعیاذ باللہ رب العٰلمین، ہماری تقریراتِ سابقہ وتقریراتِ لاحقہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریاتِ لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے، بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہُوئے وہ بھی یہاں پُورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ چھتر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں باقی کفریات، تفویت الایمان وصراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وُہ اقبالی کفر علاوہ رہے جو ایمان تفویۃ الایمان پر صراط نامستقیم میں اُبلے گھلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائیے تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا منہ کالا ہوجائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر وشرک دھڑی دھڑی کرکے بیچا محض بلاوجہ سچّے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ وتابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر وشرک سے نہ بچا گویا حضرت کے نزدیک کفر امورِ عامہ

سے تھا، پھر یہ خود اس سے بچ کر کہاں جاتے کہ کرو کہ نیافت کما تدین تدان[1] (جو کیا تھا نہ پایا، جو کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ت) ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را　　　چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند

(تم نے دیکھا نہیں کہ پروانہ کا خونِ ناحق شمع کو اس طرح امان نہیں دیتا کہ رات کو سحری کردے۔ت)

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ لوکانوا یعلمون[2] اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطان بجاہ حبیبک سیدنا محمد سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ شرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شرِ شیطان سے ہمیں محفوظ فرما بوسیلہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جو انس وجن کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر شرف وکرم ہو آمین والحمد للہ رب العالمین۔(ت)

ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سوانا زیانے اور گزر رہے تھے پھر یہ ہوئے کہ ایک جماعتِ ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھئے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلئے ان میں دیوبندی[عہ] تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

عہ تنبیہ ضروری: واقف منصبِ افتاء جانتا ہے کہ مفتی سے جب کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناعتوں کا اظہار، قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی وجاہل ہو کہ اتمام جواب و احکامِ صواب اسی پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابلِ مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر و متبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس ردِ بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہینِ قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر مصروف ۱۲ منہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ عد عن ابن عمر حدیث ۴۳۰۳۲　　مؤسسۃ الرسالہ بیروت　　۱۵/۷۷۲

[2] القرآن الکریم　　۶۸/ ۳۳

یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزامِ کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انھیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں تاہم معرض بیان میں سکوت نامحمود لہذا بطور اجمال تعرض مقصود ،
قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے، **اقول** یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز و وقوعی ہُوا جیسا کہ تمھارے امام کا مشرب، تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً امر تقولون علی اللہ مالا تعلمون[1] (یا خدا پر وُہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ ت) میں داخل ہونا ہے، وُہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح و انجلا جاری جنھیں بحمداللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی پُوری ذمہ داری سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے اور جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی آخر اس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چرا چھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں ،

اللھم انی اعوذبک من اضلال الشیاطین، والعیاذ باللہ رب العلمین۔

اے اللہ! میں شیطان کی گمراہی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اللہ رب العالمین کی پناہ ہے (ت)

قولہ مگر بول سکتا ہے، **اقول** انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفٰی بہ اثما مبینا[2] (دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ۔ ت)

قولہ بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے، **اقول** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرارہم کے نزدیک محال عقلی مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے :

امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالٰی عقلاً[3] اھ ملخصاً۔

مومن مطیع کے عذاب کا ممتنع ہونا ہم ماتریدیہ کا مذہب ہے کیونکہ یہ نقص ہے جو اللہ تعالٰی پر محال عقلی ہے، اھ، ملخصاً۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/۸۰

[2] " " ۴/۵۰

[3] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی الباب الاول فی الحاکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۴۶

اور امام نسفی وغیرہ[1] بعض علماء نے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا، امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں:

صاحب العمدۃ اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا[1]

صاحب عمدہ کا مختار یہ ہے کہ کفر سے عفو عقلاً جائز نہیں۔ (ت)

اس قائل سے پُوچھئے انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنھوں نے کبھی اطاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی مانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علماء سے اپنا حکم پُوچھ دیکھئے اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا اور ممتنع بالغیر وہی جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن۔ اب وُہ غیر کیا ہے، یہی لزوم کذب باری عزوجل، تو آپ ہی کی دلیل[2] سے ثابت ہُوا کہ کذب باری محال ذاتی ہے۔ اے ذی ہوش!

عل[1] طرفہ یہ کہ وُہ ردالمحتار جس سے مدعیانِ جدید اس مسئلہ میں جہلاً متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح و معتمد قرار دیا،

حیث قال لکنہ مبنی علٰی جواز العفو عن الشرک عقلا وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید، وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً و شرعاً[2]

انھوں نے کہا یہ اس پر مبنی ہے کہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہے اور خلف وعید کا قول بھی اسی پر مبنی ہے اور آپ جان چکے صحیح قول اس کے خلاف ہے لہذا اس کا دعوٰی کفر ہے کیونکہ اس کا جواز نہ عقلاً ہے نہ شرعاً۔ (ت)

اور اسی طرف اس کے ماخذ حلیہ کا کلام ناظر،

کما لایخفی علٰی من طالعہ بامعان النظر واللّٰہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جیسا کہ مخفی نہیں ہر اس شخص پر جس نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

عہ[2] فان قلت لم لا یجوز ان یکون ھذا ایضا

اگر یہ اعتراض کریں یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ یہ بھی محال لغیرہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] المسایرہ مع المسامرۃ — الرکن الرابع فی السفیہات — المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر — ص ۲۵۵

[2] ردالمحتار — مطلب فی خلف الوعید الخ — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/ ۳۵۱

ورود نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذبِ الٰہی کو مستلزم، شرح عقائد میں ہے:

لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالٰی وھو محال[1]

اگر وقوع ہوجائے تو اللہ تعالٰی کے کلام کا کذب لازم آتا ہے جو محال ہے (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال اللہ تعالٰی: لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا، وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الٰی امتناعہ سمعًا وان جاز عقلا ای و الالزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ[2]

اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر، اسی نص کی بنا پر ان اشاعرہ میں سے محققین اس طرف گئے ہیں جو اسے عقلاً جائز سمجھتے تھے کہ شرعاً محال ہے اگرچہ عقلاً جائز ہے یعنی ورنہ اللہ تعالٰی کی خبر کے خلاف وقوع لازم آئے گا۔ (ت)

سبحان اللہ! یہ تو عقل وفہم اور الٰہیات میں بحث کا دم، قولہ تو کسی کا اجارہ نہیں اقول یوں تو تم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

محالا لغیرہ وذٰلک الغیر المستحیل بالذات شیئا اٰخر قلت لولا یجوزان یکون ھذا ھو ذٰلک الغیر المحال بالذات ولاجلہ صار ملزومہ محالا بالغیر فان تشبثت باحتمال تشبثنا باٰخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لانک مستدل بھذا الدلیل علی امکان الکذب اما مدعیا واما غاصبًا فکیف یکفیک عسٰی ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہو اور یہ غیر جو محال بالذات ہو دوسری شیئ ہے میں کہوں گا یہ کیوں جائز نہیں کہ یہ غیر محال بالذات یہی ہو اور اس کی وجہ سے اس کا ملزوم محال بالغیر ہو اور اگر تم کسی اور احتمال سے استدلال کرو تو ہم مصیب اور تم خاطی ٹھہرو گے کیونکہ تم نے اس دلیل سے امکان کذب پر استدلال کیا تو تم یا تو مدعی ہو یا غاصب اب تمہارے لئے شاید یہ ہو امید ہے کہ ہو، کیسے کام آسکتا ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۷۱

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر معنی قربا الباری من مخلوقاتہ وبعدہ عنھم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۷

اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالٰی اپنے آپ کو ناقص وملوث وعیبی بنالے تو کسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کردے تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اسی نفی اجارہ سے ثبوتِ امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے تو کچھ حرج نہیں، اور بیشک عرف میں یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہے تو محض غلط و باطل، اور اجماعِ اُمت ونصوصِ قاطعہ کے خلاف بیشک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سُنئے آئے اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد و شرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی مگر ہاں تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا تھا، امام تو صاف کہہ چکا کہ اس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں پھر انہیں پر علم اللہ ایمان وحیا بخشے۔ قولہ یہی امکانِ کذب ہے، اقول[عہ] محض تمہارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم، اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے، اس کا امکان ذاتی اس محال بالذات کے امکانِ ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات اور لِم یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا نہ کہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ کہ بالغیر، یُوں تو لازم کہ باری تعالٰی وتقدس واجب الوجود نہ رہے یا تمام موجودات واجب بالذات ہوجائیں،

وجہِ ملازمت سُنئے زید آج موجود ہوا اس کا اس وقت وجود علم الٰہی سبحانہ وتعالٰی میں تھا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی تو باری عزوجل معاذ اللہ معدوم ہُوا اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہُوا اور وہاں تو اس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے، عدمِ علم اور عدمِ عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن تو باری جل جلالہ واجب الوجود نہ ہوا، اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا، واقعی تم بیچارے معذور ہو کہ حقائقِ علوم ودقائق فہوم میں بیچاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلماتِ علماء پر

عہ ؎ اقول ایضاً بلکہ او جاہل! اگر یہ تیری دلیل جہالت تمام ہو تو باری عزوجل کا معاذ اللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے بااینہمہ وہ خلاف پر قادر، اس تقدیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالٰی عن ذٰلک علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بڑھ کر بلند ہے۔ ت) ہاں اے جاہل! اب تو یا تو امکانِ جہل بھی مان یا امکانِ کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللہ تعالٰی ہدایت بخشے آمین! ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

نظر کیجئے تو آپ کو اپنی دانشمندی پر یقین کامل آئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ تعالٰی لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال والحاصل ان الممکن لایلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الٰی ذاتہ واما بالنظر الٰی امر زائد علٰی نفسہ فلا نسلم انہ لایستلزم المحال[1]

اللہ تعالٰی نے جہان کو اپنی قدرت واختیار سے تخلیق فرمایا اس کا فی ذاتہ عدم ممکن ہے باوجودیکہ اس کے وقوع کے فرض سے معلول کا اپنی علت تامہ سے تخلف لازم آتا ہے اور یہ محال ہے، حاصل یہ ہے کہ ممکن وُہ ہوتا ہے فی ذاتہ جس کے وقوع کے فرض کرنے سے محال لازم نہ آئے لیکن کسی امر زائد کی بنسبت ہم نہیں مانتے کہ محال کو مستلزم نہیں (ت)

شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

ان قیل ما علم اللّٰہ او اخبر بعدم بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال ھو جھلہ او کذبہ تعالٰی عن ذٰلک وکل ما یلزم من فرض وقوعہ محال فھو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللازم فجوابہ منع الکبرٰی وانما یصدق لوکان لزوم المحال لذاتہ اما لوکان لعارض کالعلم او الخبر فیما نحن فیہ فلا لجواز ان یکون ھو ممکنا فی نفسہ ومنشاء لزوم المحال ھو ذٰلک العارض[2]

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالٰی نے جس چیز کے عدم وقوع کو جانا یا اس کی خبر دی ہو تو اس کے وقوع کے فرض سے محال لازم آئے گا وہ جہالت یا اس کا کذب ہے توجب اس فرض وقوع سے محال لازم آئے گا تو یہ بہرحال محال ہوگا کیونکہ لازم کے بغیر ملزوم کا وجود ممتنع ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبرٰی نہیں مانتے، یہ تب سچا ہے کہ اگر لزوم محال لذاتہ ہو اور اگر کسی عارضہ کی وجہ سے ہو مثلاً وُہ زیر بحث علم یا خبر ہو تو اس میں محال نہیں کیونکہ یہ فی نفسہ ہو سکتا ہے ممکن ہے اور لزوم محال کی علت وہ عارض بن رہا ہو۔ (ت)

غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کرکے بعض نے استلزام عارضی پر بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالہ ملزوم بالذات کا حکم کیا جس کا محققین نے یوں حل کردیا مگر ایسی جگہ امکان ملزوم سے

---

[1] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۷۱ و ۷۲

[2] شرح المقاصد المبحث الرابع لاقبیح من اللہ تعالٰی دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۵۵

امکانِ لازم مستحیل بالذات کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصّہ خاصہ تھا کہ اس کے رَد میں علماء کا وہ حل کافی و وافی ہوا، سبحان اللہ! میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سُنئے، اسی مبحث کذب والی یکروزی میں کیا کہتا ہے:

اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل (جیسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست وکسے دعوی وقوع مذکور بالفعل نکردہ اگر مقصود این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم کذب نصی ست از نصوص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور البتہ مستلزم تحقق امکان صدق نص مذکور ست وزوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علت نیست والا لازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ باشد، حاصلش آنکہ ملازم درمیان علت و معلول در فعلیت وجود و عدم ست نہ در امکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد، چہ معلولات او

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور بالفعل ہے (جیسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) تو یہ کذب کو مستلزم ہے پس یہ تسلیم شدہ ہے اور کسی نے وقوع مذکورہ بالفعل کا دعوی نہیں کیا، اور اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور کا امکان قرآنی نص کے کذب کو مستلزم ہے تو اس نص کی تلاوت کی جائے تاکہ واضح ہوجائے کہ کون سی نص وجود مذکور کے نفی امکان پر دلالت کررہی ہے۔ اور اگر مقصود یہ ہے کہ وجود مذکور کا امکان امکانِ کذب کو مستلزم ہے تو یہ لزوم ممنوع ہے کیونکہ وجود مذکور کا عدم صدق نص کا معلول ہے تو عدم مذکور کا تحقق یقیناً صدق نص مذکور کے امکان کے تحقق کو مستلزم ہے، عدم مذکور کا بالفعل زوال، کذب کو مستلزم ہے لیکن زوال عدم مذکور کا امکان، زوال صدق کے امکان کو مستلزم نہیں یعنی امکان وجود مذکور، امکان کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ زوال معلول کا امکان، امکان زوال علت کو مستلزم نہیں ورنہ لازم آئے گا زوال عقل اول کا امکان، زوال واجب کے امکان کو مستلزم ہو تو زوال عقل اول کا امکان ممتنع ہو تو عقل اول واجب لذاتہ ہوگی، اس کا حاصل یہ ہے کہ علت و معلول کے درمیان تلازم فعلیت وجود وعدم میں ہے نہ کہ امکان ذاتی میں، ورنہ لازم آئے گا کہ واجب لذاتہ، ممکن

ہمہ ممکنات اند[1] اھ ملخصاً۔

لذاتہ ہو جائے کیونکہ اس کے تمام معلولات ممکن ہیں اھ ملخصاً (ت)

اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اس نے خواہی نخواہی ذراسی بات کو بیگھوں میں پھیلایا ہے تمہاری مقدس سمجھ میں نہ آئے تو اسی کا دوسرا بیان مختصر سنو، اسی یکروزی میں لکھتا ہے:

اگر مقصود این ست کہ از وقوع ممکن بیچگونہ محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الیٰ ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس ایں مقدمہ ممنوع ست چہ بریں تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم وعدم ہر موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی[2]

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع ممکن سے کوئی محال لازم نہیں آتا، نہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور نہ امور خارجی کے اعتبار سے، تو یہ مقدمہ ممنوع ہے کیونکہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر معدوم کا وجود اور ہر موجود کا عدم محال ہو کیونکہ یہ محال کو مستلزم ہے یعنی علم ازلی میں کذب۔ (ت)

دیکھو باوجود امکان ملزوم لازم کو محال مانتا ہے، پھر تمہاری جہالت کہ تعذیب مطیع وعفو کافر کے امکان سے امکانِ کذب پر استدلال کرتے ہو۔ غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے جسے دیو جہالت کی بند وقید میں کبھی علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو، واللہ الھادی، خیر یہ تو وہ تھے جنھوں نے تقلید امام سے تجاوز نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید، انھوں نے بیشک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار افکار ہدیۂ انظار فحول نظار کیں یعنی یہی جواز خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزوم کفر کی تین وجہیں اور بڑھیں:

اوّلاً وہ وجہ ہائل کہ تمام مقلدینِ امام طائفہ کو عموماً شامل یعنی یہ اس کے قول مذکور وجمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بیشک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزوم کفر سے حصہ پائے۔

ثانیاً ان حضرت نے جواز خلف بمعنی کذب ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائز وقوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں، تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمہ دین کا مذہب جانا اور اسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو بیجا بتایا اور اس سے تعجب کار جہلا ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۵ و ۱۶

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ص ۱۶

سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول؛

اوصدق کلام اھل الاھواء اوقال عندی کلامھم کلام معنوی اومعناہ صحیح الخ۔

یاوُہ تصدیق کرے کلامِ اہلِ بدعت کی، یا کہے میرے ہاں ان کا کلام با مقصد ہے، یا کہے اس کا معنی درست ہے الخ (ت)

فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں ذکر کی واللہ الموفق۔

ثالثاً الحمدللہ کہ علمائے اہلسنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور ان کے بہتانی خیالوں، شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوتِ واہمہ نے جو انھیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، ائمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز و قوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے تو وہ تراشیدہ علما ساختہ ائمہ (جن کا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہیں وجود نہیں) قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے۔ اب انھوں نے ان وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانا بلکہ مشائخ دین و علمائے معتمدین مانا تو خود ان پر کفروارتداد لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں؛

الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاری والیھود وکل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیرھم اوشك، قال القاضی

یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصارٰی یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی

عـہ حمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین تکفرھم ببدعتھم قلت وھو کما افاد ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ فلیتنبہ ۱۲۔

علامہ ابن حجر اہل ہوا سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جنھیں ان کی بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں بات وہی ہے جو انھوں نے کہی اسے یہ حوالہ اس قول پر صحیح نہیں جو مطلقاً ہر بدعت کو کفر کہتے ہیں کیونکہ گفتگو اس کفر میں ہو رہی ہے جس پر اتفاق ہو اسے یاد رکھ ۱۲ (ت)

لے اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل کفر متفق علیہ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۱

ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرھم فمن وقف فی ذٰلك فقد کذب النص و التوقیف اوشك فیہ، والتکذیب والشك فیہ لایقع الامن کافر[1]

ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ اجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اسی میں ہے:

یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام اووقف فیھم او شك او صحح مذھبھم وان اظھر الاسلام واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذٰلك[2] اھ ملخصًا۔

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کرچکا اھ ملخصًا۔

آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نا مھتدی و رشید پر ایک سو بائیس کوڑے اوپر جوڑے اور ان کے امام کا وبال انھیں کب چھوڑے کہ یہ آخر اسی کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد، معہذا جب ضرب الغلام اھانۃ المولٰی (غلام کی ضرب مولٰی کی اہانت ہے۔ ت) تو ضرب المولٰی اھانۃ الغلام (مولٰی کی ضرب غلام کی اہانت۔ ت) بدرجہ اولٰی بہرحال یہ پچھتّر کوڑے جو امام الطائفہ پر مارے پڑے، ان کے حصے میں بھی یقینًا بڑھے، کُل ایک سو ستانوے ۱۹۷ ہوئے اور تین خاص ان کے دم پر سوار تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھار،

کذٰلك العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون[3]

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت)

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام "سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح" رکھا یونہی

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاولین المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۹۷

[2] " " " " " فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر " " " ۲/ ۲۷۱

[3] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب" دوصد تازیانہ برفرق جہول زمانہ" رکھوں، بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذٰلک اقول (اس میں میں نے کہا۔ت) ؎

فکفر فوق کفر فوق کفر　　کان الکفر من کثر و وفر

کماء اٰسن فی نتن دفر　　تتابع قطرہ من تعب کفر[1]

(کفر ہر کفر سے بڑھ کر کفر، ہر کثیر سے بڑھ کر کثیر، جیسا کہ کھڑا پانی بدبودار پانی ملنے سے خوب بدبودار ہوجاتا ہے۔ت)

معاذ اللہ! اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے،

وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔

جواب یہی ہے، اس کے ساتھ فتوٰی دیا جاتا ہے اور اسی پر فتوٰی ہے، یہی مذہب اور اسی پر اعتماد ہے، اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔(ت)

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں:

انہ یصیر مرتدا علٰی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا[2]

وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران و زیاں میں بس ہیں۔

والعیاذ باللہ خیر الحافظین (اور بہتر حفاظت کرنے والے کی پناہ۔ت)

پھر جب کہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہوگئے تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صاف تصریح کریں ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے۔ بحرالرائق میں بزازیہ و جامع الفصولین سے ہے،

لواتی بالشہادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قال[3]

اگر معمول کے مطابق وہ کلمۂ شہادت پڑھے تو اسکو وہ نافع نہیں جب تک وہ اپنے قول سے رجوع نہ کرے(ت)

---

[1] الدیوان العربی الموسوم بساتین الغفران فی الرد علی القائلین بامکان کذب اللہ الخ　رضا دارالاشاعۃ لاہور ص۱۹۲

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ　مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی　ص ۳۶۲

[3] بحرالرائق　باب احکام المرتدین　ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۵/ ۱۲۸

اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں۔ حضور پرنور سیدیوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ[1] رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب تُو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔ (اسے امام احمد نے کتاب الزہد میں، طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند صحیح سے ہمارے اصولوں کے مطابق حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ پھر علامہ علائی شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح[2]۔

جو بالاتفاق کفر ہو اس سے اعمال، نکاح باطل ہوجاتے ہیں تمام اولاد، اولادِ زنا قرار پاجاتی ہے اور جس میں اختلاف ہو وہاں استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کروایا جائے گا۔ (ت)

پس اگر مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ہدایت فرمائے اور اس کے کرم سے کچھ دُور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں اور علانیہ رب العالمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین[3] تمہارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہوجائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں کہ نماز اعظم عباداتِ ربِ بے نیاز ہے اور تقدیم و امامت ایک اعلیٰ اعزاز، اور فاسق مجاہر واجب التوہین، نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق وتفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وکذا

یعنی فاسق و بدمذہب کی امامت مکروہ تحریمی

---

[1] المعجم الکبیر حدیث معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹
الزہد الکبیر حدیث ۹۵۴ دار القلم کویت ص ۳۶۴
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی ۱/ ۳۵۹
[3] القرآن الکریم ۵/ ۳۳

المبتدع[1] اھ ملخصاً۔ قریب بحرام ہے اھ ملخصاً

جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم ولله الحکم والیه ترجعون o والحمد لله رب العٰلمین (اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ت)

التماس ہدایت اساس: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسبِ معمول سخن پروری و بحکم دستور تعصب خودسری اگر بعض سلیم خاطریں شرمائیں گی، قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمائتیں ہمت پر آئیں گی وحسبنا الله ونعم الوکیل، نعم المولٰی ونعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر کفالت فرمانے والا ہے۔ت) یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما اعظکم بواحدۃ[2] (میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ت) حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول کہ چند ساعت کے لئے تعصب ونفسانیت کو راہ بتائیں، مثنٰی وفرادٰی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق و صواب ہو تو للہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشٰی o ویتجنبها الاشقی[3] (عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا۔ت) اے میرے پیارے بھائیو! کلمہ اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ رہزن عیارہ اور شیطان لعین اس کا معین، ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر واللہ! واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم[4] (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ت) کی آفت سخت شدید، الیس منکم رجل رشید[5] (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ت) خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو، کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو، العظمۃ للہ! ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، ولئے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴-۵۱۳

[2] القرآن الکریم ۳۴/ ۴۶

[3] القرآن الکریم ۸۷/ ۱۰ و ۱۱

[4] " " " ۲/ ۲۰۶

[5] " " " ۱۱/ ۷۸

بے انصافی! تمھیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے، کیا انصاف ہے، اس پر یہ قہر اصرار بہ بلا اعتساف ہے، اے طائفہ حائفہ اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمھیں بتاؤں، میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان ۲۰۰ دوسو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو، فرض کردم کہ ۲۰۰ دوسو میں استحالہ کذبِ الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمھارے خیال اور تمھارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جانِ برادر! احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی، ابطالِ باطل کو ایک اعتراض وافی، نہ کہ دلائل باہرہ اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم، توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادہ بدستی ہوئی، نشۂ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے! ہدایت فرما اور ان لجیلی آنکھوں کو کچھ تو شرما ؎

می توانی کہ دہی اشکِ مرا حسن قبول اے کہ دُر ساختۂ قطرۂ بارانی را

(اے اللہ! تُو میرے آنسوؤں کو حسنِ قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو موتی بنادیتا ہے۔ت)

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ القائے مشیخت رفع ندامت فریب عوام جواب کے نام کو کہیں، کچھ اعتراض باقی سے اعراض، یہ کلام خصم کا رَد نہ کرے گا، الٹا تمھیں پر صاعقہ بن کر گرے گا کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے تو ناحق تکلیف خامہ اٹھائی، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلانِ مذہب کا اقرار کیا، للہ کچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو، زنجیرِ تعصب کی قید سے سلجھو، خارزارِ تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمھارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمارے ہمایوں سایہ فگن اور تمھارا تاج وہی بالِ زغن، اے سچے خدا سچ سے موصوف جھوٹ سے نرالے، سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے! اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ اُمتِ مصطفٰی کو سچی ہدایت نصیب فرما،

صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وسلّٰی وعلٰی اٰلہ وصحبہ وشرف کرمہ ما نجی الصادق وھلك الکاذب ونھی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك الحق و

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اور آپ کے شرف وبزرگی میں مزید اضافہ فرما جو حبیب ہیں جب تک صادق نجات پاتے رہیں، کاذب ہلاک ہوتے رہیں، جنھوں نے تمام کوازب سے منع فرمایا، تیرا قول حق

وعدك الصدق ولك الحمد والیك المصیر انك علی کل شیئ قدیر وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّد الصادقین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین !

تیرا وعدہ سچا، حمد تیرے لئے، تمام کا لوٹنا تیری طرف اور تو ہر شیئ پر قادر ہے، اللہ تعالٰی کی رحمت ہو سیدالصادقین حضرت محمد، آپ کی آل اور اصحاب سب پر، آمین آمین الٰہ الحق آمین ! (ت)

الحمدللہ کہ یہ مبارک رسالہ موجزہ عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریر مسائل و ترتیب رسائل تیرہ۱۳ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ اور تیئیس۲۳ دن میں صاف و مبیضہ ہوکر دوازدہم ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والتحیۃ کو بہمہ وجوہ بدر سمای تمام و شمع بزم ہدایت انام ہوا۔

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے سُنّت کے قبالے، رنگِ صدق جمانے والے، زنگِ کذب گمانے والے سے علومِ دینیہ میں تصانیفِ فقیر نے سَو۱۰۰ کا عدد کامل پایا،

والحمد للہ وھاب العطایا، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ۰ والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین، سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون ۰ وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العٰلمین، تمّت وبالخیر عمّت بعون من قال وقولہ الحق تمت کلمٰت ربك صدقا وعدلا ط لامبدل لکلمٰتہ ۚ وھو السمیع العلیم ۰ الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات والصلٰوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سیّد الکائنات واٰلہ وصحبہ وامتہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین۔

تمام حمد اللہ تعالٰی کی ہے جو تمام انعامات کا عطا کرنیوالا ہے، اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما بلاشبہہ تُو سننے والا جاننے والا ہے، تمام حمد اللہ کی جو جہانوں کا پروردگار ہے، صلٰوۃ و سلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر آپ کی آل واصحاب تمام پر، سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین۔ رسالہ تمام ہوا اور خیر کے ساتھ وسیع ہوا اس ذات کی مدد سے جس نے فرمایا جبکہ اس کا فرمان برحق ہے "تیرے رب کے کلمات صدق و عدل میں تام ہیں کوئی ان کو تبدیل کرنے والا نہیں وہی سننے جاننے والا ہے"، تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کی جس کی نعمت وجلال سے خوبیاں تام ہوتی ہیں اور صلٰوۃ وسلام ہمارے آقا مولٰی سید کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کی آل واصحاب وامت اور ان کی سب جماعت پر، والحمد للہ رب العالمین (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تحریر جناب مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القدیر بر رسالہ مبارکہ "سبحٰن السبوح عن عیب کذب المقبوح"

فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وارد ہوا، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدتِ دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے اور ملاقات احباب اور نیز مشورۂ امر دینی کے سبب جو کلام سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہوسکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا کچھ حصّۂ معتدبہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابتدا اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ امکان کذب باری تعالٰی کا رَد پایا اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ حمداً کثیراً کہ اس کے مؤلف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف وبقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز و اقارب کو جو ہمیشہ کارِ خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاہ اللہ الشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء واوصلہ الی غایۃ مایحب ویرضی، اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ ومظہر لطفہ واحسانہ سیدنا محمد وعترتہ اجمعین اللھم ارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین!

۵ جمادی الاول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ ھو المیسر للصعاب۔

رسالہ

دامان باغ سبحٰن السبوح ۱۳۰۷ھ

(سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن)

مسئلہ ۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہُوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جھُوٹا ہو سکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جھُوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کرسکتا ہے اور خدا نہیں کرسکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں، انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عمایصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے جس میں بلامبالغہ ہزار با وجہ سے کفر لزومی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہوجاتا ہے اگرچہ ہم باتباع

جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہوسکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہوسکے،

حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانوا یفسقون اولئک اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون ○

عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا پس وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)

میں نے اس رسالے میں تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمۂ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہوسکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اس کے رب کی امان، ادنٰی سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سراپردۂ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے:

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال[1]۔

یعنی جھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں:

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

---

[1] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۱۰۴

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمة و لایصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص۔[1]

تو پیدا ہے اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرما دیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا، تعالی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔ (ت)

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لاتحصی و مطاعن فی الاسلام لاتخفی، منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و مجال الملاحدۃ فی العناد و بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ یجوز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعا

اخبار الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً

---

[1] شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰

علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعاً[1] (ملتقطاً)۔
باطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبارِ الٰہیہ میں امکانِ کذب کا قول قطعاً باطل ہے (ملتقطاً)۔ (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اس کے ہذیانوں کی پُوری خدمت گزاری کردی ہے، یہاں چند حرف کافی گزارش،

اوّلاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کرسکتا ہے، تو جائز ہُوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سرِ بازار بدمعاشوں کے ساتھ ڈھول چھکّا لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی کون سی ذلت، کون سی خواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔

ثانیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکان عیب ہی خود بڑا بھاری ہے کما بیّناہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح (جیسا کہ ہم نے اس کو سبحٰن السبوح میں بیان کیا اور گمراہوں کے لئے اس کی خوب وضاحت کی۔ ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمت غلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہیں ہوسکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہُوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہوسکتا خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کرسکے جیسی انسان کر رہا ہے اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا اور حادث خدا نہیں ہوسکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا اور مخلوق خدا نہیں ہوسکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۸

بالفعل علیم مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کررہے ہو۔

ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعادتمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتادیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یُوں بھی گئی کہ جو مرسکا وُہ خدا کہاں!

ثالثاً احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صاف اڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کمّاً نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمھیں ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔

رابعاً اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں کہ وُہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی اور اپنی حماقت سے بہت کڑی گُتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضها قریب من بعض:

اوّل: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علٰحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیوانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے، تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا عصیان، انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا مخلوق ہوگا اُسی کی قدرت اسی کی ایجاد سے پیدا ہوگا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرتِ الٰہی سے جُدا کرسکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کرسکنا پڑے، اس ضلالت و بددینی کی کوئی حد ہے۔ مقاصد میں ہے:

فعل العبد واقع بقدرة اللہ تعالٰی وانما للعبد الکسب والمعتزلة بقدرة

یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالٰی ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ و فلاسفہ

العبد صحۃ والحکماء ایجابًا۔[1] کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوعِ فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں۔

دوم: اندھے سے پوچھو انسان کوکس کے کذب پر قدرت ہے اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذبِ انسانی پر، نہ کہ معاذ اللہ کذبِ ربانی پر۔ اور شک نہیں کہ کذبِ انسانی ضرور قدرتِ ربانی میں ہے پھر اگر کذبِ ربانی قدرتِ ربانی میں نہ ہُوا تو قدرتِ انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذبِ ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذبِ انسانی اُسے ضرور قدرتِ ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سُوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہوگیا، اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کرسکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہُوا،

وھلم جرا الی غیر نھایۃ وغیر قرار، کذلك یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار۔ اور کھینچتا چل مالانہایۃ تک، یونہی اللہ تعالٰی ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگادیتا ہے (ت)

سوم: ہم پُوچھتے ہیں قدرتِ انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زائد ہوجائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالۂ کذب کو لازم نہیں کہ کذب وجملہ نقائص سرکارِ عزت کے لئے سرکارِ عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی، ہاں یہ کہئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیرِ قدرت ہو اور رحمٰن کے زیرِ قدرت نہ ہو محال ہے (اور بیشک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادتِ قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرتِ خدا سے ہوا یا قدرتِ خدا سے جدا، برتقدیرِ اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیرِ قدرت تھی اور رحمٰن کے زیرِ قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرتِ انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرتِ رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، برتقدیرِ دوم رحمٰن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے

---

[1] المقاصد مع شرح المقاصد الفصل الخامس دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۲۰

واقع ہُوا بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت شئے پر قدرت نہیں، وُہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اسے صراحۃً قدرتِ خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وُہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شئی جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی اس کی نوع مقدورِ خدا ہُوئی نہ کہ خود وہ فرد، تو تم نے خدا و انسان کو دربارۂ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔

دہلوی کے بندو! اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علٰی کل شئی قدیر[1] (بیشک اللہ تعالٰی ہر شَے پر قادر ہے۔ ت) پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وُہ ہو کہ خدا کو افرادِ مقدورۂ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گھڑنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ (اللہ تعالٰی تمھیں ہلاک کرے۔ ت) کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصّہ لو گے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰے نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں۔ مواقف میں ہے:

الجبائیۃ قالوا لایقدر علی عین فعل العبد[2] الخ۔ جبائیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰے عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالٰے عین مقدوراتِ عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کراسکتا ہے مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے اس سے وُہ پاک و متعالی ہے، سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت)

اس کی مثال یُوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ[عہ1] کو طلاق[عہ2] دینے پر قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی

عہ۱: یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہوسکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہوسکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہو گی ۱۲ منہ مدظلہ

عہ۲: یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[2] المواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الصفات الوجودیۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۶۴

زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہٗ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع وموجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید وعمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم: یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ، مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمۂ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنالیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "صحۃ الشیئ منہ" ہے نہ کہ "صحۃ الشیئ علیہ"، اور صاف گھڑ لیا کہ "مایصح علی العبد یصح علی اللہ" جو بندے پر جاری ہوسکے خدا پر بھی جاری ہوسکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت وشیطنت بے انتہا ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1] اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت[ع] کے البطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمۂ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر،

ع: بمعنی مذکور ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

وُہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وُہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے، امام وہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وُہ یُوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل[عہ] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا' نہ کہ جہلِ مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا' اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہلِ اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالٰی یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلٰی ضروریاتِ دین سے ہے، اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہوجائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقرا، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کرسکے ان کا اعتقاد محض بربنائے کلامِ الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطاء کی بات ہے جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہُوا کذب نے تو بات ہی میں شبہہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے تو واجب ہُوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہٗ جماع بعدہٗ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کرسکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا' اور جب یہاں تک ہولیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچّہ بنانے اور پیدا کرلانے میں کیا زہر گھُل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کررہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر

[عہ] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقص کیا تھا، مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان وحمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵/ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل ونحل میں کہتا ہے:

انہ تعالٰی قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا[1]۔ بیشک اللہ تعالٰی اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۴۳ و ۴۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحقِ عبادت ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین[2]۔ تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پُوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہُوا کہ وہابیہ کے نزدیک، ہزاروں خدا مستحقِ عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یُوں گیا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچّی ہونی ضرور نہیں جہلِ مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری ہوجائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمتِ شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لاالٰہ الّا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالٰی۔ بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق ہوجاتا ہے" برہانی اتفاقی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ و وہابیت جو بات چاہیے فرض کرلیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً:

(۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔

(۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کُھلے مرتد ہیں۔

(۳) جو کذبِ الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

(۴) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انہوں سب کفری بول نجس تر از بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

(۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔
(۶) ان سفہا اور اُن کے نُظرا تمام خبثا جنھوں نے شانِ اقدس وارفع رب العالمین و حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی جو شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و رب العزت جل جلالہٗ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین توجیہ تاویل کرے وہ عدوِ خدا و دشمنِ مصطفےٰ ہے جل جلالہ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔
(۷) غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔

سات یہ اور سات ہزار اور، جو بات لوکیا انسان اس کا اعتقاد نہیں کرسکتا ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[عہ] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا کہ وہابیہ کی جس بات کو چاہیے اس کا مشار الیہ بنائیے، اب اس مقدمہ بدیہیہ کو صغرٰی کیجئے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوی ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے" اسے کبرٰی بنائیے، شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے" اب اس نتیجہ کو صغرٰی کیجئے اور مقدمہ ایمانیہ کو کبرٰی کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے، شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے، وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کرسکتا ہے تو خدا بھی کرسکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ بنائے دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور رد وان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے تو کبرٰی قیاس اول مردود ہوکر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا، اب کئے مفر کدھر، تین ہی احتمال ہیں:

اول مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کو استعفار دو اور کھلے کافر بنو۔

دوم اقرار کرو کہ مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا

عہ ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل، اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع، اور فرض وحرام وجائز وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ہیہات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے سہ

انی لکم الی الھدی تحویل　　　قد اشرب فی القلوب اسمٰعیل

(تمہیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمہارے دلوں میں اسمٰعیل (کی محبت) رچ گئی ہے۔ ت)

اور خدا کا دھرا سر پڑ براہ ناچاری اس کے انکار پر آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمۂ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں، کما صرح بہ العلماء الکرام^ع (جیسا کہ علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہوسکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کرجائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا اور تم اور فلاں وفلانی اس کے سارے معتقدین بھی اسی کی طرح گمراہ بددین ہوں۔

سوم اگر ان دونوں سے فرار کرو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے

ع فی مسلم الثبوت و شرحہ فواتح الرحموت للمولٰی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفید الالزام اصلا، اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلّم کالمفروض فی حکم الضروری لایصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام^1 اھ باختصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت تصنیف مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے کہ اگر یہ تام ہوجائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام نہ رہے گی کیونکہ ممکن ہوگا کہ خصم قضایائے مسلمہ میں سے کسی کو خطا مان لے، اور مسلمات بحث کے خاتمہ کا ذریعہ نہ رہیں گے اور یہ سب باطل ہے جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کرچکے ہیں، اور حق یہ ہے کہ مسلّم، حکم ضرورۃ و بداہۃ میں مفروض سمجھا جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کا انکار الزام سے شدید تر ہے اھ باختصار رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

^1 فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع بذیل المستصفٰی

گھر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی[1] اول و دہلوی[2] آخر و گنگوہی و نانوتی و انبٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدما تو، فرمائیے ان میں کون سا آپ کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفروں یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے، کہو کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے مالکم لاتناصرون ۵ بل ھم الیوم مستسلمون[3] (تمہیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ ت) کا رنگ دکھاؤ گے کیوں،

ھل ثوب الفجار ما کانوا یأفکون و الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کیا کچھ بدلہ فاجروں کو اس کا ملا جو وہ جھوٹ بولتے تھے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم و احکم ہے (ت)

---

[1] اسمٰعیل ۱۲

[2] نذیر حسین ۱۲

---

[3] القرآن الکریم ۳۷/ ۲۵ و ۲۶

رسالہ

القمع المبین لاٰمال المکذبین

۱۳۲۹ھ

(مسایرہ وشرح مواقف وسیالکوٹی کی عبارات میں مکذّبوں کی سرشکنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۲۴ از نگلہ اروہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبرآباد، مرسلہ محمد صادق خاں صاحب، شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالٰی محال، فلایکون من الممکنات الخ قولہ والنقص علیہ الخ لایخفی انہ موقوف علٰی کونہ ممتنعا بالذات ولانسلم ذٰلك اذ لوکان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فھو ممتنع بواسطۃ انہ مناف لکمالہ تعالٰی فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر

میں کہتا ہوں، جھوٹ نقص ہے، اور نقص اللہ تعالٰی کے لئے محال، لہذا یہ ممکنات میں سے نہیں ہے الخ اس کا قول، کہ، نقص اللہ تعالٰی کے لئے محال الخ، مخفی نہ رہے کہ یہ بات کذب کے ممتنع بالذات ہونے پر موقوف ہے، جبکہ یہ ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگر یہ محال بالذات ہوتا تو پھر کسی سے بھی کذب صادر نہ ہوتا، لہذا یہ اللہ تعالٰی کے کمال کے منافی ہونے کے واسطہ سے ممتنع ہے تو ممتنع بالغیر ہوا جو امکان

لاینافی الامکان الذاتی۔ حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی

ذاتی کے منافی نہ ہوا۔ (ت) حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص و شین فمن تقول علیہ بامکان کذبہ وتطرق الیہ بخلف وعیدہ فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین قل صدق اللہ[1] ومن اصدق من اللہ قیلا[2]○ ومن[عہ] کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا[3]○ ویلکم لاتفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب[4] ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون[5] متاع قلیل ولھم عذاب الیم[6]○ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا، او کذب باٰیتہ[7] اولٰئک یعرضون علٰی ربھم ویقول الاشھاد ھٰؤلاء الذین کذبوا علٰی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین[8]○ ھو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سب تعریفیں اس اللہ تعالٰی کے لئے جو واجب، صادق، کذب جس کے لئے محال بذاتہ ہے، جس کی ذات کے لئے ہر نقص اور عیب محال بذاتہ ہے، اور جو شخص اس کے لئے امکانِ کذب کا قول کرے اور خلفِ وعید کے ذریعہ اس کا راستہ بنائے تو بیشک وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالٰی کی لعنت کا مستحق ہوا، فرما دیجئے اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی، جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے، تمہاری خرابی اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمہیں عذاب سے پیس ڈالے گا، بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں انہیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے اللہ کی لعنت ان ظالموں

عہ آیۃ ہذا سے جناب گنگوہی کا فوٹو ملا دیکھئے ۱۲ اس عفا عنہ

[1] القرآن الکریم ۳/ ۹۵
[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲
[3] ؍؍ ۱۷/ ۷۲
[4] ؍؍ ۲۰/ ۶۱
[5] ؍؍ ۱۶/ ۱۱۶
[6] ؍؍ ۱۶/ ۱۱۷
[7] ؍؍ ۶/ ۲۱
[8] ؍؍ ۱۱/ ۱۸

الذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون[1]
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہٖ و صحبہ وبارك وکرم کلما ذکرہ الذاکرون و کلما غفل عن ذکرہ الغافلون، والحمد للہ رب العٰلمین۔

پر، اور اللہ تعالٰی وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالٰی اپنی رحمت فرمائے اس رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور ان کے صحابہ پر، اور ان پر برکتیں اور کرامتیں نازل فرمائے جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کرتے رہیں اور جب تک اس کے ذکر سے غافل لوگ غفلت کرتے رہیں، اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی سب جہانوں کے پالنے والے کے لئے۔ (ت)

اللہ عزوجل کے غضب سے اسی کی پناہ، پھر اس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الٰہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ھم مبصرون[2] (یاد دلاؤ تو جلد ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم وفنون کی کتنی ہی دانش ہو) لایعقلون شیئا ولا یھتدون[3] (نہ کسی چیز کو سمجھتے ہیں اور نہ ہدایت پاتے ہیں۔ ت) اس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہوجاتا ہے کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا[4]، کانھم حمر مستنفرۃ[5] (گدھے کی مثل کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں گویا بھاگتے ہوئے گدھے ہیں۔ ت) اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اس کی کتاب بینی کی مثال بالکل سوئر اور سیر باغ کی ہوتی ہے، پھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اسے کسی لطف وسرور سے کام نہیں وہ اس تلاش میں پھرتا ہے کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جان کرے بعینہٖ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس و جلیل فوائد کی ہوں ان سے اسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل وخطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا اسی کو پکڑلے گا اگرچہ واقع میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی کہ وہ نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بیجا صادر ہونا کچھ نادر کا لعدم نہیں پھر سلف صالحین

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۳
[2] القرآن الکریم ۷/ ۲۰۱
[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۰
[4] القرآن الکریم ۶۲/ ۵
[5] القرآن الکریم ۷۴/ ۵۰

ائمہ دین سے آج تک اہلِ حق کا یہ معمول رہا ہے،

کل ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الاصاحب هذا القبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اس روضہ پاک والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سوا ہر ایک کا قول لیا جاسکتا ہے اور اس پر رد بھی کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

جس کی جو بات خلافِ اہلِ حق و جمہور دیکھی وہ اسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اتبعوا السواد الاعظم (اللہ تعالٰی کی حمایت جماعت کو حاصل ہے سوادِ اعظم کی پیروی کرو۔ ت) نہ کہ اجماعِ امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحثِ منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا اور دل کی بیخ کر اس کے پیچھے ہولئے یا اندھے ملاعین کا طریقہ ہوتا ہے یا اوندھے شیاطین کا کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذٰلک بانھم کذبوا بایٰتنا وکانوا عنھا غٰفلین[1]

اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں میں غافل ہیں۔

اس وصف میں تمام طوائفِ گمراہان میں طائفہ وہابیہ اور طوائفِ وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں، اور ہوا ہی چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے یہ اس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف نسبتِ کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یکروزی میں اس کی چناٹی چنی اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں اگوا ہیں کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اس پر استرکاری کی، نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دل اندھوں پر ترجیح ہے اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی ملا تو جس کذب کو یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں اسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا گوہی کا، دہلوی کا یا گنگوہی کا، اور اس کے ممکن بلکہ روزانہ لاکھوں کروڑوں بار واقع ہوتے میں کیا کلام ہے ان کے لفظ دیکھئے کہ لوکان ممتنعًا لما وقع الکذب من احد یعنی جس طرح اجتماعِ نقیضین و ارتفاعِ نقیضین اپنی ذات میں محال ہیں یوں ہی اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا تو کبھی کوئی شخص جھوٹ نہ بول سکتا مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حدِ ذات میں محال نہیں، ہاں

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۴۶

جب اسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو توضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذات مقتضی جملہ کمالات و منافی جملہ نقائص ہے تو اس پر کذب محال بالذات ہے یہ استحالہ جانب باری سے بالذات ہوا کہ اس کی ذات کریم ہر عیب کے منافی ہے مگر مطلق کذب جو کلی عام شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا اس فرد کے استحالہ سے اسے بھی ایک استحالہ عارض ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں ذاتی نہ ہوا کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے، بعینہٖ اس کی مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو اپنی حد ذات میں محال نہیں ورنہ کبھی کوئی دو چیزیں جمع نہ ہوسکتیں ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے کہ ذات نقیضین منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس مادۂ خاصہ میں آکر محال ہوا تو یہ استحالہ اس کے لئے ذاتی نہیں بلکہ خصوص نقیضین کے باعث ہے تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود اور اس کے سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہوسکتا وہ قطعاً محال بالذات ہے یونہی مطلق کذب کہ طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اس کے سبب معاذ اللہ کذب باری ممکن نہیں ہوسکتا وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس سے اعتراض ملا سیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہوگئی اور اس سے جواب کی خوب توضیح بھی کہ یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اور کلی کا امکان اس کے ہر فرد کے امکان کو مستلزم نہیں، یہاں ملا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محلِ نزاع میں فرق نہ کیا امکانِ فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکانِ طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہیں وہ اسی کو معاذ اللہ امکانِ باری پر دلیل بتاتے اور اپنے کفریات ان کے سر منڈھا چاہتے ہیں، بہت خوب اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتاتے ہو تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اوندھے چلے اور ناواقف مسلمانوں کو چھلتے ہو، اور حق ہے تو تمہارے ہی منہ ثابت ہوا کہ تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرے بت پرست ہو کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پوجتے ہو، یوں نہ مانو ہم ثابت کردیں تو سہی، جس تقریر سے اس کا کذب معاذ اللہ ممکن ٹھہرایا بعینہٖ بلا تفاوت اسی تقریر سے اس کا شریک بھی ممکن ہے کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہوسکتا تو شریک باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اس کے کمال کے منافی ہے تو ممتنع بالغیر ہوا اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہٖ بلا تفاوت اسی تقریر سے اس کی موت و فنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی تو کوئی کبھی نہ مرتا تو موتِ باری اس واسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی تو امتناع بالغیر رہا تو اس کا مرنا فنا ہوجانا ممکن بالذات ہوا تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ نہ ہوا بلکہ کوئی تمہارا ساختہ ٹھاکر ہوا، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین[1] (خبردار ظالموں پر

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ ت)

اس عبارت کے جواب کو تو اسی قدر بس ہے مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلٰی درجۂ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیوبندی مکذبانِ الٰہی نے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربتِ حیدری و صولتِ فاروقی سے اس کی بھی پردہ دری ہوجائے، و باللہ التوفیق ان عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوچ ولچر ہے، جیسا اس عبارت سیالکوٹی سے تھا مگر اللہ کے مکذبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق (حق کو باطل سے ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو۔ ت) سے پورا اتر کرلینا ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1] ظالم لوگ عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں (ت)

فاقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) مسلمانو! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ و تابعین و سلف صالحین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے ثابت ہیں انھیں کے بیان کے لئے کتب عقائد کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانۂ خیر میں یہ عقائد صدور و السنہ ائمہ سے تلقی کئے جاتے تھے۔ اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے ان پر ایمان لاتے تھے انھیں چون وچرا و لِمَ ولانسلم کی علت نہ تھی، جب بد مذہبوں کا شیوع ہُوا اور گمراہ متکلموں نے عوام مسلمین کو بہکانے کے لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی و نقلی مغالطے پیش کرنے شروع کئے تو علمائے سنت وجماعت کو حاجت ہُوئی کہ ان کے دلائل باطلہ کا رَد کریں اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی اب کہ استدلال و بحث و مناظرہ کا پھاٹک کُھلا خود اپنے دلائل و جوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی، اذہان مختلف ہوتے ہیں اور بحث و استخراج میں خطا و اصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالفت کی یا کسی اعتراض کا جواب دیا دوسرے نے اس پر بحث کردی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اس کا رَد یہ ہوسکتا ہے یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے اس رَد و بحث کا اثر فقط اسی دلیل و جواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اس دلیل و جواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باحث کی نظر نے خطا کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو، بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

کسی کی قائم کی ہُوئی ایک دلیل یا دیا ہُوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہوسکتا نہ معاذاللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہلسنت کو باطل جان کر اس سے باہر نکلتا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہلسنت بلکہ ہر مذہب وملت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانہ خیر کا قرب تھا اس رد وکد میں ایک اعتدال باقی تھا جب فن کلام فلسفہ دان متأخرین کے ہاتھ پڑا اب تو بات بات میں وجہے وجہ نکتہ چینی کی لے بڑھی جس سے مقصود صرف بردومات ورد واثبات ومنع ولنقض واخذ میں ذہن آزمائی اور اپنی طاقت سخن کی رونمائی ہوتی ہے وبس، نہ کہ معاذاللہ مذہب سے پھریں دین وعقائد کو باطل کریں حاشاللہ یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متأخر شارح محشی جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں وہ مطلقاً خود ان کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا نہ کہ تمام اہلسنت وجماعت کا عقیدہ، عقیدہ وُہ ہوتا ہے جو متون ومسائل میں بیان کردیا بالائی تقریریں اس کے موافق ہیں تو حق ہیں، مخالف ہیں تو وہی ان کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولانیاں ہیں جن کا خود انھیں اقرار ہے کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی نہیں کی جاتی اور معرفتِ سامع پر چھوڑا جاتا ہے کہ عقیدۂ اہل حق اسے معلوم ہے اس کی مراعات کرلے گا، مواقف میں ہے :

انت تعرف مذھب اھل الحق وانما لانتعرض لامثاله للاعتماد علی معرفتك بھا فی مواضعھا۔[1]

تم اہل حق کا مذہب جانتے ہو اور تمھاری اس معرفت کی بنا پر ہی ہم ایسے مقامات میں اس سے تعرض نہیں کرتے۔ (ت)

شرح میں ہے :

فعلیك برعایة قواعد اھل الحق فی جمیع المباحث وان لم نصرح بھا۔[2]

تو تجھ پر لازم ہے کہ تمام مباحث میں اہل حق کے قواعد کا پاس کرے اگرچہ ہم وہاں یہ تصریح نہ کریں۔ (ت)

شرح مقاصد میں ہے :

کثیرا ما تورد الاراء الباطلة للفلاسفة من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادة بیان۔[3]

عام طور پر فلاسفہ کی باطل آراء کو ان کا بطلان ذکر کئے بغیر وارد کردیا جاتا ہے ہاں جہاں کسی زائد بیان کی ضرورت ہو تو وہاں ان کا بطلان واضح کردیا جاتا ہے۔ (ت)

---

[1] المواقف شرح المواقف القسم الاول المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۴۳

[2] " " " " " " " "

[3] شرح المقاصد المقصد الثالث الفصل الثالث القسم الاول النوع الثالث المسموعات دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۱۹

بعینہٖ اسی طرح حسن چلپی علی السید میں ہے تو عقائد ان کے وہی ہیں جو متون خود اور ان کے کلام میں جا بجا مصرح ہیں اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصًا وُہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا اُن کو تو لم و لانسلم کا وہ لپکا بڑھا جس کے آگے کھائی، خندق، دریا، پہاڑ سب یکساں ہیں مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لقد اطلعت من اھل الکلام علی شیئ ماظننت مسلما یقولہ[1]۔ میں نے اہلِ کلام سے بعض باتیں وہ سنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا۔

وُہ تو سمجھ لئے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں لم و لانسلم میں جو بات اس کے خلاف ہوگی ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے اور ان کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کردی، مگر مضل مغوی کا کیا علاج وُہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے ادھر عامی بیچارہ مارا پڑا یا وادی حیرت میں سرگرداں رہا ایسے ہر بات میں قاعدۂ اہلِ حق کہاں معلوم کہ اس کی مراعات کرلے گا، یہی وُہ باتیں ہیں جنھوں نے اس قسم کے کلام متاخرین کو ائمہ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنادیا، یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

من طلب العلم بالکلام تزندق[2]۔ جس نے علمِ کلام کے ذریعہ علم حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ زندیق بنا۔ (ت)

فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علماء کے لئے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اس میں حصہ نہیں، نہ کتبِ کلام کتبِ علم میں داخل، ہندیہ میں محیط سے ہے:

لایدخل فی ھذہ الوصیۃ المتکلمون[3]۔ اس وصیت میں متکلمون (علمِ کلام والے) داخل نہ ہوں گے۔ (ت)

انھیں میں امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی سے ہے: کتب الکلام لیست کتب العلم[4] (کلام کی کتب علم کی کتب نہیں۔ ت) منح الروض الازہر میں فتاوی ظہیریہ سے ہے:

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴
[2] " " " " " " " "
[3] فتاوی ہندیۃ الباب السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۱۲۱
[4] " " " " " " "

اوصی لعلماء بلدہ لایدخل المتکلمون ولو اوصی انسان ان یوقف من کتبہ کتب العلم فافتی السلف انہ یباع ما فیہا من کتب الکلام[1]

کسی نے علاقہ کے علماء کے لئے کچھ وصیت کی تو اس میں متکلمون (علم کلام والے) داخل نہ ہوں گے، اور اگر کسی نے وصیت کی کہ میری کتب میں سے علم کی کتب کو وقف کیا جائے تو اسلاف کا فتوٰی ہے کہ علم کلام کی کتب کو ان میں سے فروخت کیا جائے (یعنی یہ علم کی کتب نہیں ہیں)۔ (ت)

طریقہ محمدیہ میں بحوالہ تاتارخانیہ امام حافظ ابواللیث سمرقندی سے ہے:

من اشتغل بالکلام محی اسمہ علی العلماء[2]

جو شخص کلام میں مشغول ہوا تو اس کا نام علماء کی فہرست سے خارج قرار دیا جائے گا۔ (ت)

حدیقہ ندیہ میں ہے: فلایقال لہ عالم[3] (اس کو عالم نہ کہا جائے گا۔ ت)

اس کے نظائر نظرِ فقیر میں کثیر ووافر، سردست انھیں تین کتابوں سے نظائر لیجئے کہ مکذبانِ خدا نے قرآن عظیم ونصوص صریحہ متون وعقائد واجماع قطعی ائمہ سلف وخلف کو یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ میں ان کی تراشیدہ تقریروں کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ وشرح مواقف جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پرانی دست مال ہیں، اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گزری، ان کے بعد بحمداللہ تعالٰی مکذبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا اور وسوسۂ ابلیس مردود ومطرود ہوکر ویل یومئذ للمکذبین[4] (اس روز جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ ت) کا نقشہ ان پر یہیں سے نظر آئے گا وباللہ التوفیق۔

نظیر اوّل: مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی سُنئے، متہیہ خیالی سے منقول ہُوا کہ اس میں باری عزوجل کے علم کا امور متناہیہ سے تفصیلاً متعلق ہونا ممنوع کہہ دیا، مُلّا نے خیالی کا خیالِ خیالی نقل کرکے اس پر رجسٹری کردی:

حیث قال قولہ فتامل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالٰی الشامل انما یشتمل مالا یمتنع

جہاں انھوں نے کہا قولہ فتامل (اس کا قول کہ تامل کرو) وہاں انھوں نے وجہ تامل ان سے نقل کرتے ہُوئے کہا کہ اللہ تعالٰی کا شامل علم ان چیزوں کو

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[2] طریقہ محمدیہ النوع الثانی فی المنہی عنہا مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۱/ ۹۳ و ۹۴

[3] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ تاتارخانیہ النوع الثانی فی العلوم المنہی عنہا فیصل آباد ۱/ ۳۳۰

[4] القرآن الکریم ۷۷/ ۳۷

وجوده و امکان تعلق العلم بالمراتب الغیر المتناهیة مفصلة ممنوع انتھی فان قیل فیلزم الجھل علی اللہ قلت الجھل عدم العلم بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرة بما یصح ان تتعلق بہ فتامل[1] اھ۔

مشتمل ہو گا جن کا وجود ممتنع نہ ہو گا جس طرح اس کی شامل قدرت ان چیزوں کو مشتمل ہے جن کا وجود ممتنع نہ ہو، اور مفصل طور پر غیر متناہی مراتب میں علم کے تعلق کا امکان ممنوع ہے انتہٰی، اگر اعتراض کیا جائے کہ اس سے اللہ تعالٰی کا جہل لازم آئے گا، تو میں کہتا ہوں جن چیزوں سے علم کا تعلق صحیح ہو ان کو نہ جاننا جہل ہے، جس طرح جن چیزوں سے قدرت کا تعلق صحیح ہو ان چیزوں کی قدرت نہ ہونا عجز کہلاتا ہے، غور کرو اھ۔ (ت)

ممنوع کہتے تو کہہ گئے لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسۂ باطلہ جو عدو مبین اعاذنا اللہ تعالٰی من شرہ المھین نے القا کیا، اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہر گز خامہ و نامہ کو اس سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے،

فاقول اوّلًا دونوں ملّا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلۂ اعداد سے کس قدر پر مولٰی عزوجل کا علم جا کر رُک گیا کہ اس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں، سلسلۂ ایام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں، آگے مجہول، نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار علم الٰہی میں ہے زیادہ کی اسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ ایسی بات کہہ سکتا ہے، حاشا وکلا، دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے امام شافعی کے اس ارشاد کی کہ ماظننت مسلما یقولہ[2] (مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان یہ بات کہے گا۔ ت)، ہاں انھوں نے اطلعت علٰی شیئ[3] (میں نے کسی چیز پر اطلاع پائی۔ ت) فرمایا،

وقد اطلعنا علٰی اشیاء اذ فسد الزمان و الی اللہ المشتکی وعلیہ التکلان۔

جبکہ ہم نے فساد زمان کی وجہ سے بہت سی چیزوں پر اطلاع پائی، جبکہ شکایت اللہ تعالٰی کے دربار میں ہے اور اسی پر توکل ہے (ت)

ثانیًا جو حد مقرر کیجئے وہاں فارق بتائیے کہ حد بندی کرے، کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت درکنار معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورا سے عیاذًا باللہ جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم، معدوم سب یکساں، کسی حدِ خاص پر رُکنا ترجیح بلا مرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مرجح ارادۂ الٰہیہ ہے جسے جتنا دیا اُتنا ملا لا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء[4] (اللہ تعالٰی کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر صرف جتنا اللہ تعالٰی

---

[1] حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی علی الخیالی مطبع مجتبائی دہلی ص ۶۵

[2] و [3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵

چاہیے۔ت)

ثالثاً جو حد مقرر کیجئے یقیناً معلوم کہ ایام وایلام وانعام اس سے آگے بڑھیں گے کہ لاتقف عند حد ہیں،
اب جو بعد کو آئے ان کا علم باری عزوجل کو ہوگا یا نہیں، اگر نہیں تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زاہق ومردود، کہ
اب تو وہ خود عباد کو معلوم ومشہود، معہذا انھیں پیدا کون کرے گا، وہی خبیر شہید، تو نہ جاننا کیا معنی!

الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر[1]۔ کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار۔(ت)

اور اگر ہاں تم نے اور مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا تو اس کا علم معاذاللہ حادث ہوا، متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہلسنت
کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا وکان اللّٰہ بکل شیئ علیما[2] (اللہ تعالٰی ہر شیئ کا عالم ہے۔ت)

عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے حاشیہ شرح عقاید جلالی میں لکھا:

المعلومات فی انفسہا غیر متناھیۃ لشمولھا الموجودات والمعدومات[3]۔ معلوماتِ باری تعالٰی اپنی ذات میں غیر متناہی ہیں کیونکہ موجودات اور معدومات سب کو شامل ہیں(ت)

خود شرح میں ہے:

اعلم ان المتکلمین ینفون الوجود الذھنی ویثبتون علم اللّٰہ تعالٰی بالحوادث الغیر المتناھیۃ[4]۔ واضح رہے علم کلام والے ذہنی وجود کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کے لئے غیر متناہی حوادث کا علم ثابت کرتے ہیں(ت)

بلکہ خود اسی حاشیہ سیالکوٹی علی الخیالی میں ہے:

ھذہ التعلقات قدیمۃ غیر متناھیۃ بالفعل ضرورۃ عدم تناھی متعلقاتھا اعنی جمیع مایمکن ان یعلم من الامور الکلیۃ والجزئیۃ الازلیۃ والمتجددۃ لشمولہ یہ تعلقات تفصیلی طور پر غیر متناہی قدیم ہیں یہ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ان کے متعلقات غیر متناہی ہیں یعنی تمام وہ امور جن کو جانا جاسکتا ہے کلیات، جزئیات، ازلیہ ہوں یا حادثہ، کیونکہ یہ علم ممکنات،

---

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۴

[2] ” ” ۴۸/ ۲۶

[3] حاشیہ شرح عقاید جلالی مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۱

[4] شرح الدوانی علی العقاید العضدیۃ ” ” ص ۲۱

الممکن والممتنع والواجب[1]

محالات اور واجبات سب کو شامل ہے (ت)

عقیدہ وہ ہے جو مقاصد و شرح میں فرمایا:

(علمہ تعالٰی لایتناھی ومحیط بما لایتناھی کالاعداد والاشکال) ونعیم الجنان و شامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنۃ والممتنعۃ وجمیع الکلیات والجزئیات سمعًا وعقلًا[2]

اللہ تعالٰی کا علم غیر متناہی ہے اور اعداد و اشکال اور جنت کی نعمتوں جیسی غیر متناہی اشیاء کو محیط اور تمام موجودات و معدومات و ممکنات و ممتنعات کو اور تمام کلیات و جزئیات کو نقلًا و عقلًا شامل ہے۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو مواقف و شرح میں بیان فرمایا:

علمہ تعالٰی یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ والمخالف فی ھذا الفصل فِرَقٌ الاولٰی من قال لایعلم نفسہ (الٰی ان قال) الرابعۃ من قال لایعقل غیر المتناھی[3]

اللہ تعالٰی کا علم تمام ممکنہ، واجبہ اور محال مفہومات کو شامل ہے، اس بحث میں کچھ مخالف فرقے ہیں، پہلا وہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو اپنی ذات کا بھی عالم نہیں ہے، اور یہاں تک کہا کہ چوتھا فرقہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو غیر متناہی امور کا علم نہیں ہے۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا:

المعلومات موجودۃ او معدومۃ محالۃ او ممکنۃ قدیمۃ او حادثۃ متناھیۃ او غیر متناھیۃ جزئیۃ او کلیۃ وبالجملۃ جمیع ما یمکن ان یتعلق بہ العلم فھو معلوم للہ تعالٰی[4]

موجود اور معدوم محال یا ممکن ہوں، قدیم و حادث، متناہی، غیر متناہی، جزئی یا کلی غرضیکہ جس چیز سے بھی علم کا تعلق ہو سکتا ہے وہ سب اللہ تعالٰی کو معلوم ہے۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو اس فقیر رب قدیر نے الدولۃ المکیہ میں لکھا اور علمائے کرام حرمین طیبین نے

---

[1] حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیالی مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۲

[2] مقاصد و شرح المقاصد خاتمہ علمہ لایتناہی الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۹۰

[3] مواقف و شرح المواقف المقصد الثالث فی علمہ تعالٰی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۷۰

[4] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۴

مزین بتصدیقاتِ جلیلہ کیا :

ان ربنا تبارک وتعالٰی یعلم ذاتہ الکریمۃ و
وصفاتہ الغیر المتناھیۃ والحوادث التی
وجدت والتی توجد غیر متناھیۃ الی ابد
الابد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل
والمحالات باسرھا فلیس شئ من المفاھیم خارجا
عن علمہ سبحٰنہ وتعالٰی یعلمھا جمیعًا تفصیلًا
تامًا ازلًا ابدًا وذاتہ سبحٰنہ وتعالٰی غیر متناھیۃ
وصفاتہ غیر متناھیات وکل صفۃ منھا
غیر متناھیۃ وسلاسل الاعداد غیر متناھیۃ
وکذا ایام الابد وساعاتہ واٰناتہ وکل نعیم
من نعم الجنۃ وکل عذاب من عقوبات جھنم و
انفاس اھل الجنۃ واھل النار ولمحاتھم وحرکاتھم
وغیر ذٰلک کلھا غیر متناہ والکل معلوم للہ تعالٰی
ازلًا وابدًا باحاطۃ تامۃ تفصیلیۃ ففی علمہ
سبحٰنہ وتعالٰی سلاسل غیر المتناھیات بمراتٍ
غیر متناھیۃ بل لہ سبحٰنہ وتعالٰی فی کل ذرۃ
علوم لا متناھی لان لکل ذرۃ مع کل ذرۃ کانت
او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد
والجھۃ مختلفۃ فی الازمنۃ باختلاف الامکنۃ
الواقعۃ والممکنۃ من اول یوم الی مالا اٰخر
لہ والکل معلوم لہ سبحٰنہ وتعالٰی بالفعل
فعلمہ عز جلالہ غیر متناہ غیر متناہ فی غیر متناہ
کانہ مکعب غیر المتناھی علی اصطلاح الحساب
وھذا جمیعًا واضح عند من لہ من الاسلام

ہمارے رب تعالٰی اپنی ذات کریمہ وصفات غیر متناہیہ
اور حوادث جو موجود ہیں یا ہوسکیں خواہ ابد الاباد تک
غیر متناہی ہوں اور ممکنات غیر موجودہ اور جو موجود نہ ہوسکیں
اور محالات تمام ان مفہومات میں سے کوئی بھی اللہ تعالٰی
کے علم سے خارج نہیں، ان تمام کو تفصیلاً کاملاً ازلاً
ابد سے جانتا ہے، اللہ تعالٰی کی ذات پاک لامحدود
اور اس کی صفات غیر متناہی ہیں اور پھر اس کی
ہر صفت غیر متناہی ہے، اعداد کا سلسلہ اور یونہی ابد
تک ایام، ان کے گھنٹے، ان کی آنات اور جنت کی
نعمتیں، اور پھر ہر نعمت، یونہی جہنم کی سزاؤں کے
عذاب، اور جنتی اور جہنمی لوگوں کے سانس، ان کے
لمحات، حرکات وغیرہا یہ تمام غیر متناہی ہیں اور اللہ
تعالٰی کا علم ازلاً وابداً ان سب کو محیط تام ہے اور
تفصیلاً ہے، تو اللہ تعالٰی کے علم میں غیر متناہی سلسلے
غیر متناہی طور پر داخل ہیں بلکہ ہر ذرہ کے متعلق اللہ تعالٰی
کے معلومات ہیں کیونکہ ہر ذرہ کو ذرہ کے ساتھ خواہ وہ
موجود ہو یا ہوسکتا ہو یا اس کی نسبت قُرب وبُعد
اور زمانہ کی مختلف جہات سے باعتبار اختلاف
مکانات وزمانات اول تا غیر منتہٰی، ضرور نسبت
حاصل ہے، اور تمام کا اللہ تعالٰی کو بالفعل علم ہے
تو اللہ تعالٰی کا علم غیر متناہی، غیر متناہی میں غیر متناہی
ہے، گویا کہ حساب والوں کی اصطلاح میں
غیر متناہی مکعب ہے اور تمام بیان کردہ
اس شخص کے ہاں واضح ہے جس کو اسلام

نصیب[1]

نصیب ہے۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوضات الملکیہ میں نقل کیا:

حیث کتبت علٰی قولی بل لہ سبحنہ فی کل ذرۃ علوم لامتناھی ما نصہ الحمد للہ ھذا الذی کتبتہ من عندی ایمانا بربی ثم رأیت التصریح بہ فی التفسیر الکبیر اذ یقول تحت کریمۃ وکذٰلک نری ابرٰھیم، سمعت الشیخ الامام الوالد عمر ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالٰی قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات اللہ تعالٰی غیر متناھیۃ ومعلوماتہ فی کل واحد من تلک المعلومات ایضاً غیر متناھیۃ وذٰلک لان الجوھر الفرد یمکن وقوعہ فی احیاز لانھایۃ لھا علی البدل ویمکن اتصافہ بصفات لانھایۃ لھا علی البدل الخ[2]

جہاں میں نے اپنے مذکور قول "بلکہ اللہ تعالٰی سبحنہ کے ہر ذرّہ میں علوم غیر متناہی ہیں" پر یہ عبارت لکھی ہے، الحمد للہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ میں نے اپنی طرف سے اپنے رب پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے اس کے بعد میں نے تفسیر کبیر میں اس کی تصریح پائی، جہاں آیہ کریمہ "وکذٰلک نری ابراھیم" کے تحت فرمایا کہ میں نے اپنے والد شیخ امام عمر ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالٰی سے سُنا اُنھوں نے فرمایا میں نے شیخ ابو القاسم انصاری سے انھوں نے فرمایا میں نے امام الحرمین سے سُنا کہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالٰی کے معلومات غیر متناہی اور ان معلومات میں سے ہر ایک کے معلومات بھی غیر متناہی ہیں یہ اس لئے کہ جوہر فرد کا غیر متناہی احیاز میں علٰی سبیل البدل پایا جانا ممکن ہے اور یُونہی اس کا بدل کے طور پر غیر متناہی صفات سے متصف ہونا ممکن ہے الخ۔ (ت)

نظیر دوم: مسایرہ میں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہلسنت وجماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلاً کسی شے کا کوئی خالق نہیں، بندوں کے افعال اختیاریہ بھی تمام وکمال اسی کے مخلوق ہیں، بندہ صرف کاسب ہے اور اسے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روشن کیا:

حیث قال الاصل الاول العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ فھو سبحنہ الخالق لکل حادث جوھر او عرض کحرکۃ

جہاں اُنھوں نے فرمایا کہ پہلا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے متعلق یہ علم ہے کہ وہ خالق ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی خالق نہیں، تو اللہ تعالٰی ہر حادث

---

[1] الدولۃ المکیۃ القسم الاول مطبعہ اہل السنۃ والجماعت بریلی ص ۷

[2] الفیوضات الملکیۃ تعلیقات الدولۃ المکیۃ " " " " " " ص ۹

کل شعرۃ وکل قدرۃ وفعل اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض او اختیاری کافعال الحیوانات المقصودلھم واصلہ من النقل قولہ تعالٰی اللہ خالق کل شیئ وقولہ تعالٰی واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالٰی صالحۃ للکل لاقصور لھا عن شیئ منہ فوجب اضافتہا الیہ بالخلق اھ مختصرا۔

خواہ وہ جوہر ہو یا عرض جیسے ہر بال کی حرکت، ہر طاقت قدرت اور ہر فعل خواہ اضطراری ہو جیسے رعشہ والے اور نبض کی حرکت، یا فعل اختیاری ہو جیسا کہ اپنے مقصد کے لئے ہر حیوان کی حرکت کا خالق ہے، اور یہ ضابطہ، اللہ تعالٰی کے قول خالق کل شیئ اور اس کے قول واللہ خلقکم وما تعملون سے ماخوذ ہے اور یہ عقلی تقاضا ہے کہ اللہ تعالٰی کی قدرت کاملہ ہے وہ کسی چیز کے متعلق ناقص نہیں ہے لہذا ہر چیز اللہ تعالٰی کی صفت خلق کی طرف منسوب ہے اھ مختصراً (ت)

پھر حسب عادت متاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے اگر مسلّم ہو تو اس بحرِ عمیق مسئلہ قدر میں شناوری اور سرالٰہی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو ممانعت فرمائی اور آخر نتیجہ وہی ہُوا جو ہونا چاہیے کہ گوہر کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے اور وہ بھی محض لایسمن ولایغنی من جوع (نہ فربہ کرے اور نہ بھوک ختم کرے۔ ت) وہ بحث یہ کہ لزوم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز قائل ان یقول سے کیا یعنی کوئی کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے ہیں اس کی تقریر میں بیان کرکے کہا:

فلنفی الجبر المحض وتصحیح التکلیف وجب التخصیص وھو لایتوقف علٰی نسبۃ جمیع افعال العباد الیھم بالایجاد (ای کما فعلت المعتزلۃ) بل یکفی ان یقال جمیع مایتوقف علیہ افعال الجوارح من الحرکات وکذا التروک التی ھی افعال النفس من المیل والداعیۃ والاختیار بخلق اللہ تعالٰی

بندے کے مجبور محض ہونے کی نفی اور اس کی تکلیف کی صحت کے لئے تخصیص واجب ہے اور یہ اس بات پر موقوف نہیں کہ بندوں کے تمام افعال کا ایجاد بندوں کی طرف منسوب ہو، یعنی جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے، بلکہ اس کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ چیز جس پر بندہ کے افعال جوارح حرکات اور تروک وغیرہ نفس کے افعال مثلاً میلان، دواعی اور اختیارات وغیرہ ہیں یہ سب کے سب اللہ تعالٰی کی تخلیق سے ہیں

---

[1] المسایرہ متن المسامرۃ الاصل الاول المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۹۶ تا ۱۰۵

[2] القرآن الکریم ۸۸ / ۷

لاتاثیر لقدرۃ العبد فیہ وانما محل قدرتہ عزمہ عقیب خلق اللہ تعالٰی ھذہ الامور فی باطنہ عزما مصمما بلا تردد وتوجھہ توجھا صادقا للفعل طالبا ایاہ فاذا اوجد العبد ذٰلک العزم خلق اللہ لہ الفعل فیکون منسوبا الیہ تعالٰی من حیث ھو حرکۃ والی العبد من حیث ھو زنا ونحوہ (الٰی ان قال) وکفی فی التخصیص لتصحیح التکلیف ھذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وما سواہ مما لایحصی من الافعال الجزئیۃ والتروک کلھا مخلوقۃ للہ تعالٰی متأثرۃ عن قدرتہ ابتداء بلاواسطۃ القدرۃ الحادثۃ المتأثرۃ عن قدرتہ تعالٰی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔[1] (ملخصًا)

اور ان امور میں بندے کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں ہے اور بندے کی قدرت صرف اس کے عزم میں ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے ان امور کی تحقیق کے بعد اس کے باطن میں عزم صمیم بلاتردد پیدا ہوتا ہے اور اس کی توجہ صادق اور طلب برائے فعل سے حاصل ہوتا ہے، تو جب بندہ اپنے اس عزم کو بروئے کار لاتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے لئے فعل کو پیدا فرمادیتا ہے تو یہ فعل اللہ تعالٰی کی طرف حرکت ہونے کے لحاظ سے منسوب ہوتا ہے اور بندے کی طرف مثلاً زناوغیرہ ہونے کے لحاظ سے منسوب ہوتا ہے، آگے یہاں تک فرمایا، اور بندے کی تکلیف کی صحت کے لئے یہی ایک امر یعنی عزم مصمم کافی ہے، اس کے علاوہ باقی تمام افعال جزئیہ اور تروک وغیرہ اللہ تعالٰی کی مخلوق ہیں اور براہِ راست اللہ تعالٰی کی قدرت سے متأثر ہیں جبکہ اس تاثیر کے لئے اور جدید تاثیر کی ضرورت نہیں ہے واللہ سبحانہ وتعالٰی (ملخصًا)۔ (ت)

مسایرہ کے بیان سے کسی نافہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے، حاشا بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو ان کے امام امام الائمۃ الانام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فقہ اکبر و وصایائے شریفہ میں تصریح فرمائی کہ افعال عباد جمیع وتمام وکمال بلاتخصیص وبلا استثناء مخلوقِ الٰہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتارہے ہیں کہ یہ ایک طبعزاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یُوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، ان کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب میں عقیدۂ اہلسنّت وجماعت کی فہرست میں لکھا، یہ عبارات عنقریب ان شاء اللہ مذکور ہوتی ہیں، یہاں مجھے اس بحث کا ناموجّہ وبیحاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی اس کا باذنہٖ تعالٰی شافی وکافی جواب فقیر کے رسالہ ثلج الصدر لایمان القدر[2] سے کہ تحفۂ حنفیہ میں طبع ہُوا ملے گا اور اس

---

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ الاصل الاول العلم بانہ تعالٰی الخ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۹ تا ۱۲۳

بحث کا نامفید و بے ثمر ہونا اس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامشِ مسایرہ پر لکھا وہ یہ ہے:

قوله فاذا اوجد العبد ذلك العزم **اقول** معاذ الله ان نقول بان العبد يخلق شيئا واحدا ولا عشر عشير معشار شئ الا له الخلق والامر تبارك الله رب العلمين افمن يخلق كمن لايخلق ماكان لهم الخيرة هل من خالق غير الله وكون هذا قليلا بالنسبة الى مقدورات الله تعالى لايجدى نفعا فانه كثير بشير فى نفسه جدا فان الانسان لايحصى ماله من العزمات فى يوم واحد فكيف فى عمره فكيف عزائم الاولين والأخرين من الانس والجن والملك وغيرهم فتخرج هذه الكثرة التى تفنى دون عد بعضها الاعمار عن مخلوقات العزيز الغفار بلاواسطة وتدخل فى مخلوقات العبيد فيكون جواب هل من خالق غيرالله بالايجاب والعياذ بالله اى بلى هناك الوف مؤلفة خالقون غيرالله ولم تثبت المعتزلة اكثر من هذا اذ شنع عليهم ائمتنا من مشائخ ماوراء النهر وغيرهم رحمهم الله تعالى قائلين انهم اقبح من المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالقين اثنين

قولہ اذا اوجد العبد ذلک العزم (جب بندہ اس عزم کو ایجاد کرتا ہے) **اقول** (میں کہتا ہوں) معاذ اللہ کہ ہم یہ کہیں کہ بندہ کسی ایک چیز کو پیدا کرتا ہے جبکہ کسی بھی چیز کا عشر عشیر صرف اللہ تعالٰی کی تخلیق اور حکم سے ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالٰی ہی رب العالمین ہے، کیا خالق غیر خالق کی طرح ہے جو کوئی اختیار نہیں رکھتے، کیا اللہ تعالٰی کے سوا کوئی خالق ہوسکتا ہے، اس عزم کا اللہ تعالٰی کی مقدورات کی نسبت قلیل ہونا کسی طرح مفید نہیں کیونکہ یہ فی نفسہٖ کثیر و وسیع ہے کیونکہ انسان ایک دن کے اپنے عزمات کا شمار نہیں کرسکتا تو اپنی عمر بھر کے عزمات کا احاطہ کیسے کرسکتا ہے تو اولین وآخرین انسانوں، جنات اور فرشتوں وغیرہم کے عزمات کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے، تو اس عظیم کثرت جس کے کچھ حصّہ کو شمار کرنے میں عمریں ختم ہوجائیں، کو تم اللہ تعالٰی عزیز غفار کی مخلوقات سے براہِ راست خارج کردو اور اس کو بندے کی مخلوقات بنادو تو لازم آئیگا کہ "ھل خالق من غیراللہ" (کیا اللہ کے ماسوا کوئی خالق ہے) کا جواب ایجاب میں ہوگا (کہ ہاں اور خالق ہے) والعیاذ باللہ تعالٰی (پھر یوں کہنا ہوگا) ہاں یہاں ہزاروں ہزار ماسوا اللہ خالق ہیں، معتزلہ بھی تو اتنا ہی کہتے ہیں جبکہ ماوراء النہر کے ہمارے ائمہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالٰی نے ان پر زبردست تشنیع کی ہے اور انھوں نے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ معتزلہ لوگ مجوس سے بدتر ہیں کیونکہ مجوس نے دو خالقوں

فما اثبتوا لا شريكا واحدا والمعتزلة اثبتوا
شركاء لاتحصى وذلك انها انما قالت
بخلق العبد فعله الاختياري وكل
فعل اختياري لابد له من عزم
فعدد العزمات والافعال سواء بل ربما
تكون العزمات اكثر اذ قد يعزم العبد
على فعل ثم يصرف عنه فلا يقع قال
سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه عرفت
ربي بفسخ العزائم فان كانت العزمات
يشملها اسم واحد وهو العزم فكذلك
الافعال ينتظمها اسم واحد وهو الفعل،
فلا طائل تحت ماقدم الشارح ويأتي
أنفًا للمصنف انه يكفي اسناد جزئي واحد
الى العبد وهو العزم، بل لو فرضنا
انه واحد بالشخص فالله تعالى
متعال عن ان يشاركه احد
في خلق شيء ولو جزئيا
واحدا اما اعتذار المصنف بان
البراهين اي الآيات الناصة باختصاص
الخلق به تعالى عمومات تحتمل التخصيص
وقد اوجبه العقل اذ ارادة العموم
فيها تستلزم الجبر المحض المستلزم
لضياع التكليف وبطلان الامر والنهي وتعلق
القدرة بلا تاثير اي كما تقوله الاشاعرة
لا يدفعه لان موجب الجبر ليس

کا قول کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور شریک
بنایا ہے جبکہ معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کے بے شمار شریک
بنا دیئے یہ اس طرح کہ انھوں نے کہا کہ بندہ اپنے افعال
اختیاریہ کا خود خالق ہے جبکہ ہر اختیاری فعل کیلئے عزم
ضروری ہے تو اس طرح افعال اور عزمات کی تعداد
مساوی ہوئی بلکہ عزمات کی تعداد بڑھ جاتی ہے کیونکہ
بندہ کبھی ایک فعل کا عزم کرکے اس فعل کو ترک کردیتا ہے
جس سے فعل وجود میں نہیں آتا جیسا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو عزائم کے
ناکام ہونے سے پہچانا ہے، اگر تمام عزائم کو ایک
عزم کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اسی طرح تو
تمام افعال کو بھی ایک فعل کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا
ہے کہ یہ ایک سب کو شامل ہے، تو یہ بات شارح
کی گزشتہ اور مصنف کی آئندہ گفتگو کہ بندہ کی طرف
ایک جزئی چیز یعنی عزم کی نسبت اس کے مکلف ہونے
کے لئے کافی ہے، کو مفید نہیں، بلکہ اگر ہم فرض بھی کرلیں
کہ یہ واحد شخصی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں
اس ایک شریک سے بھی پاک ہے اگرچہ یہ ایک جزئی
ہو، مصنف کا یہ عذر کہ وہ آیات جن میں تخلیق کو اللہ تعالیٰ
کا خاصہ بیان کیا گیا ہے وہ ایسے عمومات ہیں جن میں
تخصیص کا احتمال ہے اور اس تخصیص کو عقل نے لازم
کیا ہے کیونکہ ان آیات کا عموم انسان کے مجبور محض ہونے
کو مستلزم ہے جس سے مکلف ہونے اور امر و نہی کا
بطلان اور انسانی قدرت کا غیر مؤثر ہونا لازم آتا ہے
اور اشاعرہ کا اس کے متعلق موقف اس جبر محض کو ختم

سوی ان لا تاثیر لقدرۃ العبد فی ایجاد فعلہ[1] اھ ملخصا ، فاعترضہ القاری فی منح الروض بان ذلک العزم المصمم داخل تحت الحکم المعمم[2] اھ۔

نہیں کرتا کیونکہ جبر کا موجب صرف یہی ہے کہ اس کے فعل کے ایجاد میں انسان کی اپنی قدرت کی تاثیر نہیں ہے اھ ملخصاً ، تو اس عذر پر ملا علی قاری نے منح الروض میں اعتراض کیا ہے کہ انسان کا یہ عزم صمیم خود ان آیات کے عموم میں داخل ہے اور وہ اللہ تعالٰی کا مخلوق ہے اھ۔

اقول ھذا من اعجب ماتسمع من الرد فابن الھمام متی انکر دخولہ تحت العام ولو انکرہ فما کان یحوجہ الی التخصیص بل النظر فیہ بما ستسمع بتوفیق اللہ تعالٰی ،

اقول (میں کہتا ہوں) تیری شنید میں یہ پسندیدہ رَد ہے ، تو علامہ ابن ہمام نے عزم کو کب آیات کے عموم میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے ، اگر انکار کیا ہوتا تو پھر تخصیص کی ان کو ضرورت پیش نہ آتی ، بلکہ اس میں قابلِ غور وُہ بات ہے جو آپ ابھی اللہ تعالٰی کی توفیق سے سُنیں گے ،

فاقول اولاً بل الآیات عمومات لا تحتمل التخصیص لاجماع ائمۃ السنۃ علی اجرائھا علی سنتھا وان الخلق مختص باللہ تعالٰی لاحظ فیہ للعبد فماذا ینفع کون اللفظ فی ذاتہ محتملا للخصوص مع الاجماع علی ان لاخصوص ومن کان فی ریب مما قلنا فلیأتنا بنقل من الصحابۃ والتابعین اومن بعدھم من ائمۃ السنۃ المتقدمین

فاقول (تو میں کہتا ہوں) اوّلاً کہ یہ آیات اپنے عموم پر ہیں ان میں کسی تخصیص کا احتمال نہیں کہ اہلسنّت کے ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ آیات اپنے عمومی اقتضاء پر جاری ہیں اور یہ کہ خلق کی صفت صرف اللہ تعالٰی سے خاص ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے ، تو لفظ کا فی نفسہٖ محتمل تخصیص ہونا کیا مفید ہوسکتا ہے جبکہ اجماع یہ ہے کہ یہاں تخصیص نہیں ہے ، اور اگر ہمارے اس بیان میں کسی کو شک ہو تو اسے چاہئے کہ وُہ صحابہ کرام ، تابعین اور ان کے بعد والے متقدمین ائمہ اہلسنّت میں سے کوئی نقل پیش کرے ،

---

[1] المسایرۃ مع المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۶ و ۱۱۷

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افعال العبد کسبھم الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۲

قبل حدوث هٰؤلاء المتأخرين يكون فيه
ان للعبد ايضا قسطا من الخلق والايجاد
ولن ياتى به حتى يؤب القارظان و يمكن
التكلف بارجاع ما للقارى الى هذا الاجـ
الاجماع قائم على عدم التخصيص فذلك
العزم ايضا غير مخرج من الحكم۔

ثانیًا لاحاجة بنا الى تخصيص النصوص و
اثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود
له فى حد ذاته بل تندفع الحاجة على وزان
ما تزعمون اندفاعها ههنا باثبات تاثير
القدرة الحادثة فى شئ دون الوجود
كما هو مذهب الامام ابى بكر الباقلانى
ان للانسان قدرة مؤثرة لكن لا فى
الوجود بل فى حال زائدة على الوجود
وقد ارتضاه جمع من المحققين
ذاهبين الى ان تاثيرها فى القصد
والقصد حال لا موجود ولا معدوم
اى هو من الامور الاعتبارية التى
وجودها بمناشيها والخلف فى الحال
لفظى كما فى الفصول البدائع
وغيرها فليس افاضتها خلقا
فانه افاضة الوجود بل هو
احداث والاحداث اهون
من الخلق كما فى المسلم
والفواتح وعليه تدور كلمات الامام

جس میں یہ ہو کہ بندے کے لیے بھی خلق و
ایجاد میں دخل ہے ان سے قبل کسی امام سے کوئی
نقل پیش نہیں کی جاسکتی حتی کہ قارظان واپس لوٹ
آئیں۔ اور علامہ قاری کی کلام کو تکلف سے اسی
عدم تخصیص کے اجماع کی طرف راجع کیا جائے گا کہ یہ
عزم صمیم بھی ان آیات کے عموم سے خارج نہیں ہے۔

ثانیًا ہمیں ان نصوص کے عموم میں تخصیص کرنے اور
ایجاد کا منصب ایسی ذات کیلئے ثابت کرنے کی حاجت نہیں
جس کا اپنا وجود ذاتی نہیں ہے بلکہ بندے کے مجبور
محض کو دفع کرنے کی حاجت ان کے اس اندفاع سے
پوری ہو جاتی ہے جس کو انھوں نے اپنے خیال میں
اندفاع قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی کی قدرت
کی تاثیر کے بعد بندے کی نئی تاثیر کا تعلق وجود میں نہیں
بلکہ اور چیز میں ہے جیسا کہ امام ابوبکر باقلانی کا مذہب ہے
کہ انسان کی قدرت مؤثر ہے لیکن وجود میں نہیں بلکہ
وجود سے زائد ایک حال میں ہے جس کو بہت سے
محققین نے پسند کرتے ہوئے کہا کہ انسان کی تاثیر کا تعلق قصد سے
ہے اور یہ قصد ایک حال ہے جو نہ موجود ہے اور
نہ معدوم ہے یعنی وہ ایک ایسی اعتباری چیز ہے جس کا
وجود صرف اس کے منشاء کے تابع ہے اور اس
حال میں اختلاف صرف لفظی ہے جیسا کہ الفصول البدائع
وغیرہ میں ہے تو اس قصد کو بروئے کار لانا بطور خلق
نہیں ہوتا بلکہ خلق اور وجود کا فیضان ہے جس کو احداث
کہا جاتا ہے اور احداث کی شان خلق سے کمزور ہے
جیسا کہ مسلم الثبوت اور فواتح میں ہے اور امام محقق

المحقق صدر الشریعة فی التوضیح والعلامة
الشمس الفناری فی الفصول البدائع وتبعه
العلامة قاسم تلمیذ المحقق ابن الهمام فی
تعلیقاته علی المسایرة وغیرهم رحمهم اللّٰه تعالٰی
وهم مع تنوع منازعهم یرجعون الٰی ذلك
الحرف الواحد ولم ار احدا منهم یرضی
بتخصیص العمومات اللّٰهم الا ما حکی عن
الامام ابی المعالی علی الاضطراب فیه فتارة
یثبته وتارة ینفیه کما فی الیواقیت عن الشیخ
ابی طاهر القزوینی بل الکلام فی ثبوته عنه
کما سیأتی، والمنقول عن الحنفیة فی
کتب المتأخرین هو هذا القدر ان
للقدرة الحادثة اثرا فی القصد اما انه خلق
وایجاد او النصوص مخصصة فکلا لا یوجد
هذا الا للمحقق وقد قال الامام صدر الشریعة
فی التوضیح بعد ما استفرغ وسعه فی التوضیح
والتنقیح فالحاصل ان مشایخنا رحمهم
اللّٰه تعالٰی ینفون عن العبد قدرة الایجاد
والتکوین فلا خالق ولا مکون الا اللّٰه تعالٰی
لکن یقولون ان للعبد قدرة ما علی وجه
لا یلزم منه وجود حقیقی لم یکن بل
انما یختلف بقدرته النسب والاضافات فقط
کتعیین احد المتساویین و
ترجیحه اھ فهذا نص

صدر الشریعۃ کا توضیح اور علامہ شمس فناری کا الفصول البدائع
میں کلام اسی پر دائر ہے، اور علامہ قاسم شاگرد رشید
محقق ابن ہمام نے مسایرہ پر اپنی تعلیقات میں اسی کی
اتباع کی ہے اور مذکور حضرات کے غیر رحمہم اللہ تعالٰی
باوجودیکہ وہ اپنے اپنے بیان میں مختلف ہیں وہ سب
اس ایک بات پر متفق ہیں، میں نے ان میں سے کسی
کو بھی عمومات میں تخصیص پر راضی نہیں پایا، صرف
امام ابوالمعالی سے اس میں اضطراب منقول ہے کہ
کبھی وہ تخصیص کو ثابت اور کبھی اس کی نفی کرتے ہیں
جیسا کہ یواقیت میں شیخ ابوطاہر قزوینی سے منقول ہے
بلکہ ان سے ثبوت میں کلام ہے جیسا کہ آرہا ہے
اور متاخرین کی کتب میں جو کچھ احناف سے منقول ہے
وہ صرف یہ ہے کہ انسان کی قدرت حادثہ کا اثر قصد
میں ہے لیکن یہ کہ وہ خلق وایجاد ہے یا آیات میں تخصیص
ہے اس کا ہرگز کہیں وجود نہیں، ہاں صرف محقق مذکور
نے ذکر کیا ہے جبکہ امام صدر الشریعۃ نے توضیح میں مکمل توضیح
وتنقیح سے فراغت کے بعد فرمایا، کہ، حاصل یہ ہے کہ
ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی بندے کی قدرت خلق و
ایجاد اور تکوین کی نفی کرتے ہیں لہذا اللہ تعالٰی کے
ماسوا کوئی خالق اور مکوّن نہیں ہے لیکن اس کے باوجود
وہ بندے کی قدرت کے اس طرح قائل ہیں کہ اس سے
کسی معدوم چیز کے حقیقی وجود کا قول لازم نہ آئے بلکہ انسانی
قدرت سے صرف نسبت واضافت تبدیل ہوتی ہے
مثلاً دو مساوی چیزوں میں سے ایک کا تعین اور ترجیح

لہ التوضیح مع التلویح فصل فی مسائل الجبر والقدر المطبعۃ الخیریۃ مصر ۲/۱۵۵

صریح فی ان مذہب الحنفیۃ علی خلاف ما بحث المحقق ولولا نسحب الکلام علٰی منوال الالتزام لقلت انہ ابداہ نقضا علی القدریۃ اللئام بانہ لو سلم ان الحاجۃ الٰی تصحیح التکلیف والجزاء تؤدی الٰی ذٰلک ولا بد فہی تندفع بشیئ واحد وھو القصد فلم قلتم فی جمیع الافعال بخالقیۃ العبد ولعمری ھذا قاطع لھم لا یمکنھم الخروج عنہ۔ ھذا وقال الامام محمد السنوسی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرح ام البراھین مقدمتہ فی التوحید وبالجملۃ فلیعلم ان الکائنات کلھا یستحیل منھا الاختراع لاثر ما بل جمیعھا مخلوق لمولٰنا جل وعز ومفتقر الیہ اشد الافتقار ابتداء ودواما بلا واسطۃ فبھذا شھد البرھان العقلی ودل علیہ الکتاب والسنۃ واجماع السلف الصالح قبل ظھور البدع ولا تصغ باذنیک لما ینقلہ بعض من اولع بنقل الغث والسمین عن مذھب بعض اھل السنۃ مما یخالف ما ذکرناہ لک فشد یدک علٰی ما ذکرناہ فھو الحق الذی لا شک فیہ ولا یصح غیرہ واقطع تشوقک الٰی سماع الباطل تعش سعیدا وتمت ان شاء اللہ تعالٰی

ہوجائے اھ تو یہ صریح نص ہے کہ احناف کا مسلک محقق مذکور کی بحث کے خلاف ہے۔ اگر محقق مذکور کے کلام کو ان کے التزام پر محمول نہ کریں تو میں کہوں گا کہ انھوں نے یہ گفتگو قدریہ ملعون فرقے پر بطور نقض ذکر کی ہے کہ اگر بقول قدریہ یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ انسان کے مکلف ہونے اور عمل کی جزا دیے جانے کی بنا پر اس چیز کی حاجت ہے تو بھی یہ حاجت صرف ایک قصد کے ایجاد سے پوری ہوجاتی ہے تو پھر تم تمام افعال کے لئے بندے کی خالقیت کا قول کیوں کرتے ہو تو یقیناً محقق مذکور کا یہ موقف قدریہ کے موقف کا قاطع ہے جس سے ان کو فرار ممکن نہیں ہے، اس کو محفوظ کرو۔ امام سنوسی رحمہ اللہ تعالٰی نے ام البراہین کے مقدمہ فی التوحید میں فرمایا خلاصہ یہ کہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمام کائنات میں کسی اثر سے اختراع محال ہے بلکہ پوری کائنات اللہ تعالٰی مولٰی عزوجل کی مخلوق ہے اور ابتداء و دوام میں بلاواسطہ اسی کی سخت محتاج ہے عقلی دلیل کی یہی شہادت ہے اور کتاب وسنّت اور اجماع سلف الصالحین کا یہی مدلول ہے اور بدعات کے ظہور سے قبل یہ مسلّم ہے، لہٰذا بعض ایسے لوگوں کی بات مت سنو جو مذہب اہل سنت وجماعت کے متعلق ضعیف و قوی ہر قسم کی بات ہمارے ذکر کردہ کے خلاف نقل کردیتے ہیں، لہٰذا ہمارے ذکر کردہ پر ہاتھ کو مضبوط کر، یہی حق ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے علاوہ سب نادرست ہے اس لئے باطل کی طرف اپنی توجہ کو مبذول مت کر، ان شاء اللہ

طیبا رشیدا واللہ المستعان[1] اھ،
قال محشیہ الفاضل محمد الدسوقی
اشار بھذا الی ثلثۃ اقوال نقلت عن اھل
السنۃ قول القاضی بتاثیر قدرۃ
العبد فی حال الفعل وقول
الاستاذ الاسفرائنی تؤثر فی
اعتبار لان الاستاذ لایقول بالاحوال و
قول امام الحرمین فی ذات
الفعل علی وفق مشیئۃ الرب
وھذہ الاقوال غیر صحیحۃ لمخالفتھا
لاجماع السلف الصالح فان قلت
کیف یصح من ھؤلاء الائمۃ
مخالفۃ الاجماع قلت قال فی شرح
الکبری لایصح نسبتھا لھم
بل ھی مکذوبۃ عنھم
ولئن صحت فانما قالوہ
فی مناظرۃ مع المعتزلۃ
جر الیھا الجدل[2] اھ
ملخصا۔

اقول اما مخالفۃ ما نقل
عن ابی المعالی للاجماع
فظاھر وقد صح خلافہ

سعادت مند زندگی پائے گا اور پاکیزہ کامیاب موت
پائے گا جبکہ اللہ تعالٰی ہی مستعان و مددگار ہے اھ
اس کے محشی فاضل محمد دسوقی نے یہاں کہا کہ انھوں نے
بعض ناقلین کہہ کر تین اقوال کی طرف اشارہ کیا ہے جو
اہلسنت وجماعت کی طرف منسوب ہیں جن میں ایک
قاضی کا قول ہے کہ بندے کی قدرت فعل کے حال میں
تاثیر کرتی ہے اور دوسرا قول استاذ اسفرائنی کا ہے کہ
بندے کی قدرت اعتبار میں مؤثر ہے، کیونکہ یہ استاذ
احوال کے قائل نہیں، اور تیسرا قول امام الحرمین کا ہے کہ بندے
کی قدرت کی تاثیر نفسِ فعل میں اللہ تعالٰی کی مشیت کے
مطابق ہوتی ہے، یہ تینوں اقوال نادرست ہیں کیونکہ
یہ سلف الصالحین کے اجماع کے خلاف ہیں۔ اگر یہ
اعتراض ہو کہ ان ائمہ کرام کے اقوال اجماع کے خلاف
کیونکر صادر ہوئے، تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں
کہ شرح کبرٰی میں فرمایا کہ ان اقوال کی نسبت ان ائمہ
کی طرف درست نہیں ہے بلکہ یہ ان پر جھوٹ کہا گیا ہے
اور اگر یہ نسبت درست بھی ہو تو انھوں نے یہ بات
معتزلہ کے ساتھ مناظرہ میں بطور ارخاءِ عنان کہی ہے
اھ ملخصاً۔

اقول (میں کہتا ہوں) ابو المعالی سے جو
منقول ہے اس کا اجماع کے مخالف ہونا ظاہر ہے
حالانکہ ان سے اس کا خلاف صحیح ثابت ہے جیساکہ

---

[1] شرح ام البراہین للامام محمد السنوسی۔
[2] حاشیہ شرح ام البراہین للفاضل الدسوقی۔

کما ستسمع اما قول امام اھل السنۃ الباقلانی والاستاذ الامام ابی اسحٰق علی ما نقل ھٰھنا فلیس فیہ رائحۃ خلاف ما اتفق علیہ الاجماع والاتفاق لما علمت انہ لیس فی شیئ من الایجاد والتکوین علی الاطلاق وقال العلامۃ فی شرح المقاصد المشہور فیما بین القوم والمذکور فی کتبھم ان مذھب امام الحرمین ان فعل العبد واقع بقدرتہ وارادتہ کما ھو رأی الحکماء وھذا خلاف ما صرح بہ الامام فیما وقع الینا من کتبہ قال فی الارشاد اتفق ائمۃ السلف قبل ظھور البدع والاھواء علی ان الخالق ھو اللّٰہ ولا خالق سواہ وان الحوادث کلھا حدثت بقدرۃ اللّٰہ تعالٰی من غیر فرق بین ما یتعلق قدرۃ العباد بہ وبین ما لا یتعلق فان تعلق الصفۃ بشیئ لا یستلزم تاثیرھا فیہ کالعلم بالمعلوم والارادۃ[عہ] بفعل الغیر فالقدرۃ

عنقریب آپ سنیں گے، لیکن امام اہلسنت باقلانی اور استاذ امام ابو اسحٰق اسفرائنی سے جو یہاں ان کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس میں اجماع اور اتفاق کے خلاف بُو تک بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے کلام میں ایجاد و تکوین کے متعلق علی الاطلاق کوئی بات نہیں ہے اور شرح مقاصد میں علامہ نے فرمایا کہ قوم میں مشہور اور ان کی کُتب میں مذکور ہے کہ امام الحرمین کا مذہب یہ ہے کہ بندے کا فعل اس کی اپنی قدرت اور ارادہ سے واقع ہوتا ہے جیسا کہ حکماء کی رائے ہے، حالانکہ یہ بات امام کی اس تصریح کے خلاف ہے جو انہوں نے اپنی ان کتب میں کی ہے جو ہمارے پاس پہنچی ہیں انہوں نے ارشاد میں فرمایا کہ بدعات و گمراہی کے ظہور سے قبل ائمہ سلف کا اتفاق ہے کہ خالق صرف اللہ تعالٰی ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور تمام حوادث کا وجود اللہ تعالٰی کی قدرت سے ہوتا ہے خواہ ان کے ساتھ بندوں کی قدرت کا تعلق ہو یا نہ ہو ان میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے ساتھ صفت کے تعلق سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صفت کی تاثیر اس چیز میں پائی جائے جیسا کہ علم کا تعلق معلوم سے اور ارادہ کا تعلق

عہ اقول ارادۃ فعل الغیر وان لم تکن من الارادۃ المبحوث عنھا اعنی صفۃ من شانھا تخصیص احد المقدورین کما لا یخفی بل بمعنی المحبۃ والھوی لکنہ

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) غیر کے فعل کا ارادہ وہ ارادہ نہیں جو زیر بحث ہے یعنی وہ صفت جو مقدورین میں سے ایک کو خاص کرے یہ مراد نہیں کما لایخفی بلکہ یہاں بمعنی محبت اور خواہش کے ہے، دوسری صفات کے ذکر

(باقی اگلے صفحہ پر)

الحادثة لاتؤثر فی مقدورها | غیر کے فعل سے ہوتا ہے تو قدرت حادثہ اپنی مقدورات میں ہرگز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یرید الاستیضاح بصفات اخری الا تری انہ ذکر العلم ثم التقیید الفعل الغیر لیکون اوضح واظہر والافارادۃ فعل نفسہ ایضا غیر مؤثرۃ فی الفعل انما شانہا التخصیص والتاثیر شان القدرۃ کما نص علیہ فی المسایرۃ غیر انہ یتجہ لہم الجواب بان الکلام فی القدرۃ ولیس من شانہا الا التاثیر عند تعلق الارادۃ اما العلم والارادۃ فبمعزل عن التاثیر وکانہ لہذا اعدل عنہ الامام حجۃ الاسلام فی قواعد العقائد فاستند بنفس القدرۃ اذیقول ولیس من ضرورۃ تعلق القدرۃ بالمقدور ان یکون بالاختراع فقط، اذ قدرۃ اللہ تعالٰی فی الازل قد کانت متعلقۃ بالعالم ولم یکن الاختراع حاصلا بہا وہی عند الاختراع متعلقۃ بہ نوعا اٰخر من التعلق فیہ فبطل ان القدرۃ تختص بایجاد المقدور اھ

ان کا مقصد صرف وضاحت کرنا ہے، آپ غور نہیں کرتے کہ انھوں نے صفتِ علم ذکر کی اور پھر ارادہ کو غیر کے فعل سے مقید کیا تاکہ زیادہ وضاحت و اظہار ہو سکے، ورنہ تو اپنے فعل کا ارادہ بھی غیر مؤثر ہوتا ہے جس کی شان صرف تخصیص کرنا ہے جبکہ تاثیر صرف قدرت کی شان ہوتی ہے جیسا کہ اس پر مسایرہ میں نص کی گئی ہے، علاوہ ازیں وہ معتزلہ کو جواب دے رہے ہیں کہ بحث قدرت میں ہو رہی ہے جو صرف اس وقت تاثیر کرتی ہے جب ارادہ کا تعلق ہو، لیکن محض علم اور ارادہ کا تاثیر میں کوئی دخل نہیں ہے، گویا کہ اسی لئے امام حجۃ الاسلام نے اس انداز کو تبدیل کرتے ہوئے قواعد العقائد میں نفس قدرت کو دلیل میں اختیار کیا جب انھوں نے فرمایا کہ مقدور کے ساتھ قدرت کے تعلق کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ تعلق صرف ایجاد و اختراع کے لئے ہو کیونکہ ازل میں اللہ تعالٰی کی قدرت کا تعلق تمام عالم سے ہوا حالانکہ اس وقت اختراع و ایجاد اس تعلق سے نہ ہوا جبکہ اختراع کے وقت ایک اور تعلق ہوا تو اس سے یہ کہنا باطل ٹھہرا کہ قدرت صرف ایجاد مقدور سے مختص ہے اھ، (باقی اگلے صفحہ پر)

(باقی اگلے صفحہ پر)

لہ احیاء العلوم کتاب قواعد العقائد الفصل الثالث مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۱/ ۱۱۱

اصلا واتفقت المعتزلۃ ومن تابعھم من اھل الزیغ — مؤثر نہیں ہوتی جبکہ معتزلہ اور ان کے متبعین گمراہ حضرات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وانت تعلم ان القدرۃ انما تؤثر علی وفق الارادۃ وانما تعلقت الارادۃ فی الازل ان توجد الکائنات فی اوقاتھا المخصوصۃ فیما لایزال فلا نسلم ان القدرۃ تعلقت مع العراء عن الاختراع بل اثرت واخترعت علی وفق الارادۃ اما ھھنا فتعلق بلا تاثیر اصلا فلم تکن الا اسما بلا مسمی ولفظا بلا معنی وھذا ما حصل ما ناقشہ بہ فی المسایرۃ۔

اقول ولااری ھذہ العقدۃ تنفك الا باحد امرین الاول لیست القدرۃ ماتؤثر حتما ولو مع الارادۃ ولا محید عنہ للمعتزلۃ ایضا الا تری ان الکفرۃ بذلوا اجھدھم فی ایذاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھموا بما لم ینالوا ورد اللہ الذین کفروا بغیظھم فانما القدرۃ صفۃ من شانھا التاثیر وتؤثر مع الارادۃ لولا مانع وقد قال فی المسامرۃ شرح المسایرۃ اعلم ان الاشعریۃ لاینفون عن القدرۃ الحادثۃ

آپ جانتے ہیں کہ قدرت کی تاثیر ارادہ کے موافق ہوتی ہے تو ازل میں اس ارادہ کا تعلق ہوا کہ کائنات اپنے مخصوص اوقات میں یعنی لایزال میں موجود ہو، اس لئے ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قدرت کا تعلق اختراع سے خالی ہو سکتا ہے بلکہ قدرت ارادہ کے موافق تاثیر کرتی ہے اور اختراع کرتی ہے، لیکن یہاں بندے کے معاملہ میں قدرت کا تعلق ہرگز تاثیر کے لئے نہیں ہے یہاں تو نام ہے مسمّٰی نہیں اور لفظ ہے معنٰی نہیں، مسایرہ میں جو مناقشہ بیان کیا ہے یہ اس کا ماحصل ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) اور یہ عقدہ میری رائے میں صرف دو امور میں سے ایک کے ساتھ حل ہوگا، اوّل یہ کہ کوئی بھی قدرت اگرچہ ارادہ کے ساتھ بھی ہو حتمی طور پر مؤثر نہیں ہے اور معتزلہ کو بھی اس سے فرار نہیں ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کفار نے حضور نبی پاک صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ایذا رسانی میں مکمل جد وجہد کی اور پورا عزم کیا جو حاصل نہ کر پائے اور اللہ تعالٰے نے کفار کے غیظ وغضب کو مردود کر دیا، لہذا قدرت ایک ایسی صفت ہے جس کی شان صرف تاثیر کرنا ہے اور وہ ارادہ کے ساتھ تاثیر کرتی ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو، چنانچہ مسامرہ شرح مسایرہ میں کہا ہے کہ اشعری حضرات قدرت حادثہ کی تاثیر بالفعل کی نفی کرتے ہیں اس کی

(باقی اگلے صفحہ پر)

علٰی ان العباد موجدون لافعالھم — اس پر متفق ہیں کہ بندے اپنے افعال کے موجد ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الا التاثیر بالفعل لا بالقوۃ لان القدرۃ الحادثۃ عندھم صفۃ شانھا التأثیر والایجاد ولکن تخلف اثرھا فی افعال العباد لمانع ھو تعلق قدرۃ اللہ تعالٰی بایجادھا کما حقق فی شرح المقاصد وغیرہ اھ[1] قلت وصرح بہ الامدی ثم رأیت فی شرح المقاصد من بحث القدرۃ الحادثۃ من مقصد الاعراض نسبہ لہ ولم یأت بتحقیق یزید علی مامر، اقول وفیہ حزازۃ والقلب لا یطمئن بہ ولا یسکن الیہ والا لکان کل حیوان ولو اخس مایکون واضعفہ قادرا علی الخلق والایجاد وان لم یتفق لہ ذٰلک لعروض مانع وھو سبقۃ الخلق الالٰھی وماذا تفعل الاشاعرۃ الاقدمون حجۃ بدلیلھم ان لوقدر العبد علی فعلہ لقدر علی خلق الاجسام والجواھر

بالقوۃ تاثیر کی نفی نہیں کرتے، کیونکہ ان کے ہاں حادث قدرت ایسی صفت ہے جس کی شان تاثیر کرنا ہے لیکن بندوں کے افعال میں اس کا اثر اس لئے نہیں ہوتا کہ وہاں مانع موجود ہے اور وہ اللہ تعالٰی کی قدرت کا تعلق جو ان کے افعال کے ایجاد میں موثر ہے، کا موجود ہونا، جیسا کہ شرح مقاصد وغیرہ میں اس کی تحقیق ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) اس بیان کی تصریح آمدی نے کی ہے پھر میں نے شرح مقاصد کی بحث قدرت حادثہ جو اعراض کے مقصد میں ہے، اس بحث کو ان کی طرف منسوب پایا جس میں گزشتہ تحقیق سے کچھ زائد نہیں ہے، اقول (میں کہتا ہوں) اس میں خلش ہے اور دل کو اطمینان وسکون اس سے حاصل نہ ہوسکا، ورنہ تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہر انسان بلکہ خسیس ترین اور ضعیف ترین حیوان بھی خلق وایجاد پر قادر ہوجائے اگرچہ اس کو مانع کی وجہ سے یہ اتفاق نہ ہوسکے اور وہ مانع اللہ تعالٰی کی تخلیق کا پہلے موجود ہونا ہے، اور اشاعرہ متقدمین اس وقت اپنی اس دلیل کو کیسے بیان کریں گے کہ اگر بندہ اپنے فعل پر قادر ہو تو پھر وہ اجسام وجواہر کے خلق پر بھی قادر ہوگا کیونکہ فعل اور اجسام دونوں

(باقی اگلے صفحہ پر)

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۲

مخترعون لها بقدرتهم ثم المتقدمون | اور اپنی قدرت سے ان کو سرزد کرتے ہیں، پھر معتزلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اذلا مصحح سوی الحدوث والامکان وھما مشترکان افتراھم قائلین ان کل انسان وحیوان حتی الخناس والدیدان یقدر علٰی خلق السمٰوٰت والارض وان لم یقع لھم لسبقۃ خلق اللّٰہ تعالٰی، وقد نص الاشعریۃ ان لیس للعبد من الفعل الا المحلیۃ فتدبروا نصف، والثانی ان الحادثۃ تحدث ولا تخلق وکفی بہ تاثیرا وھذا ھو الذی حمل الحنفیۃ والقاضی والاستاذ وجمعا من المحققین علی القول بان للحادثۃ تاثیرا فیما دون الوجود والحق ان العقل لایستقل بادراك تلك الحقائق فنؤمن بما اتی بہ القراٰن وشھدت بہ الضرورۃ وادی الیہ البرھان ان الفرق بین الانسان والحجر وبین حرکتی البطش والارتعاش والصعود والھبوط والوثبۃ والسقوط بدیھی، وان لیس للانسان الا ماسعی وان لا خالق لشیئ الا العلی الاعلٰی وان لا مشیئۃ للانسان الا بمشیئۃ اللّٰہ تعالٰی ولا نزید علی ھذا ولا نقتحم

حدوث و امکان میں مساوی طور پر مشترک ہیں اور یہی حدوث و امکان ہی خلق و ایجاد کی صحت کا معیار ہیں تو کیا اشعریہ کو اس بات کا قائل تصور کرو گے کہ ہر انسان اور حیوان حتی کہ کیڑے مکوڑے زمین و آسمان کی تخلیق پر قادر ہیں اگرچہ اس تخلیق کا ان کو اتفاق نہ ہوا کہ اللہ تعالٰی کا خلق پہلے موجود ہے حالانکہ اشعریہ کی صریح نص ہے کہ فعل میں بندے کا دخل صرف محلیۃ کا ہے، تو غور اور انصاف کرو۔ دوسرا یہ کہ قدرت حادثہ صرف حدوث کرسکتی ہے خلق نہیں کرسکتی اس کے لئے اتنی تاثیر ہی کافی ہے، یہی وہ حقیقت ہے جس نے احناف قاضی، استاذ اور محققین کی جماعت کو اس قول پر مجبور کیا کہ حادث قدرت کی تاثیر ہے لیکن وجود کے لئے مؤثر نہیں ہے، حق تو یہ ہے کہ ان حقائق کے ادراک میں عقل کو استقلال نہیں ہے لہذا قرآن کے بیان کردہ اور بداہت کی شہادت اور جہاں تک دلائل کی رسائی ہے کہ انسان اور پتھر، ارادی اور رعشہ کی حرکتوں، اٹھنے اور کودنے، گرنے اور اترنے میں بدیہی فرق پر ہم ایمان رکھیں اور انسان کے بس میں صرف سعی کرنا ہے اور اللہ تعالٰی کے بغیر کسی چیز کا کوئی خالق نہیں اور انسان کی مشیئت اللہ تعالٰی کی مشیئت کے تابع

(باقی اگلے صفحہ پر)

منهم كانوا يمنعون من تسمية العبد خالقا لقرب عهدهم باجماع السلف علىٰ انه لاخالق الا الله تعالىٰ و اجترأ المتأخرون فسموا العبد خالقا على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجاب عن شبه المعتزلة وبالغ فى الرد عليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدرة مقارنة للفعل غير مؤثرة فيه[1] اھ فهذا اصرح نص على ان معتقده رحمه الله تعالىٰ هو اهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد تسايره المسايرة، اقول ولكن العجب كل العجب من العلامة بحر العلوم اللكنوى عفا الله تعالىٰ عنا وعنه جنح فى الفواتح الى ما فى المسايرة مع تصريحه فيها قبله باسطر بما نصه (وما فهموا) اى المعتزلة بل هٰؤلاء الجهلة ايضًا (ان الامكان ليس من شانه افاضة الوجود)

کے متقدمین حضرات اجماع السلف سے قریب زمانہ کی بنا پر بندے پر خالق کا اطلاق نہ کرتے تھے اور لاخالق الا اللہ پر اجماع کے خلاف قول نہ کرتے اور ان کے متاخرین نے جرأت کرتے ہوئے بندے پر حقیقی خالق کا اطلاق شروع کردیا، امام نے اپنے اس کلام کے بعد معتزلہ کے دلائل کا رد اور ان کے شبہات کا جواب دیا انھوں نے ان کا اور جبریہ کا خُوب رد فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ بندے کا صرف کسب ہوتا ہے اور فعل کے مقارن اس کو ایک قسم کی قدرت حاصل ہوتی ہے جو کہ غیر مؤثر ہوتی ہے اھ، تو ان کی طرف سے یہ واضح نص ہے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو اہلسنت کا عقیدہ ہے اور کوئی فرق نہیں ہے تو مسایرہ کی راہ چلنے والا کوئی بھی نہ ہوا، **اقول** (میں کہتا ہوں) لیکن تعجب ہے کہ علامہ بحر العلوم لکھنوی (ہمیں اور انھیں اللہ تعالٰی معاف فرمائے) نے فواتح میں مسایرہ میں مذکور کی طرف میلان فرمایا، حالانکہ انھوں نے خود فواتح میں چند سطر قبل ازیں تصریح کی ہے جس کی عبارت یُوں ہے کہ "(وما فهموا) یعنی معتزلہ اور ان جاہلوں نے بھی نہ سمجھا کہ (ممکن کی یہ شان نہیں کہ وُہ وجود عطا کرے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بحر لا نقدر علىٰ سباحته و الله الهادى ۱۲ منه۔

ہے، پرپختہ یقین کریں اور اس پر مزید کوئی بات نہ کریں، اور ایسے سمندر میں چھلانگ نہ لگائیں جس میں تیرنے کی ہمیں قدرت نہیں ہے اور اللہ تعالٰی ہی ہدایت دینے والا ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] شرح المقاصد الفصل الخامس فی افعال البحث الاول فعل العبد الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۱۲۶

فان من ھو فی نفسہ باطل الذات محتاج فی الواقعیۃ الی الغیر وکلّ[عہ] علیٰ مولاہ کیف یقدر علیٰ ایجاد الافعال من غیر اختلال بالنظام الاجود، و ھذا ظاھر لمن لہ ادنٰی حدس من اصحاب العنایۃ الالٰھیۃ، لکن من لم یجعل اللہ لہ نورًا فمالہ من نور (وعند اھل الحق) اصحاب العنایۃ الذین ھم اھل السنۃ الباذلون انفسھم فی سبیل اللہ بالجھاد الاکبر (لہ قدرۃ کاسبۃ فقط لاخالقۃ[1] الخ فکیف رضی مع ھذا بان جعل الممکن الباطل الذات خالقا لعزائمہ مع ان قول التاثیر فی امر اعتباری کان بمرأی عینیہ وقد کان بینہ ھو بنفسہ علی وجہ کاف و لم یتعقبہ فان کان مختارا ولابد فکان اختیار ما علیہ جمع من المحققین ولیس

کیونکہ جو چیز فی نفسہٖ اپنی ذات میں باطل اور اپنے وجود میں غیر کی محتاج ہو اور اپنے مالک پر بوجھ قرار پائے، وُہ بہترین نظامِ عالم میں خلل انداز ہو کر افعال کو کیسے ایجاد کر سکتی ہے اور یہ حقیقت ہر اس شخص پر عیاں ہے جس کو اللہ تعالٰی کی طرف سے عنایت پر معمولی سی سمجھ ہے لیکن جس کو اللہ تعالٰی نورِ علم نہ عطا فرمائے اس کو نور کیسے نصیب ہو سکتا ہے (اور اہلِ حق کے ہاں) یعنی اللہ تعالٰی کی عنایت والے لوگ وُہ اہلِ سنت وجماعت ہیں جو اللہ تعالٰی کے راستے میں جہادِ اکبر کرتے ہُوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں (بندہ کو صرف قدرتِ کاسبہ حاصل ہے) نہ کہ قدرتِ خالقہ الخ، تو اس تصریح کے باوجود انھوں نے ممکن باطل الذات کو کیسے اپنے عزائم کا خالق کہہ دیا حالانکہ ان کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ بندے کی تاثیر صرف اعتباری چیز میں ہوتی ہے اس کو انھوں نے خود کافی تفصیل سے بیان کیا اور پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، اگر یہی ان کا مختار ہے اور ہونا بھی ضروری ہے تو یہ تمام محققین کا اجماعی مختار ہے اور اس میں کسی نص کی

عہ استعملہ بمعنی المحتاج وانما ھو بمعنی الثقیل واللہ متعال ان یکون احد کلا علیہ ۱۲ منہ۔

"کَل" کا لفظ انھوں نے یہاں محتاج کے معنٰی میں استعمال کیا ہے اور اس کا معنٰی بوجھ ہے جبکہ اللہ تعالٰی اس سے پاک ہے کہ کوئی اس پر بوجھ بنے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی فائدہ فی تحقیق صدور الافعال الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۳ و ۴۴

فیہ مخالفۃ نص ولا اجماع وھو اولٰی واحری ولکن اللہ یفعل مایرید ھذا وتلمیذ المحقق العلامۃ الکمال بن ابی شریف وان سایر ھٰھنا شیخہ رحمھما اللہ تعالٰی لکنہ اشار بعدہ الٰی ان ھذا خلاف ما علیہ اھل السنۃ حیث قال فی المسامرۃ عند قول المصنف قدمنا ان للمکلف اختیارا اوعزما یصمم مانصہ (اختیارا) علٰی ما علیہ اھل السنۃ (اوعزما) علٰی مااختارہ المصنف[1] اھ وتلمیذہ الاٰخر العلامۃ الزین بن قطلوبغا فی تعلیقہ علی المسایرۃ لم یرض بہ من اول الامر وقال للطریق الذی سلکہ المصنف انہ المرضی عندہ الرفع للجبر فلم یندفع بہ سأنبہ علیہ ثم اورد طریقا اختارہ العلامۃ الفناری فی الفصول واقرہ ومحصلہ ھو التاثیر فی الاعتباری ولولا غرابۃ المقام لاوردتہ مع ما یرد علیہ **اقول** وبما ذکرنا ظھر ان الفرق بین ما سار فی المسایرۃ

مخالفت ہے نہ اجماع کی، یہی مناسب اور اولٰی ہے، لیکن اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے کرتا ہے، اسے محفوظ کرو، اور محقق مذکور کے شاگرد علامہ کمال بن ابی شریف اگرچہ یہاں انھوں نے اپنے شیخ کی موافقت کی ہے لیکن اس کے بعد انھوں نے اشارہ دیا کہ یہ بات اہلسنّت کے مسلک کے خلاف ہے جہاں انھوں نے مسامرہ میں مصنّف کے قول (کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ مکلّف کو اختیار یا عزم صمیم حاصل ہے) پر کہا جس کی عبارت یوں ہے (اختیار حاصل ہے) جیساکہ اہلسنت کا موقف ہے (یا عزم صمیم حاصل ہے) جیساکہ مصنّف نے خود پسند کیا اھ، اور محقق مذکور کے دوسرے شاگرد علامہ زین بن قطلوبغا مسایرہ پر اپنی تعلیقات میں ابتداءً ہی اپنے استاذ کے موقف پر راضی نہ ہوئے اور یوں کہا جس راستہ پر مصنّف چلے وہ ان کا اپنا پسندیدہ ہے اور وہ جبر کو ختم کرنے کے لئے کہا جبکہ اس سے جبر مندفع نہ ہوا میں اس پر عنقریب تنبیہ لاؤں گا، اس کے بعد انھوں نے علامہ فناری کا راستہ اپنایا جس کو انھوں نے فصول میں بیان کرکے اس پر ثابت قدم رہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے کی تاثیر اعتباری چیز میں ہوتی ہے، اگر یہ مقام غرابت کا حامل نہ ہوتا تو میں اس کو اور اس پر اعتراض کو ذکر کرتا **اقول** (میں کہتا ہوں) ہمارے ذکر کردہ سے مسایرہ کی روش

---

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ فصل العید الخ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۴۳

وما قضٰیه القاضی کالفرق بین الغرب
والشرق فما قال فی المسامرة[1] ان
حاصل کلام المصنف رحمه الله تعالیٰ
تعویل علی مذهب القاضی الباقلانی الخ
وتبعه علی القاری فی منح الروض الازهر
فقال ما اختاره هو قول الباقلانی
من ائمة اهل السنة الخ[2] فهما لاوجه
له نعم انما وافقه فی لفظ وهو انه
یکون منسوبًا الیه تعالیٰ من حیث
هو حرکة والی العبد من حیث
هو زنا ونحوه وقال القاضی قدرة
الله تعالیٰ تتعلق باصل الفعل، و
قدرة العبد بوصفه من کونه
طاعة او معصیة فمتعلق تاثیر القدرتین[3]
مختلف کما فی لطم الیتیم
تادیبا وایذاء فان ذات اللطم
واقعة بقدرة الله تعالیٰ
وتاثیره وکونه طاعة
علی الاول ومعصیة علی
الثانی بقدرة العبد وتاثیره
لتعلق ذلک بعزمه المصمم
اھ فانما الاشتراک فی نسبة

اور قاضی باقلانی کے فیصلہ میں فرق واضح ہوگیا یہ
مغرب ومشرق جیسا فرق ہے، مسامرہ میں جو کہا
کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ماحصل قاضی
باقلانی کے مذہب پر اظہار اعتماد ہے الخ، اور
ملا علی قاری نے منح الروض الازہر میں اس کی اتباع
کرتے ہوئے کہا کہ مصنف نے جسے اختیار کیا وہ
اہلسنت کے ایک امام قاضی باقلانی کا قول ہے الخ،
حالانکہ ان دونوں کی بات میں کوئی وزن نہیں ہے،
ہاں اتنا ضرور ہے کہ فعل سے دو قسم کی تاثیروں کے
تعلق میں دونوں کا لفظی اشتراک ہے، مصنف نے
کہا کہ فعل حرکت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالےٰ
کی طرف منسوب ہے اور مثلاً زنا وغیرہ ہونے کے
اعتبار سے بندے کی طرف منسوب ہے اور قاضی
نے فرمایا اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تعلق اصل فعل سے
ہے اور بندے کی قدرت کا تعلق فعل کی صفت
کہ طاعت یا معصیت ہونے سے ہے، تو دونوں
قدرتوں کی تاثیر کا تعلق مختلف ہے، جیسا کہ یتیم بچے
کو تھپڑ مارنا تربیت اور ایذا بھی ہوتا ہے تو تھپڑ کا لگنا
اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تاثیر سے ہوتا ہے اور طاعت کے
لحاظ سے نیکی اور اذیت کے لحاظ سے گناہ ہونا یہ
بندے کی قدرت اور تاثیر سے ہے جو اس کے
عزم مصمم کے تعلق کی وجہ سے ہوتی اھ، تو یہاں

---

[1] المسامرة — الکلام بانہ تعالٰی لاخالق سواہ — المکتبة التجاریة الکبریٰ مصر — ص ۱۴۳
[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افعال العباد کسبہم الخ — مصطفی البابی مصر — ص ۵۲
[3] ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

صفة الفعل الى تاثير قدرة العبد وابن ما ادعى المحقق من خلقه عزمه۔

اقول ماذكر من ان الصفة اثر قدرة العبد حق بلامرية لكن لاعلى الوجه الذی قرر المصنف بل الامر ان المولٰی تعالٰی اجری سنته بان العبد اذا اراد فعلا یخلقه الله تعالٰی فیه فالارادۃ بخلق الله تعالٰی والفعل بخلق الله تعالٰی ولیس للعبد من الخلق شیئ لکن کون الفعل ارادیا یتوقف علی ارادۃ العبد توقفا عقلیا قطعیا اذ لو خلق الله فیه الفعل من دون ان یخلق فیه ارادۃ له لکان کحرکۃ الحجر بالتحریك فلم یکن ارادیا والفعل لایکون طاعۃ ولامعصیۃ الا اذا کان ارادیا فهذه الصفۃ للفعل لاتحصل الا بارادتنا ای لکونه مصحوبا لارادۃ خلقها الله تعالٰی فینا ولولا ذلك لم یکن طاعۃ ولامعصیۃ قطعا، ثم انی رأیت المحقق ذکر فی التحریر اما الحنفیۃ فالکسب صرف القدرۃ المخلوقۃ الی القصد المصمم فاثرها فی القصد ویخلق سبحنه الفعل عنده بالعادۃ

اشتراک صرف فعل کی صفت کو بندے کی قدرت کی طرف منسوب کرنے میں ہے جبکہ محقق مذکور کا یہ دعوٰی کہ بندہ اپنے عزم کا خالق ہے، وہ کہاں ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) قاضی کا یہ کہنا کہ فعل کی صفت بندے کی قدرت کا اثر ہے بلاشک یہ حق ہے لیکن اس طور پر نہیں جس طرح مصنّف نے اس کی تقریر کی بلکہ معاملہ یُوں ہے کہ اللہ تعالٰی کی یہ سنت جاریہ ہے کہ بندہ جب کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے ارادہ پر فعل کی تخلیق فرماتا ہے لہذا ارادہ اور فعل دونوں اللہ تعالٰی کی مخلوق ہیں اور بندے کا خلق میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہوتا لیکن کسی فعل کے ارادی ہونے کا دارومدار بندے کے ارادے پر ہے یہ دارومدار عقلی اور قطعی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالٰی بندے کے ارادہ کے بغیر فعل کی اس میں تخلیق کرے تو پھر یُوں ہُوا جیسے پتھر کو حرکت دی جائے تو وہ حرکت کرتا ہے، تو اس طرح فعل نہ ارادی ہوگا نہ طاعت ومعصیت ہوگا، یہ جبھی ممکن ہے کہ وُہ فعل ارادی ہو تو فعل کی یہ صفت ہمارے ارادے سے حاصل ہُوئی، یعنی یہ صفت اللہ تعالٰی کی طرف سے ارادہ کی تخلیق کے ساتھ حاصل ہُوئی، اگر یہ نہ ہو تو وہ فعل قطعاً طاعت ومعصیت نہ بنے گا۔ پھر میں نے محقق ابن ہمام کو تحریر میں یہ ذکر کرتے ہُوئے پایا کہ حنفی حضرات کے ہاں کسب یہ ہے کہ مخلوق قدرت کو مصمم قصد کے لئے صرف کرنا ہے اس مخلوق قدرت کا اثر قصد میں ہوتا ہے تو اللہ تعالٰی اس وقت اپنی عادت کریمہ کے مطابق فعل کو پیدا فرماتا ہے

فان کان القصد حالاً غیر موجود و لامعدوم فلیس بخلق وعلیہ جمع من المحققین وعلی نفیہ فکذٰلك (ای لیس الکسب بخلق ایضا) علی ما قیل (ای قول صدر الشریعۃ) الخلق یقع بہ المقدور لافی محل القدرۃ و یصح انفراد القادر بایجاد المقدور والکسب یقع بہ فی محلھا و لا یصح انفرادہ بایجادہ ولو بطلت ھٰذہ التفرقۃ (بین الخلق و الکسب) علی تعذرہ (ای بطلانھا) وجب تخصیص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اھ باختصار، مزید ما بین الھلالین من شرحہ التقریر والتحبیر لتلمیذہ المحقق ابن امیر حاج رحمھما اللہ تعالٰی فقد ابان البون البین بین ما بحثہ فی المسایرۃ وبین ما ذھب الیہ الامام القاضی وظھرت بحمد اللہ تعالٰی منہ علی فائدۃ نفیسۃ وھو انی کنت کتبت علی المسایرۃ قبل ھذا بنحو اربع سنین ما نصہ نرجو ان المصنف رحمہ اللہ تعالٰی رجع عنہ اذ لم یذکرہ فی فکذٰلك ما یعتقدہ الاماعلیہ اھل السنۃ کما سیاتی و نرجوان المولٰی سبحنہ وتعالٰی

تو اگر قصد صرف ایسا حال ہو جو نہ معدوم اور نہ موجود ہو تو مخلوق نہ بنے گا۔ قصد کے مخلوق نہ ہونے اور اس کے حال ہونے کی نفی محققین کی ایک جماعت کا موقف ہے اور یُوں ہی کسب بھی مخلوق نہیں ہے ایک قول کے مطابق یعنی صدر الشریعہ کے قول پر کہ خلق سے مقدور کا وجود محل قدرت کے بغیر ہوتا ہے اور اس میں قادر کا مقدور کے ایجاد میں منفرد ہونا صحیح ہوتا ہے اور کسب سے مقدور کا وجود محل قدرت (قصد) کے ذریعہ ہوتا ہے اور اس کے بغیر ایجاد میں منفرد ہونا صحیح نہیں ہوتا، اور اگر (خلق اور کسب کا یہ فرق) باطل ہو جائے جبکہ یہ فرق متعذر ہے یعنی یہ فرق باطل ہے، تو پھر عموم خلق میں سے قصد مصمم کی تخصیص ضروری ہوگی اھ اختصارا، اور ہلالین میں اس کی شرح التقریر والتحبیر سے اضافہ ہے، یہ شرح ان کے شاگرد محقق ابن امیر الحاج (رحمہما اللہ تعالٰی) کی ہے، تو انھوں نے اپنی مسایرہ کی بحث اور امام قاضی کے مذہب میں واضح فرق کر دیا ہے اور میرے لئے بحمد اللہ تعالٰی یہاں ایک نفیس فائدہ ظاہر ہوا، وہ یہ کہ میں نے مسایرہ پر چار سال قبل حاشیہ لکھا تھا جس کی عبارت یہ ہے، ہمیں امید ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی سے رجوع کر لیا ہوگا کیونکہ انھوں نے تشبیہ (فکذٰلك) میں اپنا عقیدہ ذکر کئے بغیر صرف اہلسنت کا موقف ذکر فرمایا ہے کما سیاتی اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالٰی

---

[1] التحریر فی اصول الفقہ الباب الاول الفصل الثانی فی الحکم مصطفٰی البابی مصر ص ۲۲۸

جعل ھذہ الزلة الواحدة وان عظمت
مغمورة فیما اولاہ من بحار الحسنات الجمیلة
ونسأل الله الثبات علی الحق وھدایة الصواب
فی کل باب وصلی الله تعالٰی علٰی سیدنا محمد
وآلہ وسلم ابدًا آمین[1] اھ، فبحمد
الله تعالٰی قد حقق الله رجائی و ظھر
رجوع المحقق عن اختیار ما بحثه
اذ علقه ھٰھنا علٰی تعذر التفرقة بین الخلق
والکسب وصرح ببطلان التعذر فاذا
بطل المبنی وجب تھدم البناء و لله
الحمد و تصنیف التحریر متأخر عن
تالیف المسایرة کما لا یخفٰی علٰی من طالعه
وذٰلك قوله تعالٰی یثبت الله الذین اٰمنوا
بالقول الثابت فی الحیٰوة الدنیا و الاٰخرة[2]
والحمد لله رب العٰلمین، اَمّا ما اورد
الشیخ القزوینی علی الامام ابی بکر الباقلانی
کما نقله فی الیواقیت للامام الشعرانی مقرا
علیه انه یقال له ھذہ الحال مقدورة
لله تعالٰی ام لا علی الثانی لا محالة تکون
مقدورة للعبد وھو مذھب المعتزلة بعینه
وعلی الاول لم یکن للعبد شیئ البتة و
ذٰلك ھو مذھب الجبریة بعینه

ان کی اس ایک خطا کو (اگرچہ یہ گراں ہے) ان کو
عطا کردہ نیکیوں کے دریاؤں میں غوطہ زن کردے گا اور
ہم اللہ تعالٰی سے ثابت قدمی کے سائل ہیں کہ وہ ہمیں
ہر معاملہ میں حق اور صواب کی رہنمائی فرمائے وصلی اللہ
تعالٰی علٰی حبیبہ محمد وآلہٖ وسلم ابدًا، آمین، اھ۔
اللہ تعالٰی کا شکر ہے کہ اس نے میری امید کو پُورا فرمادیا
اور محقق مذکور نے اپنی بحث کو مختار قرار دینے سے
رجوع فرمالیا جب انھوں نے خلق اور کسب میں
فرق کے متعذر ہونے پر حاشیہ لکھ کر اس تعذر کو باطل
قرار دیا، تو جب مبنٰی باطل ہوگیا تو اس پر بنی ہوئی عمارت
بھی گر گئی، وللہ الحمد، اور ان کی کتاب التحریر مسایرہ سے
بعد کی تصنیف ہے جیسا کہ مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں
ہے، اور یہ اللہ تعالٰی کے ارشاد کہ "اللہ تعالٰی ایمان والوں
کو دنیا و آخرت میں حق پر ثابت قدمی عطا فرماتا ہے"
کا مظہر ہے، الحمد للہ رب العالمین، لیکن شیخ قزوینی
کا امام ابوبکر باقلانی پر وہ اعتراض جس کو امام شعرانی نے
یواقیت میں نقل کرکے ثابت رکھا یعنی اس حال (قصد)
کے متعلق ان سے سوال کیا گیا کہ یہ اللہ تعالٰی کا مقدور
ہے یا نہیں، اور اگر نہیں، تو پھر لامحالہ یہ بندے کا
مقدور ہوگا جبکہ معتزلہ کا بعینہ یہی مذہب ہے اور
اول صورت یعنی اگر اللہ تعالٰی کا مقدور ہے تو پھر
بندے کے لئے کچھ مقدور نہ ہُوا جبکہ یہ بعینہ جبریہ کا

---

[1] حاشیۂ اعلٰحضرت علی المسایرة
[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷

فلا فائدة للتمسک بالحال[1] اھ باختصار۔

اقول وتلک شکایۃ ظاھر عنک عارھا، ولما یتراأی ظاھرا ان ھذا السوال عام الورود لا محیص عنہ لشیئ من الاقوال فشان من اثبت للقدرۃ الحادثۃ تاثیرا ما فی شیئ من عین او حال فیقال لہ کما قلتم فان قال ان ذٰلک الشیئ لیس مقدور اللہ تعالٰی فھو الاعتزال او قال مقدور لہ فلم یبق للعبد شیئ وھو الجبر ومن لم یثبت کساداتنا الاشعریۃ فقد افصح بالشق الاخیر من الاول فیقال اذن لاشیئ للعبد البتۃ فھو الجبر بعینہ وذٰلک لانہ انما یرید انکم لجاتم الٰی ھذا نفیا للجبر فاذا اعترفتم انہ واقع بقدرۃ اللہ تعالٰی لابقدرۃ العبد لاستحالۃ اجتماع مؤثرین علٰی اثر فقد انتفی الملجأ ولزم الفرار علی ما منہ الفرار فالمعنی ھو الجبر بعینہ عندکم بل لنا **اقول** یختار انہ مقدور اللہ تعالٰی بل ومرادہ ایضا لکن ان اراد ان یرید العبد فیکون فلا جبر ولا اعتزال

مذہب ہے، لہذا حال کا سہارا لینا بیکار رہا اھ اختصاراً

اقول (میں کہتا ہوں) یہ ایسی شکایت ہے جس کی عار آپ کی طرف سے ظاہر ہے، اور ظاہراً نظر آرہا ہے کہ یہ سوال عام الورود ہے اس سے کسی قول کو بھی چھٹکارا نہیں ہے، تو جو بھی حادث قدرت کیلئے کسی قسم کی تاثیر کسی عین چیز یا حال میں ثابت کرے گا تو اس پر تمہارا یہی اعتراض وارد ہوگا کہ اگر یہ چیز اللہ تعالٰی کا مقدور نہیں تو اعتزال لازم آئے گا، اور اگر اللہ تعالٰی کا مقدور ہو تو پھر بندے کا کچھ دخل نہ رہا، تو یہ جبر ہے، اور جو لوگ اس قدرت کے لئے کوئی تاثیر ثابت نہ مانیں جیسا کہ ہمارے سادات اشعریہ کا موقف ہے تو ان پر پہلی دو شقوں میں سے دوسری شق والا اعتراض ہوگا کہ بندے کی کوئی تاثیر نہیں تو یہ بعینہٖ جبر ہے، بندے کے لئے تاثیر ماننے والوں کی مراد یہ ہے کہ بندے کی تاثیر ماننے والوں کو اس بات پر جبر کی نفی کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا، تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے بندے کی تاثیر ماننے کے باوجود جب یہ اعتراف کرلیا کہ اللہ تعالٰی کی قدرت سے بندے کا فعل ہوتا ہے اور بندے کی قدرت سے نہیں کیونکہ ایک اثر کے لئے دو موثر محال ہیں تو اس سے تمہارا مقصد (یعنی جبر کی نفی) فوت ہوگیا اور جس سے فرار تھا اسی پر قرار ہُوا، یہی فعل کا اللہ تعالٰی کی قدرت سے ہونا تمہارے ہاں بعینہٖ جبر ہے، تو

[1] الیواقیت والجواہر المبحث الرابع والعشرون الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۴۰

والى منحى هذا ينحو ما فى
المسايرة غاية مافيه انه
تعالى قدره على بعض مقدوراته
تعالى كما انه اعلمنا بعض
معلوماته سبحنه تفضلا[1] الخ
وبالجملة لاتنافى بين
كونه مقدور الله تعالى
ومقدور العبد باقداره حتى
يقال لم يكن للعبد شيئ
وايضا لايلزم من كونها
مقدورة للعبد الاعتزال
لانهم يقولون بخالقية
العبد والخلق افاضة
الوجود والحال غيرموجود
هذا وليعلم انى لا اريد
بالدفاع عن هذا لقول
ان اقول به انما اقول
انى لا اعلم مايرده
من نص او اجماع
وقد رأوا ان ههنا
ثلثة اشياء حال بين
عينين ارادة العبد و
فعله وتعلقها به فان

کوئی قول بھی مذکورہ اعتراض سے نہ بچ سکے گا بلکہ یہ
اعتراض ختم ہوگا تو میرے اس قول سے ہوگا کہ بندے
کا فعل اللہ تعالٰی کا مقدور ہے بلکہ اسکی مراد بھی ہے لیکن
اللہ تعالٰی ارادہ فرماتا ہے کہ بندہ اس فعل کا ارادہ
کرے تو پایا جائے، تو اس طرح نہ جبر لازم آیا اور
نہ ہی اعتزال ہُوا میرے کلام کے انداز پر ہی مسایرہ
کا یہ بیان ہے، اس میں انتہائی قابلِ اعتراض بات
یہ ہوگی کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بعض مقدورات پر
بندے کو قادر بنادیا (جبکہ واقع میں ایسا ہے)
جیسے اللہ تعالٰی اپنے بعض معلومات کا ہمیں علم دیتا ہے
اور یہ اس کا فضل ہے الخ، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالٰی کے
مقدور اور اللہ تعالٰی کے قادر بنانے پر بندے کے مقدور

میں کوئی منافات نہیں تاکہ یہ کہا جائے کہ بندے کی
کوئی قدرت نہیں، نیز فعل کا اللہ تعالٰی کی قدرت
سے بندے کا مقدور ہوجانے سے اعتزال بھی
لازم نہ آئے گا، کیونکہ معتزلہ بندے کی خالقیت کا
قول کرتے ہیں، جبکہ خلق وجود عطا کرنے کا نام ہے
حالانکہ حال (قصد) موجود نہیں ہوتا، اسے محفوظ
کرو۔ معلوم ہونا چاہئے کہ حال (قصد) میں بندے
کی تاثیر والے قول کے دفاع سے میرا مقصد یہ
نہیں کہ میں اس کا قائل ہُوں، میں تو یہ کہہ رہا ہوں
کہ اس قول کے رَد میں کوئی نص یا اجماع میرے
علم میں نہیں ہے، جبکہ ان کے خیال میں یہاں تین

---

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۷-۱۱۸

لم يكن للعبد مدخل في شئ
من ذلك خرج من البين
قطعا وهو الجبر حقا كما الزمه
به الحنفية الاشعرية بل قد نصت
الاشاعرة انفسهم في بحث عقلية الحسن
والقبح ان فعل العبد اضطراري
غير اختياري فوجب ان لا يوصف
بحسن ولا قبح عقلا ونص الامام ابو الحسن
الاشعري ان العبد محل الفعل فحسب
وصرح كبراء الاشاعرة كالامام الفخر والعلامة
سعد الدين في آخرين ان المآل هو الجبر و
ان العبد مجبور في صورة مختار وتبعهم
القاري في منح الروض فجعله الانصاف و
من المعلوم قطعا اجماعا وسمعا ان ليس
للعبد شئ من الايجاد فارادته كقوله ليست
الا خلق ربه تبارك وتعالى فلم يبق الا التعلق
المسمى بالقصد فقالوا هذا
ما اقدره عليه ربه وليس من
الخلق في شئ كما عرفت فهذا
نزاع ساداتنا الحنفية في
هذا الباب اما انا فكما ذكرت
في الفيوض الملكية تعليقات
كتابي الدولة المكية لست ممن
يخوض في هذا وانما ايماني و
لله الحمد ما ثبت بالقرآن

امور میں، بندے کے فعل اور اس کے ارادے کے درمیان
ایک حال اور بندے کے ارادے کا اس سے تعلق، ان تینوں
امور میں اگر بندے کا کوئی دخل نہیں تو بندہ بالکل الگ
تھلگ رہا تو یہ قطعاً جبر ہے جس کا اشعری حنفی لوگ الزام دیتے
ہیں، بلکہ اشاعرہ نے حسن و قبح کے عقلی ہونے کی بحث میں
خود تصریح کی ہے کہ بندے کا فعل اضطراری غیر ارادی
ہے تو وہ کیسے حسن و قبح سے عقلاً موصوف ہو سکتا ہے،
امام ابو الحسن اشعری نے یہ تصریح کی ہے کہ بندہ تو
صرف فعل کا محل ہے اور بس، اور امام فخر الدین اور علامہ
سعد الدین جیسے بڑے اشاعرہ نے آخری دور میں تصریح کی ہے
کہ نتیجۃً جبر لازم ہے اور بندہ مختار کی صورت میں مجبور ہے
اور ملا علی قاری نے منح الروض میں ان کی اتباع کرتے
ہوئے اسی کو انصاف قرار دیا ہے، اور یہ بات
قطعاً اجماعی اور سماعی طور پر معلوم ہے کہ بندے کو ایجاد
میں کوئی دخل نہیں ہے تو اس کا ارادہ اس کے قول
کی طرح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اب
صرف ارادے کا فعل سے تعلق باقی ہے جس کو قصد
کا نام دیا جاتا ہے تو اس کے لئے انھوں نے کہا ہے
کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے بندے کو قادر فرمایا ہے اور
یہ قصد کسی شئے کے خلق میں دخیل نہیں ہے جیسا کہ
تو معلوم کر چکا ہے تو اس باب میں ہمارے سادات
احناف کا یہ نزاع ہے لیکن میرا معاملہ تو وہ ہے جو
میں نے اپنی کتاب الدولۃ المکیہ کے حاشیہ الفیوض الملکیہ
میں ذکر کر دیا ہے کہ میں اس گہرائی میں نہیں پڑتا، میرا
تو صرف وہ ایمان ہے (وللہ الحمد) جس کو قرآن نے

واجمع علیه الفریقان، وشهدت به البداهة وادی الیه البرهان، ان لاجبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین (وسرت اسرد فیه الکلام الی ان قلت) فالتکلیف حق، والجزاء حق، والحکم عدل، والاعتراض کفر، والاستبداد ضلال، والتحجر جنون، والجنون فنون، ولاحجة لاحد علی الله تعالٰی مهما فعل ولله الحجة البالغة، لایسئل عما یفعل وهم یسئلون، فهذا ایماننا ولانزید علیه وان سئلنا عما وراءه قلنا لاندری ولا کلفنا به ولا نخوض بحرا لا نقدر علی سباحته نسأل الله الثبات علی دین الحق وسداجته، والحمد لله رب العٰلمین[1] اھ۔

وثالثاً، الخلق لغة وعرفا وشرعا هو الایجاد بالاختیار، قال تعالٰی الا یعلم من خلق[2] فافاد ان العلم لازم للخلق وذلك هو الایجاد بالقصد فان الموجب لایجب ان یعلم الموجَب من جهة کونه موجبا

ثابت کیا جس پر دونوں فریق متفق ہیں، جس پر بداہت شاہد ہے اور جس پر دلیل وبرہان نے آگاہی دی ہے کہ نہ جبر ہے نہ تفویض ہے بلکہ ان دونوں چیزوں کے بین بین ایک امر ہے، میں نے اپنا کلام جاری رکھتے ہُوئے آخر میں یہ کہا کہ تکلیف حق ہے، جزاء حق ہے اور حکم عدل ہے اور انکار کفر ہے، بندہ کو مستقل بنانا گمراہی ہے اور اس کو پتھر بنانا جنون ہے اور جنون کئی قسم ہے، اور اللہ تعالٰی جو کرتا ہے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے، کامل حجت اللہ تعالٰی کی ہے وُہ جو کرے اس پر اعتراض نہیں، لوگ جو کریں ان سے پُوچھ ہوگی، بس ہمارا تو یہ ایمان ہے اور بس اس سے زائد کوئی ہم سے سوال کرے تو کہہ دیں گے کہ ہم نہیں جانتے اور نہ ہم اس کے مکلّف ہیں ہم اس سمندر میں غوطہ زن نہ ہوں گے جس میں تیراکی نہیں کرسکتے، ہم تو اللہ تعالٰی سے اس کے دین پر ثابت قدمی اور سادہ فہمی کی دُعا کرتے ہیں والحمد للہ رب العالمین اھ۔

ثالثاً، لغت، عرف اور شرع میں خلق کا معنٰی "اختیار سے کسی چیز کو ایجاد کرنا" ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے الا یعلم من خلق یعنی کیا تخلیق کرنے والا علم نہیں رکھتا، تو اس آیہ کریمہ نے یہ فائدہ دیا کہ خلق کو علم لازم ہے جبکہ یہی ایجاد بالقصد ہے، اس کے برخلاف موجِب کے لئے ضروری نہیں کہ وُہ موجِب ہونے کی حیثیت سے موجَب کو جانے،

---

[1] الفیوضات الملکیۃ لتعلیقات الدولۃ المکیۃ مطبعہ اہل السنۃ والجماعت بریلی ص ۲۲
[2] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۴

وان علم علمه من جهة اخری واما نوزع فیه بان الدلالة بالتتمة وهو اللطیف الخبیر۱؎، فاقول کونه لطیفا خبیرا کاف فلو لم یکف للخالقیة لکان اقحام من خلق مستدرکا علا انه قد تواتر من القراء الوقف علی من خلق فهی جملة مستقلة ولا توقف لها علی ما بعدها والحق ان الکل دلیل مستقل، فلو کان قصدنا بخلقنا لکان بقصدنا وکل احد یعلم من وجدانه انما یرید الفعل لا انه یرید ان یرید ثم یرید۔

اگر وُہ اسے جانے گا تو دُوسری جہت سے جانے گا اور یہ نزاع کہ علم پر اس آیہ کریمہ کا تتمہ دلالت کرتا ہے تو میں کہتا ہُوں کہ اللہ تعالٰی کا لطیف وخبیر ہونا خالقیت کے لئے کافی ہے اور اگر یہ خالقیت کیلئے کافی نہ ہو تو پھر اس آیہ کریمہ کے درمیان میں "من خلق" کا ذکر زائد قرار پائے گا، اس کے علاوہ قرار حضرات کا "من خلق" پر وقف تواتر سے منقول ہے لہذا یہ مستقل جملہ ہے جس کا معنٰی مابعد پر موقوف نہیں ہے اور حق تو یہ ہے کہ یہ دونوں جُملے خالق کے عالم ہونے پر مستقل دلیل ہیں، تو اگر ہمارا قصد ہمارے خلق سے ہو تو وہ بھی ہمارے قصد سے ہوگا اور ہر ایک اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ یہ فعل کا قصد وارادہ ہے نہ کہ یہ ارادے کا ارادہ ہے اور پھر اس ارادے کے لئے ارادہ کرنا ہوگا (تو اگر یہ قصد وارادہ فعل کیلئے نہ ہو بلکہ ارادے کے لئے ہو تو یوں ارادہ در ارادہ سے تسلسل لازم آئے گا)

ورابعاً، لا یخالف ملا حتی المعتزلی ان الارادة الکلیة فینا لیس بخلقنا بل خلق ربنا خالق القول والقدر فلا یکون لنا ان کان الا القصد الجزئی۔

رابعًا، کوئی گروہ حتی کہ معتزلہ حضرات بھی اس بات سے انکاری نہیں ہیں کہ ہمارا کلی ارادہ ہمارا خلق نہیں ہے بلکہ یہ ارادہ کلیہ ہم میں اللہ تعالٰی کا خلق ہے، اور ہمارا رب خالقِ قول اور خالقِ قدر ہے، تو یہ ارادہ کلیہ ہمارا خلق نہیں، اگر ہمارا ہے تو صرف جزئی ارادہ ہے۔

اقول ولیست کلیة الارادة المخلوقة فی عبد انها نوع تحته افراد بل هی صفة شخصیة قائمة بشخص وانما کلیتها بمعنی الاطلاق

اقول (میں کہتا ہُوں) بندے میں پیدا شدہ ارادہ اس معنٰی میں کلیہ نہیں کہ اس کے تحت کئی افراد ہوں بلکہ یہ ایک صفت ہے جو شخصی ہے اور ایک شخص سے قائم ہے اس ارادے کی کلیت اسی معنٰی میں ہے کہ یہ ارادہ تمام

۱؎ القرآن الکریم ۶۷/۱۴

عن التعلقات فکلما تعلقت بمقدور معین سمیت جزئیۃ فما القصد الجزئی الا خصوص تعلق تلک الصفۃ الشخصیۃ بفعل شخصی والتعلق امر اضافی لا وجود لہ فی الاعیان فان اسند الی العبد لم یکن فی شیئ من الخلق فلم عدلتم عن قول الحنیفۃ وملتم الی تخصیص النصوص۔

وخامسًا ع ھب ان القصد بالقصد

تعلقات سے خالی ہے تو جب اس کا تعلق کسی جزئی اور معین مقدور سے ہوتا ہے تو وہی ارادہ جزئی کہلاتا ہے لہذا جزئی قصد وارادہ صرف اسی معنیٰ میں ہے کہ اس شخصی صفت کا شخصی فعل سے خصوصی تعلق ہوتا ہے جبکہ یہ تعلق ایک نسبت و اضافت ہے جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے، لہذا اگر اس قصد جزئی کو بندے کی طرف منسوب کیا جائے تو کسی بھی چیز کا خلق نہ ہوگا (کیونکہ یہ خاص تعلق ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے) تو آپ حضرات نے کس خاطر احناف رضی اللہ تعالٰی عنہم کے قول سے اعراض کیا اور کیوں نصوص میں تخصیص کا تکلف کیا۔

خامسًا، تسلیم کرلیں کہ قصد وارادہ کے لئے

ع اقول وھنا دلیلان اخران یمکن لہ الجواب عنھما۔

سادسًا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ[1] فمشیتنا لیست بمشیتنا بل بمشیۃ ربنا۔

سابعًا ورد مرفوعا وانعقد اجماع المسلمین علی قولھم ما شاء اللہ

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں دو دلیلیں اور ہیں، ان کا جواب ممکن ہے، پہلی سادسًا اور دوسری سابعًا ہے۔

سادسًا، اللہ تعالٰی کے ارشاد "تم نہیں چاہوگے سوائے اس کے کہ اللہ تعالٰی چاہے" کی رُو سے ہماری کوئی مشیت نہیں، اگر ہے تو اللہ تعالٰی کی مشیت سے ہے (تو بندے کا مجبور ہونا ثابت ہے)

سابعًا، مرفوع حدیث اور اجماع مسلمین سے ثابت ہے کہ یہ مسلم قول ہے جو اللہ تعالٰی چاہے گا وہ،

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۷۶/ ۳۰

فلابد من الانتہاء الی قصد لیس
بالقصد والا تسلسل فی الاعیان لانہ
وجودی عندکم واذا انتہی الامر الی
الایجاب انتفی الاختیار لزم القرار
علی ماکان منہ الفرار اما قولھم
الوجوب بالاختیار لاینافی
الاختیار بل یحققہ،
اقول لیس ھذا وجوبا
بالاختیار بل اختیار بالوجوب
ای لایستطیع ان لایختار و
ھو ینافی الاختیار بمعنی التمکن
من الترک قطعاً فیعود المحذور
واردا علی القائلین بالتاثیر
فی الحال ایضا ولا محیص بما قالوا

بھی قصد ضروری ہے تو لازماً آخر میں ایسا قصد ہوگا ورنہ تو خارج میں
تسلسل کا وجود لازم آئے گا کیونکہ تمہارے ہاں قصد
وجودی چیز ہے، تو جب آخر میں قصد خود بخود بغیر قصد
پایا گیا تو یہ بطور ایجاب ہوگا اور اختیاری نہ ہوگا،
یہی وُہ جبر ہے، تو نے جس سے فرار اختیار کیا وہی پیش
آیا، لیکن یہاں ان کا یہ کہنا کہ یہ وجوب بالاختیار
ہے جو اختیار کے منافی نہیں بلکہ اس سے بندے
کا اختیار ثابت ہوتا ہے، **اقول** (میں کہتا
ہوں) یہ وجوب بالاختیار نہیں بلکہ اختیار بالوجوب
ہے یعنی بندہ کو اس کے اختیار نہ کرنے کی استطاعت
نہ ہوگی، تو یہ قطعاً اختیار بمعنی قدرتِ ترک کے
منافی ہے تو خرابی کا عود لازم آیا جو بندے کے لئے
حال میں تاثیر کے قائل ہیں ان پر بھی یہ اعتراض وارد
ہوگا، اور ان کا یہ کہنا کہ قصد اعتباری چیز ہے جس میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
کان ومالم یشاء لم یکن فلولم
یشاء مشیتنا لماکانت لکن کانت
فقد شاءھا والجواب عنھما
مشیتنا بمشیتنا لمشیتہ ان
تکون بمشیتنا ویخص الاول
ان المعنی لاتشاؤن شیئا
من افعالکم الا ماشاء اللہ ان
یخلقہ عند مشیتکم ۱۲ منہ۔

ہوگا اور جو نہ چاہے گا نہ ہوگا، تو اگر اللہ تعالٰی ہماری
مشیئت کو نہ چاہے تو نہ ہوگی، لیکن ہماری مشیئت
پائی جاتی ہے لہذا اللہ تعالٰی نے اس کی مشیئت فرمائی
ہے (تو بندے کے لئے جبر ثابت ہے) دونوں
دلیلوں کا جواب یہ ہے کہ ہماری مشیئت کا وجود ہماری
مشیئت سے ہے کہ اللہ تعالٰی کی مشیئت ہے کہ بندے کی
مشیئت پائی جائے اور پہلی دلیل میں آیہ کریمہ میں تخصیص
یوں ہوگی تم اپنے افعال میں سے کچھ نہ چاہو گے مگر
جب اللہ تعالٰی تمہاری مشیئت سے اس کو پیدا کرنا چاہے گا ۱۲ منہ (ت)

ان القصد اعتباری فلیتسلسل وذلك لانه
فی المبدء محال ولو فی الاعتباریات
اقول لان سر تجویزه هو انقطاعه
بانقطاع الاعتبار وههنا حیث
انقطع انقطع ما تحته لانعدام
العلة فینعدم الفعل، ولا بان
قصد القصد عین القصد
فان المحتاج کیف یکون
عین المحتاج الیه ولا بانه
عدمی فلا یحتاج الی
مؤثر فان کل متجدد لا غناء
له عن مؤثر ولو عدمیا
کالعمی ولا بان اختیار
المختار لایعلل کایجاب
الموجب **اقول** نعم لایسأل
لم خصص هذا لا ذاك کما
حققته فی رسالة "الافهام
الصحیح للترجیح بدون
مرجح" التی الفتها
بعد ورود هذا الاستفتاء اما
نفس التخصیص فمتجدد ولیس
له عن المؤثر محیص، فان قال
الکل لا نرید بالاختیاری الا
ما یقع بالاختیار او عند الاختیار
وان لم یکن الاختیار بالاختیار

تسلسل ہوسکتا ہے (یہ قول بھی اس اعتراض سے
ان کو نجات نہیں دے سکتا) کیونکہ اس تسلسل کے
مبدء میں (بلا قصد ہونا) ایک محال چیز ہے اگرچہ یہ
اعتباری چیزوں کا تسلسل بھی ہو، **اقول** (میں
کہتا ہوں) اعتباریات میں تسلسل کے جواز کا قول
اس بنیاد پر تھا کہ یہ اعتبار کے انقطاع سے منقطع
ہوجاتا ہے تو یہاں جب اعتباری قصد منقطع ہوگیا تو
تسلسل بھی ختم ہوگیا کیونکہ علت (قصد) جب ختم ہوگئی تو
فعل ختم ہوجائے گا، اس تسلسل کے جواز کی بنیاد یہ
نہیں کہ قصد کا قصد عین وہی قصد ہوتا ہے کیونکہ یہ غلط
ہے اس لئے دوسرا قصد پہلے کی طرف محتاج ہے
اور پہلا محتاج الیہ ہے تو محتاج کا عین محتاج الیہ ہونا
کیونکر ہوسکتا ہے، اور اس کے جواز کی بنیاد یہ بھی
نہیں، کہ قصد عدمی ہے تو عدمی کسی مؤثر کا محتاج
نہیں ہوتا، یہ اس لئے غلط ہے کہ قصد متجدد ہوتا ہے
تو متجدد چیز مؤثر سے مستغنی نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ متجدد
عدمی ہو، جیسا کہ بینا نہ ہونا، اور اس کے جواز کی وجہ
یہ بھی نہیں کہ مختار کے اختیار کے لئے کسی اور علت کی
ضرورت نہیں، جیسا کہ موجب کے ایجاب کے لئے
ضرورت نہیں، اقول یہ اس لئے غلط ہے کہ مختار کے اختیار
سے تخصیص ہوتی ہے تو اس تخصیص کے متعلق وجہ نہیں
پوچھی جاسکتی کہ اس کو کیوں خاص کیا یا اسکو کیوں خاص نہ کیا
مختار کو اختیار تخصیص کی تحقیق میں نے اپنے رسالہ

الافہام الصحیح للترجیح بدون المرجح میں کی ہے
جس کو میں نے اس استفتاء کے بعد تالیف کیا ہے لیکن

قلنا ان دفع قول الاشعری ان فعل العبد اضطراری ولکن این المحیص من ثبوت الحجۃ للعبد فی المعاصی فانہ یقول ما خلقت وانما قصدت و ما کان قصدی ایضا باختیاری فما ذنبی، واعلم ان الکلام ھٰھنا ینجر الی عویصۃ اخری امر وادھٰی لاتنحل بانامل الافکار الا بتوفیق العزیز الغفار ولصعوبۃ ھذا سکت عنہ مثل السید الشریف فی موضعین من شرح المواقف والتزم مصیبتہ البحر فی الفواتح والعیاذ باللہ تعالٰی وتتبعت کلمات المتکلمین والاصولیین من جمیع مظان ھذا البحث الیہا فاجتمعت لی منہا ثمانیۃ اجوبۃ لاغناء فی شیئ منہا ثم المولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فتح بفضلہ وھدانی للجواب الحق کما اوردت کل ذٰلک فی رسالتی "تجییر الحیر بقصم الجبر"[۱۳] التی الفتہا بعد ورود ھذا الاستفتاء قبل ان انھی الجواب عنہ فنکل ھذا البحث الیہا ونفیض فیما کنا فیہ فنقول لھم تبین ان

نفسِ تخصیص تو متجدد ہے جس کو مؤثر سے غنٰی نہیں، اگر تمام مذکور حضرات یہ کہیں کہ اختیاری سے ہماری مراد یہ ہے کہ وُہ مختار سے یا اختیار پر صادر ہو اگرچہ وہ اختیار اختیاری نہ ہو، تو ہم کہیں گے کہ یہ بات اگرچہ اشعری کے اس قول کے لئے دافع ہو جائیگی کہ بندے کا فعل اضطراری ہے، لیکن قیامت کے روز گناہوں پر جواب طلبی کے وقت بندے کی اس حجت، کہ میں نے گناہ کے فعل کی تخلیق نہ کی صرف قصد کیا اور میرا قصد اختیاری بھی نہ تھا تو گناہ میرا کیسے ہوگیا، کا جواب کیسے بنے گا تو خلاصی نہ ہُوئی اور معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں کلام ایک نئی مشکل میں پڑگیا ہے جو مشکل ترین ہے اور اللہ تعالٰی العزیز الغفار کی توفیق کے بغیر افکار کے ذریعہ حل نہیں ہو سکتی بحث کی اس صعوبت کی بناء پر سید شریف نے شرح المواقف کے دو مقام پر خاموشی اختیار کرلی، اور بحر العلوم نے فواتح میں اس کو مصیبت تسلیم کیا ہے، والعیاذ باللہ تعالٰی، اس معاملہ میں متکلمین اور اصولیین کے مواقع بحث کی میں نے چھان بین کی تو مجھے وہاں سے آٹھ جواب ملے جن سے کوئی تسلی بخش اطمینان نہ ملا، پھر مولٰی تعالٰی نے اپنے فضل اور رہنمائی سے حق جواب کا راستہ کھول دیا، جیسا کہ میں اس تمام بحث کو اپنے رسالہ "تجییر الحبر بقصم الجبر" میں لایا ہُوں، اس رسالہ کو میں نے اس استفتا کے ورود کے بعد اور اس کے جواب کو مکمل کرنے سے قبل تالیف کیا ہے، تو میں اس بحث کو اس کے سپرد کرتا ہُوں اور اپنی جاری کلام میں چل رہا ہُوں، تو ہم ان سے

ما زعمتم ان الحاجة تندفع به
فما حملکم علٰی تخصیص النصوص،
وانت تعلمون ان هذا کما یکفی للرد علی
المحقق رحمه الله تعالٰی کذٰلک لرد
کل ما یدعی العبد خالقا له من فعل
او عزم او غیر ذٰلک للخلاص من
هذه الورطة الظلماء، فان الکلام
یجری فی الکل ولا یزال یتسلسل
الا بالانهاء الی الالجاء، وهذا ما نقل
فی شرح المقاصد وغیره عن
المحققین ان المآل هو الجبر
فثبت بالبرهان ان اسناد خلق شیئ
ما الی العبد مع کونه مخالفا
للقراٰن العظیم والاجماع القدیم
والدین القویم لا یسمن ولا
یغنی من جوع، فوجب حمل کلام
الله تعالٰی علٰی عمومه والایمان
بان لا خالق الا الله تعالٰی، ثم
البداهة شاهدة بالفرق بین
البشر والحجر فلا جبر ولا تفویض
ولٰکن امر بین امرین، ولا یلزم
للعلم بحقیة شیئ العلم بحقیقته کما بینته فی
"ثلج الصدر لایمان القدر"
وهذا هو العلم الموروث
عن رسول الله صلی الله تعالٰی

گزارش کر رہے ہیں کہ واضح ہوچکا ہے کہ تمہاری
مجبوری والی حاجت اس سے ختم ہوگئی ہے تو پھر
کس لئے تم نصوص کی تخصیص کر رہے ہو۔ آپ جانتے
ہیں کہ جس طرح یہ بیان محقق رحمہ اللہ تعالٰی کے رد
کے لئے کافی ہے اسی طرح ان تمام لوگوں کے رد
کے لئے کافی ہے جو بندے کو فعل یا عزم وغیرہ کیلئے
خالق ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں اور اس اندھیر نگری
سے خلاصی دینے کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ کلام
تمام لوگوں کے موقف پر جاری ہوتا ہے اور یہ سلسلۂ
کلام جاری رہے گا تاوقتیکہ جبر تک انتہا نہ ہوجائے،
اور یہی کچھ ہے جو شرح المقاصد وغیرہ میں محققین سے
منقول ہے کہ بالآخر معاملہ جبر پر ختم ہوتا ہے، تو برہان
سے ثابت ہوگیا ہے کہ بندے کی طرف کسی چیز کے
خلق کو منسوب کرنا باوجودیکہ یہ قرآن قدیم، اجماع اور
دین قویم کے مخالف ہے نہ کسی طرح مفید ہے اور
نہ ہی کسی حاجت میں کارآمد ہے، تو ضروری ہے کہ
اللہ تعالٰی کے کلام کو اس کے عموم پر محمول کیا جائے
اور اللہ تعالٰی کے سوا کسی کے خالق نہ ہونے پر ایمان
رکھا جائے، پھر بداہت اس بات پر شاہد ہے
کہ بشر اور حجر میں فرق ہے لہذا جبر کا قول نہ کیا جائے
اور نہ ہی تفویض کی بات کی جائے بلکہ ان دونوں کے
درمیان معاملہ ہے، اور کسی چیز کے حق ہونے کے
علم سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حقیقت کا علم
ہوجائے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ "ثلج الصدر
لایمان بالقدر" میں بیان کیا ہے یہی وہ علم ہے

عليه وسلم ومن رام فوقه
فانما يروم خرط القتاد۔

اقول ومن الدليل القاطع
على بطلان كل كلام اريد به حل
هذه العقدة ما تواتر عن النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم من نهيه
الامة حتى اجلة صحابة الكرام الذين
كانوا اعقل واعلم وافهم من كل
من بعدهم عن الخوض فيه
وقد اخرج الطبراني في المعجم الكبير
عن ثوبان رضي الله تعالى عنه مولى
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
قال اجتمع اربعون من الصحابة
رضي الله تعالى عنهم ينظرون في
القدر والجبر فيهم ابوبكر وعمر رضي الله تعالى
عنهما، فنزل الروح الامين جبرئيل عليه
الصلوٰة والسلام فقال يا محمد اخرج على
امتك فقد احدثوا، فخرج صلى الله تعالى
عليه وسلم ملتمعا لونه متوردة
وجنتاه كانما تفقأ بحب
الرمان الحامض، فنهضوا الى
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
حاسرين اذرعهم ترعد
اكفهم واذرعهم، فقالوا

جو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے وراثت
میں ملا ہے اور جو شخص اس سے زائد کا متلاشی ہے
وُہ ناممکن کا متلاشی ہے۔

اقول (میں کہتا ہُوں) اس پیچیدہ بحث
میں ہر کلام کے بطلان پر ایک قاطع دلیل وُہ ہے
جو تواتر کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
منقول ہے کہ آپ نے اپنی اُمّت حتّٰی کہ اجلّہ
صحابہ کرام جوکہ اپنے بعد والے تمام لوگوں سے
ہر طرح زیادہ عقل، زیادہ علم اور زیادہ فہم والے
تھے، کو اس خطرناک بحث سے منع فرمایا چنانچہ
امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آزاد کردہ تھے،
سے روایت کیا کہ چالیس صحابہ کرام جن میں ابوبکر
اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما بھی تھے جمع ہوکر جبر وقدر
میں بحث کرنے لگے تو روح الامین جبرائیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک! آپ باہر اپنی اُمّت کے پاس تشریف
لے جائیں انھوں نے ایک نیا کام شروع کردیا ہے،
تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر اس حال میں
تشریف لائے کہ غصّہ سے آپ کا چہرہ مبارک سُرخی
میں اس طرح نمایاں تھا جیسے سُرخ انار کا دانہ
آپ کے رخسار مبارک پر نچوڑا گیا ہو، تو صحابہ کرام
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس کیفیت کو دیکھ کر
کُھلے بازو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال

تبنا الی الله ورسوله فقال ادلی لکم ان کدتم لتوجبون، اتانی الروح الامین فقال اخرج الی امتك یا محمد فقد احدثت۱؎ اھ افتری ان ھذا الغضب الشدید والنھی الاکید کان لان ابابکر وعمر وسائر الصحابة رضی الله تعالٰی عنھم لم یکونوا اھلا لان یعرفوا کلمة سھلة خفیفة ان العزم لکم والباقی لربکم اوغیر ذلك مما یزعمه زاعم کلا بل ھو دلیل قاطع علی ان الامر سر لاتبلغه العقول ولا یحیط به البیان وان لاخیر للامة فی کشفه علیھم والا لما ضن الله به ورسوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فالحق الناصع ماعلیه ائمة السلف ان الامر بین لا ولا ولا مصدر لنا الاٰن فوق ذلك ومانحن من المتکلفین الحمد لله رب العٰلمین۔

کے لئے آگے بڑھے درانحالیکہ ان کے ہاتھ اور بازو کانپ رہے تھے اور عرض کی ہم نے اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دربار میں توبہ پیش کی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا قریب تھا کہ تم اپنے پر جہنم کو واجب کرلیتے، میرے پاس جبرائیل امین تشریف لائے اور کہا کہ آپ باہر امت کے پاس جائیں انھوں نے نیا کام کردیا ہے، الخ، آپ نے یہ شدید غضب اور پُرتاکید نہی دیکھ لی اور کیا یہ اس وجہ سے تھی کہ ابوبکر اور عمر فاروق و دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین معمولی سی اس بات کو سمجھنے کے اہل نہ تھے کہ عزم بندے کا خلق ہے اور باقی سب اللہ تعالٰی کی مخلوق ہے یا جیسا کہ گمان کرنے والوں نے یہ گمان کیا ہرگز یہ بات نہ تھی بلکہ یہ اس بات پر قطعی دلیل تھی کہ جبر وقدر کا معاملہ ایک راز ہے جس تک عقلوں کی رسائی نہیں اور جس کو احاطہ بیان میں نہیں لایا جاسکتا اور اس راز کو عیاں کرنے میں اُمت کے لئے بھلائی نہیں ورنہ اللہ تعالٰی اور اس کا رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے بیان پر بخیل نہ تھے، تو خالص حق وہی ہے جس پر ائمہ سلف قائم رہے کہ یہ معاملہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ دونوں کے درمیان ایک امر ہے جس کو اب تک ہم پر اس سے زائد واضح نہیں کیا گیا اور نہ ہی ہم تکلف میں مبتلا ہوں گے، الحمدللہ رب العٰلمین۔ (ت)

۱؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۵ و ۹۶

بالجملہ یہ بحث کہ نصوص کے خلاف، اجماع کے خلاف، اشعریہ کے خلاف، حنفیہ کے خلاف، وجدان کے خلاف، برہان کے خلاف ہے، کیا عقیدۂ اہلسنت ہوسکتی ہے، یا امام ابن الہمام کا یہ عقیدہ ہے حاش للہ، **عقیدہ** وہی ہے جو خود ہمارے رب عزوجل نے فرمایا: ھل من خالق غیر اللہ[1] (کیا اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی خالق ہے۔ ت) اور فرمایا: الا لہ الخلق والامر[2] (صرف اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ ت)، اور فرمایا: افمن یخلق کمن لا یخلق[3] (توکیا پیدا کرنے والا اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ ت) اور فرمایا: لا یخلقون شیئا وھم یخلقون[4] (وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ ت)

عقیدہ وہی ہے جو خود امام ابن الہمام نے اسی اصل کے آغاز میں لکھا کہ ان اللہ لاخالق سواہ[5] (بیشک اللہ تعالٰی کے سوا کوئی خالق نہیں۔ ت)

عقیدہ وہی ہے جو خود امام ممدوح نے اسی کتاب مسایرہ کے آخر میں لکھا، جہاں عقائد اہلسنت کی فہرست دی اور تادم مرگ اس پر اپنے ثابت قدم رہنے کی دعا کی فرماتے ہیں:

ولنختم الکتاب بایضاح عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ، وھی انہ تعالٰی واحد لاشریک لہ، منفرد بخلق الذوات وافعالھا[6] (الٰی ان قال علیہ رحمۃ ذی الجلال) واللہ سبحٰنہ نسألہ من عظیم جودہ وکرمہ ان یتوفانا علٰی یقین ذٰلک مسلمین انہ ذوالفضل العظیم، وھو

ہم اپنی کتاب کو اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی وضاحت پر ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی واحد لاشریک ہے وہ ذوات اور افعال کے پیدا کرنے میں منفرد ہے، اور ان رحمہ اللہ تعالٰی نے آخر میں یوں فرمایا، اور اللہ سبحانہ وتعالٰی کے جودوکرم اور اس کی کبریائی سے ہم سوالی ہیں کہ وہ ہمیں اس پختہ یقین حالت اسلام میں وفات نصیب فرمائے، وہ بڑے فضل والا ہے، اور وہی

---

[1] القرآن الکریم ۳۵/۳
[2] " " ۷/۵۴
[3] " " ۱۶/۱۷
[4] " " ۱۶/۲۰
[5] المسایرۃ متن المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۹۶
[6] " " ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدہ اہلسنت " " " " " ص ۳۹۰

حسبنا ونعم الوکیل ، ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔[1]

33

ہمیں کافی ہے اور بہترین وکیل ہے ، ولاحول و قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔ (ت)

عقیدہ وہ ہے جو امام صدر الشریعۃ کی توضیح سے گزرا ، (یہ رسالہ ناقص ملا)

مسئلہ ۵: از ڈیرہ غازی خاں ، بلاک ۱۲ ، مرسلہ مولوی احمد بخش صاحب ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء والفضلاء ثقتی رجائی ادام اللہ تعالٰی ظلہ علی رؤس المستفیضین ! نیاز بے اندازہ و شوقِ زیارت کے بعد جن کا کوئی حد و انداز نہیں ، گزارش ، میں دیوبندیوں کو امکانِ کذب کے متعلق سخت مبغوض اور ملحد جانتا تھا ان ایام میں جو جہد المقل مؤلفہ محمود حسن دیوبندی کا اتفاق مطالعہ ہُوا تو عقلی دلائل کی پروا نہ کرکے کتبِ معتبرہ کی نقول و روایات جو اس میں موجود ہیں سخت مخالف عقیدہ خود ثابت ہُوئی ہے سوا اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ حضور کی خدمت میں دریافت کرنے سے یہ مشکل حل ہو اگر کوئی جہد المقل کا جواب مفصل یا کوئی اور تسلی بخش رسالہ یا کتاب چھپی ہو تو کسی خادم کے نام حکم فرماکر وی پی بھیج دیں ممنون فرمائیں ورنہ مجھے مطمئن فرمادیں کہ شرح مقاصد و شرح مواقف و شرح طوالع و مسایرہ وغیرہ کتبِ کثیرہ کی عبارات کا کیا جواب ہے جن میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدائے پاک جل شانہ سے صدورِ قبائح ممکن ہے ، فقط۔

الجواب

بملاحظہ مولٰینا المکرم ذی المجد الاتم والفضل والکرم دامت معالیہ و بورکت ایامہ ولیالہ ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ، نامی نامہ بریلی سے واپس ہوکر یہاں آیا ، فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھ کر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہُوا تھا میں نے وصیت نامہ لکھوا دیا ، بارے بحمدہ تعالٰی مولٰی عزوجل نے شفا بخشی ولہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا ، مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس کا مثنی یہاں نہیں ، اب الحمدللہ مہینوں کے بعد مل گیا ، زوالِ مرض کو مہینے گزرے مگر جو ضعف شدید اُس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے ۔ فرض و وتر اور صبح کی سُنتیں بدقت کھڑے ہوکر پڑھتا ہوں باقی سُنتیں بیٹھ کر۔ مسجد میرے دروازے سے دس بارہ قدم ہے وہاں تک چار آدمی کرسی پر بٹھا کرلے جاتے اور لاتے ، اور باقی امراض کہ کئی برس سے کالّلازم ہیں بدستور ہیں ، کبھی ترقی کبھی تنزل ،

والحمد للہ علٰی کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار۔

تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور دوزخیوں کے حال سے میں اللہ تعالٰی کی پناہ مانگتا ہوں (ت)

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدۃ اہلسنت اجمالاً المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹۵

حاش للہ استغفر اللہ معاذ اللہ یہ بطور شکایت نہیں بلکہ صرف معذرت کیلئے اظہار واقعیت' اس کی وجہ کریم کو حمد ابدی ہے بعزتہ وجلالہ سر سے پاؤں تک ایک ایک رونگٹے پر کروڑوں بے شمار نعمتیں ہیں لاکھوں بے حساب عافیتیں ہیں۔

ولہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی ملأ السٰمٰوٰت وملأ الارض وملأ ما شاء من شیئ بعد والحمد للہ رب العالمین۔

حمد اسی کے لئے ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ پاک، برکت والی ہے جیسے ہمارا رب چاہے آسمان بھر، زمین بھر اور ہر وُہ شئی بھر جو وُہ چاہے، اور تمام تعریفیں اس معبود کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

ان حالات میں شدتِ گرما سے گھبرا کر رمضان شریف کرنے اور گرمیاں گزارنے ۲۹ شعبان سے یہاں پہاڑ پر آیا، طالبِ دُعا ہوں، یہ کمزوری یہ قوتِ ضعف یہ علالتیں پھر میری تنہائی اور اس پر اعدائے دین کا چاروں طرف سے نرغہ، اُسی کی پھر اس کے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدد ہے کہ برابر دفعِ اعداءِ دین و دشمنانِ اسلام میں وقت صرف ہوتا ہے،

تقبل المولٰی بکرمہ ولہ الحمد علی نعمہ۔ مولا تعالٰی اپنے کرم سے قبول فرمائے اور اس کی نعموں پر اسی کے لئے حمد ہے (ت)

یہاں آکر بھی پانچ رسالے ردِّ خبثاء میں تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیرِ تصنیف ہے۔ یہ سوال کہ جناب نے فرمایا مدت ہُوئی اس کے جواب میں بھی ایک مستقل رسالہ القمع المبین لاٰمال المکذبین تصنیف کر چکا ہُوں جو میرے رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح کے آخر میں طبع ہونا شروع ہُوا تھا مگر افسوس کہ اب تک پُورا نہ چھپا، میں مطبع کو لکھتا ہُوں کہ وُہ جس قدر بھی چھپا ہے حاضرِ خدمت کرے۔ اجمالاً یہاں بھی دو حرف گزارش کروں کہ جناب جیسے فاضل کامل کے لئے بعونہ عزوجل کافی ووافی ہوں گے۔ ان عبارتوں کے جواب کو اربابِ دین وانصاف کے لئے بحمدہ تعالٰی ایک نکتہ بس ہے۔ عقیدہ وُہ ہوتا ہے جو متون' یا تراجم ابواب' فصول' یا فہرست وفذلکہ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا معتقد ہوتا ہے وہی خود ان علماء کا دین معتمد ہوتا ہے۔ ہنگامِ ذکرِ دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمناً لکھ جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود ان کا اعتقاد ہے، اور تو اور خود سب سے اعلٰی واجلٰی مسئلہ توحید میں ملاحظہ فرمائیے۔ اس کلام محدث میں اس کے دلائل پر کیا کیا نقض وارد کئے ہیں۔ دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے خود برہان قطعی یقینی ایمانی قرآنی:

لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا[1]۔ اگر زمین وآسمان میں اللہ تعالٰی کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور تباہ ہوجاتے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۲۲

پر کیا کچھ شور و شغب نہ ہُوا حتی کہ علامہ سعدالدین تفتازانی نے اسے محض اقناعی لکھ دیا جس پر نوبت کہاں تک پہنچی، کیا معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں یا اس میں کچھ شک ہے، نہیں یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث و مباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں جو گمراہوں کے لئے باعثِ ضلال و دستاویز اضلال ہو جاتی ہیں، اور اہلِ متانت و استقامت جانتے ہیں کہ:

ما ضربوہ لک الاجدلا ط بل ھم قوم خصمون[1] انھوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑنے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ (ت)

ولہذا ائمہ دین و کبرائے ناصحین ہمیشہ سے اس کلام محدث کی مذمت اور اُس میں اشتغال سے ممانعت فرماتے آئے یہاں تک کہ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

من طلب العلم بالکلام تزندق[2] جس نے علم کلام حاصل کیا وُہ زندیق ہوگیا (ت)

فقہائے کرام نے فرمایا جو وصیت علماء کے لئے کی جائے متکلمین اُس سے کچھ حصّہ نہ پائیں گے، میں نے القمع المبین میں متعدد نظائر اس کے ذکر کئے ہیں کہ ایمان وعقیدہ کچھ ہے اور بحث و مباحثہ میں کچھ کا کچھ، حتی کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں، مولوی نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسا ناپاک خیال نقل کیا اور خود اُسے مسلّم و مقرر رکھا کہ باری عزوجل کا علم متناہی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون[3] (ہم اللہ کے مال ہیں ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) یہ صریح مناقض ایمان ہے۔ علامہ سید شریف قدس سرہ کے استاد سید مبارک شاہ نے شرح حکمۃ العین میں لکھ دیا کہ واجب صرف اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا اپنے تعین و تشخص میں دوسرے کا محتاج ہو تو کیا حرج ہے، کیا یہ دین ہے، کیا یہ اسلام ہے، کلّا واللہ، اور اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اس کے تعین و وجود تو ایک ہی ہیں کہ اُس کے ذات کریم کے عین ہیں معاذ اللہ تعین میں محتاج ہُوا تو نفس وجود میں محتاج غیر ہوا پھر واجب الوجود کیسے رہا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ حضرات خود بھی تصریح کر گئے ہیں کہ عقائد معلوم و متعین ہو چکے ابحاث و مشاجرات وغیرہا میں جو کچھ ہم لکھیں اس پر اعتماد نہ کرو۔ عقیدہ سے مطابقت و مخالفت دیکھ لو پھر بھی اگر الذین فی قلوبھم زیغ[4] (وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے ہا بگڑیں) فیتبعون

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۵۸

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر عن ابی یوسف مصطفی البابی مصر ص ۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۶

[4] " " ۳/ ۷

ماتشابه منه ابتغاء الفتنة[1] (وہ تو اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے کو۔ت) پر اڑیں تو یہ اُن کی بدنصیبی و بے ایمانی۔ شرح مقاصد میں فرمایا:

کثیرا ما تورد الاٰراء الباطلۃ للفلاسفۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادۃ بیان[2]۔

بسا اوقات فلاسفہ کی آراء باطلہ ذکر کردی جاتی ہیں اور ان کے بطلان کے بیان سے تعرض نہیں کیا جاتا سوائے اس کے جس کے بیان کی زیادتی اور تفصیل کی محتاجی ہو۔(ت)

اسی طرح حسن چلپی علی شرح المواقف میں ہے ___ خود مواقف میں فرمایا:

انما لانتعرض لامثالہ للاعتماد علی معرفتک بہا فی موضعہا[3]۔

ہم اس جیسی مباحث کا تعرض نہیں کرتے اس اعتماد پر کہ تو ان کو ان کی جگہوں پر پہچان چکا ہے۔(ت)

شرح مواقف میں فرمایا:

علیک برعایۃ قواعد اھل الحق فی جمیع المباحث وان لم یصرح بہا[4]۔

تجھ پر تمام مباحث میں اہل حق کے قواعد کی رعایت لازم ہے اگرچہ ان کی تصریح نہ کی گئی ہو (ت)

فتح القدیر و نہر الفائق و درمختار کتاب النکاح میں ہے:

الحق عدم تکفیر اھل القبلۃ وان وقع الزاما لھم فی المباحث[5]۔

حق اہل قبلہ کی عدم تکفیر ہے اگرچہ مباحث میں الزامی طور پر تکفیر واقع ہوئی ہے (ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں میرا مذہب نہ سمجھا جائے میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے جدھر لیجاتے ہیں جانا پڑتا ہے، بالجملہ مباحث کلام و مناظرہ کا کچھ اعتبار نہیں، محل بیان عقائد میں جو لکھا ہے وہ عقیدہ ہے یا جس پر صراحۃً اجماع ملت بتایا جائے، یا اُسے تصریحاً عقیدہ اہلسنت کہا جائے، یا اُس کے خلاف کو مذہب گمراہان بتایا جائے ایسے مواقع پر ملاحظہ فرمائے کتب مذکورہ میں کیا لکھا ہے، شرح مقاصد میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

[2] شرح المقاصد المقصد ثالث النوع الثالث المسموعات دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۴۲

[3] المواقف مع شرح المواقف القسم الاول فی الالوان المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی ۵/ ۲۴۳

[4] شرح المواقف " " " " " "

[5] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

طریقة اهل السنة ان العالم حادث و الصانع قدیم متصف بصفات قدیمة لیست عینه ولا غیرہ، و واحد لا شبة له ولا ضد، ولا ند ولا نهایة له ولا صورة ولا حد ولا یحل فی شئ ولا یقوم به حادث و لا یصح علیه الحرکة والانتقال ولا الجهل ولا الکذب ولا النقص و انه یری فی الاٰخرة[1]

اہلِ سنّت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانعِ عالم قدیم ایسی صفاتِ قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے، نہ مقابل، نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بیشک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الکذب محال اما اولا فباجماع العلماء و اما ثانیاً فبما تواتر من اخبار الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام و اما ثالثاً فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی الله تعالٰی محال[2] الخ۔

اللہ تعالٰی کے لئے جھوٹ محال ہے، اوّلاً اس لئے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے، اور ثانیاً اس لئے کہ اس میں پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متواتر خبریں منقول ہیں، اور ثالثاً اس لئے کہ جھوٹ نقص ہے جس پر تمام عقلمندوں کا اتفاق ہے اور نقص کا اللہ تعالٰی میں ہونا محال الخ (ت)

مواقف و شرح مواقف میں ہے:

(تفریع علی) ثبوت (الکلام) لله تعالٰی و هو انه (یمتنع علیه الکذب اتفاقا، اما عندنا فثلثة اوجه الاول انه نقص و النقص علی الله تعالٰی محال) اجماعاً[3]۔

یہ اللہ تعالٰی کے لئے ثبوتِ کلام پر متفرع ہے اور وہ یہ کہ بیشک بالاتفاق اللہ تعالٰی کے لئے جھوٹ ممتنع ہے، ہمارے نزدیک اس کی تین وجوہ ہیں، پہلی وجہ یہ کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال ہے۔ (ت)

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثامن حکم المؤمن الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۷۰

[2] " المبحث السادس فی انہ متکلم " " " ۲/۱۰۴

[3] شرح المواقف المرصد الرابع المقصد السابع منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۱۰۰-۱۰۱

انھیں میں آخر کتاب فذلکۂ عقائد اہلسنت میں ہے:

الفرق الناجیۃ اھل السنۃ والجماعۃ فقد اجمعوا علٰی حدوث العالم ووجود الباری تعالٰی وانہ لاخالق سواہ وانہ قدیم لیس فی حیز ولاجھۃ ولایصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولاشیئ من صفات النقص[1] (ملخصًا)

ناجی فرقے یعنی اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ عالم حادث ہے اور باری تعالٰی موجود ہے اور یہ کہ اس کے بغیر کوئی خالق نہیں اور یہ کہ وہ قدیم ہے، نہ وہ کسی جہت میں ہے نہ حیز میں، اس پر حرکت وانتقال اور جہل وکذب صحیح نہیں اور نہ ہی کوئی صفت نقص اس کے لئے صحیح ہے۔ (ت)

انھیں میں بیان فرقہ ضالہ میں ہے:

(المزداریۃ ھو ابوموسٰی عیسٰی بن صبیح المزدار تلمیذ بشر) اخذ العلم عنہ وتزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ (قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم) ولوفعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا[2]۔

(مزداریہ، وہ ابوموسٰی عیسٰی بن صبیح مزدار شاگرد ہے بشر کا) اس سے علم حاصل کیا اور زہد اختیار کیا حتی کہ اس کا نام راہب معتزلہ پڑگیا (اس نے کہا کہ اللہ تعالٰی جھوٹ اور ظلم پر قادر ہے) اگر وہ ایسا کرلے تو وہ جھوٹا ظالم معبود ہوگا حالانکہ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو کچھ اس نے کہا۔ (ت)

مسایرۂ امام ابن الہمام میں ہے:

یستحیل علیہ تعالٰی سمات النقص والجھل والکذب[3]۔

اللہ تعالٰی پر نقص، جہل اور جھوٹ کی علامات محال ہیں۔ (ت)

اس کی شرح مسایرہ میں ہے:

لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ماکان وصف نقص فالباری تعالٰی عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف

اشاعرہ اور ان کے غیر میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں جو بھی وصف نقص ہے باری تعالٰی اس سے پاک ہے اور ایسا وصف اس پر محال ہے اور جھوٹ

---

[1] شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/۴۰۰

[2] " " " " " " " " ۸/۳۸۱

[3] المسایرۃ مع المسامرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدۃ اہلسنۃ اجمالاً المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۲۹۲

نقص [1] ... وصفِ نقص ہے۔ (ت)

یُونہی مسایرہ میں تلخیص عقائدِ اہلسنت میں اس کی تصریح فرمائی۔ مسایرہ کی یہ عبارت میرے پاس منقول نکل آئی، کتاب وطن میں ہے۔ یُونہی شرح طوالع یہاں پاس نہیں ورنہ اور عبارتیں بھی حاضر کرتا اور انصافاً کسی مسلم صحیح الاعتقاد کو یہاں عبارات کی کیا حاجت، اگر بالفرض غلط علماء تصریح نہ بھی فرماتے تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے جس میں معاذ اللہ نقص کی گنجائش، وہ سبّوح و قدوس کیونکر ہُوا اور اس کی تسبیح کیسی، تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا (جو کچھ ظالم کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ ت) اور دیوبندیوں سے تو اب امکانِ کذب کی بحث ہی فضول ہے' ان کے پیشوا گنگوہی نے صراحۃً وقوعِ کذب مان لیا اور تصریح کردی کہ جو ''اللہ تعالٰی کو معاذ اللہ کاذب بالفعل کہے اُسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی، کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہیے، اُس کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے''، اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد صفحہ ۲۳ کے پہلے تین شعر، پھر ص ۲۵ پر اُن کا حاشیہ نمبری ۱۴۷ تا ۱۵۰، پھر اُس کی تکمیلات میں ص ۹۱ سے ص ۹۴ تک تکمیل ۵۹ ملاحظہ فرمایئے۔ جہد المقل کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا بلکہ اسے بالامکان ظالم، چور، شرابی بھی جانتا تھا۔ یُوں کروڑوں خُدا موجود بالفعل مانتا تھا اس کے بیان کے لئے قصیدہ الاستمداد صفحہ ۲۲ پر عہ چور شرابی ظالم جاہل، یہاں سے چار شعر تک، اور اسی صفحہ پر اس کا حاشیہ نمبری ۱۵۴ تا عہ ۱۵۶ و عہ ۱۵۸ و عہ ۱۵۹ و عہ ۱۶۰۔ اور تکمیلات آخر صفحہ ۸۱ سے ص ۸۲ تک تکمیل ۵۰ و ۵۱، اور اس کے متعلق رسالہ اڈیٹر شکن کے ص ۸۲ سے ص ۹۰ تک نوٹ میں ملاحظہ ہو، میں مطبع کو لکھ دُوں گا کہ یہ اور سبحٰن السبوح ہدیۃً خدمت میں بنظرِ احتیاط بیرنگ حاضر کرے، والسلام مع الاکرام۔

تحریر فہرست عقائد دیوبندیان مرتبہ مولوی رکن الدین صاحب الوری پیش کردہ مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور غرہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی لاسیما علی حبیبہ المصطفٰی ط

فہرست نظر سے گزری جزی اللہ من حررہ وصف بہ د قدرہ حضرات کفرسمات گنگوہ و نانوتہ و انبٹھہ و تھانہ بھون

عہ اصل میں

---

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ اتفقوا علی ان ذٰلک غیر واقع المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۲۰۶

و سائر وہابیہ (اخذہم اللہ تعالٰی اخذۃ الرابیہ) کے کفر و ضلال حد شمار سے خارج ہیں جسے انموذج وافر و وافی پر اطلاع منظور ہو فقیر کا قصیدہ الاستمداد علی اجیال الارتداد اور اس کی شرح کشف ضلال دیوبند مطالعہ فرمائے جس میں بحوالہ کتب وصفحات ان کے دو سو تینتیس ۲۳۳ اقوال کفر و ضلال ہیں یہ پندرہ سولہ کہ یہاں شمار ہوئے بلکہ ان میں سے صرف دو ایک "علم شیطان کا علم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زائد ہونا[1] کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے، دوسرا حضور کا سا علم غیب ہر پاگل ہر چوپایہ ہر جانور کو حاصل ہونا[2] کہ حفظ الایمان تھانوی میں ہے" ہر مسلمان کے سمجھنے کو یہی بس ہیں۔ یہ دونوں کفر قطعی و ارتداد یقینی ہیں، ان پر علمائے حرمین شریفین نے بحوالہ شفا شریف و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا حکم فرمایا کہ:

من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر[3] ان قائلوں کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر۔

(۱) ابن عبدالوہاب نجدی کے کفر عام آشکار ہیں اکابر عرب و عجم نے دفتر کے دفتر اس کی تکفیر و تضلیل میں تصنیف فرمائے۔ وہ روضہ انور کو صنم اکبر کہتا اور چھ سو برس کے تمام ائمہ و اکابر کو کافر اکفر۔ اور کچھ نہ ہوتا تو یہی اس کے کفر کو کیا کم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ و سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خالی اسماء طیبہ بلا تعظیم لکھ کر کہا کہ یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

الا لعنة اللہ علی الظلمین (خبردار ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ت) گنگوہی صاحب اسے اچھا اور اس کے عقائد کو عمدہ کیوں نہ بتائیں کہ وہ ان کے دشمن محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دینے والا تھا۔ طرفہ یہ کہ گنگوہی صاحب کو اس پر ایمان بالغیب ہے، ان کے فتاوٰی حصہ اول ص ۶۴ میں ہے:

"محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا حال مجھ کو معلوم نہیں[4]۔"

پھر بھی ص ۸ پر لکھتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں[5]۔"

یعنی اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دیتا، بس اتنا ہی اس کے اچھے

[1] براہین قاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱
[2] حفظ الایمان مع بسط البنان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور ص ۸
[3] حسام الحرمین مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۳
[4] فتاوٰی رشیدیہ کتاب الایمان والکفر قرآن محل کراچی ص ۴۴
[5] ؍؍ ؍؍ مسائل مشورہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۲۳۵

اور اُس کے عقائد عمدہ ہونے کے لئے کافی ہے، زیادہ تحقیقات کی کیا حاجت ہے دیگ سے ایک ہی چاول دیکھ لینا بس ہے۔

(۲) قول دوم میں وہابیہ غیر مقلدین کے ساتھ عقائد میں اپنا اتحاد اور اعمال میں خلاف بتایا پہلا جملہ ضرور صحیح ہے بیشک وہابیہ مقلدین وغیر مقلدین یقیناً تمام عقائد کفر وضلال میں متحد ہیں اور اگر کچھ اختلاف ہوتا تو نہ ہوتا کہ الکفر ملۃ واحدۃ، عجب کہ گنگوہی صاحب جو اپنے رب کو کاذب مانتے ہیں، خود یہاں سچ بول گئے مگر الکذاب قد یصدق (بہت بڑا جھوٹا کبھی کبھار سچ بول دیتا ہے۔ ت) دوسرا جملہ کہ اعمال میں اختلاف ہے جھوٹ ہے صوری اختلاف ہو معنوی کچھ نہیں کہ براہین قاطعہ ص ۱۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ:

"مختلف فیہ مسئلہ تو یُوں بھی بلاضرورت جائز ہوجاتا ہے[1]"۔

اور فتاوٰی حصہ اول ص ۵ میں ہے:

"حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالٰی اچھا ہے[2]"۔

ص ۶ پر رفع یدین و آمین بالجہر کرنے والے کو کہا: "تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بحدیث ہے[3]"۔ بلکہ کہا: "اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے[4]"۔ صفحہ ۵ پر تھا: "سب حدیث پر ہی عامل ہیں مقلد ہو یا غیر مقلد[5]"۔

(۳) ترکِ تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے بویا جیسا کہ اس کی تقویۃ الایمان اور تنویر العینین سے ظاہر ہے۔ گنگوہی صاحب کا اس پر ایمان قرآن عظیم پر ایمان سے بہت زائد ہے۔ فتاوٰی حصہ اول ص ۱۲۲ میں کہتے ہیں:

"اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے[6]"۔

---

[1] البراہین القاطعۃ تحقیق مسئلہ اجرۃ تعلیم القرآن الخ مطبع لے بلاسا واقع ڈھورہ ص ۱۳۷
[2] فتاوٰی رشیدیہ کتاب التقلید والجہاد قرآن محل کراچی ص ۱۷۹
[3] " " " " " " " ۱۸۰
[4] " " " " " " " ۱۸۰
[5] " " " " " " " ۱۷۹
[6] " " کتاب الایمان والکفر " " " ۴۱

ہر شخص جانتا ہے کہ عین کی نفی ضد کا ثبوت ہے، جب تقویۃ الایمان کا پڑھنا عین اسلام ہے تو نہ پڑھنا قطعاً کفر ہے، حالانکہ کروڑوں مسلمان ہیں جو قرآن عظیم پڑھے ہوئے نہیں وہ کافر ہوئے جب تقویۃ الایمان کا رکھنا عین اسلام ہے تو نہ رکھنا کفر ہے، حالانکہ کروڑوں مسلمانوں کے پاس قرآن نہیں ہوتا وہ کافر ہوئے لیکن تقویۃ الایمان وہابیہ ضرور پاخانہ میں لیجاتے ہوں گے کہ جس وقت نہ رکھی عین اسلام سے چھُٹے اور کافر ہُوئے غالباً گنگوہی صاحب کی قبر میں بھی رکھ دی گئی ہوگی کہ مرکر تو کافر نہ ہوں، مگر مصیبت یہ ہے کہ اُنھیں مٹی میں ملے پندرہ سال سے زائد ہُوئے کتاب بھی گل گئی ہوگی، جب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دشمن ان کے نزدیک مرکر مٹی میں مل گئے تو وہ ناپاک کتاب کیا رہی ہوگی، بہرحال گنگوہی صاحب اب تو اپنے حکم سے بھی کافر ہوئے ہونگے خیر، کہنا یہ ہے کہ جب ایک ایسی کتاب نے غیر مقلدی بوئی تو گنگوہی صاحب اس کی اجازت کیوں نہ دیں، ثابت ہُوا کہ ان کے نزدیک مقلدین ائمہ معاذ اللہ کفار تھے اور ہیں کہ تقلید کرکے تقویۃ الایمان کا خلاف کیا اور اس پر عمل عین اسلام تھا تو ضرور کافر ہوئے، اور اگر کہئے کہ یُوں تو گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دیوبندی صاحبان سب کفار ٹھہرینگے کہ ظاہراً ان سب کا عمل تقلید پر ہے تو گنگوہی صاحب تقیہ کا حکم دے کر اس کا علاج کر گئے ہیں وہ کہہ دیں گے کہ ہمارا اور ان کا تقلید پر عمل تقیۃً ہے تو صورۃً کافر ہوئے دل میں تو کفر نہیں کہ غیر مقلدی بھری ہے۔

(۴) امکانِ کذب کا اب ذکر فضول ہے گنگوہی اور ان کے اتباع صراحۃً وقوعِ کذب لکھ چکے اس کی تفصیل کشفِ ضلالِ دیوبند میں ص ۹۱ سے ص ۹۴ تک دیکھئے۔

(۵) وصف کریم رحمۃ للعالمین مسلمانوں کے نزدیک تو حضور خاصۃً حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے، مگر گنگوہی صاحب اسے کیونکر مانتے کہ اس سے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا مثل محال ہوجاتا کہ آیۂ کریمہ وما ارسلنٰك الا رحمۃ للعٰلمین [1] (اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کیلئے۔ ت) تمام ماسوا اللہ کو حضور کی رسالت عام کررہی ہے سب ماسوا اللہ حضور کے اُمتی ہیں اور امتی کا مثل نبی ہونا بداہۃً محال، لہٰذا عالمین کے عمومِ قطعی کو رَد کرکے اُس وصفِ کریم کو گلی گلی کے ملوں میں متبذل کردیا۔

(۶) اس کی نسبت اُوپر گزرا کہ کفرِ قطعی ہے مگر گنگوہی صاحب سے اس کی شکایت نہ چاہیے ہر شخص اپنے بڑے کی بڑائی چاہتا ہے۔

(۷) مجلس میلاد مبارک کی نسبت جو مبشرات علمائے کرام و صلحائے عظام نے دیکھے کہ حضور اقدس

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اس عمل مبارک سے شاد ہیں اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم، من فرح بنا فرحنا بہ[1] جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ یُونہی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اپنی نیاز سالانہ پر شاد و فرحاں دیکھا اُن خوابوں کے جواب میں ان کے متکلمین کہتے ہیں کہ خواب کا کیا اعتبار، یہاں تک کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما کی خواب مروی صحیح بخاری شریف کہ شادیِ ولادتِ اقدس پر ابُولہب ملعون پر روزِ دوشنبہ قدرے تخفیف ہوتی ہے، اسے بھی مہمل بتاتے اور یہ شعر گاتے ہیں ؎

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم[2]

(جب میں آفتاب کا غلام ہُوں تو میں یہ کہتا ہُوں کہ سب کچھ آفتاب سے ہے، میں شبنم و شب پرست نہیں کہ خواب کی بات کروں۔ت)

سبحان اللہ! غلام محمد و غلام نبی شرک' اور غلامِ آفتاب ہونے کا خود اقرار، اس کا ترجمہ عربی میں عبدشمس اور ہندی میں سُورج داس ہی ہُوا یا کچھ اور، وہاں تو خوابوں کی یہ کیفیت اور اپنے سے استاذی نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا فخر ثابت کرنے کے لئے ایک جعلی خواب سے تمسک، مگر ہونا ضرور تھا لترکبن طبقا عن طبق[3] (ضرور تم منزل بمنزل چڑھو گے۔ت)) ان کے اگلوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کیا کہا تھا قالوا معلم مجنون[4] پڑھایا ہوا دیوانہ، انھوں نے پڑھانے کی تصدیق اس خواب سے کی اور دیوانہ کی تکمیل تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کہ "اُن کا سا علمِ غیب ہر مجنون کو ہے[5]۔" وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[6] (عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

(۸) وُہ مجلس مبارک جنم کنھیا سے تشبیہ کیوں نہ دیں جو قرآن عظیم کو ویدا شلوک سے تشبیہ دے چکے ہیں دیکھو براہینِ قاطعہ ص ۷۹۔

(۹ و ۱۰) نفسِ میلاد و عرس سے انکار کا کیا گلہ جب کہ انھیں نفسِ انبیاء و اولیاء، اور خود حضور سید الانبیاء

---

[1]

[2]

[3] القرآن الکریم ۸۴/ ۱۹

[4] " ۴۴/ ۱۴

[5] حفظ الایمان مع بسط البنان کتب خانہ اعزازیہ دیو بند ضلع سہارن پور ص ۸

[6] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

علیہم الصلوٰۃ والسلام سے صاف انکار ہے اور اُن کا ماننا نرا خبط ٹھہراتے ہیں ۔ ان کے قرآن بلکہ اُن کے نزدیک قرآن سے اعظم تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۳۰۰ھ ص ۲۱ میں ہے : "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[1]۔"

ص ۸ : "اوروں کا ماننا محض خبط ہے[2]۔"

ص ۱۹ : "اللہ صاحب نے فرمایا میرے سوا نہ مانیو[3]۔"

ص ۱۷ : "جتنے پیغمبر آئے سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانئے اور اُس کے سوا کسی کو نہ مانئے[4]۔"

(۱۱) ایصالِ ثواب کے طریقوں کو بدعت سیئہ و حرام کیوں نہ کہیں ؎

جگ بیتی سے کیا مطلب ہے اپنی بیتی سُناتے یہ ہیں

اُن کی میّت کو ثواب پہنچنا محال کہ مالہ فی الاٰخرۃ من خلاق[5] (آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۔ ت)، اُن کے قاری کو ثواب ملنا محال کہ قدمنا الٰی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباءً منثورا[6] ○ (جو کچھ اُنھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہُوئے ذرّے کردیا یعنی برباد کردیا ۔ ت)

(۱۲) سالگرہ دو طرح ہوتی ہے ایک میں کچھ قرآن مجید و درود شریف پڑھ کر حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و سیّدنا غوث اعظم وغیرہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نیاز اور احباب و فقراء کو کچھ تقسیم، گنگوہی صاحب اسے ہرگز جائز نہیں کہہ سکتے کہ اس میں تو دن کی تعیین بھی ہے اور ہر سال کا التزام بھی، اور اُن کے دشمنوں کی نیاز بھی، اسے جائز کہہ کر وہابیت میں کس دین کے رہتے ۔ دوسری وہ جو کفار و فجار کرتے ہیں کہ جس میں لہو لعب ناچ رنگ وغیرہا شیطنتیں ہوتی ہیں، گنگوہی صاحب اسے جائز فرماتے ہیں

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۲

[2] " مقدمۂ کتاب " " " ص ۵

[3] " الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک " " " ص ۱۲

[4] " " " " " " " " " ص ۱۰

[5] القرآن الکریم ۲/۲۰۰

[6] " ۲۵/۲۳

تو ان پر اعتراض بیجا ہے، رہا یہ کہ اس میں بھی تعیین والتزام ہے، ہُوا کرے، تعیین تو التزام ہی کے لئے ہوتی ہے اور اُن کے یہاں حسنات ہی کا التزام حرام ہے نہ کہ سیئات، بلکہ بسا اوقات سیئات کا التزام ان کے یہاں فرض قطعی بلکہ مدارِ ایمان ہے، جیسا ان کے قرآن تقویۃ الایمان سے عیاں ہے۔ ص ۱۲ میں ہے:

"اُس کے گھر دُور دُور سے قصد کر کے سفر کرنا اور راستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا یہ کام عبادت کے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اس پر شرک ثابت ہے[1]۔" (ملخصاً)

تو ثابت ہُوا کہ مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا فرض بلکہ مدارِ ایمان ہیں اگر نہ کرے گا مشرک ہو جائیگا، اور نہ ایک مدینہ طیبہ بلکہ سفرِ حج کے سوا گنگوہ یا دیوبند یا تھانہ بھون جہاں کہیں جاتے ہُوئے بھی نامعقول باتیں اور جنگ وجدال بلکہ فسق وفجور بھی نہ کرے گا مشرک ہو جائے گا کہ آیت نے سب کو ایک نسق میں بیان فرمایا ہے کہ:

فلا رفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج[2]۔ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت (ت)

(۱۳) دادا پیر سے بغض کی کیا شکایت جب خود رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے شدید بغض رکھتے ہیں جن کی تفصیل کتب کثیرہ میں ہو چکی اور پھر آپس میں اپنا اصطلاحی فیض بانٹ رہے ہیں، الحق یہ فیض شیطانی ہے اور محبوبوں کے بغض ہی سے ملتا ہے، تو نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے انقطاع سلسلہ جو بغض مشائخ سلسلہ سے حاصل ہوگا، مضر نہیں بلکہ ضرور ہے۔

(۱۴) اُوپر گزرا کہ یہ ملعون اخبث قول کفر قطعی وارتداد یقینی ہے لعن اللہ قائلہ وقابلہ (اللہ تعالٰی لعنت کرے اس کے قائل اور اس کو قبول کرنے والے پر۔ت) ان مرتدین سے کیا شکایت عجب اُن سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سُنتے اور پھر اُن کی تاویل کرتے یا قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے ہیں لا واللہ وُہ خود اپنا ایمان اُس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم

تو نہ پائے گا اُن لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے

---

[1] تقویۃ الایمان مقدمۂ کتاب مطبع علیمی لوہاری دروازہ، لاہور ص ۷ و ۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۷

او عشیرتھم[1] — یا بھائی یا عزیز ہوں ۔

(۱۵) تقیہ کی اجازت بلکہ حکم دینے کی کیا شکایت کہ آخر اُن بڑوں کی وراثت ہے جو بارگاہِ اقدس میں حاضر آکر شدید غلیظ قسمیں کھا کر کہا کرتے : نشھد انك لرسول اللّٰہ[2] ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں ۔ ربّ العزت نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے بیشک تم اُس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ خبیث جھوٹے ہیں ، زبانی ادعا یہ تھا اور دل کی خباثت وہ کہ لئن رجعنا الی المدینۃ[3] الآیۃ (کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے الآیۃ ۔ ت) ، یہی حال ان صاحبوں کا ہے مسلمانوں کے دکھاوے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعریفیں کرینگے بات بات پر " بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر " کہیں گے اور دلی خباثتیں وہ کہ چُوڑھا چمار ہر ذرّہ ناچیز سے کمتر ، اُن کی سرداری ایسی جیسے گاؤں کا چودھری ، عاجز ناکارے مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ ۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی الظّٰلمین[4] ۔ ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا[5] ۔

خبردار ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ۔ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کو ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالٰی کی لعنت اور اللہ تعالٰی نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ (ت)

(۱۶) سبحان اللہ وہ جو اللہ و رسول کو شدید گالیاں دے چکے اُن سے کوا کھانے بلکہ اسے ثواب بتانے کی کیا شکایت ۔ سنن ابن ماجہ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرمایا :

من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فاسقا واللّٰہ ماھو من الطیبات[6] ۔

کوا کون کھائے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو اس کا نام فاسق رکھا ہے خدا کی قسم وہ پاک چیزوں سے نہیں ۔

یہی مجانست وجہِ موانست ہُوئی ، شاعر کا قول ؎

پرد ہم جنس با ہم جنس در زاغ کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

(ہر جنس اپنی جنس کے ساتھ پرواز کرتی ہے ۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ ، کوا کوے کے ساتھ ۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۸ /۲۲ [2] القرآن الکریم ۶۳ /۱ [3] القرآن الکریم ۶۳ /۸
[4] " ۱۱ /۱۸ [5] " ۳۳ /۵۷
[6] سنن ابن ماجہ ابواب الصید باب الغراب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۱

اگر نہ مانے تو کیا اللہ عزوجل کا ارشاد بھی نہ مانیں گے کہ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت[1] (گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے ہیں۔ ت) تمام کتب مذہب متون و شروح و فتاوٰی مملو ہیں کہ غراب ابقع یعنی دو رنگا کوا حرام ہے۔ گنگوہی صاحب اگر آب آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو مادر زاد اندھے تو نہ تھے کہ دیسی کوّے میں دو رنگ نظر نہ آئے بڑی دلیل یہ لاتے ہیں کہ وُہ صرف نجاست نہیں بلکہ دانہ بھی کھاتا ہے تو مرغی کی طرح ہُوا۔ یُوں تو پہاڑی کوا بھی حلال کرلیں وہ بھی بکثرت دانہ کھاتا ہے کھیتوں پر کثرت سے گرتا ہے اور کُتّا تو روٹی اور گوشت سب کھاتا ہے یہ مرغی کے دانہ کھانے پر گئے اور نہ دیکھا کہ وُہ فاسق نہیں جیفہ خوار نہیں اور کوا فاسق وجیفہ خوار ہے، بہرحال ان باتوں میں ان سے بحث بیکار ہے کہ ان کو نفس اسلام ہی سے انکار ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ وسیعلم الذین اجرموا ای منقلب ینقلبون۔ نسأل اللہ العافیۃ، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین و بارک وسلم و مجد و کرم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور عنقریب جان لیں گے کہ ظالم کرکس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ اور عنقریب جان لیں گے مجرم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ اور ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں سوائے اللہ تعالٰی کی مدد کے۔ اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰے، آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر درود، برکت اور سلام نازل فرمائے اور انھیں بزرگی وکرم سے نوازے۔ (ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۲۶

رسالہ

باب العقائد والکلام ۱۳۳۵ھ

(عقائد وکلام کا باب)

مسئلہ ۲۶: کفار اللہ تعالٰی کو جانتے ہیں یا نہیں؟

رسالہ باب العقائد والکلام جس کا رسالہ حسن التعمم میں وعدہ[ع] تھا، یہ بیان اگرچہ مسائل تیمم و طہارت ظاہری سے جدا ہے مگر باذنہ تعالٰی طہارت باطن کا اعلٰی ذریعہ ہے، جس طرح قرآن عظیم نے مسائل طلاق کے وسط میں تاکید نماز کا ذکر فرمایا کہ:

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطٰی و قوموا للہ قانتین۔[1] نگاہداشت کرو نمازوں اور خصوصًا نماز اوسط کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو۔

اُسی سنت کریمہ کے اتباع سے یہ مسائل تیمم کے وسط میں عقائد اسلام کی یاددہانی ہے، مولٰی تعالٰی قبول فرمائے

ع: مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے یہ نوٹ اس صورت میں ہے جبکہ یہ رسالہ جلد اول قدیم، کتاب الطہارت، باب التیمم (از صفحہ ۳۵۷ تا صفحہ ۴۹۷) پر تھا، اب اسے باقی رکھتے ہوئے وہاں سے خارج کرکے مضمون کی مناسبت سے یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۳۸

اور مسلمانوں کے لئے ذریعۂ ثبات ایمان بنائے، اور اُس کے کرم پر دشوار نہیں کہ بعض مخالفین کو بھی اس سے راہِ ہدایت دکھائے وباللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ھدانا للایمان ۞ واٰتانا القراٰن والفرقان ۞ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان ۞ علی من اعطانا العلم بربنا فصح لنا الایمان ۞ وعلٰی اٰلہ وصحبہ و تابعیھم باحسان ۞

جانا جس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ اللہ عزوجل کو جاننا بحمدہ تعالٰی مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے، کوئی کافر کسی قسم کا ہو ہرگز اسے نہیں جانتا، کفر کہتے ہی جہل باللہ کو ہیں، یہاں ناواقفوں کو ایک شبہہ گزرتا ہے جس کا جواب کاشف صواب و رافع حجاب والتوفیق من اللہ الوھاب۔

تقریر شبہہ: کافروں کے صدہا فرقے اللہ تعالٰی کو جانتے بلکہ مانتے بھی ہیں،

فلاسفہ تو اُس کی توحید پر دلائل قائم کرتے ہیں، یہود و نصارٰی توراۃ و انجیل، اور مجوس اپنے زعم میں ژندواستا کو اُسی کا کلام جان کر اعتقاد رکھتے ہیں، آریہ اگرچہ وید کو اُس کا کلام نہیں جانتے مگر بزعم خود اُسی کا الہام مانتے اور اُسی کو مالک و خالق کل اعتقاد کرتے اور توحید کا محض جھوٹا دم بھرتے ہیں، ہنود وغیرہم بُت پرست تک کہتے ہیں کہ سارے جہان کا مالک سب خداؤں کا خدا ایک ہی ہے، عرب کے مشرک کہا کرتے ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی[1]۔ یعنی وہ تو ان بُتوں کو صرف اس لئے پُوجتے ہیں کہ بُت انھیں اللہ سے قریب کردیں۔

اور لبیک میں کہا کرتے:

لبیك لاشریك لك الا شریکا ھو لك تملکہ وما ملك[2] — ہم تیری خدمت کو حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک کہ تیرا ہی مملوک ہے تو اُس کا بھی مالک اور اس کی مِلک کا بھی مالک۔

جب وہ لاشریك لك تک پہنچتے کہ تیرا کوئی شریک نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے، ویلکم قد قد[3] تمھیں خرابی ہو بس بس، یعنی آگے نہ بڑھو استثناء نہ گھڑو، رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/۳

[2] صحیح مسلم باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۶

[3] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت والارض   اور اگر تم اُن سے پُوچھو کہ آسمان وزمین کس نے بنائے
لیقولن اللہ[1]   ضرور کہیں گے اللہ نے ۔

اور کلمہ گو فرقوں میں جو مرتد ہیں وُہ تو نبی و قرآن سبھی کو جانتے قال اللہ و قال الرسول سے سند لاتے نمازیں پڑھتے روزے رکھتے ہیں جیسے قادیانی ، نیچری ، چکڑالوی ، وہابی ، رافضی ، دیوبندی ، غیر مقلد خذلھم اللہ تعالٰی اجمعین ، پھر کیونکر کہا جائے کہ یہ اللہ عزوجل کو جانتے ہی نہیں ، ہاں نرے دہریوں کی نسبت یہ کہنا ٹھیک ہے جو اللہ تعالٰی کو مانتے ہی نہیں ۔

تقریرِ جواب بعون الوھاب **اقول** وباللہ التوفیق ایجاب وسلب متناقض ہیں جمع نہیں ہو سکتے وجودِ شے اُس کے لوازم کے وجود کا مقتضی اور ان کے نقائض ومنافیات کا نافی ہے کہ لازم کا منافی موجود ہو تو لازم نہ ہو اور لازم نہ ہو تو شے نہ ہو ، تو ظاہر ہوا کہ سلب شے کے تین طریقے ہیں :

اوّل خود اس کی نفی مثلاً کوئی کہے انسان ہے ہی نہیں ۔

دوم اُس کے لوازم سے کسی شے کی نفی مثلاً کہے انسان تو ہے لیکن وُہ ایک ایسی شیَ کا نام ہے جو حیوان یا ناطق نہیں ۔

سوم اُن کے منافیات سے کسی شے کا اثبات مثلاً کہے انسان حیوان ناہق یا صاہل سے عبارت ہے ، ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگرچہ زبان سے انسان کو موجود کہا مگر حقیقۃً انسان کو نہ جانا وہ اپنے زعم باطل میں کسی ایسی چیز کو انسان سمجھے ہُوئے ہیں جو ہرگز انسان نہیں ، تو انسان کی نفی اور اُس سے جہل میں یہ دونوں اور وُہ پہلا جس نے سرے سے انسان کا انکار کیا سب برابر ہیں فقط لفظ میں فرق ہے ۔

مولٰی عزوجل کو جمیع صفات کمال لازم ذات اور جمیع عیوب ونقائص اُس پر محال بالذات کہ اس کے کمال ذاتی کے منافی ہیں کفار میں ہرگز کوئی نہ ملے گا جو اُس کی کسی صفتِ کمالیہ کا منکر یا معاذ اللہ اس کے عیوب ونقص کا مثبت نہ ہو تو دہریے اگر قسم اوّل کے منکر ہیں کہ نفسِ وجود سے انکار رکھتے ہیں ، باقی سب کفار دو قسم اخیر کے منکر ہیں کہ کسی کمالِ لازم ذات کے نافی یا کسی عیب منافی ذات کے مثبت ہیں ، بہرحال اللہ عزوجل کو نہ جاننے میں وُہ اور دہریے برابر ہوئے وہی لفظ وطرزِ ادا کا فرق ہے کہ دہریوں نے نرے سے انکار کیا اور ان قہریوں نے اپنے اوہام تراشیدہ کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا ، مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فرماتا ہے :

---

[1] القرآن الکریم ۳۱/ ۲۵

افرءیت من اتخذ الٰھہ ھوٰیہ[1] دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا۔

ولہذا کریمہ لیقولن اللہ کے تتمہ میں ارشاد ہوا: قل الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون[2]

اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے، کہیں گے اللہ، قل الحمد للہ تم کہو حمد اللہ کو کہ اُس کے منکر بھی ان صفات میں اُسی کا نام لیتے ہیں اپنے معبودانِ باطل کو اس لائق نہیں جانتے"، مگر کیا اس سے کوئی یہ سمجھے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں، نہیں نہیں بل اکثرھم لا یعلمون o بلکہ اکثر اُسے جانتے ہی نہیں، ان ھم الا یخرصون[3] o وہ تو یونہی اپنی سی اٹکلیں دوڑاتے ہیں، جیسے اور بہتیرے معبود گھڑ لیے کہ:

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اٰباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن[4] وہ تو نرے نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے دھر لیے اللہ نے اُن کی کوئی سند نہ اتاری۔

یُونہی اپنی اندھی اٹکل سے ایک سب سے بڑی ہستی خیال کرکے اُس کا نام اللہ رکھ لیا ہے حالانکہ وُہ اللہ نہیں کہ جس صفات کی اسے بتاتے ہیں اللہ عزوجل اُن سے بہت بلند و بالا ہے، تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا o سبحٰن رب العرش عما یصفون o

رہا یہ کہ یہاں اکثر سے نفی علم فرمائی **اقول اولاً** دفع شبہہ کو اتنا ہی کافی کہ آخر یہ اُن کے اکثر سے نفی ہے جو اقرار کرتے تھے کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہی ہے معلوم ہُوا کہ اُن کا اقرار باللہ منافیِ جہل باللہ نہیں اور ہمارے سالبہ کلیہ کی نفی نہ فرمائے گا کہ یہ مفہوم لقب سے استدلال ہُوا اور وہ صحیح نہیں اکثر سے نفی سلب جزئی ہُوئی اور سلب جزئی کلی کو لازم ہے نہ کہ اُس کا منافی۔

ثانیاً ایسی جگہ اکثر پر حکم فرمانا قرآن عظیم کی سنتِ کریمہ ہے حالانکہ وُہ احکام یقیناً سب کفار پر ہیں او کلما عٰھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون[5] فان اکثرکم فٰسقون[6] o ولٰکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب و اکثرھم لا یعقلون[7] o ولٰکن اکثرھم یجھلون[8] o یرضونکم بافواھھم و تأبٰی قلوبھم و اکثرھم فٰسقون[9] o یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا و اکثرھم الکٰفرون[10] o کافروں کو فرمایا اُن میں اکثر ایمان نہیں رکھتے، اُن کے اکثر فاسق ہیں، اُن کے

---

[1] القرآن الکریم ۲۳/۴۵ [2] القرآن الکریم ۲۵/۳۱
[3] القرآن الکریم ۲۰/۴۳ [4] القرآن الکریم ۲۳/۵۳
[5] القرآن الکریم ۱۰۰/۲ [6] القرآن الکریم ۵۹/۵
[7] القرآن الکریم ۱۰۳/۵ [8] القرآن الکریم ۳۷/۶
[9] القرآن الکریم ۸/۹ [10] القرآن الکریم ۸۳/۱۶

اکثر بے عقل ہیں، اُن کے اکثر جاہل ہیں، اُن کے اکثر کافر ہیں حالانکہ وہ سب ایسے ہی ہیں۔ یُونہی یہاں فرمایا کہ اُن کے اکثر نہیں جانتے حالانکہ اُن میں کوئی بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ شیاطین کے بارے میں فرمایا یلقون السمع واکثرھم کٰذبون[1] اُن میں اکثر جھوٹے ہیں حالانکہ یقیناً وہ سب جھوٹے ہیں اور ان کے سوا اور آیاتِ کثیرہ، اب یا تو یہ کہ اکثر سے کل مراد ہے جیسے کبھی کُل سے اکثر مراد ہوتا ہے کریمہ وما یتبع اکثرھم الاظنا کے تحت میں مدارک التنزیل میں ہے: المراد بالاکثر الجمیع[2] (اکثر سے مراد کُل ہے۔ت) معالم التنزیل میں ہے:

اراد بالاکثر جمیع من یقول ذٰلک[3] — اکثر سے مراد وہ سب جو یہ کہتے ہیں (ت)

شہاب علی البیضاوی میں ہے:

یعنی ان الاکثر یستعمل بمعنی الجمیع کما یرد القلیل بمعنی العدم، وحمل النقیض علی النقیض حسن وطریقۃ مسلوکۃ[4] اقول لکن لاشک ان منھم من لایتبع ظنا ولا وھما ولا ادنی شبھۃ انما یتبع ھوی نفسہ عنادا واستکبارا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم[5]، فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین[6] وجحدوا بھا واستیقنتھا

یعنی اکثر بمعنی کُل ہے جیسے قلیل بمعنی معدوم استعمال ہوتا ہے اور ایک نقیض کی مراد پر دوسری نقیض کو مراد لینا اچھا اور مروج طریقہ ہے اھ میں کہتا ہوں، لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے بعض ظن اور وہم اور کسی ادنٰی شُبہ میں مبتلا نہیں وہ تو قطعاً عناد اور تکبر کی بنا پر نفسانی خواہش کے پیروکار ہیں (جس کو قرآن میں ہم نے یوں بیان فرمایا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خوب جانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اور فرمایا) جب انکی پہچان کے مطابق وہ تشریف لائے تو انھوں نے اس کا انکار کردیا تو

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۳
[2] مدارک التنزیل سورۃ یونس آیۃ وما یتبع اکثرھم الاظنا کے تحت دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۱۶۳
[3] معالم التنزیل علی ہامش الخازن " " " " " " " " مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۸۹
[4] حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی " " " " " " " " دار صادر بیروت ۵/ ۲۸
[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۶ و ۶/ ۲۰
[6] " " ۲/ ۸۹

انفسھم ظلما وعلوا[1]، وقد سلفت الاٰیۃ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا، نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2] قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

کافروں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے (نیز فرمایا) انھوں نے ان کا انکار کردیا باوجودیکہ دلی طور پر وہ یقینی سمجھتے تھے یہ انکار ظلم اور تکبر کی بناء پر کیا۔ پہلے آیہ کریمہ گزری کہ اللہ تعالٰی کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے قول کے مطابق نعمۃ اللہ سے مراد محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) یا یہ کہ اُن میں سے جو علمِ الٰہی میں ایمان لانے والے ہیں اُن کا استثناء فرمایا جاتا ہے۔

وھو مسلک حسن نفیس ذھب الیہ خاطری بحمد اللہ تعالٰی اول وھلۃ ثم رأیت العلامۃ ابا السعود اشار الیہ فی ارشاد العقل السلیم حیث قال تخصیص اکثرھم للتلویح بما سیکون من بعضھم من اتباع الحق والتوبۃ[3]۔

یہ نفیس اور خوب مسلک ہے، ابتداءً ہی میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، پھر میں نے علامہ ابو السعود کو "ارشاد العقل السلیم" میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے پایا جہاں انھوں نے فرمایا کہ خصوصیت سے اکثر کفار کا ذکر اس لئے کہ ان میں سے بعض حق کی اتباع اور توبہ کو پالیں گے (ت)

مشرکین کا جہل باللہ تو اُسی کریمہ سے ثابت جس سے اُن کے جاننے پر شبہہ میں استدلال تھا عیانِ توحید پر کلام کیجئے جن میں نصارٰی بھی باوصف تثلیث اپنے آپ کو شریک کرتے ہیں اور شرع مطہر نے بھی اُن کے احکام کو احکامِ مشرکین سے جُدا فرمایا۔

فاقول وباللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت):

(۱) فلاسفہ کے جھُوٹے خدا فلاسفہ ایسے کو خدا کہتے ہیں جو صرف ایک عقل اول کا خالق ہے، دوسری چیز بنا ہی نہیں سکتا، تمام جزئیاتِ عالم سے جاہل ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۲۷/ ۱۴

[2] الجامع لاحکام القرآن بحوالہ السدی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۶۱

[3] ارشاد العقل السلیم سورۃ یونس آیۃ وما یتبع اکثرھم الا ظنا دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۴۵

اپنے افعال میں مختار نہیں، اجسام کو معدوم کرکے پھر نہیں بنا سکتا، ولہذا حشرِ اجساد کے منکر ہیں، آسمان اس نے نہ بنائے بلکہ عقلوں نے، اور ایسے مضبوط گھڑے کہ فلسفی خدا اُنھیں شق نہیں کرسکتا، ولہذا قیامت کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ خرافاتِ ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون۔

(۲) آریہ کے جھوٹے خدا آریہ ایسے کو ایشر کہتے ہیں جس کے برابر کے ہم عمر دو واجب الوجود اور ہیں روح و مادہ۔ ایشر نہ ان کا خالق نہ ان کا مالک اور ناحق ناروا انھیں دبا بیٹھا ان پر ظالمانہ حکم چلا رہا ہے۔ ایسے کو جس کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں آریہ نے زبردستی مان رکھا ہے۔ جب رُوح و مادہ بے کسی کے بنائے آپ ہی ازل سے موجود ہیں تو کیا آپ ہی اپنا میل نہیں کرسکتے تو جونون کے بننے میں بھی اُس کے وجود پر دلیل نہیں، رہا جونون کا بدلنا وہ کرم کے ہاتھ ہے ایشور کی کیا حاجت اور اُس کے ہونے پر کیا دلیل، ایسے کو جو مان[1] رکھتا ہے اور وہ اس کی جان کی حفاظت کرتی ہے تو باپ بھی ضرور ہوگا کہ خود آریہ ولادتِ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہتے ہیں کہ بے باپ ولادت نرا مضحکہ ہے، جب ایشور کے ہوتے ہوئے بے باپ ولادت نہیں ہوسکتی تو جب ایشور بھی نہ تھے اُن کی ماتا آپ سے آپ کیسے گربھ کر لاتی۔ اور خاکی انڈا ہو بھی تو گندا۔ ایسے کو جو بستر[2] پر بیمار پڑا اور اپنی ماں کو دوا کے لئے پکار رہا ہے وید آتے اور اس کا تنگ حال دیکھ کر بحث کرتے اور سر ہلاتے ہیں، ایسے کو جس سے زیادہ علم و عقل والے موجود ہیں یہ اپنی بیماری میں جن کی دوہائی دیتا اور چیخ رہا ہے کہ او سیکڑوں طرح کے عقل و علم والو! تمھاری ہزاروں بوٹیاں[3] ہیں اُن سے میرے شریر کو نروگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر، ایسے کو جو گونگا ہے اصلاً بول نہیں سکتا (اور یہ دوا کے لئے دوہائی تہائی کون مچا رہا تھا) بات تو یوں نہیں کرتا کہ انسان کی مشابہت نہ پیدا ہو مگر وید اتارنے کے لئے رشیوں کو بینڈ باجے کی طرح بجاتا اور کٹھ پتلیوں کی مانند نچاتا ہے فضیلت انسانی میں مشابہت گوارا نہ ہوئی اور بجانے نچانے کے رذیل

---

[1] دیکھو یجروید ۱۲

[2] یجروید ادھیاء ۱۲ و ۱۴

[3] یہ سمجھ میں آنے کی بات نہیں کہ بوٹی بواؤ معروف اور ان کے پاس ہو ایشر جی کے پاس نہ ہو، دیکھنا کہیں یہ بوٹی بواؤ مجہول تو نہیں، یہ ضرور ایشر جی کے یہاں کہاں کہ ان کے ہوم کرنے والے ماس سے بہت برا مانتے ہیں عجب نہیں کہ بیماری میں طاقت آنے کے لئے مسلمانوں سے گوشت کی بوٹیاں مانگتے ہوں ۱۲ اعجب العجاب تصنیف مولوی نواب مرزا صاحب قادری برکاتی رضوی۔

کاموں میں شرکت کی حاجۃ

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

(ہر شخص کی فکر اس کی ہمت بھر ہوتی ہے۔ ت)

اس بجنے ناچنے میں جو کچھ رشیوں کے سُر بولے وہ اس کی الہامی کتاب وید ہے، ایسے کو جس نے یوگ جیسی بیحیائی کو ذریعہ نجات کیا ہے، ایسے کو جس کے ہزار سر ہیں دو مُونھے سانپ سے پانسو حصے سوا ہزار آنکھ ہیں ہر سر میں ایک ہر منہ سے کانا، یا بعض چہروں میں کئی کئی باقی چہروں سے اندھا ہزار پاؤں ہیں کنکھجورا تو نہیں جسے ہزار پا کہتے ہیں۔ ایسے کو جو زمین پر ہر جگہ ہے اُلٹا سیدھا، نٹ کی کلا کو بھی مات کیا اور کلام حرام کہ انسان سے مشابہت نہ ہو پھر جگہ پاخانہ بھی ہے سیدھا ہوتا تو پاؤں ہی بھرتے اُلٹا بھی ہے تو سر بھی سُنا تب بھی دس انگل کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے تو ہر جگہ کب ہُوا پھر دو آدمی آمنے سامنے دس انگل کے فاصلے سے ہوں تو ان میں ہر ایک ایشور کا جگہ میں شریک ہُوا اور دو انگل کے فاصلے پر ہوں تو ایشور آٹھ آٹھ انگل ہر ایک کے پیٹ میں گھسا ٹھہرا، ایسے کہ جو سرو بیاپک ہے ہر چیز میں حلول کئے ہوئے ہے ہر مادہ کی فرج ہر شخص کی مقعد ہر پاخانے کی ڈھیری میں نجاست کا کیڑا بھی اتنا گھناؤنا تو نہیں ہوتا۔ پھر یہ سب جگہ رہا ہُوا ایک ہی ایشور ہے یا ہر جگہ نیا، بر تقدیر دوم ایشوروں کی گنتی تمام مخلوقات کے شمار سے بڑھ گئی تو برابر ضرور ہی اسی پر توحید کا دم بھرتے ہیں، بر تقدیر اول ایشور کے سنکھوں مہا سنکھوں ٹکڑے ہوئے کہ ذرّے ذرّے بھر جگہ میں اس کا نیا ٹکڑا ہے تو ایشور مرکب ہُوا اور ہر مرکب محتاج ہے کہ جب تک اس کے سب اجزا اکٹھے نہ ہوں نہیں ہو سکتا، تو ایشور محتاج ہوا، پھر جب ہر جگہ رما ہوا ہے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے جوتا مارا تو یہ فضا جس میں جُوتا چل کر اُس کے بدن تک گیا اس میں بھی ایشور تھا یا نہیں، نہ کیونکر ہوگا وہ سب جگہ ہے اور جب یہاں بھی تھا تو جُوتا آتے ہوئے دیکھ کر ہٹ گیا یا جُوتا اس کے اندر ہوتا ہُوا گزر گیا ہٹ تو سکتا نہیں ورنہ ہر جگہ کب رہا یہ جگہ خالی ہو جائے گی ضرور جُوتا اُس میں ہو کر گزرا عجب ایشور کے جُوتے سے پھٹ گیا، پھر اُس شخص کے جس حصّہ بدن پر جوتا پڑا وہاں بھی ایشور تھا یا نہیں، نہ کیسے ہوگا ورنہ ہر جگہ نہ رہے گا اور جب وہاں بھی تھا تو اب بتاؤ کہ یہ جُوتا کس پر پڑا، کاش نرا اُلٹا ہوتا تو پاؤں پہ لگتا، سیدھا بھی ہے تو سر پر پڑا، یہ ہیں آریہ اور اُن کا ایشور، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ۝

؎۱ یہاں سے اُن الفاظ تک کہ ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے جس جس عبارت پر خط ہے یہ مضمون یجروید ادھیا ۳۱ منتر اول کا ہے ۱۲۔

(۳) مجوس کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتے ہیں جس کے برابر کی چوٹ کا دوسرا خالق شیطان ہے، پھر بعض کے نزدیک تو شیطان اُس کا مخلوق ہی نہیں اُسی کی طرح واجب الوجود ہے خود بخود موجود ہے جب تو شیطان اُس کا ہمسر ہونا ظاہر، اور جن کے نزدیک وُہ بھی اسی سے پیدا ہوا وہ اور سخت اعجوبہ ہے یزدان سے کوئی جزئی شر تو اس لئے نہ بن سکا کہ وہ خیر محض ہے اُس سے شر کیونکر پیدا ہو، مگر اہرمن کی ہر شر کی جڑ اور کل شر ہے اس سے پیدا ہوگیا اور جب سب شر اہرمن سے پیدا ہیں اور اہرمن یزدان سے تو جملہ شرور کا ٹھیکا یزدان ہی کے ماتھے رہا، ایسے کو جسے بیٹھے بٹھائے ایک دن فکر ہوئی کہ اگر کوئی میرا مخالف ہو تو کیسا ہو اس خیال فاسد سے ایک دُھواں اُٹھا جو شیطان بنا اور اس نے قوت پکڑی یہاں تک کہ لشکر جوڑ کر یزدان کے مقابل ہوا مجوس کا یزدان اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگا اور جنت میں قلعہ بند ہوا، اہرمن تین ہزار برس جنت کا محاصرہ کئے رہا، یزدان اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکا، آخر فرشتوں نے بیچ بچاؤ کر کے تصفیہ کرادیا کہ سات ہزار برس دنیا میں شیطان سلطنت کرے پھر ملک یزدان کو سونپ دے، مجوس کا یزدان طول محاصرہ سے عاجز آچکا تھا جبرًا و قہرًا قبول کیا اور اب اس سے دعا فضول کی کہ وُہ دنیا کی سلطنت سے معزول، ایسے کو جس نے بیٹے کے لئے ماں باپ کے لئے بیٹی جیسی بیٹیاں حلال کی ہیں، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ○

(۴) یہود کے جھوٹے خدا

یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں جو آسمان و زمین بنا کر اتنا تھکا کہ عرش پر جاکر پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹ گیا، ایسے کو جو اُن میں بعض کے نزدیک عزیر کا باپ ہے، ایسے کو جو ایک حکم دے کر اس کا پابند ہوجاتا ہے زمانہ و مصالح کتنے ہی بدلیں اس کے بدلے دوسرا حکم نہیں بھیج سکتا ولہذا نسخ کے منکر ہیں اور شریعت موسوی کو ابدی کہتے اور اس صریح کذب کا افترا اپنے معبود کے سر دھرتے ہیں، ایسے کو جس نے آپ ہی قوم نوح پر طوفان بھیجا پھر اپنی اس حرکت پر ایسا نادم ہوا اتنا رویا کہ آنکھیں دُکھ آئیں نسخ تو پچھتانا ٹھہر کر محال حالانکہ اُسے پچھتانے سے کوئی تعلق نہیں، رات کو دن کرتا ہے پھر دن کو رات کر دیتا ہے، کوئی مجنون ہی اسے پچھتانا کہے گا جب احکام تکوینیہ میں یہ ہے احکام تشریعیہ میں کون مانع ہے، خیر وُہ تو پچھتانے کے خوف سے نہ بدل سکے مگر آدم کو بناکر پچھتایا اور طوفان بھیج کر تو پچھتانے کا وُہ طوفان آیا جس نے رُلا رُلا کر آنکھوں کا یہ دن کر دکھایا، ایسے کو جس نے یہودی کے لئے اسکی سگی بہن حلال کی اور توراۃ میں اسکی حرمت غلط لکھ دی اس لئے کہ شریعت آدم میں یقینًا حلت تھی اب حرام کرے تو منسوخی حکم سے پچھتانا ٹھہرے ایسے کو جس نے خلیل و اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول کی اور ان سے کہا کہ میں نے اسمٰعیل و اولادِ اسمٰعیل کو برکت دی اور تمام خیر و خوبی اُن میں رکھی عنقریب تمام اُمتوں پر انھیں غالب کروں گا اور اُن میں اُنھیں میں سے اپنا رسول اپنے کلام کے ساتھ بھیجوں گا، پھر کیا کچھ نہیں بلکہ ان کا عکس کیا جیسا یہود بکتے ہیں۔ ایسے کو کہ نہ توریت اُس کی کتاب

نہ موسیٰ سے اُس کا کلام، یہ سارے کرشمے ایک فرشتے کے ہیں۔ کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ۝

(۵) نصارٰی کے جھوٹے خدا

نصارٰی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو مسیح کا باپ ہے اور مزہ یہ کہ اُس کے بھائیوں[ع1] کا بھی باپ ہے، اُس[ع2] کے شاگردوں کا باپ ہے، اُس[ع3] کے چھوٹے جھنڈ کا باپ ہے، ہر عیسائی[ع4] کا باپ ہے، بلکہ ہر مصلح[ع5] کا باپ ہے، خود آدمیوں کے باپ آدم کا باپ ہے، تو ہر بشر کا باپ ہے یہاں تک کہ حکم[ع6] ہے کہ زمین پر کسی کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمھارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے، یہ کچھ تو نات پودھ پھیلی ہوئی ہے اور پھر اکیلا مسیح[ع7] اُس کا اکلوتا، ایسے کو جو اپنے اکلوتے کو سُولی سے نہ بچا سکا، ایسے کو کہ جب اس کا بیگناہ اکلوتا یہاں کی مصیبت جھیل کر ہاں عیسائیوں کا خدا مخلوق کے بارے سے دم گنوا کر باپ کے پاس گیا اُس نے اکلوتے کی یہ عزت کی اُس کی مظلومی و بیگناہی کی یہ داد دی کہ اُسے[ع8] دوزخ میں جھونک دیا اوروں کے بدلے اسے تین دن جہنم میں بھونا، ایسے کو جو روٹی[ع9] اور گوشت کھاتا ہے اور سفر سے آکر اپنے پاؤں دُھلوا کر درخت کے نیچے آرام کرتا ہے درخت اونچا اور وہ نیچا ہے، ایسے کو جو فقط زندوں[ع10] کا خدا ہے مُردوں کا نہیں جو جو مرتے جاتے ہیں اُس کی خدائی سے نکلتے جاتے ہیں، ایسے کو جو اپنے ایک بندے[ع11] سے رات کو صبح ہوتے تک کشتی لڑا اور اُسے گرا نہ سکا جب دیکھا کہ میں اس پر غالب نہیں آتا اُس کے پاؤں کی نس چڑھا کر کمزور کیا، ایسے کو جس کا بیٹا[ع12] اُسے جلال بخشتا ہے آریوں کے ایشور کی تو ماں اس کی جان کی حفاظت کرتی تھی عیسائیوں کے خدا کا بیٹا اُسے عزت بخشتا ہے کیوں نہ ہو سپوت ایسے ہی ہوتے ہیں اس پر پھر اسے بے خطا جہنم میں جھونکنا کیسی محسن کشی نا انصافی ہے۔ ایسے کو جو یقیناً[ع13] دغا باز ہے پچتاتا[ع14] بھی ہے

ع۱ انجیل یوحنا باب ۲۰ درس ۱۷

ع۲ انجیل متی باب ۵ درس ۴۵ و ۴۸ و باب ۶ درس ۲ و ۴ و ۵ و ۱۸ و ۲۶ و ۳۲ و باب ۷ درس ۱۱۔ و انجیل لوقا باب ۱۱ درس ۲ و باب ۱۲ درس ۳۰۔

ع۳ انجیل لوقا باب ۲ درس ۳۲۔

ع۴ پولس کا خط گلتیوں کو باب ۳ درس ۲۶

ع۵ انجیل متی باب ۵ درس ۹۔

ع۶ انجیل لوقا باب ۳ درس ۳۸

ع۷ انجیل متی باب ۲۳ درس ۹۔

ع۸ مسئلہ کفارہ ۱۲

ع۹ پیدائش باب ۱۸ درس ۴ تا ۸۔

ع۱۰ انجیل متی باب ۲۲ درس ۳۲

ع۱۱ موسیٰ کی پہلی کتاب باب ۳۲ درس ۲۵ و ۲۴

ع۱۲ انجیل یوحنا باب ۱۷ درس اول

ع۱۳ کتاب یرمیاہ نبی باب ۴ درس ۱۹

ع۱۴ کتاب یرمیاہ باب ۱۵ درس ۶

تھک جاتا بھی ہے، ایسے کو[1] جس کی دو[2] جوروئیں ہیں دونوں پکی زنا کار حد بھر کی فاحشہ، ایسے کو جس[3] کے لئے زنا کی کمائی فاحشہ کی خرچی کمال مقدس پاک کمائی ہے، ایسے کو جس[4] نے باندی غلام بنانا جائز رکھ کر نصاریٰ کے دھرم میں حد درجے کی ناپاک ظالمانہ وحشیانہ حرکت کی، اور پھر خالی[5] کام خدمت ہی کے لئے نہیں بلکہ موسیٰ کو حکم دیا کہ مخالفوں کی عورتیں پکڑ کر حرم بناؤ اُن سے ہم بستری کرو، ایسے کو جس[6] کی شریعت محض باطل ہے اُس سے راستبازی نہیں آتی اُسے ایمان[7] سے کچھ علاقہ نہیں جو اس کی شریعت[8] پر عمل کرے ملعون ہے بلکہ اس کا اکلوتا بیٹا[8] خود ہی ملعون ہے پھر بھی ایسی لعنتی شریعت[9] پر عمل کا حکم دیتا بندوں سے اس کا التزام مانگتا اُسکے ترک[10] پر عذاب کرتا ہے، ایسے کو جو[11] اتنا جاہل کہ نہایت سیدھا سا حساب نہ کر سکا بیٹے کو باپ سے عمر میں بڑا بتایا گیا، ایسے کو جو اتنا بھلکڑ[12] کہ اپنے اکلوتے کے باپوں کی صحیح گنتی نہ گنا سکا کہیں داؤد تک اس کے ستائیس[2] باپ کہیں پندرہ[5] بڑھا کر بیالیس[22] باپ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا۔ حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ٥

(۶) نیچریوں کے جھوٹے خدا نیچری ایسے کو خدا کہتا ہے جو نیچر کی زنجیروں میں جکڑا[14] ہے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نیچر بھی اُتنا جو نیچری کی سمجھ میں آئے جو اس کی ناقص عقل سے ورا ہے معجزہ ہو یا قدرت سبب یاور ہوا ہے، ایسے کو جس نے (خاک بدہن ملعونان) جھوٹا دین اسلام بھیجا کہ اس میں باندی غلام حلال کیا (اگرچہ پیر نیچر کے نزدیک ابتدا ہی میں) اور[14] وہ دین جس

---

[1] کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ ورس ۱ تا ۲۳

[2] کتاب یسعیاہ نبی باب ۲۳ ورس ۱۸

[3] خروج باب ۱۲ ورس ۱ و ۴ تا ۶ و پیدائش باب ۱۶ ورس ۱ تا ۶ وغیرہ۔

[4] استثنا باب ۷ ورس ۲ و باب ۲۱ ورس ۱۰ و ۱۱

[5] پولس کا خط گلتیون کو باب ۳ ورس ۱۱۔

[6] ایضاً ورس ۱۲

[7] ایضاً ورس ۱۰ و ۱۳

[8] ایضاً ورس ۱۳

[9] انجیل متی باب ۲۳ ورس ۲۳

[10] کتاب یرمیاہ باب ۹ ورس ۱۲ تا ۱۶

[11] تواریخ کی دوسری کتاب باب[22] ورس ۱ و ۲ مع باب[21] ورس ۲۰

[12] انجیل لوقا ورس ۲۳ تا ۳۱ مع انجیل متی ورس ۶ تا ۱۷۔

[13] رسالہ سید احمد خاں پیر نیچر ابطال غلامی صفحہ ۳ ایسی حالت صانع کی مرضی نہیں ہو سکتی صاف عیاں ہے کہ غلامی اس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت دونوں کے برخلاف ہے صفحہ ۲۰ غلامی خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہو سکتی کیا پاک پروردگار ہی ناپاک چیز کو انسان کے حق میں جائز کرتا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

میں باندی غلام بنانا حلال ہوا ہو نیچری کے نزدیک خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہوسکتا، ایسے کو جس نے مدتوں اسلام میں اپنی خلاف مرضی باتیں ناپاک چیزیں، اصلی ظلم، ٹھیٹ ناانصافی روا رکھی، ایسی باتیں بہائم کی حرکتیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بات مانی نہیں جاسکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اُس میں ایسے امور جائز ہوں۔ ایسے کو جوان سخت ظالموں، ٹھیٹ ناانصافوں جانور سے بدتر وحشیوں کو جن کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

خدا ایسے قصور کا تقصیر وار نہیں ہوسکتا صفحہ ۲۴ جو امور لونڈیوں اور قیدی عورتوں کے ساتھ جائز سمجھے جاتے ہیں کیا حرکات بہائم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتے ہیں کیا وہ کسی مذہب کے سچے اور خدا کے دئے پر دلیل ہوسکتے ہیں، حاش وکلا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بات مانی نہیں جاسکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اس میں ایسے امور جائز ہوں، صفحہ ۲۵ یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور عیسٰی مسیح نے اس کی نسبت کچھ نہ کہا مگر محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جو کچھ کہا اس کو کسی نے نہ سمجھا، صفحہ ۲۹ زمانۂ اسلام میں بھی غلامی کی رسم پر جب تک آیتِ حُریت نازل نہ ہُوئی کچھ تھوڑا سا عملدرآمد ہُوا، اس میں کچھ شک نہیں کہ قبل نزولِ آیتِ حریت جو غلام موجود تھے ان کو اسلام نے دفعۃً آزاد نہ کیا نہ ان کے تعلقات کو توڑا، ملاحظہ ہو موسوی، عیسوی، محمدی تینوں دین باطل کردئے، موسوی تو یوں کہ اس نے غلامی کے قانون کو جائز رکھا، اور عیسوی یوں کہ عیسٰی مسیح نے ایسی شدید بیحیائی ٹھیٹ ظلم پر کچھ نہ کہا نبی کا کسی بات پر سکوت بھی اسے جائز کرنا ہے، اسلام یوں کہ صدرِ اسلام میں غلامی کی رسم پر عملدرآمد رہا پھر جب اس مرتد کے زعم میں آیتِ آزادی اُتری اس نے بھی اگلے حکموں کو برقرار رکھا، ان بے حیائیوں کو معدوم نہ کیا۔ سود منع فرمایا جب تو یہ حکم دیا کہ پہلے کا جو باقی رہا ہو وہ ابھی چھوڑدو ورنہ اللہ و رسول سے لڑائی کو تیار ہوجاؤ، اور یہاں موجودہ ظلموں بے حیائیوں کو قائم رکھا جائز کردیا فقط آئندہ کے لئے اس کے زعمِ ملعون میں منع کیا، بہرحال تینوں دینوں میں ہمیشہ یا ایک زمانۂ دراز تک رسم غلامی جائز رہی، اور خود کہہ چکا کہ ایک لمحہ کے لئے یہ بات نہیں مانی جاسکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اس میں ایسے امور جائز ہوں، کیسا صاف صریح کہہ دیا کہ موسوی، عیسوی، محمدی تینوں دین باطل، اور پھر عجب ہے کہ اس کے پیرو اُسے نہ صرف مسلمان بلکہ اسلام کا سنوارنے والا بتاتے ہیں کلّا واللہ بلکہ ابٰی واستکبر وکان من الکٰفرین[1]، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا، عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۳۴ [2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

چھوٹا بڑا اوّل سے آج تک اُن ناپاکیوں پر اجماع کئے ہوئے ہے خیر الامم کا خطاب دیتا اور اپنے چُنے ہوئے بندے کہتا ہے۔ ایسے کو جس نے کہا تو یہ کہ روشن آیتیں بھیجتا ہوں تمھیں اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہوں اور کیا یہ کہ جو کہی کہہ مکرنی کہی تمثیلی داستاں پہیلیاں چیستاں لفظ کچھ مراد کچھ جو لغۃً عرفاً کسی طرح اُس کا مفہوم نہ ہو۔ فرشتے، آسمان، جن، شیطان، بہشت، دوزخ، حشر اجساد، معراج، معجزات سب باتیں بتائیں اور بتائیں بھی کیسی ایمانیات ٹھہرائیں اور من میں یہ کہ درحقیقت یہ کچھ نہیں یوہیں طوطا مینا کی سی کہانیاں کہہ سُنائیں وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ کیا انھوں نے خدا کو جانا۔ حاش للہ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون ؀

(۷) چکڑالوی کے جھوٹے خدا

چکڑالوی ایسے کو خدا کہتا ہے جس کے رسول کی قدر ایک ڈاکئے سے زیادہ نہیں جس نے اپنے نبی کا اتباع کچھ نہ رکھا[۱] ایسے کو جس نے کہا تو یہ کہ میری کتاب میں ہر شئی کا روشن بیان ہے ہر چیز کی پُوری تفصیل ہے ہم نے اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی اور حالت یہ کہ نماز فرض کی اور یہ بھی نہ بتایا کہ کے وقت کی، یہ بھی نہ بتایا کہ ہر وقت میں کے رکعتیں، یہ بھی نہ بتایا کہ اس کے پڑھنے کی ترکیب کیا ہے اس کے ارکان کیا ہیں، اگر رکوع سجود قیام قرات اُس کے رکن مانے بھی جائیں اگرچہ اس نے کہیں اس کا اظہار نہ کیا تو ان میں آگے کیا ہو پیچھے کیا اُس کے مفسدات کیا کیا ہیں کیونکر جاتی ہے کیونکر ہوتی ہے سب سے بڑا فرض ایمان اُس میں تو یہ گول مجمل بے سود بیان جس سے کچھ پتا ہی نہ چلے اور دعوے وہ ہے کہ جملہ اشیاء کا روشن بیان، مزہ یہ کہ متواترات کی جڑ کاٹ دی کہ سوا میری کتاب کے کچھ حجت نہیں، اپنی کتاب کیا وہ خود ہمارے ہاتھ میں دے گیا یہ بھی تو ہم کو تواتر ہی سے ملی جب تواتر حجت نہیں یہ بھی حجت نہیں غرض ایمان اسلام سب برباد و ناکام وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ کیا اس نے خدا کو جانا۔ حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ؀

(۸) قادیانی کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتا ہے جس[۲] نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کیا اُن سے جھوٹی پیشین گوئیاں کہلوائیں جس نے ایسے[۳] کو ایک عظیم الشان رسول بنایا جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں بلکہ اُس کی نفیِ نبوت پر دلائل قائم جو (خاک بدہن ملعونان) ولد الزنا[۴] تھا جس کی تین دادیاں نانیاں زناکار کسبیاں تھیں۔ ایسے کو جس[۵] نے ایک بڑھئی کے

---

[۱] ازالہ ص ۶۲۹
[۲] اعجاز احمدی ص ۱۳
[۳] ضمیمہ انجام آتھم ص ۷
[۴] رسالہ کشتی نوح ص ۱۶ مع نوٹ۔

بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر یہ فخر کی جھوٹی ڈینگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کھلی نشانی ہے۔ ایسے کو جس[1] نے ایک بدچلن عیاش کو اپنا نبی کیا جس نے ایک[2] یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کرکے بھیجا جس کے پہلے ہی فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ ایسے کو جو آتے[3] ایک بار دنیا میں لاکر دوبارہ لانے سے عاجز ہے وہ جس نے ایک[4] شعبدہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات قابلِ نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیات بیّنات بتایا، ایسے کو جس کی آیات بیّنات لہو ولعب ہیں اتنی بے اصل کہ عام لوگ ویسے عجائب کر لیتے تھے اور اب بھی کر دکھاتے ہیں بلکہ آجکل کے کرشمے اُن سے زیادہ بے لاگ ہیں اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔ ایسے کو جس نے اپنا[5] سب سے پیارا بروزی خاتم النبیین دوبارہ قادیان میں بھیجا مگر اپنی جھوٹ فریب تمسخر ٹھٹول کی چالوں سے اُس کے ساتھ بھی نہ چوکا اُس سے کہہ دیا کہ تیری جورو کے اس عمل سے بیٹا ہوگا جو ابنیاء کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، بروزی بیچارہ اس کے دھوکے میں آکر اُسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا اسے تو یُوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت ورسوائی اوڑھنے کے لئے یہ جُل دیا اور جھٹ پٹ میں اُلٹی کل پھرا دی بیٹی بنا دی بروزی بیچارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اور اب دوسرے پیٹ کا منتظر رہا ابکی یہ مسخرگی کی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکال دیا نہ نبیوں کا چاند بننے دیا نہ بادشاہوں کو اُس کے کپڑوں سے برکت لینے دی، غرض کہ اپنے چہیتے بروزی کا جھوٹا کذاب ہونا خوب اچھالا اور اس پر مزہ یہ کہ عرش[6] پر بیٹھا اُس کی تعریفیں گا رہا ہے، اس پر بھی صبر نہ آیا بروزی کے چلتے وقت کمال بےحیائی کی ذلت ورسوائی تمام ملک میں طشت ازبام ہونے کے لئے اُسے یُوں چاؤ دلایا کہ اپنی بہن احمدی کی بیٹی محمدی کا پیام دے، بروزی بیچارے کے مُنہ میں پانی بھر آیا پیام پر پیام لالچ پر لالچ دھمکی پر دھمکی، اُدھر احمدی کے دل میں ڈال دیا کہ ہرگز نہ پسیج، یوں لڑائی ٹھنوا کر اپنے امدادی وعدوں سے بروزی کی امید وار بڑھائی کہ دیکھ احمدی کا باپ اگر دوسری جگہ اس کا

---

[1] ضمیمہ مذکورہ صفحہ ۷

[2] مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲

[3] دافع البلا صفحہ ۱۵

[4] ایضاً عبارت مذکورہ

[5] ازالہ آخر صفحہ ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲۔

[6] دافع البلا صفحہ ۳ و صفحہ ۹ وغیرہ۔

[7] اعجاز احمدی ص ۶۹

نکاح کر دے گا تو ڈھائی برس میں وہ مرے گا اور تین برس میں وہ شوہر، یا بالعکس، بروزی جی تو ہمیشہ اُس کی چالوں میں آجاتے تھے اسے بھی چپ چاپ بیٹھے یہاں تک تو وہی جھوٹی پیشین گوئیاں رہتیں جو سدا کی تھیں۔ اب اُس قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت سوجھی جھٹ بروزی کو وحی پھنسادی کہ "نہ وجنا کہا" محمدی سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی کہاں جا سکتی ہے یوں جُل دے کر بروزی کے منہ سے اُسے اپنی منکوحہ چھپوادیا تاکہ وہ حد بھر کی ذلت جو ایک چمار بھی گوارا نہ کرے کہ اُس کی جورو اور اُس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں ہو مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہو، اور رہتی دنیا تک بیچارے کی فضیحت وخواری و بے عزتی وکذابی کا ملک میں ڈنکا ہو اُدھر تو عابد ومعبود کی یہ وحی بازی ہوئی اُدھر سلطان محمد آیا اور نہ عابد کی چلنے دی نہ معبود کی بروزی جی کی آسمانی جورو سے بیاہ کر ساتھ لے یہ جا وہ جا چلتا بنا ڈھائی تین برس پر موت دینے کا وعدہ تھا وہ بھی جھوٹا گیا اُلٹے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے قادیانی اور اُس کا ساختہ خدا۔ کیا وہ خدا کو جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ○

(۹) رافضیوں کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتا ہے جو حکم کرکے پچھتاتا ہے جو مصلحت[1] سے جاہل رہ کر ایک حکم کرتا ہے جب مصلحت کا علم آیا اُسے بدل دیتا ہے،

اس سے تو یہودی خدا غنیمت تھا کہ پچھتانے کے عیب سے بچنے کو نسخ تک نہ کر سکا، ایسے کو جو وعدے کا جھوٹا یا بندوں سے عاجز ہے کہ اپنا کلام اتارا اور اُس کی حفاظت کا ذمّہ دار بنا مگر عثمان غنی وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم واہلسنت نے اس کی آیتیں اُلٹ پلٹ کر دیں سورتوں کی سورتیں کتر لیں اور وہ یا تو وعدہ خلافی سے چپکا دیکھا کیا اور کچھ نہ کہا یا گھٹانے والوں کے آگے کچھ نہ چل سکی دم سادھ گیا۔ ایسے کو جس نے کہا تو یہ کہ میں یہ دین سب پر غالب کرتا ہوں، اور کیا یہ کہ خود ہی اُسے ملیامیٹ کر دیا اپنی کتاب ہی کا آپ ہی تھل بیڑا نہ رکھا فاسقوں کی روایت بے تحقیق ماننے سے منع کیا اور اپنی کتاب کی روایت کا سلسلہ (خاک بدہن ملعونان) کافروں سے رکھا، اور کافر بھی وہ جن کا ایک گروہ ایک جتھا خیانت میں طاق اور عداوت اہلبیت میں تحریف واخفائے آیات پر سب کا اتفاق، کیا معلوم کہ انھوں نے کتنا بدلا، کیا کچھ چھپایا، آیتوں کی ترتیب بدل کر کہاں کا حکم کہاں لگایا، ایسے کو جو بندوں سے عاجز تر ہے وہ بندے سے نیکی چاہے اور بندہ بدی چاہے تو بندہ ہی کا چاہا ہوتا ہے اُس کی ایک نہیں چلتی۔ ایسے کو کہ ہر چمار ہر کافر ہر کتا ہر سوئر خالقیت میں اُس کا شریک ہے، وہ اعیان گھڑتا ہے یہ اپنی

---

[1] فتوائے مجتہد لکھنؤ مجموعہ تکملہ ردّ روافض ۱۲۔

قدرت سے اپنے افعال اور پھر اس پر یہ دعویٰ کرے میرے سوا کوئی خالق۔ ایسے کو جس نے بہتیرا چاہا کہ میرے نائب کے بعد میرا شیر مسند پر بیٹھے مگر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہ چلنے دی، آیت[1] اتاری وہ کتر لی اور سب نے اُس کے کترنے پر اتفاق کیا آج تک ویسی ہی کتری ہوئی چلی آتی ہے، اس کے رسول نے تمام صحابہ کے مجمع میں اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر دکھایا اور عمامہ باندھ کر اپنا ولیعہد بنایا مگر رسول کی آنکھیں بند ہوتے ہی بالاتفاق تمام صحابہ نے وہ عہد و پیمان پاؤں کے نیچے مل ڈالا اور تخلیط کرکے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند نشین کر دیا اور شیر مُنہ دیکھتا رہ گیا نہ اُس کی چلی نہ رافضی صاحبوں کے ساختہ خدا کی۔ ایسوں کے ہاتھ میں قرآن رکھا اچھا حفاظت کا وعدہ نباہا۔ ایسا بے اعتبار قرآن شائع کیا اچھا دین کو غلبہ دیا اپنے نبی کی صحبت اور اُس کے دین کی روایت کو چھانٹ چھانٹ کر ایسے چنے لطف وعدل واصلح کا واجب خوب ادا کیا، ایسے کو جس کا شیر اور شیر بھی کیسا غالب شیر ہمیشہ دشمنوں کا مطیع و فرمانبردار رہا (خاک بدہن ملعونان) کافروں کے پیچھے نماز پڑھا کیا، کافروں کے جھنڈے کے نیچے لڑا کیا، بزدلی سے دو رویہ و منافق ہو کر دشمنوں کی بڑی بڑی تعریفیں گاتا رہا، اہلبیتِ رسالت پر کرتے کرتے گھنونے ظلم دیکھتا اور ڈر کے مارے دَم نہ مارتا بلکہ اپنی مدح و ستائش سے اور مدد کرتا، یہاں تک کہ کافر لوگ اُس کی سگی بیٹی چھین کرلے گئے اور بی بی بنایا اور وہ تیوری پر میل نہ لایا، ویسا ہی اُن کا خادم و ہمدم بنا رہا، اور وہ کیا کرے رافضی دھرم میں رسول ہی کو یہ توفیق تھی کہ بیٹیاں لے تو کافروں منافقوں سے اور بیٹیاں دے تو کافروں منافقوں کو، اور اپنا یار و انیس و وزیر و جلیس بنائے تو کافروں منافقوں کو، اور وہ بھی کیا کرے روافض کا خدا ہی اُن ظالموں کافروں کے بڑے بڑے مناقب اپنے کلام میں اتارتا رہا، جسے لاکھ کے مجمع میں مقبول تو فقط چار چھ، باقی سب دشمن اور وہ اُس بھری جماعت میں بلا تعیین عام صیغوں سے عام وصفوں سے مہاجرین و انصار و صحابہ کہہ کر تعریفیں کرتا بندوں کو دھوکے دیتا، دوٹوک بات نہ کہنی تھی نہ کہہ سکا، ایسے کو جس نے اُن موجود حاضروں میں اپنے نیک بندوں کو مخاطب کرکے وعدہ دیا کہ ضرور ضرور تمھیں اس زمین کی خلافت دوں گا اور تمھارا دین تمھارے لئے جما دوں گا اور تمھارا خوف امن سے بدل دوں گا کاش وہ کسی کے لئے ان میں سے کچھ نہ کرتا تو نرا وعدہ خلاف ہی رہتا۔ نہیں اُس نے کی اور اُلٹی کی اپنے نیک بندوں کے بدلے (خاک بدہن ملعونان) کافروں کو زمینِ عرب کی خلافت دی اور اُنھیں کا دین خوب جما دیا اور انھیں کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ رہے

---

[1] یاایھا النبی بلغ ماانزل الیك من ربك ان علیا ولی المؤمنین قرآن عظیم میں اتنا ٹکڑا روافض زیادہ مانتے ہیں اور یہ کہ صحابہ نے اسے گھٹا دیا ۱۲۔

چار چھ نیک بندے بے بس بیچارے ترساں ہراساں خوف کے مارے انھوں نے ان کی خدمتگاری فرمانبرداری کرتے دن گزارے جس نے روشن کردیا کہ کافر ہی اُس کے نیک بندے ہیں تو وعدہ خلاف دغاباز حق کا چھپانے والا باطل کا چمکانے والا بندوں کو دھوکے دے کر اُلٹی سمجھانے والا سب کچھ ہوا، ایسے کو جو خود مختار نہیں بلکہ اُس پر واجب ہے کہ یہ کرے اور یہ نہ کرے اور مزہ یہ کہ اس پر واجب تھا بندوں کے حق میں بہتر کرنا یہ بندوں کے حق میں بہتر تھا کہ اُن کی ہدایت کو جو کتاب اُتری ظالموں کے پنجے میں رکھی جائے کہ وہ اسے کتریں بدلیں اور اصل ہدایت پہاڑ کی کھوہ میں چھپا دی جائے جس کی ہوا نہ پائیں یہ بندوں کے حق میں اصلح تھا کہ اعدا غالب محبوب مغلوب، باطل غالب حق مغلوب، اچھا واجب ادا کیا وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، یہ ہے رافضیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے تعالیٰ اللہ کیا وہ خدا کو جانتے ہیں، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ○

(۱۰) وہابیوں کے جھوٹے خدا

وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے[1] مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے، ایسے کہ جس[2] کی بات پر اعتبار نہیں نہ اُس کی کتاب قابل استناد نہ اُس کا دین لائق اعتماد، ایسے کہ جس[3] میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہوجائے، ایسے کو جس[4] کا علم حاصل کئے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے، ایسے کو جس[5] کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بیحیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان[6]

ع۱ ایضاح الحق اسمٰعیل دہلوی مطبع فاروقی ۱۲۹۷ھ دہلی مع ترجمہ صفحہ ۳۵ و ۳۶۔

ع۲ دیکھو سبحٰن السبوح تنزیہ دوم دلیل دوم۔

ع۳ رسالہ یکروزی اسمٰعیل دہلوی ص ۱۴۵۔

ع۴ تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۲۰۔

ع۵ دیکھو یکروزی ص ۱۴۵ مع کوکبۂ شہابیہ ۱۵ و سبحٰن السبوح طبع بار سوم ص ۶۴ تا ۶۷ و دامان باغ سبحٰن السبوح ص ۱۵۴ تا ۱۵۶ و پیکان جانگداز ص ۱۶۱ وغیرہ۔

ع۶ یکروزی مردود مع مذکورہ ردود۔

کے خلاف نہیں، وہ کھانے[ع1] کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھگل ہے سبوح قدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا[ع2] بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کرسکتا ہے اُس کے ماں باپ جورو بیٹا[ع3] سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا[ع4] ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا[ع5] سمٹتا ہے بڑھیا کی طرح چوکھا[ع6] ہے، ایسے کو جس[ع7] کا کلام فنا ہوسکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ[ع8] سے بچتا ہے کہ کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں، بندوں سے پُرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ[ع9] ہے اور علم کچھ، خبر سچی ہے تو علم جھوٹا، علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔ ایسے کو جو سزا[ع10] دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت ہے، معاف کرنا چاہے تو حیلے ڈھونڈھتا ہے، خلق کی آڑ لیتا ہے، ایسے کو جس کی خدائی کی اتنی حقیقت کہ جو شخص ایک پیڑ کے پتے گن دے اُس کا شریک ہوجائے جس نے اپنا سب سے بڑھ کر

ع1 دیکھو مضمون محمود حسن دیوبندی مطبوع پرچہ نظام الملک ۲۵ اگست ۸۹ء مع رسالہ الہیبۃ الجباریہ علی جہالۃ الاخباریہ و پیکان جانگداز وغیرہ۔

ع2 یکروزی مردود مع مذکورہ ۱۰۰۔

ع3 ایضاً یکروزی و مضمون محمود حسن دیوبندی مع سبحٰن السبوح صفحہ ۳۷ و ۴۸ و ۶۶ و دامان باغ صفحہ ۱۵۸ وغیرہا، اور جورو بیٹے کا امکان ایک دیوبندی اپنے رسالہ ادلہ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں صراحۃً مان گیا دیکھو پیکان جانگداز صفحہ ۱۷۶۔

ع4 یکروزی و مضمون محمود حسن دیوبندی مع دامان باغ سبحٰن السبوح ص ۱۵۷۔

ع5 یکروزی و محمود حسن مع پیکان جانگداز ص ۱۷۵۔

ع6 یکروزی و محمود حسن مع پیکان جانگداز ۱۷۶۔

ع7 یکروزی مع سبحٰن السبوح ص ۸۳۔

ع8 ایضاً ص ۸۲

ع9 رسالہ تقدیس دیوبندی ص ۳۶۔

ع10 یہاں سے شروع بیان دیوبندیاں تک سب اقوال تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی کے ہیں جو بارہا دکھا کر رد کردیے گئے ۱۲

مقرب ایسوں کو بنایا جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو چوڑھوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں، ایسے کو جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور بجا بجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔ قرآن عظیم تو فرمائے اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ[1] انھیں اللہ ورسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا اور مسلمانوں کو اس کہنے کی ترغیب دے کہ حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ[2] ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتے ہیں اللہ ورسول ہمیں اپنے فضل سے۔ اور وہابیہ کا خدا اسمٰعیل دہلوی کے کان میں پھونک جائے کہ ایسا کہنے والا مشرک ہے، قرآن عظیم تو جبریل امین کو بیٹا دینے والا فرمائے کہ انھوں نے حضرت مریم سے کہا: انما انا رسول ربک لاھب لک غلٰما زکیا[3]○ میں تو تیرے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔ یعنی مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رسول بخش ہیں، اور وہابیہ کا خدا ان کے کان میں ڈال جائے کہ رسول بخش کہنا شرک ہے۔ قرآن عظیم تو اس گستاخ پر جس نے کہا تھا رسول غیب کیا جانے حکم کفر فرمائے کہ:

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم[4] بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

اور وہابیہ کا خدا اسمٰعیل دہلوی کو یہی ایمان سُجھائے کہ رسول غیب کیا جانے اور وہ بھی اس تصریح کے ساتھ کہ اللہ کے دیئے سے مانے جب بھی شرک ہے۔ اب کہئے اگر رسول کو غیب کی خبر مانے تو وہابی خدا کے حکم سے مشرک، نہ مانے تو قرآن عظیم کے حکم سے کافر، پھر مفر کدھر ہے یہ مانتے بنے گی کہ مسلمانوں کے خدا کے احکام ہیں جس نے قرآن کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر اتارا اور وہ وہابیہ کے خدا کے جس نے تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی اتاری، ہاں وہابیہ کا خدا وہ ہے جس کے سب سے اعلٰی رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان جس نے حکم دیا ہے کہ رسولوں کو ہرگز نہ مانا رسولوں کا ماننا نرا خبط ہے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے وہابیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ کیا وہ خدا کو جانتے ہیں، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون○

(۱۱) دیوبندیوں کے جھوٹے خدا

دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کا خدا ہے جس کا بیان ابھی گزر چکا ہے اور اتنے وصف اور رکھتا ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۹/۷۴

[2] " " ۹/۵۹

[3] " " ۱۹/۱۹

[4] " " ۹/۶۶

علم ذاتی[۱] میں اس کی توحید لغوی[۲] دوسرے کو اپنی ذات سے بے عطائے خدا عالم بالذات کہنا قطعی[۳] کفر نہیں، ہاں وہ جو بالفعل جھوٹا ہے جس[۴] کے لئے وقوع کذب کے معنے درست ہو گئے جو اسے جھٹلائے مسلمان سُنّی[۵] صالح ہے اسے کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے، دیوبندی خدا چوری بھی کرسکتا ہے وہ تمام جہان[۶] کا تنہا مالک نہیں اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہیں جن کی ملک میں وہ چیزیں ہیں جو دیوبندی خدا کی ملک میں نہیں ان پر للچائے تو چاہے ٹھگوں لٹیروں کی طرح جبراً غصب کر بیٹھے کیونکہ وہ ظالم بھی ہو سکتا[۷] ہے اُچکّوں چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ بچا کر لے بھاگے کیونکہ وہ چوری کرسکتا ہے ، ہاں وہ جس کی توحید باطل ہے کہ ایک وہی خدا ہوتا تو دوسرا مالک مستقل نہ ہو سکتا اور دوسرا مالک مستقل نہ ہوتا تو دیوبندی خدا چوری کیسے کرسکتا کہ اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتے اور اگر وہ چوری نہ کرسکتا تو دیوبندی بلکہ عام وہابی دھرم میں علیٰ کل شئ قدیر نہ رہتا انسان اس سے قدرت میں بڑھ جاتا کہ آدمی تو چوری کرسکتا ہے اور وہ کر نہ سکا اور یہ محال ہے ، لاجرم ضرور ہے کہ دیوبندی خدا چوری کرسکے تو ضرور ہے کہ اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہوں تو لازم ہے کہ دیوبندی خدا کم از کم مجوسی خداؤں کی طرح دو ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً لازم کہ کروروں ہوں کہ آدمی کروڑوں اشخاص کی چوری کرسکتا ہے دیوبندی خدا نہ کرسکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے ، لاجرم ضرور ہے کہ کروڑوں خدا ہوں جن کی چوری دیوبندی خدا کرسکے ، رہا یہ کہ وہ سب کے سب اسی کی طرح چھٹے بدمعاش ہیں یا صرف یہ، اس کا فیصلہ تھانوی صاحب کے سر ہے - ہاں دیوبندی خدا وہ ہے کہ علم[۸] میں شیطان اس کا شریک ہے سب سے بدتر

ع[۱] یہ قول رشید احمد گنگوہی کا ہے ، فتاویٰ گنگوہی جلد اول ص ۳۸ "جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالےٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے" تھانوی صاحب وغیرہ علمائے وہابیہ سے استفتا ہے کہ علم ذاتی بے عطائے الٰہی کسی مخلوق کے لئے ماننا ضروریاتِ دین کا انکار ہے یا نہیں ، ہے تو ایسے کے کفر میں شک کرنا بلکہ کفر نہ ماننا صرف اندیشۂ کفر جاننا کفر ہے یا نہیں ، ہے تو جناب گنگوہی صاحب کافر ہوئے یا نہیں ، نہیں تو کیوں ۱۲ -

ع[۲] فتوائے گنگوہی ۱۲

ع[۳] فتوائے گنگوہی ۱۲

ع[۴] مضمون محمود حسن دیوبندی پرچہ مذکورہ نظام الملک ۱۲

ع[۵] دیکھو مضمون مذکور دیوبندی مع پیکان جانگداز ص ۱۷۲

ع[۶] مضمون مذکور

ع[۷] براہین قاطعہ ایمان گنگوہی صاحب ص ۷ ، ۴ -

مخلوق[ع۱] شیطان کا علم اُس کے سب سے اعلیٰ رسول کے علم سے وسیع تر ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ رسول اس کے برابر کیسے ہوسکے جو خدا کا شریک ہے، اُس نے جیسا علم[ع۲] اپنے حبیب کو دیا اور اُسے اپنا بڑا فضل کہا اور اس پر اعلیٰ درجہ کا احسان جتایا اُس کی حقیقت اتنی کہ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے، ہاں دیوبندی خدا وُہ ہے جسے قادر مطلق کہنا اسی دلیل سے باطل ہے کہ جمیع اشیاء پر قدرت تو عقلاً و نقلاً باطل ورنہ خود وہ بھی مقدور ہو تو ممکن ہو تو خدا نہ رہے اور اگر بعض مراد تو اس میں اُس کی کیا تخصیص، ایسی قدرت تو ہر پاگل چوپائے کو ہے۔ دیوبندی خدا وہ ہے جس[ع۳] نے ایسے کو اپنا سب سے اعلیٰ رسول چُنا جو اُس کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا خیالات عوام کے لائق اُس کی سمجھ تھی جس کی خطا اہل فہم پر روشن تھی، پھر یہ دیوبندی خُدا اُسے اس فاحش غلطی پر بھی نہ روکتا یا شاید خود بھی اپنا کلام نہ سمجھتا کیونکہ وُہ[ع۴] جاہل بھی ہوسکتا ہے، دیوبندی خدا وُہ ہے کہ جس دلیل سے اس کے خاتم النبیین کے سوا چھ[ع۵] خاتم النبیین اور ماننا خاتم کی شان بڑھانا ہے یوہیں اُسے تنہا خدا کہنا اُس کی شان گھٹانا ہے اُس کی بڑی بڑائی یہ ہے کہ بہت سے خداؤں کا خدا ہے کیا خدا ایسا ہوتا ہے، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ○

(۱۲) غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا غیر مقلد کا خدا سب کچھ ہے جو دیوبندی و وہابی کا، قال اللہ تعالٰی بعضھم من بعض[۱] اور وہ بعض زائدتیں اور زیادہ رکھتا ہے ایسا کہ جس[ع۶] کے دین میں کُتّا حلال، سوئر کی چربی حلال، سوئر کے گُردے حلال، سوئر کی تلی حلال، سوئر کی کلیجی حلال، سوئر کی اوجھڑی حلال، سوئر کی کھال کا ڈول بنا کر اس سے پانی پینا حلال وضو کرنا

ع۱ براہین قاطعہ ایمان گنگوہی صاحب ص ۴۷۔

ع۲ حفظ الایمان تھانوی صاحب ص ۷۔

ع۳ تحذیر الناس قاسم نانوتوی صاحب ص ۲ مع حدیث متواتر انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ع۴ تقویۃ الایمان ص ۲۰ وتصریح صریح مضمون مذکور محمود حسن دیوبندی۔

ع۵ تحذیر الناس نانوتوی ص ۲۷ و ۳۴۔

ع۶ آیہ کریمہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ[۲] میں کھانے کی صرف چار چیزوں میں حرمت کا حصر ہے جن میں کُتّا نہیں، اور سوئر کا گوشت ہے چربی گردے تلی کلیجی کھال نہیں اور ان کی حرمت میں کوئی صحیح صریح حدیث بھی نہیں اور ہو تو آیت کا رد نہیں کرسکتی لہٰذا غیر مقلدی دھرم میں یہ سب چیزیں حلال وشیر مادر ہیں۔

[۱] القرآن الکریم ۹ /۶۷ [۲] القرآن الکریم ۶ /۱۴۵

حلال، گندی خبیث شراب[1] سے نہا کر سارے کپڑے اس میں رنگ کر نماز پڑھنا حلال ایک وقت میں ایک عورت[2] متعدد مردوں پر حلال، وُہ جس نے آپ ہی تو حکم[1] دیا کر خود نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو اپنے علماء کی اطاعت کرو اپنے نیکوں کی پیروی کرو جب پوچھا اور اطاعت وپیروی کی تو شرک کی جڑ دی۔ وُہ جس نے ائمہ دین کی تقلید حرام وشرک ٹھہرائی اور پُوربی[2] بنگالی پنجابی بھوپالی کی فرض۔ وہ جس نے اپنے اور رسولوں کے سوا کسی کی بات حجت نہ رکھی اور بیچ میں چند محدثوں[3] اور جارحوں معدلوں کو کھڑا کرکے اُن کے قول کو کتاب وسنت کے برابر ٹھہرا کر حجیت دی یعنی یہ شریکِ الوہیت نہیں تو شریکِ رسالت ضرور ہیں، نہیں نہیں بلکہ شریکِ الوہیت ہی ہیں کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ[1] (انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ

---

[1] روضۂ ندیہ صدیق حسن بھوپالی ص ۱۲۔

[2] دیکھو ضمیمہ النیر الشہابی ص ۳۴ تا ۳۶۔

[3] قال اللہ تعالٰی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون[2] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔ ت)

وقال تعالٰی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم[3] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں۔ ت)

وقال تعالٰی واتبع سبیل من اناب الیّ[4]۔ ۱۲ (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ ت)

[4] کہ جو کچھ یہ کہہ دیں کہ قرآن حدیث سے ثابت ہے ان کے جاہلوں پر اس کا ماننا فرض ۱۲

[5] بخاری ومسلم فلاں فلاں نے حدیث روایت کردی صحیح ہوگئی، یحیٰی، نسائی، دارقطنی فلاں فلاں نے راوی کو ثقہ کہہ دیا ثقہ ہے، ضعیف کہہ دیا ضعیف ہے۔ اگرچہ یحیٰی وغیرہ تک سند خود منقطع ہو، ذہبی وابن حجر نے قال کہہ دیا سند صحیح ہے نووی کہا ضعیف ہے، یہ سب نری تقلید جامد ہے جس پر اللہ نے کوئی سند نہ اتاری، قرآن وحدیث سے اس کا کہیں ثبوت نہیں ۱۲

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳

[3] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

[4] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۵

کے سوا خدا بنالیا۔ت) نہ کہ رسلا من دون النبی (نبی کے سوا رسول۔ت) ہاں وہ جس نے آپ ہی تو اتباعِ ظن حرام اور افادۂ حق میں محض ناکام کیا[1] پھر ان چند کی ظنی روایات ظنی جرح و تعدیلات کا اتباع عین دین کردیا، تو بات کیا وہی کہ یہ مثل انبیاء معصوم ہیں، نہیں نہیں بلکہ دین غیر مقلدی کے ارباباً من دون اللہ جھوٹے خدا ہیں، وہ جس نے چند جاہلان عالم نما کے سوا جو ابوحنیفہ و شافعی پر منہ آتے اور اُن کے احکام پرکھنے کی اپنے میں طاقت بتاتے ہیں تمام عالم کو بے نتھا بیل کیا ہے کیونکہ وہ آپ دلیل نہیں سمجھ سکتے اور دُوسرے کی کہی ہُوئی اگرچہ بنگالی بھوپالی دہلوی امرتسری کی مان لیں کہ دلیل سے یہ ثابت ہے یہ تو وہی تقلید ہُوئی جو شرک ہے لہذا ضرور بے نتھے بیل ہیں، وہ کہ عام جہاں پر جس کے لئے کوئی حجت قائم نہیں ہوسکتی کہ حجت قائم ہو دلیل سے۔دلیل وہ خود سمجھ نہیں سکتے اور دُوسرے کی سمجھ پر اعتماد شرک۔ وہ جس نے (خاک بدہن خبیثاں) کھلے مشرکوں کو خیر امۃ کہا اور ان کے تین قرنوں کو خیر القرون کہلوایا جن کا روزِ اوّل سے آج تک یہی معمول کہ عامی کو جو مسئلہ پُوچھنا ہوا عالم سے پُوچھا عالم نے حکم بتادیا سائل نے مانا اور کاربند ہُوا صحابہ سے آج تک کبھی دلیل بتانے اور اُسے عامی کے اس قدر ذہن نشین کرنے کا کہ وہ خود سمجھ لے کہ واقعی یہ حکم قرآن و حدیث سے ثابت بروجہ صحیح غیر معارض و غیر منسوخ ہے ہرگز نہ دستور تھا نہ ہُوا نہ ہے تو پُوچھنے والے بے علم دلیل تفصیلی اُن کا فتوٰی مانا کئے اور یہی تقلید ہے اور تقلید شرک تو عہدِ صحابہ سے آج تک سب عامی مشرک ہُوئے اور وہ مفتی بے القائے دلیل اسی لئے فتوے دیتے رہے کہ یہ مانیں اور عمل کریں، تو صحابہ سے آج تک سب

---

[1] قال اللہ تعالٰی وما یتبع اکثرھم الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا[1]

قال تعالٰی ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا[2]

وقال تعالٰی لا تقف ما لیس لک بہ علم[3] ۱۲۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر، بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا (ت)

اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا (ت)

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۶

[2] " " ۵۳/ ۲۸

[3] " " ۱۷/ ۳۶

مفتیان وعلماء مشرک گروہ مشرک دوست ہوئے اور ہر مشرک خود مشرک اور اور مشرکوں سے بدتر تو غیر مقلد کے دھرم میں صحابہ سے اب تک تمام اُمت مشرک، لیکن غیر مقلد کا خدا انھیں کو خیر الامۃ اور خیر القرون کہتا کہلواتا ہے، پھر اس کی کیا شکایت کہ ایسوں کو کہا جو غیر مقلدی دھرم میں فرقوا دینھم وکانوا شیعا[1] تھے جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور جُدا جُدا گروہ ہوگئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن سے فتوٰی لیتے اور اُس پر چلتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن کی طرف تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن کے ساتھ تھے اور وہ اختلاف آج تک برابر قائم رہے، سب فریق مشورہ کرکے ایک بات پر عامل نہ ہونے تھے نہ ہوئے، قرآن عظیم میں ہمیشہ پڑھا کئے:

فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول[2]	جب تم میں کسی بات میں اختلاف ہو تو اُسے اللہ ورسول کی طرف رجوع کرو۔

اس پر نہ عمل کرنا تھا نہ کیا، اس پر عمل کرتے تو سب ایک نہ ہوجاتے کہ اللہ ورسول کا حکم ایک ہی تھا، مگر وہ اپنے ہی عالموں کے قول پر اڑے رہے مسعودی عمری عباسی نام نہ کہلانا کوئی چیز نہیں کام وہی رہا جو حنفی شافعی مالکی حنبلی نے کیا کام کام سے ہے نہ کہ نام سے۔ دین کے ایسے ٹکڑے کرنے والوں کو خیر امۃ وخیر القرون ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاشا للہ مالھم بذلک من علم ان ھم الا یخرصون[3] ○ سبحٰن رب العرش عما یصفون[4] (انھیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت)

تنبیہ: مسلمانو! تم نے دیکھا یہ ہیں گمراہ فرقے، اور یہ ہیں ان کے ساختہ خدا ما قدروا اللہ حق قدرہ[5] (اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ ت) اور ایک عام بات یہ ہے کہ کفر کیا ہے اُس بات کی تکذیب جو بالقطع والیقین ارشاد الٰہی عزوجل ہے اب یہ تکذیب کرنے والا اگر اُسے ارشاد الٰہی عزوجل نہیں مانتا تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کا یہ ارشاد نہیں حالانکہ خدا وہ ہے جس کا یہ ارشاد ہے تو اُس نے خدا کو کہاں جانا اور اگر اس کا ارشاد مان کر تکذیب کرتا ہے تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کی بات

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۵۹
[2] " " ۴/ ۵۹
[3] " " ۴۳/ ۲۰
[4] " " ۴۳/ ۸۲
[5] " " ۶/ ۹۱

جھٹلانا روا ہے اور خدا اس سے پاک و وراء و بلند و بالا ہے تو اس نے خدا کو کب جانا، حاصل وہی ہُوا کہ اتخذ الٰہہ ھوٰیہ[1] (اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا۔ت) اور یہاں سے ظاہر ہُوا کہ اس جہل باللہ میں نِرے دہریوں کے بعد جو سرے سے وجودِ خدا کے منکر ہیں سب سے بھاری حصہ ان وہابیوں اسمٰعیلیوں خصوصًا دیو بندیوں کا ہے کہ اور کافر تو اس سے کافر ہُوئے کہ اُنھوں نے خدا کو جھٹلایا خدا کو عیب لگایا مگر اُن میں ایسا کھلا بیباک مشکل سے نکلے گا جو اپنی زبان سے خود ہی کہے کہ ہاں ہاں اُس کا خُدا جھوٹا ہونے اور نہ صرف جھوٹ بلکہ ہر بڑے سے بڑے عیب ہر ناپاک سی ناپاک گندگی میں سننے کے قابل ہے یہودی نصرانی بھی شاید اسے کہتے جھجکیں گے یہ دعوٰی دھائی دیدے کی صفائی انہی صاحبوں کے حصہ میں آئی کہ اپنے معبود کے کذاب عیبی آلودہ ہونے کو دھڑلّے سے جائز کریں اور اُس پر تحریریں لکھیں چھاپیں اسی پر کمالِ اسلام کا مدار جانیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

تنبیہ: ان چند اوراق میں جو کچھ بیان ہُوا کتب و رسائلِ فقیر و اصحابِ فقیر میں بحمدہٖ تعالٰی مبسوط و مبرہن ہیں مسلمان انھیں حروف کو یاد رکھیں تو ضرور ضرور ان تمام بے دینوں کے سائے سے بچیں ان کی پرچھائیں سے دُور بھاگیں ان کے نام سے گھن کریں ان کے قال اللہ و قال الرسول کے مکر کے جال میں نہ پھنسیں، یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا تو بعونہٖ تعالٰی یہیں روشن ہوا اور اِن شاء اللہ الکریم، اِن شاء اللہ الکریم، اِن شاء اللہ الکریم وفی الاٰخرۃ[3] کل کے دن پر وہ برافگن ہو یعنی ثابت رکھے اللہ ایمان والوں کو حق دین پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، واللہ قدیر واللہ غفور رحیم ○ وللہ الحمد ؕ والیہ الصمد ؕ وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ؕ اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین ○

---

[1] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷

رسالہ

مجب العوار عن مخدوم بہار

۱۳ ھ ۳۹

(مخدوم بہار سے عیب کو روکنا)

مسئلہ از داناپور مرسلہ محمد حنیف خاں ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیضدرجت جناب اعلٰحضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی، گزارش یہ ہے کہ اسمٰعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی۔ یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب نے مینگنی سے مثال دی ہے اس کا کیا جواب ہے، حضور کا کوئی رسالہ یا فتوٰی ہے اس بارے میں یا نہیں؟

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

اوّلاً کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام سے منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں، بہت رسالے خصوصًا اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلًا ثبوت نہیں۔

ثانیًا کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں، بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواھر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں، کھلے ہوئے صریح کفر بھر دئے ہیں، جس پر درمختار میں علامہ مفتی ابوالسعود سے نقل کیا،

تیقنا ان بعض الیہود افتراہا علی الشیخ قدس اللہ سرہ[۱]

ہم کو یقین ہے کہ شیخ قدس اللہ سرہٗ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں۔

حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام میں ہے:

قریش اعلیٰ جد مصطفےٰ بود و او دو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود و دوم را نام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است و ابوبکر از نسل تیم است[۲]

ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم، پیغامبر ہاشم کی نسل سے اور ابوبکر تیم کی نسل سے ہیں۔

کوئی جاہل سے جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا، اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے نہ کہ معاذ اللہ توہین شانِ رسالت، یہ دیباچہ ہی میں سے کسی کا الحاق ہے۔

ثالثاً امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل ابو لؤلؤ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ذلک ثبت متواتراً، فلا یجوز ان یرمی المسلم بفسق اوکفر من غیر تحقیق۔[۳]

یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولا علی اور ابولؤلؤ نے امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں۔

اس کے بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اگر وہ کافر نہ تھا۔ یوں ہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے اگر وہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کرکے کاپی ہوئی سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ اسناد اور بات ہے۔ اور ایسے

---

[۱] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۸

[۲] کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام

[۳] احیاء العلوم والدین کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۳/۱۲۵

امر میں جسے مسند کلمۂ کفر بنایا اور اس سے توہینِ شانِ رسالت کے جواز پر سند لانا ہے، اس پر اعتماد اور بات، علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعۂ ثقات ہو۔

خطیب بغدادی بطریق عبد الرحمان سلمی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا:

اذا وجد احدکم کتابا فیہ علم لم یسمعہ عن عالم فلیدع باناء وماء فلینقعہ فیہ حتی یختلط سوادہ فی بیاضہ[1]

جب تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہو جائے۔

فتاویٰ حدیثیہ امام زین الدین عراقی سے ہے:

نقل الانسان مالیس لہ بہ روایۃ غیر سائغ بالاجماع عند اھل الدرایۃ[2]

یعنی علمائے کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند متصل نہ رکھتا ہو اس کا نقل اسے حلال نہیں۔

ہاں اگر اس کے پاس نسخۂ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخۂ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخۂ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخۂ مصنف یا اور ثقہ نے کیا دو سا نطہ زیادہ ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقۂ روایت ہے، اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

قالوا ما وجد فی نسخۃ من تصنیف فان وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا المصنف او ثقۃ غیرہ بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وھکذا جاز الجزم بنسبتھا الی صاحب ذٰلک الکتاب وان لم یوثق لم یجزم[3]

یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے کسی نسخہ میں ملے اگر صحتِ نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا، یوں ہی اس ناقل تک، جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔

---

[1] الفتاوی الحدیثیہ بحوالہ الخطیب مطلب فی ان الانسان لایصح لہ الخ المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۶۵
[2] " " " " " " " " " " " ص ۶۴
[3] " " " " " " " " " " " ص ۶۵

مقدمۂ امام ابوعمرو بن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ انھوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا تم نے لکھ لیا؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: مقابلہ کرلیا؟ کہا: نہ۔ فرمایا: لم تکتب[1] تم نے لکھا ہی نہیں۔ اسی میں امام شافعی و یحیٰی بن ابی کثیر سے ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا:

من کتب ولم یعارض کمن دخل الخلاء ولم یستنج[2]۔

جس نے لکھا اور مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پاخانہ میں داخل ہے اور استنجا نہ کیا۔

اسی میں ہے:

اذا اراد ان ینقل من کتاب منسوب الی مصنف فلا یقل "قال فلان کذا وکذا" الا اذا وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلہا ھو او ثقۃ غیرہ باصول متعددۃ[3]۔

جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحتِ نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خواہ اور ثقہ نے اسے متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو۔

اسی میں ہے:

یطالع احدھم کتابا منسوبا الی مصنف معین وینقل منہ عنہ من غیر ان یثق بصحۃ النسخۃ قائلا "قال فلان کذا وکذا او ذکر فلان کذا وکذا" والصواب ماقدمناہ[4] اھ و لفظ الفتاوی الحدیثیۃ عنہ والصواب ان ذٰلک لایجوز[5]۔

کسی معین مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کردیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحتِ نسخہ پر وثوق (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلاواسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں مثلاً یوں کہے کہ فلاں نے یوں یوں کہا یا فلاں نے یوں یوں ذکر کیا، حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح النوع الخامس والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹۲
[2] " " " " " " " " " "
[3] " " " النوع الرابع والعشرون " " " ص ۸۷
[4] " " " " " " " " " "
[5] الفتاوی الحدیثیۃ مطلب ان الانسان لایصح لہ ان یقول الخ المطبعۃ الجمالیۃ مصر ص ۶۵

امام نووی نے تقریب میں فرمایا:

فان قابلہا باصل محقق معتمد اجزأہ[1] — اگر ایک اصل تحقیقی معتمد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے۔

یعنی اصولِ معتمدہ متعددہ سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے، یہ اتصال سند اصل وہ شیئ ہے جس پر اعتماد کرکے مصنف کی طرف نسبت جائز ہوسکے، اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغییر و تحریف نہ ہُوئی، اسے بھی مثل اتصالِ سند جانا اور وُہ ایسا ہی ہے، مقدمہ امام ابوعمرو نوع اول میں ہے:

آل الامران الاعتماد علی ما نص علیہ فی تصانیفھم المعتمدۃ المشھورۃ التی یؤمن فیھا لشھرتھا من التغییر والتحریف[2] (ملخصاً) — یعنی آخر قرارداد اس پر ہُوا کہ اعتماد اس پر ہے جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغییر و تحریف سے امان ہو۔ (ملخصاً)

فتح القدیر و بحرالرائق و نہرالفائق و منح الغفار میں فرمایا:

علی ھذا لو وجدنا بعض نسخ النوادر فی زماننا لایحل عزو ما فیھا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانھا لم تشتھر فی دیارنا ولم تتداول[3] — یعنی اگر کتب ستہ کے سوا اور کتب تلامذۂ امام کے بعض نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابویوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہُوئیں۔

تداول کے یہ معنے کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کی مطمحِ نظر رہی ہو، جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیرِ نظر آچکے اور وُہ بحالتِ موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کئے، زبانِ علماء میں صرف وجودِ کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پُرظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود، تداول درکنار کوئی سندِ متصل بھی نہیں، نہ کہ تواتر جو ایسی نسبت کے لئے لازم ہے۔ رہا وجودِ نسخ، اتفاقی متعدد بلکہ کثیر و وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوتِ تواتر کو بس نہیں، جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جُداجُدا اصل مصنف سے نقل کئے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہُوتے، ورنہ ممکن کہ بعض نسخ محرفہ ان کی اصل ہوں، ان میں الحاق ہُوا اور یہ اُن سے نقل و نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے، جیسے آج کل کی

---

[1] تقریب النواوی مع تدریب الراوی — النوع الاول الصحیح — دار الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۱۵۰

[2] مقدمہ ابن الصلاح — ؍؍ — فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹

[3] فتح القدیر — کتاب الحوالہ — مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۶۰

محرف بائبل کے ہزارہا ہزار نسخے، فتوحاتِ مکیہ کے تمام مصری نسخے نسخۂ محرفہ سے منقول ہوئے اور اسی کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وہ گھر گھر موجود ہیں، حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلۂ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت نہیں، واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل[1] (اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ ت) علامہ شامی کا ظن پر اکتفا صاف باتوں کے لئے وجہ ہے مگر ایسے امر میں اس پر قناعت قطعاً حرام ہے، ورنہ معاذ اللہ اکابر ائمہ و اعاظم علماء کی طرف نسبتِ کفر ماننی پڑے، ہماری نظر میں ہیں وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء معتمدین مثل امام ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہما کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں، اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں، ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۰ پر ہے:

ماسمی بہ الرب نفسہ و سمی بہ مخلوقاتہ مثل الحی والقیوم والعلیم والقدیر[2]

نام کہ رب تعالٰی نے اپنے لئے اور مخلوق کے لئے مقرر فرمائے وہ مثل حی، قیوم، علیم، قدیر ہیں۔ (ت)

اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے، حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر[3]

جو اللہ تعالٰی کے مخصوص ناموں میں سے کسی نام کا اطلاق مخلوق پر کرے، جیسے قدوس، قیوم اور رحمٰن وغیرہ، تو وہ کافر ہوجائے گا۔ (ت)

اسی طرح اور کتابوں میں ہے، حتی کہ خود اسی شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۴۵ میں ہے:

من قال لمخلوق یاقدوس او القیوم او الرحمٰن کفر[4]

جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے کافر ہوجائے۔

پھر کیونکر مان سکتے ہیں کہ وہ صفحہ ۴۰ کی عبارت علی قاری کی ہے ضرور الحاق ہے اگرچہ کتاب اجمالاً مشہور و معروف ہے، بخلاف کلماتِ اسمٰعیل کہ موافق و مخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں، مخالفین رد کرتے ہیں،

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۴

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر اللہ سبحانہ اوجد المخلوقات مصطفی البابی مصر ص ۳۹

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ثم ان الفاظ الکفر انواع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۹۰

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

موافقین تاویلیں کرتے ہیں، اب یہیں دیکھئے اس چہار والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی، خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہُوئے، جامع مسجد دہلی میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے اعزّہ واخص تلامذہ مثل مفتی رشیدالدین خاں صاحب وشاہ موسیٰ صاحب نے مناظرے کئے، الزام دیے، نہ اس نے کہا کہ یہ کلمات میرے نہیں، نہ اس کے ہواخواہوں نے، جب سے آج تک، تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالتِ موجودہ اسے مثل قرآن وعین ایمان مان رہے ہیں ان پر رَد میں توکسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں کمالا یخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

رابعًا ایسی جگہ خلق سے مراد وُہ ہوتے ہیں جو عظمتِ دینی سے اصلاً حصّہ نہیں رکھتے۔ شیخ سعدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ؎

نگہدار وآں شوخ درکیسہ در   کہ داند ہمہ خلق راکیسہ بُر[1]

(وہ چالاک جیب میں موتیوں کو محفوظ رکھتا ہے جو ساری مخلوق کو جیب تراش سمجھتا ہے۔ ت)

ابلیس ہوگا وُہ جو کہے کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معاذاللہ گرہ کاٹ جانے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم ہے:

اوّل وُہ کہ عظمتِ دینی رکھتے ہیں جن کے سرور وسردار مطلق حضور سید المرسلین ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم، پھر باقی حضرات انبیاء وملائکہ واولیاء واہلبیت وصحابہ، پھر دیگر علماء وصلحاء واتقیاء، پھر سلاطینِ اسلام، پھر عام مومنین۔ نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف وکتبِ فقہ وحدیث، صفاتِ جمیلہ مثل ایمان وعلم، اعمالِ صالحہ مثل نماز وحج، اخلاقِ فاضلہ مثل زہد وتواضع۔ اماکن مقدسہ مثل کعبۂ مکرمہ وروضۂ منورہ، غرض جملہ اشخاص واشیاء جن کو مولٰی عزّوجل سے علاقۂ قُرب ہے، اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عزّوجل ہی کی تعظیم ہے اور ان کی عزّت اسی کی عزّت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القراٰن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط[2]۔	بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بُوڑھے مسلمان کی عزّت کرنی اور حافظِ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دُوری کرے، اور حاکم عادل کی۔

---

[1] بوستانِ سعدی   باب اول   منشی گلاب سنگھ لکھنؤ   ص ۱۲۸

[2] سُنن ابو داود   کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم   آفتاب عالم پریس لاہو   ۲/۳۰۹

رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(اسے ابوداؤد نے سندِ حسن کے ساتھ ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولٰی عزوجل فرماتا ہے: فان العزۃ للہ جمیعا[1] عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور خود فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون[2]

عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزتِ الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصّے ہوجاتے، ایک حصہ اللہ کے لئے، ایک رسول کا، ایک مومنین کا۔ حالانکہ رب عزوجل فرماچکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے، تو قطعاً ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کرنے والوں کو قرآن عظیم کافر فرماتا ہے، ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا:

یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ[3]

اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

پھر فرمایا: اولٰئک ھم الکٰفرون حقا[4] یہی پکّے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت و عظمت سے جدا ماننی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے ؎

خاصانِ خدا خدا نباشند　　لیکن ز خدا جدا نباشند

اللہ تعالٰی کے خاص بندے خدا نہیں لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں۔ (ت)

ولہذا ان کی تعظیم مدارِ ایمان ہوئی، اور ان کی ادنٰی توہین کفر۔ ارسالِ رسول کا ایک مقصدِ اعلٰی تعظیم و توقیرِ رسول ہے،

قال اللہ تعالٰی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا ○ لتؤمنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ وتوقروہ[5]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے نبی! ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ، اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۹
[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۸
[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۰
[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۱
[5] القرآن الکریم ۴۸/ ۸ و ۹

دوم وہ کہ عظمتِ دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انھیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے توبعد ہی ہے، ان کے بدتر و ذلیل تر کفار و مشرکین و مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین ہیں، پھر باقی ضالین نیز صفاتِ رذیلہ مثل کفر و ضلال، اعمالِ خبیثہ مثل زنا و شرب خمر، اخلاقِ رذیلہ مثل تکبر و عجب۔ اماکن نجسہ مثل معابدِ کفار، غرض دنیا و مافیہا جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ما کان منہا للہ عزوجل۔[1] رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ و الضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔

دُنیا ملعون ہے اور دُنیا جو کچھ ہے ملعون ہے مگر وُہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لئے ہو۔ (اسے ابونعیم نے حلیہ میں اور ضیاء نے مختارہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالماً او متعلماً۔[2] رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ و الطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

دُنیا پر لعنت ہے اور دُنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین (اس کو ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالٰی۔[3] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دُنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو (اسکو طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۵۷

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲ - ۳۱۳

[3] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر کتاب الزہد باب ماجاء فی الریاء دار الکتاب بیروت ۱۰/ ۲۲۲

ان الذین یحادّون اللہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلّین[1]

بیشک اللہ ورسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالٰی:

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنّم خٰلدین فیھا اولٰئک ھم شرّ البریّۃ ○ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریّۃ[2] ○

بیشک تمام کافر کتابی ومشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوقِ الٰہی سے بدتر ہیں (اونٹ کی مینگنی سے بدتر، کتّے سوّر کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ تمام مخلوقِ الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ وعرش سے بہتر، ملائکہ سے بہتر)

جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہوگئیں اور واضح ہوا کہ قسمِ اول کی تعظیم تعظیمِ الٰہی سے جُدا نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کی تعظیم، تو محلِ تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولٰی عزّوجل سے علاقۂ قرب نہیں، علاقۂ قرب والے تو جانبِ خالق میں ہیں نہ کہ جانبِ غیر میں۔ دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، ملتقط پھر درمختار میں قبیل فصل فی البیع نیز فتاوٰی عالمگیر یہ باب ۲۸ میں ہے:

التواضع لغیر اللہ حرام[3] (غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔ ت)

حالانکہ ماں باپ کے لئے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے:

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ[4] ماں باپ کے لئے نرم دلی سے ذلّت کا بازو بچھا۔

اپنے استاد بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے:

تواضعوا لمن تعلمون منہ وتواضعوا لمن تعلمونہ ولاتکوا جبابرۃ العلماء[5] رواہ

جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور گردن کش عالم

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/۲۰ [2] القرآن الکریم ۹۸/۶ و ۷
[3] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵
[4] القرآن الکریم ۱۷/۲۴
[5] الجامع لاخلاق الراوی عن عمر باب ذکر ما ینبغی للراوی والسامع دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹
اتحاف السادۃ عن ابی ہریرہ فضیلۃ الحلم دارالفکر بیروت ۸/۲۷

الخطیب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ | نہ ہو (اسے خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

بلکہ خود حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا ہے:

واخفض جناحك للمؤمنین[1] مومنوں کے لئے اپنا پہلو جھکا ئیے۔

اور فرمایا:

واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنین[2] اپنے پیرو ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمائیے۔

بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو، ولہٰذا ردالمحتار میں اس عبارت درمختار کی شرح کی: ای اذلال النفس لنیل الدنیا[3] یعنی تواضع لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ دُنیا ملنے کے لئے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ[4] رواہ احمد و مسلم والنسائی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ۔ | اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے (اسے احمد اور مسلم اور نسائی نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا۔ ت)

حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے:

من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار[5] رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ | جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہو جائے (اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا۔ ت)

تو وجہ وہی ہے کہ اکرامِ مہمان مکارمِ اخلاق سے تھا اور مکارمِ اخلاق سے رضائے الٰہی مطلوب، مہمان کے لئے ذبح کرنا غیر اللہ کے لئے ذبح نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کے لئے۔ صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اُونٹ کی

---

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۸۸

[2] " ۲۶/ ۲۱۵

[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[4] صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۰

[5] السیاق فی ذیل التاریخ نیشاپور

مینگنی سے حقیر تر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جس کی تعظیم تعظیم الٰہی نہیں، جسے مولیٰ عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا، یہ صُوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا، ملعون ملعون ملعون ہے وُہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف و انبیاء کرام کو مینگنی سے حقیر تر بتایا ہے، کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا، کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا، کیا تمام دین و شریعت و اسلام پامال نہیں کرتا، قرآن و حدیث و شریعت و دین و اسلام و ایمان جن کی تعظیم کے حکم سے مملو ہیں، جن کی ادنیٰ توہین کو کفر بتا رہے ہیں، کیا ان کی ایسی تحقیر کرنیوالا بجہنم[ع]، اس مردود کو مسلمان جاننے والا مسلمان رہ سکتا ہے،

کلّا واللہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یؤمنون[1] بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (ت)

حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں، ہاں یہی کافر ملعون و مرتد و شیطان و ابلیس ہیں جو ان کے کلام کو (اگر ان کا کلام ہے) ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں وما کفر سلیمٰن ولٰکن الشیٰطین کفروا[2] سلیمان نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے، قٰتلھم اللہ انّی یؤفکون[3] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت) بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی اسمٰعیل علیہ اللوم و التذلیل کہ اس نے چوڑھے چمار اور چمار سے بھی ذلیل اور نا کارے لوگ اور ذرہ ناچیز سے کمتر یہ ناپاک الفاظ صراحۃً تمام انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام کو کہے، اس نے شرک کی چار قسمیں گھڑیں اور ان میں صراحۃً انبیاء و اولیاء و بھوت پری سب کو یکساں رکھا۔ تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۱ھ ص ۹ مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے، اس بات میں اولیاء، انبیاء، شیطان، بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے معاملہ کرے گا مشرک ہوجائے گا خواہ انبیاء سے خواہ اولیاء سے کرے خواہ بھوت سے[4]۔

صفحہ ۱۲ جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دُور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی

ع: کذا فی الاصل لعلہ " بجہنم نہیں "۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۸

[2] " ۲/ ۱۰۲

[3] " ۹/ ۳۰

[4] تقویۃ الایمان باب اول توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۶

کرے، ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے[۱]۔
صفحہ ۲۵ "جو کوئی کسی نبی ولی بھوت پری کو ایسا جانے وہ مشرک ہے[۲]"
صفحہ ۱۵ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی نبی بھوت پری کا سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنیوالے پر شرک ثابت[۳]
وغیر ذلک مقامات، تو اس کا کلام قطعاً ماسوی اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء و اولیاء کے بالخصوص نام انھیں بیانات ص ۹، ۱۱، ۱۲ کے ثبوت میں اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول ص ۲۲ میں کہا: "ہمارا خالق جب اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہیے اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر"۔ ص ۱۶ میں کہا: "جس نے اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا، جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر، اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے[۴]"۔ فصل سوم ص ۳۵ پر کہا: "ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے[۵]"۔
فصل پنجم ص ۳۷ پر کہا: "سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں[۶]"۔
ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا، جن کو اللہ سے علاقہ نہیں بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں، اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوہڑے چمار سے ذلیل ناکارے لوگ ذرہ ناچیز سے کمتر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء اور خود سید الانبیاء صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[۷] (اب جان جائینگے ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھاتے ہیں۔ ت)

---

[۱] تقویۃ الایمان	باب اول توحید و شرک کے بیان میں	مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور	ص ۸
[۲] "	الفصل ثانی فی رد الاشراک فی العلم "	" "	ص ۱۵
[۳] "	الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ "	" "	ص ۲۸
[۴] "	الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک "	" "	ص ۱۳
[۵] "	" " " "	" "	ص ۱۰
[۶] "	الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف "	" "	ص ۲۰
[۷] "	الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات "	" "	ص ۳۸

[۸] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خامساً وہابیہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے تو اہی نخواہی مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا اور یہ کہ تمام انبیاء و اولیاء و حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء سب کو کہا والعیاذ باللہ تعالٰی، اب ان سے پُوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانیوالا مکار عیار اور اس سے توہین شانِ رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں، اور اگر کہیں کہ ہاں وُہ حق ہے، اور حضرات انبیاء و سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کُھل گیا، ہر بچہ ہر بے علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وُہ تین باتوں پر فوراً یقین کرلے گا:

(۱) یہ جو انبیاء کرام و اولیاء عظام وخود حضور اقدس سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے ہیں قطعاً کافر ہیں، اور اللہ و رسول کے کُھلے دشمن، کیا اسلام نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یہی عظمت سکھائی ہے، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین[1] (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ ت)

(۲) اُسے صاف روشن ہوجائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وُہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔ جن کے غلامانِ غلام کے غلامانِ غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہُوئے اگر انھیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے، اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھناؤنی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق، مگر حاشا اللہ بات وہی ہے کہ وماکفر سلیمٰن ولکن الشیٰطین کفروا[2] (اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہُوئے۔ ت) حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر رہے ہیں۔

(۳) کُھل جائیگا کہ اسمٰعیل دہلوی کے نجس اقوال ایسے ہی خبیث و ناپاک ہیں کہ ان کے بنانے کے لئے انبیاء و اولیاء وخود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دُشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے، پھر وُہ گالیاں اللہ و رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں، وہ پاک و منزّہ ہیں، انھیں اسمٰعیل پرستوں کے کفر خبیث پر اور رجسٹری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/۱۸

[2] " " ۲/۱۰۲

اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم وخلیفۂ اعظم محمد رسول اللہ کی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔

واخذ اعداءہ باشد النقم اٰمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اللہ تعالٰی آپ کے دشمنوں سے سخت انتقام لے، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالٰی اعلم، اس جل مجدہ کا علم اتم واکمل ہے (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

رسالہ

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ

(جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب)

مسئلہ از امرتسر کٹرہ گربا سنگھ، کوچہ ٹنڈا شاہ، مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب واعظ ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

باسمہٖ سبحانہٗ، مستفتی نے ظاہر کیا کہ ایک شخص نے درانحالیکہ مسلمان تھا ایک مسلمہ سے نکاح کیا، زوجین ایک عرصہ تک باہم معاشرت کرتے رہے، اولاد بھی ہُوئی، اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہوکر صبغ عقاید کفریہ مرزائیہ سے مصطبغ ہوکر علٰی رؤس الاشہاد ضروریاتِ دین سے انکار کرتا رہتا ہے، سو مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعًا مرتد ہوچکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہوچکی اور منکوحہ مذکورہ کا کُل مہر معجل مؤجل مرتد مذکور کے ذمہ ہے اولادِ صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل چکی یا نہ؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کرکے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

خلاصہ جواباتِ امرتسر

(۱) شخص مذکور بباعث آنکہ ہمعقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاقِ علمائے دین کافر ہے، مرتد ہوچکا، منکوحہ

زوجیت سے علیحدہ ہوچکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہوچکا، مرتد کو اپنی اولادِ صغار پر ولایت نہیں،

ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ۔

(۲) شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں، اور دعوٰی نبوت کا بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بالاجماع کُفر ہے، جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہُوا، پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوگئی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے، اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے۔ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی

(۳) لاشك فی ارتداد من نسب المسمریزم الذی هو من اقسام السحر الی الانبیاء علیهم السلام واهانت روح اللہ عیسٰی بن مریم علیهما السلام وادعی النبوة وغیرها من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمة لاشك فی فسخه لکن لها المهر والاولاد الصغائر۔

ابوالحسن غلام مصطفٰی عفی عنہ

بیشک جو شخص جادو کی قسم مسمریزم کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرے اور حضرت روح اللہ عیسٰے بن مریم علیہما السلام کی توہین کرے اور نبوت کا دعوٰی وغیرہ کفریات کا ارتکاب کرے جیسے مرزا قادیانی، تو اس کے مرتد ہونے میں کیا شک ہے؟ تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح بلاشک فسخ ہوجائے گا لیکن اس مسلمان عورت کو مہر و اولاد کا استحقاق ہے۔ ابوالحسن غلام مصطفٰے عفی عنہ (ت)

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے، نکاح منفسخ ہُوا، اولاد عورت کو دی جائے گی، عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔ ابو محمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ

(۵) انچہ علمائے کرام از عرب و ہند و پنجاب در تکفیر مرزا قادیانی و معتقدان وے فتوٰی دادہ اند ثابت و صحیح ست قادیانی خود را نبی و مرسل یزدانی قرار میدہد و توہین و تحقیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و انکار معجزات شیوہ اوست کہ از تحریراتش پر ظاہر ست (نقل عبارات ازالہ رسائل مرزاست)۔

احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی

علماء عرب و ہند و پنجاب نے مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تکفیر کا جو فتوٰی دیا ہے وہ صحیح و ثابت ہے، مرزا قادیانی اپنے کو نبی و رسولِ یزدانی قرار دیتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین تحقیر کرنا اور معجزات کا انکار کرنا اس کا شیوہ ہے جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے (یہ عبارات ازالہ اوہام میں منقول ہیں جو کہ مرزا کے رسائل میں سے ایک رسالہ ہے) احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی۔ (ت)

(۶) احقر العباد خدا بخش امام مسجد شیخ خیر الدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعیِ نبوت و رسالت ہے (نقل عباراتِ کثیرہ ازالہ وغیرہ یا تحریرات مرزا) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں۔ ابو الوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریاتِ دین سے انکار ہے نیز دعویٰ رسالت کا بھی، چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے صراحۃً لکھا ہے کہ میں رسول ہوں، لہذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے، اولادِ صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہیے اور مہر معجل اور مؤجل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہیے۔
ابو تراب محمد عبد الحق بازار صابونیاں۔

(۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست وہ بھی کافر مرتد ہے۔ صاحبزادہ صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی بٹالہ شریف۔

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعوی اور ضروریاتِ دین کا انکار بیشک کفر و ارتداد ہے ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ نور احمد عفی عنہ

از جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب امرتسری بنام سامی حضرت عالم اہلسنت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد و بدعات دافع جہالت وضلالات مفخر العلماء الحنفیہ قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ النجدیہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب متعنا اللہ بعلمہ تحفہ تحیات و تسلیمات مسنونہ رسانیدہ مکشوف ضمیر مہر انجلا آنکہ چوں دریں بلاد از مدت مدیدہ بظہور دجال کذاب قادیانی فتور و فساد برخاستہ است بموجب حکم آزادگی بہ ہیچ صورتے در چنگ علماء آں شہری رہزن دین اسلام نمی آید اکنوں ایں واقعہ درخانہ

بخدمت شریف جناب فیض مآب، قامع فساد و بدعات، جہالت و گمراہی کو دفع کرنے والے، حنفی علماء کا فخر، گمراہ نجدی فرقہ کے اصول کو مٹانے والے مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے علوم سے بہرہ ور فرمائے۔ سلام و تحیت مسنونہ پیش ہوں، دلی مراد واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور و فساد برپا ہوا ہے قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہو سکی ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے ہاں ہوا ہے کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت

یک شخص حنفی شد کہ زنے مسلمہ در عقد شخصے بودہ آں مرد مرزائی گردید زن مذکورہ از وے ایں کفریات شنیدہ گریز نمودہ بخانہ پدر رسید لہذا برائے آں و برائے سد آیندہ و تنبیہ مرزائیاں فتوی ہذا طبع کردہ آید امید کہ آں حضرت ہم بمہر و دستخط شریف خود مزین فرمایند کہ باعثِ افتخار باشد سفیر از ندوہ کہ نام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر از مدت دو ماہ شدہ است فتوائے ہذا نزد وے فرستادم مشار الیہ دستخط نمود و گفت اگر دریں فتوی دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود خاکش بدہن از ایں جہت مردماں بلدہ را بسیار بدظنی در حق ندوہ می شود زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللہ عن الاسلام والمسلمین۔ الملتمس بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کٹڑہ کربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ۔

تھی وہ شخص مرزائی ہوگیا اس کی مذکورہ عورت نے اس کے کفریات سُن کر اس سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے والد کے گھر چلی گئی، لہذا اس واقعہ اور آئندہ سدِ باب اور مرزائیوں کی تنبیہ کے لئے یہ فتوٰی طبع کرایا ہے امید ہے کہ آپ بھی اپنی مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے جو کہ باعثِ افتخار ہوگا۔ ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام محمد ہوشیار پوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے میں نے یہ فتوٰی اس کے پاس بھیجا تاکہ وُہ دستخط کردے تو اس نے کہا اگر میں اس فتوٰی پر دستخط کئے تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہوجائیں گے اس کے منہ میں خاک ہو، اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہوگئے ہیں، مزید کیا لکھوں، اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء عطا فرمائے، الملتمس گناہ گار بندہ واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کٹڑہ کربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ۔ (ت)

الجواب

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ وصحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذبك من ھمزٰت الشیطٰن واعوذبك رب ان یحضرون۔

تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جس کے بعد نبی نہیں ہے اور اس کی آل واصحاب پر جو عزت وکرامت والے ہیں، اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی کھلی بدگوئیوں سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں انکے حاضر ہونے سے۔ (ت)

اللہ عزوجل دینِ حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و وبال و نکال سے بچائے، قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح و مثلِ مسیح کہنا تو شہرہ آفاق ہے اور بحکم آنکہ ع

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

(شراب کے تمام عیب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر۔ ت)

فقیر کو بھی اس دعوٰی سے اتفاق ہے کہ مرزا کے مسیح و مثیل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجال علیہ اللعن والنکال، پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولدا عز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ تعالٰی نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علٰی اسراف القادیانی مسمّٰی کیا، یہ رسالہ حامیِ سُنن، ماحیِ فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی صینَ عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمادیا، بحمداللہ تعالٰی اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا، اور اللہ عزّوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت و نجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں ان میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجوہ کثیرہ کفر و ارتداد مبین ہے فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے:

کفر اوّل: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے: "میں احمد ہوں جو آیت مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے"[1]۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسٰی بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزّوجل نے تمہاری طرف رسول بناکر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم: توضیح مرام طبع ثانی صفحہ ۹ پر لکھتا ہے کہ "میں محدث ہوں اور محدث[عــــہ] بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے"[2]۔

عــــہ لا الٰہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ایہا المسلمون (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دشمن خدا نے جھوٹ بولا اے مسلمانو! ۔ ت) سید المحدثین امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ انھیں کے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] و [2] توضیح المرام مطبوعہ ریاض الہند امرتسر ص ۱۶

کفر سوم: دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر لکھتا ہے: "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا[1]"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

واسطے حدیث محدثین آئی انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منهم احد فانه عمر بن الخطاب[2]۔ رواہ احمد والبخاری عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم والترمذی والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدّث ہوتے تھے یعنی فراستِ صادقہ والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (اسے احمد اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ ت)

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد فرمایا:

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب[3]۔ رواہ احمد والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔ (اسے احمد و ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور طبرانی نے کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃً نہ محدث ہے نہ محدث، یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہوگیا الا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین (خبردار، جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ ت) والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

---

[1] دافع البلاء | مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان | ص ۲۶

[2] صحیح البخاری | مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۱/ ۵۲۱

جامع الترمذی | " " " | امین کمپنی مکتبہ رشیدیہ دہلی | ۲/ ۲۱۰

[3] صحیح البخاری | " " " | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۱/ ۵۲۰

المستدرک للحاکم | معرفۃ الصحابۃ | دار الفکر بیروت | ۳/ ۸۵

جامع الترمذی | مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ | امین کمپنی دہلی | ۲/ ۲۰۹

37

کفرچہارم: مجیب پنجم نے نقل کیا "نیز میگوید کہ خدائے تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔" ان اقوال خبیثہ میں اوّلاً کلامِ الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیۂ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر افترا کیا وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً اللہ عزوجل پر افترا کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون۔[1] بیشک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹے بہتان اُٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور فرماتا ہے:

انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون[2] ایسے افترا وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

رابعاً اپنی گھڑی ہُوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں یوں فرمایا ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا، فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون[3] خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماعِ قطعی کفر صریح ہے، فقیر نے رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوں کو جلوہ دیا، اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶
[2] " " ۱۶/۱۰۵
[3] " " ۲/۷۹

تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرضِ اجل وجزءِ ایقان ہے "ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین"[1] (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنٰی ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ قول دوم وسوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبر دار یا خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔

اوّلاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعمادی لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر[2]

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا بزبانِ فارسی کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔

امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن ابی سلیمٰن صاحب سحنون رحمہما اللہ تعالٰی فی رجل قیل لہ لا وحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذا و ذکر کلاما قبیحا، فقیل لہ ماتقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال لہ اشد من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سألہ اشھد علیہ وانا شریکك یرید فی

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالٰی سے ایک مرد کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمنِ خدا! تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[2] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳

قتله و ثواب ذٰلك قال جبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل[1]

اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہُوں، (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں) امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوٰی مسموع نہیں ہوتا۔

مولانا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں،

ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فانه ارسل من عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالة العرفیة بالارادة اللغویة وھو مردود عند القواعد الشرعیة۔[2]

یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل قواعدِ شرع کے نزدیک مردود ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

ھذا حقیقة معنی الارسال وھذا مما لاشك فی معناه وانكاره مكابرة لكنه لایقبل من قائله ادعاؤه انه مراده لبعده غایة البعد وصرف اللفظ عن ظاھره لایقبل كما لوقال انت طالق قال اردت محلولة غیر مربوطة لایلتفت لمثله ویعد ھذیانا اھ ملتقطا۔[3]

یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلاشک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے بایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دُور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تُو کھلی ہُوئی ہے بندھی نہیں ہے (کہ لغت میں طالق "کشادہ" کو کہتے ہیں)، تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ثانیاً وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح و فضل جانتا ہے، نہ ایک ایسی بات کہ ؎

دندان تو جملہ در دہانند ... چشمان تو زیر ابروانند

(تیرے تمام دانت منہ میں ہیں، تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں۔ ت)

---

[1] الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول مطبع شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۰۹

[2] شرح الشفاء لملّا علی قاری مع نسیم الریاض " دار الفکر بیروت ۴/ ۳۴۳

[3] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض " " "

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محلِ مدح میں ذکر نہ کریگا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہینِ احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے، کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائیگا، اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا اُن مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں، اللہ نے انھیں عدم سے جو نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں: ؎

۱	کل یوم ھو فی شان بخواں	مر ورا بیکار و بے فعلے مداں
۲	کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں	کو سہ لشکر روانہ میکند
۳	لشکرے ز اصلاب سوئے امہات	بہر آں تا در رحم روید نبات
۴	لشکرے ز ارحام سوئے خاکداں	تا ز نر و مادہ پر گردد جہاں
۵	لشکرے از خاکداں سوئے اجل	تا ببیند ہر کسے حسن عمل[1]

(۱) روزانہ اللہ تعالٰی اپنی شان میں، پڑھ، اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ (۲) اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے (۳) ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے (۴) ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف، تاکہ نر و مادہ سے جہان کو پُر فرمائے (۵) ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب، تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔ت)

حق عزوجل فرماتا ہے:

فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم[2]

ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹڈی اور مینڈک اور جوں اور گھُنتے اور سور سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر وشجر بہت سے علوم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت،

---

[1] المثنوی المعنوی قصہ آنکس کہ در یارے بکوفت گفت الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۷۹

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۳۳

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں : ؎

ماسمیعیم و بصیریم و خوشیم　　　باشما نامحرماں ما خامشیم[1]

(ہم آپس میں سُننے، دیکھنے والے اور خوش ہیں، تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں ۔ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم[2]۔

کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی ۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مامن شیئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ او فسقۃ الجن والانس[3]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وصححہ خاتم الحفاظ۔

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔ (طبرانی نے کبیر میں یعلی بن مرہ سے روایت کیا اور خاتم الحفاظ نے اسے صحیح کہا۔ ت)

حق سبحانہٗ تعالٰی فرماتا ہے :

فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین[4]۔

کچھ دیر ٹھہر کر ہُد ہُد بارگاہِ سلیمانی میں حاضر ہُوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمتِ عالی میں ملکِ سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہُوا ہوں ۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مامن صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ینادی بعضھا بعضا، یا جارۃ ھل مربک الیوم عبد صالح صلی علیک او ذکر اللہ؟

کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر

---

[1] المثنوی المعنوی　حکایت مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ الخ　نورانی کتب خانہ پشاور　دفتر سوم ص ۲۷

[2] القرآن الکریم　۱۷/ ۴۴

[3] المعجم الکبیر　حدیث ۶۷۲　المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت　۲۲/ ۲۶۲

الجامع الصغیر　〃 ۸۰۴۸　دار الکتب العلمیۃ بیروت　الجزء الثانی ص ۴۹۲

[4] القرآن الکریم　۲۷/ ۲۲

فان قالت نعم رأت ان لها بذلك فضلا[1]۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

نماز پڑھی یا ذکرِ الٰہی کیا، اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پُوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے (اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

تو خبر رکھنا خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بُت پرست کافر، ہر ریچھ بندر، ہر کُتّے سور کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو صاف روشن ہُوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی و عُرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارۃ اخری معنٰی کے چار ہی قسم ہیں: لغوی، شرعی، عُرفی عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل، اور ارادہ لغوی کا ادعا یقیناً باطل، اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یُوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنٰی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصفِ نبوت میں اشتراک بھی نہیں، مگر حاش للہ! ایسا باطل ادعا اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ایسی جگہ لغت و شرع و عرفِ عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کرکے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوٰی کرے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو، کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سور کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وُہ قادیانی بھاگا جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہئے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لامشاحۃ فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی اعتراض نہیں) آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنٰی اوّل سے مناسبت اصلاً منظور نہیں معہذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا۔ قاموس میں ہے:

قدت قادیۃ جاء قوم قد اقحموا قوم جلدی میں آئی، قدت قادیۃ کا ایک معنٰی

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۶ مکتبۃ المعارف الریاض ۱/ ۲۳۶

من البادیۃ والفرس قدیاناً اسرع[1] قدت من البادیۃ یا قدت الفرس جنگل سے آیا یا گھوڑے کو تیز کیا۔ (ت)

قادیان اسی کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک، اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا، کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہوسکتی ہے، حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادعا مسموع ہوجائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کرلیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمۂ جزر و انکار ہے۔ لوگ بیعنامے لکھ کر رجسٹری کراکر جائداد یں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا، ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الٰی غیر ذٰلک من فسادات لا تحصی (ایسے بہت سے فسادات ہوں گے۔ ت) تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اُسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل نہ سُنیں اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کرلیں لا الٰہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انھیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود ان کا رب جل وعلا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے، فرماتا ہے:

قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم[2] ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

والعیاذ باللہ تعالٰی رب العالمین۔

ثالثاً کفر چہارم میں اُمتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی وعرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ لغوی، نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[3]

---

[1] القاموس المحیط باب الواو فصل القاف مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۷۹
[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۶
[3] " ۳۳/ ۴۰

(ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) کا منکر او ربا جماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہُوا ہیے فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے ثلٰثون دجّالون کذّابون کلھم یزعم انہ نبی تیس[1] دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1] حالانکہ میں خاتم النبیین ہُوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اٰمنت اٰمنت صلی اللہ تعالٰی علیك وسلم (میں ایمان لایا میں ایمان لایا اللہ تعالٰی آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے۔ ت) اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

کفر پنجم: دافع البلاء ص ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے[2]۔

کفر ششم: اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے: ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے[3]

کفر ہفتم: اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے "میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں"۔ یہ ادعا بھی باجماعِ قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں، فقیر نے اپنے فتوٰی مسمّٰی بہ مسادّ الی فضۃ میں شفاء شریف امام قاضی عیاض و روضہ امام نووی و ارشاد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام امام ابن حجر مکی و منح الروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ برکوی و حدیقہ ندیہ مولٰی نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماعِ مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے:

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من | یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ

---

[1] جامع الترمذی ابواب الفتن باب لاتقوم الساعۃ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۴۵
مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۶

[2] دافع البلاء ضیاء الاسلام قادیان ص ۳۰

[3] " " " "

الشرع بالضرورۃ[1] یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

کفر ہفتم: میں ایسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بتقدیم با ہے یعنی بھنگی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہُوا ہی چاہُوں میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ اُنھوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا، مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم: ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالٰی بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے: "اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا[2]"۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وُہ معجزہ نہ ہُوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا،

اذ قال اللہ یٰعیسی بن مریم اذکر نعمتی علیك وعلٰی والدتك، اذ ایدتك بروح القدس قف تکلم الناس فی المھد وکھلا ج واذ علمتك الکتٰب والحکمۃ والتوٰرٰۃ و الانجیل ج واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمہ والابرص باذنی ج واذ تخرج الموتٰی باذنی ج واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتھم بالبینٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھٰذا الا سحر مبین[3] ہ

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے! یاد کر میری نعمتیں اپنے اُوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک رُوح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہوکر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیقی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وُہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تُو قبروں سے جیتا نکالتا مُردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تُو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو اُن میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کُھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہُوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العلم باب مایستحب للعالم الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۱۴

[2] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۱۱۶

[3] القرآن الکریم ۵/۱۱۰

منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدہ و علیہ وسلم نے بار بار بتا کید رد فرما دیا تھا

اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

انی قد جئتکم بأیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر[1] الاٰیۃ۔ — میں تمھارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اُسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مُردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمھیں بتاتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا:

ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین[2] — بیشک ان میں تمھارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

پھر مکرر فرمایا:

جئتکم بأیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون[3] — میں تمھارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو عیسٰے کے رب کی نہ مانے وہ عیسٰے کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اُسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں ؎

کس نہ گوید کہ دروغ من ترش ست

(کوئی نہیں کہتا کہ میرا جھوٹ ترش ہے۔ت)

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہٖ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ:

تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض[4] — یہ رسول ہیں کہ ھم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

[2] ″ ۳/ ۴۹

[3] ″ ۳/ ۵۰

[4] ″ ۲/ ۲۵۳

اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا :

و اٰتینا عیسی ابن مریم البیّنٰت و ایّدنٰه بروح القدس [1]	اور ہم نے عیسٰے بن مریم کو معجزے دیے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی ۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وُہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصبِ اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہرطرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلے اللہ تعالٰی علٰی سیّدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر تیسیر اکفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر ہفتم میں ہے کہ ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا : "بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے"۔ [2]

انا للّٰہ و انّا الیه راجعون ، الا لعنة اللّٰه علٰی اعداء انبیاء اللّٰه و صلی اللّٰه تعالٰی علٰی انبیائه و بارك وسلم۔	ہم اللہ کی ملکیت اور ہم اس کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں، انبیاء اللہ کے دشمنوں پر اللہ تعالٰی کی لعنت، اللہ تعالٰی کی رحمتیں سے انبیاء علیہم السلام پر اور برکتیں اور سلام (ت)

ہر نبی کی تحقیر مطلقًا کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف و شروحِ شفاء و سیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی و روضہ امام نووی و وجیز امام کردری و اعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللّٰه قائله و قابله (اسے کہنے والے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت) نے اولوالعزمی و رسالت و نبوت درکنار اس عبداللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ وصلوٰۃ اللہ وسلام وتحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ :

انّ الذین یؤذون اللّٰه ورسوله لعنهم اللّٰه فی الدنیا والاٰخرة و اعدّ لهم عذابا مهینا [3]	بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلّت کا عذاب ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳

[2] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۱۱۶

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

کفر دہم: ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے: "ایک زمانے میں چار سونبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے[1]۔"عہ یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے عام اقوامِ کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت عزجلالہٗ نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

کذبت قوم نوح المرسلین[2]، کذبت عاد المرسلین[3]، کذبت ثمود المرسلین[4]، کذبت قوم لوط المرسلین[5]، کذب اصحٰب الایکۃ المرسلین[6]۔

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا، عاد نے رسولوں کو جھٹلایا، ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، بَن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ (ت)

ائمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانتے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعہا فھو کافر باجماع[7]۔

یعنی جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

عہ یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بڑ میں ہمیشہ پیشگوئیاں ہانکتا رہتا ہے اور بعنایت الٰہی وہ آئے دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑی کچھ شانِ نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ ایتھم برعلم۔

---

[1] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر بھارت ص ۲۳۴
[2] القرآن الکریم ۲۶/۱۰۵ [3] القرآن الکریم ۲۶/۱۲۳
[4] " ۲۶/۱۴۱ [5] " ۲۶/۱۶۰
[6] " ۲۶/۱۷۶
[7] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات مکتبہ شرکۃ صحافیہ فی بلاد العثمانیہ ۲/۲۶۹

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے ـــــ دیکھو قوم نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قومِ نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا،

فلعن الله من کذب احدًا من انبیائه وصلی الله تعالٰی علٰی انبیائه ورسله والمؤمنین بهم اجمعین وجعلنا منهم وحشرنا فیهم وادخلنا معهم دار النعیم بجاههم عنده وبرحمته بهم ورحمتهم بنا انه ارحم الراحمین والحمد لله رب العٰلمین۔

اللہ تعالٰی کے کسی نبی کو جھوٹا کہنے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت، اور اللہ تعالٰی اپنے انبیاء و رسولوں پر اور ان کے وسیلے سے تمام مومنین پر رحمت فرمائے اور ہمیں ان میں بنائے، ان کے ساتھ حشر اور ان کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے، ان کی اپنے ہاں وجاہت اور ان پر اپنی رحمت اور ان کی ہم پر رحمت کے سبب وہ برحق بڑا رحیم و رحمٰن ہے سب حمدیں اللہ تعالٰی کیلئے جو سب جہانوں کا رب ہے (ت)

طبرانی معجم کبیر میں دُبَر حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی اشهد عدد تراب الدنیا ان مسیلمة کذاب[1]

بیشک میں ذرہ ہائے خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔

وانا اشهد معك یا رسول الله (یا رسول اللہ! میں بھی آپکے ساتھ گواہی دیتا ہوں) اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنٰی کتا بعدد دانہائے ریگ وستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سمٰوٰت وارض وحاملانِ عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے وکفٰی بالله شهیدا[2] (اور اللہ کافی ہے گواہ۔ت) کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد ناپاک ہے ـــــ

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۴۱۲ از دُبَر بن مشہر الحنفی المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۱۵۴
[2] القرآن الکریم ۴۸/ ۲۸

اگر یہ[ع] اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وُہ یقیناً کافر اور جو اس کے اُن اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وُہ بھی کافر، ندوہ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدارِ اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اوّل و دوم و رسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چوُن وچرا کریں تو وہ بھی کافر، وُہ اراکین بھی کفارِ مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر و کھلے ارتداد دیکھتے سُنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبولِ خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مُرتد ہیں سب مستحقِ نار۔

شفاء شریف میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک[1]۔ یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

شفاء شریف نیز فتاوی بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[2]۔ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وُہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے،

ہدایہ و درمختار و عالمگیری و غرر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

صاحب الھوٰی ان کان یکفر فھو بمنزلۃ المرتد[3]۔ بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ (ت)

فتاوی ظہیریہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و برجندی شرح نقایہ و فتاوی ہندیہ میں ہے:

[ع] یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہہ وُہ یقیناً کافر مرتد ہے ۱۲۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی بیان ما ھو من المقالات مکتبہ شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۷۱

[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[3] ؍؍ فصل فی وصایا الذمی وغیرہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲/ ۳۳۳

هٰؤلاء القوم خارجون عن ملّة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین[1]

یہ لوگ دینِ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں،

فی الدرالمختار عن غنیۃ ذوی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا[2]۔

درمختار میں غنیۃ ذوالاحکام سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو وہ عمل، نکاح کو باطل کردیتا ہے اس کی اولاد ولد الزنا ہے (ت)

اور عورت کا کُل مہر اس کے ذمّہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہو کہ ارتداد کسی دَین کو ساقط نہیں کرتا،

فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ فیئ بعد قضاء دین ردتہ[3]۔

تنویر میں ہے قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کے اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہے اور اس کے ارتدادی دور کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی۔ (ت)

اور معجل تو فی الحال آپ ہی واجب الادا ہے، رہا مؤجل وُہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا، مگر یہ کہ مرتد بحالِ ارتداد ہی مرجائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکمِ شرع حکم فرما دے کہ وُہ دارالحرب سے ملحق ہوگیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہوجائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔

فی الدر ان حکم القاضی بلحاقہ حل دینہ[4] فی ردالمحتار لانہ باللحاق صار من اھل الحرب وھم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت، الا

درمختار میں ہے کہ اگر قاضی نے مرتد کو دارالحرب سے ملحق ہونے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا دَین لوگوں کو حلال ہے، ردالمحتار میں ہے کیونکہ دارالحرب سے لاحق ہونے پر حربی ہوگیا اور حربی اسلام کے احکام میں مُردہ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ — الباب التاسع فی احکام المرتدین — نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۴

[2] درمختار — باب المرتد — مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۹

[3] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

[4] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

انه لایستقر لحاقه الا بالقضاء لاحتمال العود، واذا تقرر موته تثبت الاحکام المتعلقة به کما ذکر نہر۱؎۔

کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کا لحوق قاضی کے فیصلہ پر دائمی قرار پائے گا کیونکہ قبل ازیں اس کے واپس دارالاسلام آنے کا احتمال ہے، تو جب اس کی موت ثابت ہوگئی تو موت سے متعلقہ تمام احکام نافذ ہوجائیں گے جیسا کہ نہر نے ذکر کیا۔(ت)

اولاد صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی،

حفظا علی دینهم الا تری انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة المسلمة ان کانت فاسقة والولد یعقل یخشی علیه التخلق بسیرها الذمیمة فما ظنك بالاب المرتد والعیاذ بالله تعالٰی، قال فی ردالمحتار الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الادیان کما سیأتی خوفا علیه من تعلمه منها ما تفعله فکذا الفاجرة الخ۲؎ وانت تعلم الولد لایحضنه الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا وذلك عمر العقل قطعا فیحرم الدفع الیه ویجب النزع منه وانما احوجنا الی هذا لان الملك لیس بید الاسلام والاعہ فالسلطان این یبقی

نابالغ بچوں کے دین کے خطرہ کی وجہ سے، کیا آپ نے نہ دیکھا کہ فقہاء نے مسلمان شفیق ماں اگر فاسقہ ہو تو اس سے بچے کو الگ کرنے کی تصریح کی ہے بچے کے سمجھدار ہونے پر اس کی ماں کے بُرے اخلاق سے متاثر ہونے کے خوف کی وجہ سے، تو مرتد باپ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہوگا، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ردالمحتار میں فرمایا کہ فاجر عورت اہل کتاب عورت کے حکم میں ہے کہ اس کے پاس بچہ صرف اس وقت تک رہے گا جب تک دین سمجھنے نہ پائے جیسا کہ بیان ہوگا اس خوف سے کہ کہیں بچہ اس کے اعمال سے متاثر نہ ہوجائے، تو فاجرہ عورت کا بھی یہی حکم ہے الخ، اور تجھے علم ہے کہ والد بچے کو سات یا نو سال کے بعد ہی اپنی پرورش میں لیتا ہے اور یہ سمجھ کی عمر ہے لہذا بچے کو اسکے سپرد کرنا حرام ہے اور اس سے الگ کرلینا ضروری ہے اور

عہ فان سلطان الاسلام مامور بقتله لایجوز له ابقاؤه بعد ثلثة ایام ۱۲ منه۔

عہ کیونکہ اسلامی حکمران کو مرتد کے قتل کا حکم ہے تو اسے جائز نہیں کہ مرتد کو تین دن کے بعد باقی رکھے ۱۲ منہ (ت)

۱؎ ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۰۰

۲؎ ردالمحتار باب الحضانۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۳۲

38 المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الی قولهم لاحضانة لمرتدة لانها تضرب و تحبس کالیوم فانی تتفرغ للحضانة فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنك بالمقتول ولکن انا لله و انا الیه راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہم نے یہ ضرورت اس لئے محسوس کی کہ یہ مُلک مسلمان کے اختیار میں نہیں ورنہ اسلامی حکمران مرتد کو کب چھوڑے گا کہ مرتد کی پرورش کا مسئلہ زیربحث آئے، آپ نے غور نہیں کیا کہ فقہاء کا ارشاد ہے کہ مرتدہ کو حقِ پرورش نہیں ہے کیونکہ وہ قید میں سزا یافتہ ہوگی جیسا کہ آج ہے لہذا وُہ پرورش کرنے کی فرصت کہاں پا سکتی ہے تو یہ حکم قیدی کے متعلق ہے تو مقتول مرتد کے متعلق تیرا کیا گمان ہو سکتا ہے، لیکن ہم اللہ تعالٰی کا مال اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (ت)

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وُہ تصرف سب صحیح ہوجائیں گے اور اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو باطل ہوجائیں گے،

فی الدرالمختار یبطل منه اتفاقا مایعتمد الملة وھی خمس النکاح والذبیحة والصید والشھادۃ والارث ویتوقف منه اتفاقا مایعتمد المساواۃ وھو المفاوضة، اوولایة متعدیة وھو التصرف علی ولدہ الصغیر، ان اسلم نفذ وان ھلك اولحق بدارالحرب وحکم بلحاقه بطل[1] اھ مختصرا نسأل الله الثبات علی الایمان وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه التکلان ولاحول ولاقوۃ الا بالله العلی العظیم وصلی الله تعالٰی علی سیدنا ومولانا وآله وصحبه اجمعین، اٰمین

درمختار میں ہے مرتد کے وُہ تمام امور بالاتفاق باطل ہیں جن کا تعلق دین سے ہو اور وہ پانچ امور ہیں: نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی اور وراثت، اور وُہ امور بالاتفاق موقوف قرار پائیں گے جو مساوات عمل مثلاً لین دین اور کسی پر ولایت اور یہ نابالغ اولاد کے بارے میں تصرفات ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو موقوف امور نافذ ہوجائیں گے، اور اگر وہ ارتداد میں مرگیا یا دارالحرب پہنچ گیا اور قاضی نے اس کے لحوق کا فیصلہ دے دیا تو وہ امور باطل ہوجائیں گے اھ مختصراً، ہم اللہ تعالٰی سے ایمان پر ثابت قدمی کیلئے دعاگو ہیں، ہمیں اللہ تعالٰی کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے اور اس پر ہی بھروسا ہے، لاحول

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۹

واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالیٰ علٰی سیدنا ومولانا وآلہ وصحبہ اجمعین، آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

محمد وصی احمد
ناصر دین

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ

قہر الدیان علیٰ مرتدٍ بقادیان

۱۳۲۳ھ

(قادیانی مُرتد پر قہرِ خداوندی)

الحمد للہ وکفیٰ، سمع اللہ لمن دعا، لیس وراء اللہ منتہٰی، اٰن ربی لطیف لمایشاء، صلوات العلی الاعلٰی، و تسلیماتہ المنزھۃ عن الانتہاء، وبرکاتہ التی تنمی وتنمٰی، علٰی خاتم النبیین جمیعا، فمن تنبأ بعدہ تاما او ناقصا، فقد کفر وغوٰی، اللہ اکبر علٰی من عاث وعتا، وتمرد وعصٰی، وفی ھوۃ ھواہ ھوٰی، اللھم اجرنا من ان نذل ونخزٰی، او نزل ونشقٰی، ربنا وانصرنا بنصرک علٰی من طغٰی وبغٰی،

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے، دعا کرنے والے کیلئے کفایت فرماتا اور سنتا ہے، اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی منتہٰی نہیں بیشک میرا رب جس پر چاہے لطف فرماتا ہے، اللہ تعالٰی کی صلوتیں، تسلیمات اور برکتیں جو بڑھتی ہیں اور انتہا سے پاک ہیں تمام انبیاء کے خاتم پر، تو جو آپ کے بعد تام یا ناقص نبوت کا مدعی ہوا تو وہ کافر ہوا اور گمراہ۔ اللہ تعالٰی ہر سرکش باغی کھلے نافرمان اور اپنی خواہش کے گڑھے میں گرنے والے پر غالب و بلند ہے۔ اے باری تعالٰی! ہمیں ذلت، رسوائی، پھسلنے اور بدبختی سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہماری اپنی خاص مدد فرما ہر باغی اور سرکش اور

وضلّ واضلّ عن سبیل الاھتداء،
صلّ علی المولٰی و اٰلہ وصحبہ ابدا ابدا،
واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ احدا صمدا، وان محمدا
عبدہ ورسولہ بالحق ودین الھدٰی،
صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ
دائما سرمدا۔

جو بھی گمراہ ہوا اور گمراہ کرتا ہو سیدھے طریقے سے ان
سب کے خلاف اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا پر اور
ان کی آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ، اور میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، وہ وحدہٗ
لاشریک احد صمد ہے اور یہ کہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم
اس کے خاص بندے اور برحق رسول ہیں اور اس کا
دین ہدایت ہے۔ اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہو آپ
پر اور ان کے آل واصحاب پر دائمی (ت)

اللہ اکبر علٰی من عتا وتکبر

(اللہ تعالٰی ہر سرکش اور متکبر پر غالب و بلند ہے۔ت)

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خوں شیر شد

(اس مثنوی کو ایک مدت تاخیر ہوئی، خون کے دودھ بننے کے لئے مدت چاہیے۔ت)

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، رسالہ ماہواری ردِّ قادیانی کی ابتداء حکمتِ الٰہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلانِ محض اس کے مرید ہوآئے، مسلمانوں نے حسبِ حکمِ شرع شریف اُن سے میل جول، ارتباط، سلام کلام یک لخت ترک کردیا، دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب الادنٰی دون العذاب الاکبر[1] (بڑے عذاب سے قبل دنیاوی چھوٹا عذاب) چکھا، مسلمانوں پر محلے میں اپنی چلتی میں کوئی کمی نہ کی، بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے، بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سُنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخر بحکم آنکہ ع

دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

(تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا۔ت)

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائدِ شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ

---

[1] القرآن الکریم ۳۲/ ۲۱

بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں اور اس میں علمائے اہلسنت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی واکاذیبِ بہتانی وکلماتِ شیطانی کا اُٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ بعونہٖ تعالٰی خود مرزا کے حق میں کالباحث عن حتفہ بظلفہ (اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کھُر سے کرید کر نکالے) سے کم نہ تھی ؎

ست بازو بجہل میفگند　　　پنجہ بامرد آہنیں چنگال

(ہر خام و جاہل کو چھیڑا، آہنی پنجے والے مرد سے پنجہ آزمائی کی۔ت)

مگر ازانجا کہ عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم[1] (قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو گے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوں گی) ؏

خدا شرّے برانگیزد کہ خیرِ ما دراں باشد

(اللہ تعالٰی ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو۔ت)

یہ ایک غیبی تحریکِ خیر ہوگئی جس نے اُس ارادۂ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی، اشتہار کا جواب اشتہار ہی سے دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہولناک اقوال ادعائے رسالت و نبوّت وافضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر وضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھا دیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ ورسول وانبیائے سابقین وائمۂ دین سب کو گالیاں سُناتا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالۂ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی، "ہدایت نوری بجواب اطلاعِ ضروری" نام رکھا گیا، اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائطِ مناظرہ، طریقِ مناظرہ، مبادیٔ مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلکِ منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلۂ ۱ دشنام ہائے قادیانی بر حضرتِ ربانی و رسولانِ رحمانی ومحبوبانِ یزدانی، سلسلۂ ۲ کفریات وضلالاتِ قادیانی، سلسلۂ ۳ تناقضات وتہافتاتِ قادیانی، سلسلۂ ۴ دجالی وتلبیساتِ قادیانی، سلسلۂ ۵ جہالات وبطالاتِ قادیانی، سلسلۂ ۶ تاصیلات، سلسلۂ ۷ سوالات۔ اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل اُلٹ پھیر کر انھیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہذا ہر رسالے کے جداگانہ رُو سے انھیں سلاسل کا انتظام احسن واولٰی۔

اب بعونہٖ تعالٰی اسی ہدایتِ نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولٰی تعالٰی مدد فرمانے والا ہے، اس کے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۶

بعد وقتاً فوقتاً رسائل و مضامین حسبِ حاجت اندراج گزین مناسب کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔ اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اوّل تا آخر ایک سلسلے میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت ت لکھ کر جدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہ تعالٰی یقینی امیدِ مدد و موافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوفِ خدا اور روزِ جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہ تعالٰی امیدِ ہدایت ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد و اٰلہ وصحبہ انہ ھو القریب المجیب۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم خاتم النبیین و اٰلہ وصحبہ اجمعین ط

اس میں قادیانی کو دعوتِ مناظرہ اور اس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے

اللہ عزوجل مسلمانوں کو دینِ حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح و نصرت بخشے، آمین!

روہیلکھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۲ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان "اطلاع ضروری"، نظر سے گزرا جس میں اوّلاً علمائے اہلِ سنت نصرھم اللہ تعالٰی پر سخت زبان درازی و افترا پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائدِ شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہوجائے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فاضل کیا کلام و خطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول اُس کی پچھاڑی معلوم ازاوّل مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفعِ فتنہ لازم، لہٰذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایتِ نوری دو عدد پر منقسم، آئندہ حسبِ حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) اُن گالیوں کا جواب متین جو علمائے اہلِ سنّت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشا للہ ہرگز نہیں بلکہ اُن دل کے مریضوں اور اُن کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے اُن کی آنکھیں صرف اسناد دکھا کر کھولیں گے کہ شستہ دہنو! تمھاری گندی گالی تو آج کی نئی نرالی نہیں، قادیانی بہادر

ہمیشہ سے علماء و ائمہ کو نری گالیاں دینے کا دھنی ہے، استغفر اللہ! علماء و ائمہ کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اُس نے اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اٹھا رکھی ہے، یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہُوا۔

(دوسرے عدد) میں بعونہ تعالٰی قادیانی مرزا کو دعوتِ مناظرہ ہے، اس میں شرائطِ مناظرہ مندرج ہیں اور نیز اس کا طریق مذکور ہے جو نہایت متین و مہذب اور احتمالِ فتنہ سے یکسر دُور ہے، اس میں قادیانی کی طرح فریقِ مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اُس کی تنگی کھول دی گئی ہے، اس میں بحولہ تعالٰی شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب و متانت سے ضلالتِ ضال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

ایک مُدعیِ وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو جو ان دنوں اس پر اُترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے بلالے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار ہو رہنا چاہئے اُس سخت وقت کے لئے جب واحدِ قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہٖ کھل جائے گا،

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز لقد عز نصر من قال وقولہ الحق ان جندنا لھم الغٰلبون ولن یجعل اللہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا والحمد للہ رب العٰلمین۔

اور یہ اللہ تعالٰی پر گراں نہیں، اس ذات کی مدد غالب جس نے فرمایا اور اس کا فرمان برحق ہے کہ ہمارا تیار کردہ لشکر ہی ان پر غالب رہے گا، اور اللہ تعالٰی کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ نہ دے گا، الحمد للہ رب العالمین (ت)

یہ دوسرا عدد بحولہٖ تعالٰی اس کے متصل ہی آتا ہے، اب بعونہٖ تعالٰی پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے ——

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

اور مجھے صرف اللہ تعالٰی سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسا ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے (ت)

عددِ اوّل

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حتی کہ خود اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانو! اللہ تعالٰی تمہارا مالک و مولٰی تمہیں کفر و کافرین کے شر سے بچائے، قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختۂ مشق رسول اللہ وکلمۃ اللہ و روح اللہ سیدنا عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو

بنایا ہے اور واقعی اُسے اِس کی ضرورت بھی تھی، وُہ مثیلِ عیسٰی بلکہ نزولِ عیسٰی یا دُوسرے لفظوں میں عیسٰی کا اُتار بنا ہے، عیسٰی کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیحِ صادق کی جمیع اوصافِ حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزّہ پاتا ہے لہذا ضرور ہُوا کہ اُن کے معجزات، اُن کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی اُن پر بوچھاڑ کرے جب تو اُتار بننا ٹھیک اُترے۔ میں یہاں اُس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہذا اُس کی خروار سے مُشتِ نمونہ پیشِ نظر ہو۔

فصلِ اوّل

رسول اللہ عیسٰی بن مریم اور اُن کی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

تازیانہ ۱ (۱) اعجازِ احمدی ص ۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ: "یہود عیسٰی کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں

ت ۲ کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی

ت ۳ قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔"

یہاں عیسٰی کے ساتھ قرآنِ عظیم پر بھی جڑ دی کہ وُہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

ت ۴ و ۵ (۲) ایضاً ص ۲۴: "کبھی آپ کو[علہ] شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔"

ت ۶ (۳) ایضاً ص ۲۴: "ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں"۔ یہ بھی صراحۃً نبوتِ عیسٰی سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی ص ۵ پر کہتا ہے: "ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔"

ت ۷ نیز پیشگوئی لیکھرام آخر دافع الوساوس صٓ پر کہتا ہے: "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھُوٹا نکلنا تمام رُسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔"

ت ۸ ضمیمہ انجام آتھم صٓ پر کہا: کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وُہ پُورا نہ ہُوا۔"

ت ۹ اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یُوں لکھتا ہے ص ۶: "اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی

[علہ] یہ خود ان کا اپنا عقیدہ ہے بظاہر انجیل کے سر تھوپا ہے، خود اسے اپنے یہاں حدیث سے ثابت مانتا ہے، اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آتا ہے۔

پیشگوئی جو میرے مُنہ سے نکلی ہوا سے نہیں ملے گی جس کی نسبت وُہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔" تو مطلب یہ ہُوا کہ اس کے لئے تو بھاری عزت ہے اور سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وُہ خواری و ذلت ہے جس سے بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

(۴) دافع البلاء ٹائیٹل پیج ص ۳: "ہم مسیح کو بیشک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا۔" رسول اللہ اور وُہ بھی ان پانچ مرسلین اولوالعزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی ابراہیم و نوح و موسٰی و عیسٰے و محمد صلے اللہ علیہ وعلیہم وسلم اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ ایک راستباز آدمی تھا جو اُن کی خاک پا کے ادنٰی غلاموں کا بھی پُورا وصف نہیں تو بات کیا، وہی کہ عیسٰے کی نبوت باطل ہے فقط ایک نیک شخص تھا وُہ بھی نہ ایسا کہ دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہوسکے بلکہ حقیقی نجات دہندہ نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تھے اور اب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ "حقیقی منجی وُہ ہے جو حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر، خاکسار غلام احمد از قادیان۔"

ت ۱۰ ت ۱۱ ت ۱۲

(۵) پھر یہاں تک تو عیسٰے کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہلِ زمانہ سے اچھا ہونا یقینی تھا کہ بیشک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وُہ یقین بھی زائل ہوگیا، اسی صفحہ پر کہا: "یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ عیسٰی کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں عیسٰے سے بھی اعلٰی ہوں"، اے سبحٰن اللہ! ؎

ت ۱۳

ایماں یقین شعار باید　　　حسنِ ظن تو بچکار آید

(پختہ ایمان انسان کا شعار ہونا چاہئے صرف اچھا گمان تیرے کیا کام آئے گا۔ ت)

(۶) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص، وہ تمام ہوگئی، اسی کے ص۴ پر کہا: "عیسٰے کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے۔"

ت ۱۴

(۷) عیسٰی کی راستباری پر شراب خوری اور انواع انواع بد اُطواری کے داغ بھی لگ گئے، ایضاً ص۴: "مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی کو اُس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وُہ (یعنی یحیٰی) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سُنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چُھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ت ۱۵ ت ۱۶ ت ۱۷

ت ۱۸ (۸) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم صٓ میں یُوں لکھا: "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسٰے بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ

ت ۱۹ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وُہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ

ت ۲۰ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پَیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے"۔

ت ۲۱ تا ۲۶ اسی رسالہ میں صٓ سے صٓ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خُوب ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزّوجل کے سچے مسیح عیسٰے بن مریم کو ناداں[9] اسرائیلی، شریر[10]، مکار[11]، بدعقل[12]، زنانے خیال والا[13]، فحش گو[14]، بدزبان[15]، کٹیل[16]، جھوٹا[17]، چور[18]، علمی عملی قوت میں بہت کچا[20]، خلل دماغ والا[21]، گندی گالیاں دینے والا[22]، بدقسمت[23]، نرا فریبی[24]، پیرو شیطان[25] وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجّال نے دیے۔

ت ۳۷ (۲۶) صاف لکھ دیا صٓ: "حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔"

ت ۳۸ (۲۷) "اُس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہُوا بھی ہو تو وُہ آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔"

ت ۳۹ (۲۸) انتہا یہ کہ صٓ پر لکھا: "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ

ت ۴۰ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خُون سے آپ کا وجود ہُوا۔" انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو بیکَس و بے حیلہ یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان لچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو تحیّہ بند صاحب نے علمائے اہلسنّت کو دیں ان کا پیر تو نانی دادی تک کی دے چکا الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

(۲۹) وُہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے جہان کے لئے۔ قادیانی نے اس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا ہے اور اس

ت ۴۱ تا ۴۴ کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دادا، دادی، حقیقی بہنیں، سگے بھائی اُسی کے ہوسکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وُہ بنا ہو، پھر بے باپ کے پیدا ہونا کہاں رہا! یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔

ت ۴۵ کشتی ساختہ ص ۱۶ پر لکھا: "مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزّت کرتا ہُوں، مسیح کی

---

[1] خبیث حیلہ مناظرہ کا ہے، اس کا رَد عنقریب آتا ہے۔

دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں" اور خود ہی اس کے نوٹ میں لکھا: "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔

ت ۴۶ دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔ ہاں ہاں یقین جانو آسمانی قہر سے واحد قہار سے سخت لعنت پائے گا وُہ جو ایک پادری کی بے معنیٰ زٹل سے قرآن کو رَد کرتا ہے۔

ت ۴۷ (۳۰) نیز اسی دافع البلاء کے صفہ ۱۵ پر لکھا: "خدا ایسے شخص (یعنی عیسٰے) کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔" یہ ان گالیوں کے لحاظ سے عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ فصل سوم میں مذکور ہوں گی۔

ت ۴۸ (۳۱) اربعین نمبر ۲ صفہ ۱۳ پر لکھا: "کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسٰے"۔ ان مرسلین اولو العزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق، پُورے مہدی بھی نہ ہُوئے، اور کامل کون ہیں، جناب قادیانی۔ دیکھو اسی کا صفہ ۱۲ و ۱۳۔

ت ۴۹ و ۵۰ (۳۲) مواہب الرحمٰن پر صاف لکھ دیا کہ عیسٰے یہودی تھا لو قدر اللہ رجوع عیسی الذی ھو من الیھود لرجع العزۃ الی تلک الیوم (اگر اللہ تعالیٰ نے یہودی عیسٰے کا دوبارہ آنا مقدر کیا تو عزت

ت ۵۱ اس دن لوٹ آئے گی۔ ت) ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا، کیا مرزا کہ پارسیوں کی اولاد ہے مجوسی ہے۔

ت ۵۲ (۳۳) خدیہ کہ عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر دی۔ مسلمانو! وُہ اتنا احمق نہیں کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسٰے کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کر کے لکھے، یہ تو دشنام سوم میں سُن چکے کہ عیسٰے کی سخت رُسوائیاں ہوئیں، اور کشتی ساختہ صفہ ۱۸ پر کہتا ہے "جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا صرف وہی جو ایسے ہیں۔" دیکھو کیسا صاف بتا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن عیسٰے کو رسوا کیا تو ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں، الا لعنۃ اللہ علی الکٰفرین۔

قادیانی نے حضرت عیسیٰ کی تکفیر کر دی

قصد تھا کہ فصل اوّل یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی ازالۃ الاوہام ملی، اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

معجزات مسیح سے عجز و انکار

(۳۴) یہ جو مثیلِ مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مُردے جلانا اس سے طلب کیے تو صاف جواب دیتا ہے صفہ ۳ "احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں، احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے۔" دیکھو

وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآن عظیم نے جابجا کمال تعظیم کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا ، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں ، پھر اس کے متصل کہتا ہے ص۵۳ "ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افترا یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں ، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا ۔"

۵۳ تا ۵۵

دیکھو "کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا" کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا ص۵۴ و ۵۵ : "زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کرکے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں ۔"

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزاتِ مسیح و تصریحاتِ قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی و رسول و نبی ہونے کا ادعا ، مسلمان تو مکذبِ قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے ، قطعاً کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے الا لعنۃ اللہ علی الکٰفرین (خبردار ! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے ۔ ت) اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے ، رسول اللہ پر محض افترا اور قرآن عظیم کی صاف تکذیب ہے ، قرآن عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ :

انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتٰی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین[1]

بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں ، وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں بحکمِ خدا مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مُردے زندہ کرتا ہوں ، اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اُٹھا رکھتے ہو ، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

پھر مکرر فرمایا:

وجئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون[1] میں تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے کہ انھیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؛ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذّاب جھوٹا۔ کیوں مسلمانو! جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا۔

(۳۵) اسی بحر فکر قادیانی کے ازالۂ شیطانی میں آخر صہ ۱۶۱ سے آخر صہ ۱۶۳ تک تو نوٹ میں پیٹ

ت ۵۸ بھر کر رسول اللہ و کلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ و کلام اللہ سے وہ مسخرگیاں کیں جن کی حد و نہایت نہیں؛

ت ۵۹ صاف لکھ دیا کہ جیسے عجائب انھوں نے دکھائے عام لوگ کرلیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

ت ۶۰ (۳۶) بلکہ آجکل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

ت ۶۱ و ۶۲ (۳۷) وہ معجزے نہ تھے، کل کا دور تھا عیسٰی نے اپنے باپ بڑھئی کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آگئی تھیں۔

ت ۶۳ (۳۸) عیسٰی کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے

(۳۹) وہ جھوٹی جھلک تھی۔

(۴۰) سب کھیل تھا، لہو و لعب تھا۔

ت ۶۴ (۴۱) سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا۔

ت ۶۵ (۴۲) بہت مکروہ و قابلِ نفرت کام تھے۔

ت ۶۶ (۴۳) اہلِ کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

ت ۶۷ (۴۴) عیسٰی روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکمّا تھا۔

ت ۶۸ وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں صہ ۱۵۱: انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر و عقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر، دوسرے عقلی جو خارقِ عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ صرح ممرد من قواریر[2] شیشے جڑا صحن ہے۔ ت) بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سُود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۵۰
[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۴۴

زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے سو کچھ تعجب نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ یا پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ[1] یوسف کے ساتھ بائیس[2] برس تک نجاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا[2] سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں، حال کے زمانہ میں اکثر صناع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دُم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سُنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں[3] ماسوا اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں[4]، سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے، سلب[4] امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی، محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی۔ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اُس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم

---

[1] اس کا باپ، دیکھئے مسیح و مریم دونوں کو سخت گالی ہے۔

[2] اس کا دادا، دیکھئے وہی مسیح و مریم کو گالی ہے۔

[3] یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دبانے سے تھا، اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔

[4] یہاں تک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرند بنانے پر استہزاء تھے، اب اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر مسخرگی کرتا ہے۔

کرنے میں ان کا نمبر الیاکم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہو جائے جو اس دُخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اُوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وُہ دُعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وُہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وُہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فردِ بشر میں ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں، چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانے میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اُس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا، یہ بھی عہ ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں رُوح القدس کی تاثیر تھی، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اِس دشمنِ اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اٹھا رکھی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو و لعب و شعبدہ و سحر ٹھہرایا، ابرائے اکمہ و ابرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزۂ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر، اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتادیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپِ جبریل کی خاکِ سُم اٹھائی وُہ اسی کو نظر آئی دوسرے نے اطلاع نہ پائی، قال اللہ تعالیٰ:

قال بصرت بما لم یبصروا بہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتھا وکذٰلک سوّلت لی نفسی[1]

سامری نے کہا میں نے وُہ دیکھا جو انھیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپِ رسول کی خاکِ قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفسِ امّارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہُوا۔

مگر مسیح کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دُنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہُوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرۂ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول یقیناً اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور مزہ یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہُوا۔ اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار

عہ یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح اس مٹی کے پرند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں روح القدس کا اثر تھا، اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپِ روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۹٦

قرآن کی تکذیب نہیں اور پھر اسلام باقی ہے ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ

(جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو۔ت)

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کرکے اُٹھے اُسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذبِ قرآن و دشمنِ انبیاء و عدوّ الرحمٰن کو امام وقت و مسیح و مہدی مان رہے ہیں ع

گر مسیح این ست لعنت بر مسیح

(اگر یہی مسیحیت ہے ایسی مسیحیت پر لعنت۔ت)

اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شُدبُد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کرکے میں جنابؐ مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید الیسوں کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق و تکریم کرے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کذٰلک یطبع اللّٰہ علی کل قلب متکبر جبار[1] اللہ یُوں ہی مُہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر (ت)

تنبیہ: اِن عبارات ازالہ سے بحمد اللہ تعالٰی اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہوگیا جو عبارات ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ و السلام کو گالیاں دی ہیں۔

عہ الیسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو مخالفِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے،

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[2] جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہے (ت)

جب تکذیبِ قرآن و سبّ و شتمِ انبیاء کرام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ و ہنود و نصارٰی نے اس سے بڑھ کر کیا جُرم کیا ہے کہ وہ کفار ٹھہرائے جائیں یا شاید الیسوں کے دھرم میں تمام دُنیا مسلمان ہے کافر کوئی نہ تھا نہ ہے نہ ہو، یہ بھی معجزاتِ مسیح کی طرح قرآن کے بے اصل کہ فلانا مسلم فلانا کافر، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵ [2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

اوّلاً ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجازِ احمدی و دافع البلاء و کشتی نوح و اربعین و مواہب الرحمٰن وغیرہ میں ابلی و اُگلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے: دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دئے رہے گی۔

ثانیاً کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بدمذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً مرزا کو ادعا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعتِ محمدیہ سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآنِ عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ،

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم[1]

کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے۔

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کردیا۔

رابعاً مرزا کو ادعا ہے کہ وہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ ص۸۳ پر لکھتا ہے:

من اٰیات صدقی انہ تعالٰی وفقنی باتباع رسولہ واقتداء نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فما رأیت اثرا من اٰثار النبی الاقفوتہ۔

میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنے رسول کی اتباع اور نبی کی اقتدار پر توفیق دی میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا (ت)

بتائے تو کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکرِ فکر کا کامل ازالہ کردیا، ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی۔ ضمیمہ انجام ص۶ "نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۸

تعلیم ہے۔

ازالہ میں اِس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لاکر بے پَر کی اُڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے۔ رہی ولادتِ زنا وہ اس نے اس بائبل محرّف کے بھروسے پر لکھی' برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاماً پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کارروائی صراحۃً اس کی مکذب تھی کہ وُہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائبل محرّف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کردی کہ قرآن عظیم اسی بائبل محرّف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ ص۶۱۳ "آیت ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی تمھیں علم نہ ہو تو اہلِ کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصارٰی کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل۔" تو ثابت ہُوا کہ یہ توریت و انجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکمِ قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزاماً نہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت، اور خود اس کا عقیدہ تھا' اور اللہ تعالٰی دجالوں کا پردہ یُونہی کھولتا ہے والحمد للہ ربّ العٰلمین۔

رسالہ

الجراز الدّیانی علی المرتدّ القادیانی

۱۳۴۰ھ

(قادیانی مرتد پر خُدائی خنجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۷۹: از پیلی بھیت مسئولہ شاہ میر خاں قادری رضوی ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالتِ اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) کریمہ:

والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئا وھم یخلقون ○ اموات غیر احیاء ط ومایشعرون ایان یبعثون ○[1]

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مُردے ہیں زندہ نہیں، اور انھیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (ت)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالٰی کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۲۰ و ۲۱

مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسٰی علیہ السلام کو بھی جبکہ نصارٰی خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ اُن کو مُردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں اُن کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحبِ بخاری بروایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸):

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ[1]
اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (ت)

اس سے ظاہر ہے کہ نبیِ یہود حضرت موسٰی و نبیِ نصارٰی حضرت عیسٰی علٰی نبیّنا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پُوجی جاتی تھیں۔

حسبِ ارشادِ باری تعالٰی عزاسمہٗ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ[2] (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو۔ت) آیاتِ الٰہیہ، احادیثِ نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسٰی علیہ السلام میں موجود ہوتے ہُوئے کیونکر اُن کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنٰی خادم
شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہٗ ربہٗ ساکن پیلی بھیت
۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

الجواب

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائشِ دست و پا زدن ہو۔

قادیانی صدہا وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین تھا اور اُس کے پس ماندے حیات و وفاتِ سیدنا عیسٰی رسول اللہ علٰی نبیّنا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷
[2] القرآن الکریم ۴/۵۹

نزولِ حضرت عیسٰے علیہ السلام اہلِ سنّت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ ربّ عزّوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وُہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَاۗءُ اَحْیَاۗءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ[1]   انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں (ت)

(۲) معاذاللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ اُن کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وعدہ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ[2] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ت) ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عُزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قال اللہ تعالےٰ:

فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ[3]   تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا (ت)

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالےٰ:

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا[4]   پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انھیں بُلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔ (ت)

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرینِ بعث اسے محال جانتے ہیں اور دربارہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اُس قادرِ مطلق عزّ جلالہ کو معاذاللہ صراحۃً عاجز ماننا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یُوں کفر بکتا ہے،

"خدا ایسے شخص کو پھر دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا ہے"[5]

مشرک و قادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ   تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے

---

[1] مسند ابویعلیٰ مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۱۲ موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۷۹

[2] القرآن الکریم ۲۱/۹۵ [3] القرآن الکریم ۲/۲۵۹

[4] " ۲/۲۶۰

[5] دافع البلاء مطبوعہ ربوہ ص ۳۴

خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ[1] شُبہہ میں ہیں۔ (ت)

جب صادق و مصدوق صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی خبر دی اور وُہ اپنی حقیقت پر ممکن و داخل زیر قدرت وجائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وُہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعدِ استیفائے اجل کے لئے ہے، اُس سے پہلے اگر کسی وجہِ خاص سے اماتت ہو تو مانعِ اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالٰی:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ۔[2]

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انھیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وُہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مر جاؤ، پھر انھیں زندہ فرمادیا۔ (ت)

قتادہ نے کہا:

اَمَاتَھُمْ عُقُوْبَۃً ثُمَّ بُعِثُوْا لِیَتَوَفَّوْا مُدَّۃَ اٰجَالِھِمْ وَلَوْ جَاءَتْ اٰجَالُھُمْ مَا بُعِثُوْا۔[3] (معۃً)

اللہ تعالٰی نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کر دیے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہو جاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے (ت)

(۴) اُس وقت حیات و وفاتِ حضرتِ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفاتِ مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسٰی رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اِس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اِس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰی آپ تو نہ اُتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا ا سے نزولِ عیسٰی فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ؕ[4]

مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۵ [2] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۳

[3] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی الم تر الی الذین الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۲/ ۳۴۷

[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

کا حکم صاف ہے۔

(۵) مسیح سے مثیلِ مسیح مراد لینا تحریفِ نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ[1] (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ت) ایسی تاویل گھڑنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جگہ جس شیئ کا ذکر آیا کہہ سکتے ہیں وہ شیئ خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ ملاعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز و روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

(۶) بالفرضِ باطل اینہم برعلم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزارہا کفریات سے مشتے نمونہ۔ رسائل السوء والعقاب علی المسیح الکذاب و قہر الدیان علی مرتد بقادیان و نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفاتِ مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصافِ جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے، یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے:

قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝[2]

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/۱۳
[2] القرآن الکریم ۱۹/۲۰ و ۲۱

انھوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا،

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا[1] الاٰیة۔

تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تُو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہا دی ہے۔ (ت)

علی قراءة من تحتہا بالفتح فیہما وتفسیرہ بالمسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام[2] (معاً)

اس قرات پر جس میں مَن کی میم مفتوح اور تحتہا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے۔

انھوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی،

یکلم الناس فی المھد وکھلا[3]

لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں (ت)

انھیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی،

قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا[4]

بچّہ نے فرمایا میں ہُوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ (ت)

وُہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں،

وجعلنی مبٰرکا این ما کنت[5]

اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (ت)

برخلاف کفرِ طاغیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے قدم ہی نے دُنیا کو تباہ کردیا۔

اُنھیں اپنے غیبوں پر مسلّط کیا،

علٰم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا o الا من ارتضٰی من رسول[6]

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھُپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۹/۲۴

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی فنادٰھا من تحتہا الخ مطبعہ میمنہ مصر ۱۶/۴۵

[3] القرآن الکریم ۳/۴۶

[4] القرآن الکریم ۱۹/۳۰

[5] " ۱۹/۳۱

[6] " ۷۲/۲۶، ۲۷

رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب اُن پر آئینہ تھا،

وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم[1] — اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (ت)

انھیں توراتِ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا،

ومصدقا لما بین یدی من التورٰیۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم[2] — اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمھارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

انھیں قدرت دی کہ مادرزاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے،

وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی[3] — اور تُو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)

انھیں قدرت دی کہ مُردے زندہ کرتے،

واذ تخرج الموتٰی باذنی[4] — اور جب تُو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ت)

واُحی الموتٰی باذن اللہ[5] — اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے (ت)

اُن پر اپنے وصفِ خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا،

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی[6] — اور جب تُو مٹی سے پرند کی سی مُورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں اِن میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیلِ مسیح ہوگیا؟

اخیر کی چار یعنی مادرزاد اندھے اور ابرص کو شفا دینا، مُردے جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تُو مثیلِ مسیح بنتا ہے اِن میں سے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹
[2] القرآن الکریم ۳/ ۵۰
[3] " ۵/ ۱۱۰
[4] " ۵/ ۱۱۰
[5] " ۳/ ۴۹
[6] " ۵/ ۱۱۰

کچھ کر دکھا اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآنِ عظیم کو پس پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا[۱] (اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہتے) ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے۔ الا لعنۃ اللہ علی الکفرین۔

قادیانی خذلہ اللہ کے ازالۂ اوہام ص ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار صرف بطور نمونہ منقول:

ملعون ازالہ ص ۳: احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

" ص ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

" ص ۱۵۱[عہ]: شعبدہ بازی اور در اصل بے سود، عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں سلبِ امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلبِ امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) سے اچھا کرتے مگر ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات،

عہ ازالۂ اوہام مطبع ریاض الہند ص ۱۲۱ - ۱۲۳

---

[۱] القرآن الکریم ۸/ ۳۱

جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی، مسیح کے معجزات اُس تالاب کی وجہ سے بے رونق بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا اِن ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیاتِ قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس کفر ہیں۔

بہرحال یہ تو ثابت ہُوا کہ یہ مرتد مثیلِ مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یُوں کہ وُہ نبی مرسل اولوا العزم صاحبِ معجزات و آیاتِ بیّنات اور یہ مردود مطرود و مرتد و موردِ آفات، اور خود اُس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شعبدہ باز بجانتی مسمریزمی تھے، رُوحانی تاثیروں میں ضعیف نکلے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی، الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعمِ ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلاء ص ۴ :

مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وُہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا، کبھی نہ سُنا کہ کسی فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھُوا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے[1]

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ : آپ (یعنی عیسٰی) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسٰی بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وُہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے، اپنے بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ص ۶ : حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہُوا۔

ص ۷ : آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خُون سے آپ کا وجود ہوا ــــــــ یہ پچاسں کفر ہُوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلہ باطلہ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح علیہ السلام بن مریم کو نادان، شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیال والا، فحش گو، بدزبان، کٹیل، جھوٹا،

---

[1] دافع البلاء ـــــــ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان ـــــــ ص ۶ - ۵

چور[۶۲]، علمی عملی قوت میں بہت کچا[۶۳]، خلل دماغ والا[۶۴]، گندی گالیاں دینے والا، بدقسمت[۶۵]، زناقرین[۶۶]، پیرو شیطان[۶۷] وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے اور اس کے تین کفر اوپر گزرے کہ اللہ مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح[۶۸] فتنہ تھا، مسیح کے فتنے نے تباہ کردیا ــــ یہ سب ستّر کفر ہوئے اور ہزاروں ستّر کی گنتی کیا، غرض تینتیس سے اوپر اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن، بدمعاش، فریبی، مکار، زنا کے خیال والا، کنبیل بھی جھوٹا، چور، گندی گالیوں والا، ابلیس کا چیلہ، کنجریوں کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہوم مزعوم ہے، الالعنۃ اللہ علی الظلمین۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھئے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات وحیاتِ مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضییعِ وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے!

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل ویا در ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی مہمل عیاریوں کیادیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہُشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اُسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پُوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کرکے اپنے دوست سائل سُنّی المذہب سے جوابِ شبہات گزارش کرتے ہیں، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

پہلا شُبہہ: کریمہ والذین یدعون من دون اللہ الاٰیۃ۔

اقول اولاً یہ شُبہہ مرتدانِ حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ،

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون[۱]

نازل ہُوئی کہ بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پُوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسٰے اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں اس پر رب عزّوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآنِ کریم کی مراد بتائی کہ آیت بُتوں کے حق میں ہے۔

---

[۱] القرآن الکریم ۲۱/۹۸

ان الذین سبقت لھم منّا الحسنیٰ اولٰئك عنھا مُبعدون ○ لایسمعون حسیسھا[1]

بیشک وُہ جن کے لئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہوچکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں وُہ اس کی بھنک تک نہ سُنیں گے۔

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبدبن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم وطبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون فقال المشرکون الملٰئکۃ وعیسٰی وعزیز یُعبدون من دون اللہ فنزلت ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی اولٰئك عنھا مُبعدون[2]

جب یہ آیت نازل ہُوئی اِنّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الآیۃ تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالٰی کے سوا پُوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہُوئی ان الذین سبقت الآیۃ بیشک وُہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا وُہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔

ثانیاً یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جُدا کیا، اُن کے احکام اُن سے جُدا رکھے، اُن کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، اِن کا ذبیحہ حلال ہوجائیگا اُن کا مردار۔ قال اللہ تعالٰی:

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکّین حتی تاتیھم البیّنۃ[3]

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔(ت)

وقال تعالٰی:

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنّم خٰلدین فیھا اولٰئك ھم شرّ البریّۃ[4]

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۱ و ۱۰۲

[2] المستدرک کتاب التفسیر تفسیر سورۃ انبیاء دارالفکر بیروت ۲/ ۳۸۵

[3] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

[4] " ۹۸/ ۶

وقال تعالٰی :

ما یود الذین کفروا من اھل الکتٰب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم[1]

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ (ت)

وقال تعالٰی :

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا و لتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصارٰی[2]

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصارٰی ہیں۔

وقال تعالٰی :

الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم[3]

ولا تنکحوا المشرکٰت حتی یؤمن[4]

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ (ت)
اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں (ت)

جب قرآن عظیم یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ میں نصارٰی کو داخل نہیں فرماتا اس اَلَّذِیْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہوسکیں گے؟

ثالثًا سورت مکیّہ ہے اور سوائے عاصم، قُرّاءِ سبعہ کی قراءت تَدْعُوْنَ بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اَصْنَامٌ (جنھیں وہ پوجتے ہیں وہ بُت ہیں۔ ت)

رابعًا خود آیہ کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عمومًا اور حضرت مسیح

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۵
[2] " ۵/ ۸۲
[3] " ۵/ ۵
[4] " ۲/ ۲۲۱

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصاً مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ[1] (مُردے ہیں زندہ نہیں۔ ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہذا ارشاد ہوا غَیْرُ اَحْیَآءٍ یہ وُہ مُردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نِرے جماد ہیں، یہ بُتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حیث کان بعض الاموات مما یعتریہ الحیاۃ سابقا اولاحقا کاجساد الحیوان والنطف التی ینشئھا اللہ تعالٰی حیوانا احترز عن ذٰلک فقیل غیر احیآء ای لایعتریھا الحیٰوۃ اصلا فھی اموات علی الاطلاق[2]

بعض اموات وُہ تھے جنھیں زندگی حاصل تھی جیسے مُردہ حیوان کا جسم، اور بعض وُہ ہیں جنھیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالٰی مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا غیر احیاء یعنی یہ وُہ اموات ہیں جنھیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

خامساً ربِ عزّوجل فرماتا ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ○ فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ[3]

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وُہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاءٌ ولکن لاتشعرون ○[4]

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وُہ زندہ ہیں تمھیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مُردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء معاذ اللہ مُردے کہے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ (زندہ ہیں مُردے نہیں۔ ت) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (مُردے ہیں زندہ نہیں۔ ت)، جس وعدہ الٰہیہ کی تصدیق کے لئے اُن کو عروض موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ[5] (ہر جان کو موت کا

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۱

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/ ۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۰۶

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۶۹

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۴

[5] ۲۱/ ۳۵

مزہ چکھنا ہے۔ ت) پھر جب یہ اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد اَحْیَاءٌ غَیْرُ اموات ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ۔

سادساً آیہ کریمہ میں وَھُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغہ ماضی نہیں بلکہ وَھُمْ یُخْلَقُوْنَ[1] بصیغہ مضارع ہے کہ دلیل تجدد و استمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بُت ہیں۔

سابعاً آیہ کریمہ میں اُن سے کسی چیز کی خلق کا سلب کُلی فرمایا کہ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا[2] (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ ت) اور قرآن عظیم نے عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ[3] (اور جب تُو مٹی سے پرند کی مُورت بناتا۔ ت) اور ایجاب جزئی نقیض سلب کُلی ہے تو عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام پر صادق نہیں، تا مناسب سے قطع نظر ہو تو اَمْوَاتٌ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیر ثانی یقیناً اِنس و جِن و مَلک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کے لئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اوّل قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسٰی و ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وُہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہُوا کہ موت ہوچکی ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وُہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے،

(اَمْوَاتٌ) حالاً او مآلاً غیرُ احیاءٍ بالذّاتِ لیتناول کُلَّ معبودٍ[4]۔

مُردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو (ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے،

فالمراد مالاحیٰوۃ لہ سواءٌ کان لہ حیٰوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملئکۃ علیہم السلام اولیس من شانہ الحیٰوۃ کالاصنام[5]

یعنی اِن اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بُت، یا حیات تھی اور موت عارض ہُوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسٰی و ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام۔

منکرین دیکھیں کہ اُن کا شُبہہ ہر پہلو پر مردود ہے، وللہ الحمد۔

---

[1] و [2] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰ [3] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

[4] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/ ۲۱ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۷۰

[5] عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی " دار صادر بیروت ۵/ ۳۲۲

40

شبہہ دوم: لعن اللہ الیھود والنصارٰی[1] (اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے۔ ت)

اقول والمرتدین لعنھم لعنا کبیرا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو)

اوّلاً انبیاءھم[2] میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسٰی سے یحیٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصارٰی سب نے مسجد کرلیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے، جس طرح وقتلھم الانبیاء بغیر حق[3] (انھوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ ت) میں اضافت و لام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال تعالٰی:

ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون[4]۔ انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ (ت)

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کرلینا ادعائے باطل و مردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصارٰی کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصارٰی کا اُن میں بعض قبور کریمہ کو (مسجد بنا لینا) صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے کہ نصارٰی کے انبیاء کہاں ہیں، اُن کے تو صرف ایک عیسٰی نبی تھے اُن کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالٰی ہم نے ذکر کیا کہ،

او المراد بالاتخاذ اعم من ان یکون ابتداعا او اتباعا فالیھود ابتدعت والنصارٰی اتبعت ولاریب ان النصارٰی تعظم قبور کثیر من الانبیاء الذین تعظمھم الیھود[5]۔

انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصارٰی بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔

ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصارٰی اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دربارۂ قبور انبیاء تنہا یہود کا نام ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی یہودیوں کو ہلاک فرمائے انھوں نے اپنے

---

[1] و [2] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

[3] القرآن الکریم ۴/۱۵۵ [4] القرآن الکریم ۲/۸۷

[5] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۴۴۴

انبیائھم مساجد[1] انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔

اور صحیح بخاری حدیثِ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جہاں تنہا نصارٰی کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولٰئك قوم اذا مات فیھم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علٰی قبرہ مسجدًا او صوّروا فیہ تلك الصّور[2]	رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا نصارٰی وُہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔

اور صحیح مسلم حدیثِ جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں یہود و نصارٰی دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ:

سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال الا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیآئھم وصالحیھم مساجد[3]	میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے تھے۔

ہمیشہ جمع طرق سے معنیٔ حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثًا اقول چالاکی بھی سمجھے! یہ فقط قبرِ عیسٰے ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے، قادیانی مدعیِ نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اِس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہُوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذّاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالۂ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہُوئی اور وہ جھوٹے، یہ اُس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، قال اللہ تعالےٰ: کذبت قوم نوحِ المرسلین[4] (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲

[2] " " " " " ۱/۶۲

[3] صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور " " ۱/۲۰۱

[4] القرآن الکریم ۲۶/۱۰۵

جُھٹلایا۔ ت) تواُس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی ، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ، اور اگر دو لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں ، اور اب اِن مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندراجِ کفر میں اور ترقی معکوس کر کے اسفل سافلین میں پہنچنا چاہا کہ معاذاللہ معاذاللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں ، اس حدیث کے یہ معنے گھڑے کہ نصارٰی نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کرلیا ، یہ صریح سپید جھوٹ ہے ، نصارٰی ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اُسے مسجد کرلینا تو دوسرا درجہ ہے ، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کے دشمنوں) نے (خاک بدہنِ ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھنکے اُڑاتا تھا تو کیا ہُوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصارٰی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں ، کہاں بتاتے ہیں ، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کرلیا جس کا مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر کیا ، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے ؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے ؟ اور جب یہ نہ بتاسکو اور ہرگز نہ بتاسکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذمے معاذاللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنے گھڑے اور ،

ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّ لھم

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے

عــہ۱ کما رواہ احمد وابن حبان والحاکم و البیھقی وغیرھم عن ابی ذر ھؤلاء و ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ احمد ، ابن حبان ، حاکم ، بیہقی وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نیز انھوں نے اور ابن ابی حاتم ، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عــہ۲ کما فی روایۃ علی ما فی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیھا ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں ذکر فرمایا ، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ (ت)

۱؎ مسند احمد بن حنبل حدیث ابو امامۃ الباہلی دار الفکر بیروت ۵/ ۲۶۶

۲؎ شرح عقائد النسفی دار اشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۱

عذابا مھینا[1] ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(ت)

کی گہرائی میں پڑے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین، کیوں، حدیث سے موتِ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون[2] واللہ تعالٰی اعلم۔ مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ العبد المذنب
احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی
علیہ وآلہ وسلم

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] " ۶۸/ ۳۳

رسالہ

جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ ۱۳۱۶

(دشمنِ خدا کے ختمِ نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء)

مسئلہ از شیخ خدا بخش اہلسنت والجماعت محلہ سوئی گری کی پول ۹ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سید کہلواتا، اپنا عقیدہ یوں طور رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم کو انبیاء و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت وجماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے ہے؟ اور جو شخص عقیدہ کفریہ رکھے وہ سید ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اسے سید کہنا روا ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

الحمد للہ رب العٰلمین و سلام علی المرسلین، ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما،

تمام خوبیاں اللہ تعالٰی رب العالمین کو اور سلام تمام رسولوں پر، محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے پچھلے، اور اللہ تعالٰی ہر شَے کا عالم ہے

یا من یصلی علیه هو وملٰئکته صل علیه وعلیٰ اٰله وصحبه وبارك وسلم تسلیما اٰمین، رب انی اعوذبك من همزات الشیٰطن واعوذبك رب ان یحضرون وصلی الله تعالیٰ علیٰ خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقا واٰخرهم بعثا واٰله وصحبه والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردة الجن وشیٰطین الانس واعاذنا ابدا من شرهم اجمعین اٰمین.

اے وُہ ذات جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود اور اس کے آل واصحاب پر اور سلام کامل، آمین، اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ مانگتا ہُوں کہ وُہ میرے پاس آئیں، اور صلوٰۃ اللہ خاتم المرسلین پر جو تمام انبیاء سے پیدائش میں اول اور بعثت میں ان سے آخر اور اس کی آل واصحاب اور تابعین پر، اور لعنت اور ہلاکت، رسوائی اور ذلت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرکش جنّوں اور انسانی شیطانوں پر اور ان سب کے شر سے ہمیشہ ہمیں پناہ دے، آمین (ت)

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا اله الا الله ماننا اللہ سبحٰنہ وتعالٰے کو احد صمد لاشریك له جاننا فرضِ اول ومناطِ ایمان ہے یُونہی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزءِ ایقان ہے ولکن رسول الله وخاتم النبیین[1] (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنٰی ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بیّن الکفر جلی الکفران ہے، ولید پلید جس کا قول نجس تراز بول، سوال میں مذکور ضرور ولی ہے بیشک ضرور مگر حاشا نہ ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن و ولی الشیطان ہے، یہ جو میں کہہ رہا ہُوں میرا فتوٰی نہیں اللہ واحد قہار کا فتوٰی ہے، خاتم الانبیاء الاخیار کا فتوٰی ہے، علی مرتضٰے و بتول زہرا و حسن مجتبٰے وشہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتوٰی ہے صلی الله تعالیٰ علیٰ سیدهم ومولاهم وعلیهم وسلم۔

شفاء شریف و اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

یکفر ایضا من کذب بشیئ مما صرح

نیز تکفیر کی جائیگی جس نے قرآن کے صریح حکم یا خبر

---

[1] القرآن ۳۳/۴۰

فی القرآن من حکم او خبر، او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذلك او شك فی شیئ من ذلك[1]

کی تکذیب کی، یا جس نے علم کے باوجود اس کی نفی کردہ کا اثبات کیا یا اس کے ثابت کردہ کی نفی کی، یا جس نے اس میں شک کیا۔ (ت)

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالانکار[2]

بدیہی ضروری دینی معلوم چیز میں تردد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کا انکار کرنا ہے (ت)

شفاء میں ہے:

وقع الاجماع علٰی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علٰی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ علی ظاھرہ و لھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیھم او شك (فی کفرھم) اوصحح مذھبھم، وان اظھر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذلك[3] اھ مختصرا مزیدا من نسیم الریاض ما بین الھلالین۔

ایسے شخص کے کفر پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث جس کے نقل پر یقین ہے اس کی تخصیص کرے حالانکہ اجماع کے مطابق اپنے ظاہری معنٰی پر محمول ہے۔ اسی لئے ہم ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو اسلام کے غیر کسی دین والے کی تکفیر نہ کرے یا توقف یا شک کرے (ان کے کفر میں) یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، اگرچہ ایسا شخص اسلام کا اظہار کرے اور عقیدہ رکھے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کے بطلان کا عقیدہ رکھے اس سبب سے کہ وہ اپنے ظاہر کئے کا خلاف ظاہر کرتا ہے لہذا وہ کافر ہے اھ مختصرا، ہلالین کے درمیان نسیم الریاض کی طرف سے زائد ہے (ت)

اسی میں ہے:

اجماع علٰی کفر من لم یکفر کل من

اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے کی تکفیر نہ کرنیوالے

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل آخر فی الخطاء مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ص ۳۸۱
[2] فتاوٰی حدیثیہ باب اصول الدین مطبعہ جمالیہ مصر ص ۱۴۶
[3] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/ ۲۷۱
نسیم الریاض شرح الشفاء 〃 〃 〃 〃 〃 〃 دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰-۵۰۹

فارق دین المسلمین او وقف فی تکفیرھم او شك [1] مختصرًا۔

یا ان کی تکفیر میں توقف یا شک کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے کے کفر پر اجماع ہے، مختصراً (ت)

بزازیہ و درمختار وغیرہما میں ہے:

من شك فی کفرہ و عذابه فقد کفر [2]۔

جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ (ت)

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور ہے کہ اپنے آپ ہی اپنے کفر و الحاد و زندقہ و ارتداد کا فتوٰی لکھے، آخر یہ تو بداہۃً ضرورۃً موافقین و مخالفین حتی کہ کفار و مشرکین سب کو معلوم و مسلّم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم مسلمان تھے، قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہہ اسے کلام اللہ جانتے، اس کے ایک ایک حرف کو حق مانتے، اور اسی قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قطعاً یقیناً اپنے آپ کو نبی و رسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل و ملعون ہی مانتے کہ قول بالمنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں، اب یہ شخص کہ انھیں نبی و رسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب و مبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفر ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رُو سے کافر ہے، غرض انھیں رسول کہہ کر اعتقادِ ختم نبوت میں سچا جانا تو اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کرکے کافر ہوا مفر کدھر، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الاکبر۔

ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و علماء کی کیا قدر جانے مگر بحمد اللہ تعالٰی مسلمانوں کے لئے متعدد منافع ظاہر و بیّن ہیں، قرآن و حدیث دونوں ایمانِ مومن ہیں، احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا، آیہ کریمہ میں وساوسِ ملعونہ

ف: اہل بیت کرام خواہ کسی اُمتی کو نبی ماننے والا خود اپنے اقرار سے بھی کافر ہے۔

---

[1] الشفاء للقاضی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتأولین مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/ ۲۶۹
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا، ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و نجیح معنے بتائے گا، بعض قاسمان کفر و مجون کے اختراع جنون کو مردود و ملعون بنائے گا۔

ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا، نصوص ائمہ سے اہلِ ایمان کو صحت فتوٰی پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئے گا معہذا ذکرِ محبوب راحتِ قلوب ہے۔ اُن کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

فاقول وبحول اللہ احول (ارشاداتِ الٰہیہ)

بریّتِ آدم اور ختم نبوت

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی: یارب اسئلك بحق محمد ان غفرت لی الٰہی! میں تجھے محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! تُو نے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کی: الٰہی! جب تُو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی رُوح پھونکی میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جانا تُو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا:

صدقت یا اٰدم انه لاحب الخلق الیّ و اذ سألتنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك[1]۔ زاد الطبرانی وھو اٰخر الانبیاء من ذریتك[2]۔

اے آدم! تُو نے سچ کہا بیشک وُہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تُو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضرت موسٰی اور ختم نبوت

ابو نعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موسٰی لما نزلت علیه التوراة وقرأها

جب موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اتری آپ

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب التاریخ استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد صلے اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/ ۶۱۵
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۴۸۹

[2] المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۶۴۹۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۲۵۹

وجد فیھا ذکر ھذہ الامۃ فقال یارب انی اجد فی الالواح امۃ ھم الاٰخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد[1]

پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا عرض کی: اے رب میرے! میں ان لوحوں میں ایک اُمت پاتا ہوں کہ وُہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی، تو یہ میری امت کر، فرمایا: یہ امت احمد کی ہے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضرت آدم اور سرکارِ دوعالم

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق اللہ اٰدم اخبرہ ببنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علٰی بعض فرأی نورا ساطعا فی اسفلھم فقال یارب من ھذا قال ھذا ابنک احمد ھو الاول وھو الاٰخر وھو اول شافع واول مشفع[2]

جب اللہ تعالٰی نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا اُنھیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ اُن میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی: الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم النبیین

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، فرمایا:

بین کتفی اٰدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم[3]

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلمِ قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

محمد اور دروازۂ جنت

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر الفضیلۃ الرابعۃ عالم الکتب بیروت ۱/۱۴

[2] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ما ورد فی اصطفائہ علی العالمین الخ دار الفکر بیروت ۲/۱۱۱

کنز العمال حدیث ۳۲۰۵۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۴۳۷

[3] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ذکر ما خص بہ وشرف بہ الخ عالم الکتب بیروت ۲/۱۳۷

انه قال اول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد صلی الله تعالٰی علیه و سلم ثم قرأ اٰیة من التوراة اٰخروا با قدمایا نحن الاٰخرون الاولون[1]۔

یعنی انھوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازۂ جنّت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائیگا وہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق، یعنی اُمّتِ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم الانبیاء کی بشارت

ابن سعد عامر شعبی سے راوی، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا،

انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء[2]۔

بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امّی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یعقوب علیہ السّلام وخاتم الانبیاء

محمد بن کعب قرظی سے راوی،

اوحی الله تعالٰی الی یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوکا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس، وهو خاتم الانبیاء، و اسمه احمد[3]۔

اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین و انبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی اُمّت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔

اشعیا اور احمد مجتبٰی

ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی،

قال اوحی الله تعالٰی الی اشعیاء انی باعث

اللہ عزوجل نے شعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/۴۳۴

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاہلیہ بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۶۳

[3] " " " " " " " " " " " "

نبیا امیا افتح به آذانا صما و قلوبا غلفا و اعینا عمیا مولده بمکة و مهاجره بطیبة و ملکه بالشام (وساق الحدیث فیه الکثیر الطیب من فضائله و شمائله صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم الٰی ان قال) ولاجعلن امته خیر امة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الٰی ان قال) اختم بکتابهم الکتب وبشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان[1] الحدیث الجلیل الجمیل۔

میں نبی اُمّی کو بھیجنے والا ہوں، اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا، اس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام میں، ضرور اس کی اُمّت کو سب اُمّتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر و افضل کروں گا، میں اُن کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور اُن کی شریعت پر شریعتوں اور اُن کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتبِ سماوی میں اسمِ محمد

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم کان یسمّی فی الکتب القدیمة احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فارقلیطا و ماذ ماذ[2]

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے، احمد، محمد، ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے)، مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے)، نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)، حمطایا (حرمِ الٰہی کے حامی)، فارقلیطا (حق کو باطل سے جُدا کرنے والے)، ماذ ماذ (ستھرے، پاکیزہ) صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم الانبیاء

سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

هبط جبریل فقال ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیاء و ماخلقت خلقا اکرم علی منک و قرنت اسمک مع اسمی

جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور

---

[1] الخصائص الکبرٰی، بحوالہ ابن ابی حاتم و ابو نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ دار الکتب الحدیثہ ۱/ ۲۳، ۲۴
الدر المنثور ، " " " " " " آیۃ الذی یجدونہ مکتوبا فی التوراۃ الخ منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۳/ ۱۳۴

[2] الخصائص الکبرٰی، بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین ۱/ ۱۹۲

فلااذکر فی موضع حتی تذکر معی، ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک علیّ ومنزلتک عندی، ولولاک ما خلقت السمٰوٰت والارض وما بینھما لولاک ماخلقت الدنیا ھذا مختصر[1]

کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ، بیشک میں نے دنیا و اہلِ دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا، صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم۔

آخر النبیین خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اسری بی الی السماء قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنٰی، وقال لی یا محمد ھل غمک ان جعلتک اٰخر النبیین، قلت لا، قال فھل غم امتک ان جعلتھم اٰخر الامم قلت لا، قال اخبر امتک انی جعلتھم اٰخر الامم لافضح الامم عندھم ولا افضحھم عند الامم۔

شبِ اسرٰی مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا، میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انھیں سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں[2]

والحمد للہ رب العالمین!

رحمۃ للعٰلمین ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبزار وابویعلٰی وبیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی:

ثم لقی ارواح الانبیاء فاثنوا علی

یعنی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خص بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۷-۱۳۶

[2] تاریخ البغداد ترجمہ ۲۵۵۷ ابوعبداللہ احمد بن محمد النزلی دار الکتاب العربی بیروت ۵/ ۱۳۰

ربهم فقال ابراهیم ثم موسٰی ثم داؤد ثم سلیمٰن ثم عیسٰی ثم ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اثنٰی علی ربه فقال کلکم اثنی علی ربه وانی مثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمة للعٰلمین وکافة للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شیئ وجعل امتی خیرامة اخرجت للناس وجعل امة وسطا وجعل امتی هم الاولون وهم الاٰخرون ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما فقال ابراهیم بهذا فضلکم محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ثم انتهٰی الی السدرة فکلمه تعالٰی عند ذٰلك فقال له قد اتخذتك خلیلا وهو مکتوب فی التورٰاة حبیب الرحمٰن ورفعت لك ذکرك فلا اذکر الا ان ذکرت معی وجعلت امتك هم الاولون والاٰخرون وجعلتك اول النبیین خلقا و اٰخرهم بعثا وجعلتك فاتحا وخاتما[1] هذا مختصرا ملتقط۔

ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے، پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی، ابراہیم پھر موسٰی پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسٰی علیہم الصلوٰۃ بر ترتیب حمدِ الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کرچکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شیئ کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انھیں کو اول اور انھیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحِ دیوانِ نبوت وخاتمِ دفترِ رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے پھر حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عزجلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح و خاتم کیا صلی اللہ علیک وسلم۔

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ سبحان الذی اسرٰی الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۵/ ۷تا۹

ارشاداتِ انبیاء وملائکہ واقوال علمائے کتبِ سابقہ

حدیثِ شفاعت

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں:

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الی ربك فلیقض بیننا فیقول انی لست ھناکم انی اتُخِذْتُ الٰھًا من دون اللّٰہ، و انہ لایھمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفض الخاتم فیقولون لافیقول ان محمد اصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اس اداللہ ان یقضی بین خلقہ نادی منادٍاین احمد و امتہ فنحن الاخرون الاولون نحن اٰخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا[1] الحدیث ھذا مختصر۔

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہوکر پھریں گے تو سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اُسے پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرماہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہُوں شفاعت کے لئے، پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب اُمتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب اُمتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

انبیاء کا التجائے شفاعت

احمد و بخاری ومسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد

اولین وآخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین

---

[1] مسند ابویعلیٰ حدیث عبداللہ ابن عباس ۲۳۲۴ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/۶

انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء[1] صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حضور آکر عرض کرینگے حضور اللہ تعالٰی کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم اور اذان اول

ابونعیم حلیۃ الاولیا اور ابن عساکر دونوں بطریق عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نزل اٰدم بالهند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان اللہ اکبر اللہ اکبر، اشهد ان لا الٰه الا اللہ، اشهد ان لا الٰه الا اللہ، اشهد ان محمدا رسول اللہ، اشهد ان محمدا رسول اللہ، قال اٰدم من محمد، قال اٰخر ولدك من الانبیاء[2]

جب آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام بہشت سے ہند میں اُترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے اُتر کر اذان دی۔ جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے پُوچھا: محمد کون ہیں۔ کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

انشراح صدر

ابونعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی و ابن عساکر بطریق یونس ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً راوی وھذا لفظ المرسل رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:
فرشتہ نے بہ طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اُسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا:

انت محمد رسول اللہ المقفی الحاشر[3] (الحدیث ھذا مختصر)

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث متصل میں یُوں ہے، جبریل نے اُتر کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا شکم چاک کیا، پھر کہا:

قلب وکیع فیه اذنان سمیعتان و عینان بصیرتان محمد رسول اللہ

مضبوط و محکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا، محمد اللہ کے رسول ہیں

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۶۸۵
[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ عمرو بن قیس الملائی دارالکتاب العربی بیروت ۵/۱۰۷
[3] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم عن یونس باب ماجاء فی قلبہ الشریف دارالکتب الحدیثہ ۱/۱۶۲

المقفی الحاشر[1]، الحدیث۔ انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

بشارت میلاد الرسول

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انھوں نے فرمایا: میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام پر اتارا اس کا علم اُن کے برابر کسی کو نہ تھا، وُہ اپنے علم سے کوئی شئے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہُوا تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انھیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالٰی تیرا بھلا چاہے گا تو تُو آپ ہی اس کا پیرو ہوجائے گا۔ یہ کہہ کر وُہ مرگئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہُوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے:

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ و مھاجرہ بطیبۃ[2]، الحدیث۔ محمد اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکّے میں اور ہجرت مدینے کو، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

راہب کا استفسار

بیہقی و طبرانی و ابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمھارے باپ نے تمھارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور یزید بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اُترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے

---

[1] الخصائص الکبرٰی باب ماجاء فی قلبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم دار الحدیث شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۱۹۲

[2] " " " " " " " " " " " " " "

تہذیب تاریخ دمشق باب تطہیر قلبہ من الغل الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۴۹

الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل دار الحدیث شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۳۶

اپنے دَیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا:

اما انه سوف یبعث منکم وشیکا نبی فسارعوا الیه وخذوا بحظکم منه ترشدوا فانه خاتم النبیین۔

سُنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت و اطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہُوا اس کا نام محمد رکھا۔[1] انتہی، واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

قبل از ولادت شہادتِ ایمان

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنہ موحدان و مومنان عہدِ جاہلیت سے تھے طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اُسی زمانے میں توحیدِ الٰہی و رسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شہادت دیتے۔ ابن سعد و ابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہِ حرا کو جاتے تھے، انھوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جُدائی کی تھی اس پر آج اُن سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملتِ ابراہیم کا پیرو ہوا اُسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پُوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل اور اولادِ عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں مَیں ان کا زمانہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور اُن کی تصدیق کرتا اُن کی نبوت کی گواہی دیتا ہُوں، تمھیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا اسلام انھیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہُوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ سُرخ ڈورے رہیں گے، اُن کے شانوں کے بیچ میں مہرِ نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر اُن کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، اُن کی قوم انھیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرماکر مدینے جائیں گے، وہاں سے اُن کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر اُن کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلھا اطلب دین ابراھیم،

کہ میں دینِ ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۵۸-۵۷

وکل من اسأل من الیھود والنصارٰی و المجوس یقول ھذا الدین وراءك، وینعتونه مثل ما نعتّه لك، ویقولون لم یبق نبی غیرہ۔

یہود ونصارٰی مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله[1] میں نے اُسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

انکارِ ختمِ نبوت کے وجوہات

اللہ اللہ اس زمانے کے یہود ونصارٰی ومجوس تو بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوجانے کی شہادتیں دیں اور آج کل کے کذاب بدلگام مدعیانِ اسلام یہ شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اُس وقت تک ان فرقوں کو نہ حضور پر نور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بغض وحسد تھا، نہ اپنے کسی پیشوا مردود کا سخن مطرود بنا نامراد و مقصد، نہ اپنے کسی سگے بھائی کی بات رکھنی نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گھڑنی وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم انبیاء، واخبار احبار ورہبان وعلماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے، بعد ظہور اسلام ان ملاعنہ کے دل میں حسد وعناد کا پھوڑا پھوٹا اور ان مدعیانِ اسلام پر قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث معاذ اللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا، اب یہ جب تک اپنی سینہ زوری سے کچھ خاتم الانبیاء گھڑ کر نہ دکھائیں اگرچہ زمین کے اسفل السافلین طبقے میں تو گروجی پیشوا کی خدمت ہی کیا ہوئی، ہونہار سپوتوں کی سعادت ہی کیا ہوئی، کسی قاسم کفر وضلالت قسیم دمباین حق وہدایت کا کوئی بھائی لگتا ان نئے مرتدوں کے ہاتھ بک گیا، سات خاتم النبیین کا فتوٰی لکھ گیا، اب اگر تازی نبوتوں کا ٹھیکہ نہ لیں ختمِ نبوت کے معنی متواتر کو مہمل نہ کہیں تو اکلوتے بھیا کی حمایت ہی کیا ہوئی، اختراعی طبیعت کی جودت ہی کیا ہوئی، کسی مردک کو یہ دھن سمائی کہ سیّد بنے تو کیا بنے، کوئی گنے تو نبی کا نواسا ہی گنے، پانچے کا رشتہ کوئی بات نہیں، پیرجی پوتے نہ بن بیٹھے تو کچھ کرامات نہیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اور اب جان جائیں گے ظالم کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] [illegible] الکبرٰی بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعہ، باب اخبار الاحبار الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/۶۲-۶۱

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲[illegible]

مقوقس شاہِ مصر کی تصدیقِ ولادت

امام واقدی و ابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہِ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدح و تصدیق سنی اس کے پاس سے وُہ کلام سُن کر اُٹھے جس نے ہمیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے ذلیل و خاضع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم اُن کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ اُن سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار اُن کے ہمسائے ہیں وُہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بُلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہُوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت جو وُہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اُس سے پوچھا، ھل بقی احد من الانبیاء، آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا:

نعم وھو اٰخر الانبیاء، لیس بینہ وبین عیسٰی نبی قد امر عیسٰی باتباعہ وھو النبی الامی العربی اسمہ احمد۔

ہاں ایک نبی باقی ہیں وُہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسٰے کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُن کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی اُمی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کئے، مغیرہ نے فرمایا، اور بیان کر۔ اس نے اور بتائے، از انجملہ کہا:

یخص بما لم یخص بہ الانبیاء قبلہ کان النبی یبعث الٰی قومہ وبعث الی الناس کافۃ۔

انھیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وُہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خُوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آکر اسلام لایا[1]۔

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع

ابونعیم حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سُنی تھی کیا دیکھتا ہُوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:

ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا الکوکب

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت ص ۲۱ و ۲۲

لا یطلع الا بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء الا احمد[1]۔

نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہودی علمائے کے ہاں ذکرِ ولادت

امام واقدی و ابونعیم حضرت حویصر بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کنا ویھود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء غیرہ وھو فی کتبنا[2] الحدیث۔

یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعتِ نبی

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی:

قال کان احبار یھود بنی قریظۃ والنضیر یذکرون صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انہ نبی وانہ لا نبی بعدہ اسمہ احمد ومھاجرہ الی یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ ونزلھا انکروا وحسدوا وبغوا[3]

یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علماء حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انھوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے یہود براہِ حسد و بغاوت منکر ہو گئے۔

فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ

توجب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت ص ۱۷
الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/ ۶۴

[2] " " " " " " " " " " " " "
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت ص ۱۷

[3] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/ ۶۴

علی الکٰفرین[1]

منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (ت)

اہلِ یثرب کو بشارتِ میلادالنبی

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

یااھل یثرب قد ذھبت واللہ نبوۃ بنی اسرائیل، ھذا النجم قد طلع بمولد احمد وھو نبی اٰخر الانبیاء، ومھاجرہ الی یثرب[2]

اے اہلِ مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادتِ احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یوشع کی زبان پر نعتِ رسول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہتے سُنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا اب وقت آلگا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم سے تشریف لائیں گے اُن کا حلیہ و وصف یہ ہوگا میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک ہورہا تھا اُن میں سے زبیر بن باطا نے کہا:

قد طلع الکوکب الاحمر الذی لم یطلع الا لخروج نبی وظھورہ ولم یبق احد الا احمد وھذہ مھاجرہ[3]

بیشک سُرخ ستارہ طلوع ہوکر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت وظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے، اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تذییل

ابن سعد وحاکم وبیہقی وابونعیم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرضِ تجارت رہتا جس رات حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں نہیں

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۹

[2] الخصائص الکبرٰی باب اخبار الاخیار بحوالہ ابی نعیم دارالکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/ ۶۸

[3] " " " " " " " ۱/ ۶۶-۶۵

دلائل النبوۃ الفصل الخامس عالم الکتب بیروت ص ۸

معلوم، کہا:

احفظوا ما اقول لکم، ولد ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ بین کتفیہ علامۃ[1] الحدیث۔

جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی اُمت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ارشادات حضور ختم الانبیاء علیہم افضل الصلوۃ والثناء

وفیھا انواع نوع فی اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اسماء النبی اجلہ ائمہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وامام مالک وامام احمد و ابوداؤد طیالسی وابن سعد طبرانی وحاکم وبیہقی وابونعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی[2]۔

بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

بیہقی و طبرانی کی روایت میں والخاتم زائد ہے یعنی اور میں خاتم ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

انا محمد واحمد امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد والمقفی والحاشر

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن سعد والحاکم والبیہقی وابی نعیم، باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ الخ، دارالکتب الحدیثہ، بعابدین ۱/ ۱۲۳

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱

[3] شعب الایمان للبیہقی فصل فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۴۱
" " " " ۱۳۹۸ " " " ۱/ ۱۴۱
الطبقات الکبرٰی ذکر اسماء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۲/ ۱۰۴

ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ[1] آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

نام مبارک نبی التوبۃ عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی وشرح الشفا للقاری والخفاجی ومرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ وتیسیر وسراج المنیر وحفنی شروح جامع صغیر وجمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواھب وشرح زرقانی ومجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالٰی اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں بعضھا املح من بعض و احلی (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے۔ ت)

خصائص مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ و رجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں[2]۔

ذکرہ فی مطالع المسرات وقاری فی شرح الشفاء والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواھب اللدنیۃ شرح الاسماء العلیۃ وقبلہ شارحھا الزرقانی عند سردھا۔

اس کو مطالع المسرات میں اور ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ اور اسی پر مواھب لدنیہ کے شرح اسماء مبارکہ میں اور اس سے قبل اپنے بیان میں شارح زرقانی نے انحصار کیا۔ (ت)

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی[3] الشیخ فی اللمعات والاشعۃ۔ اقول ولیس بالاول فان الھدایۃ دعوۃ وارائۃ وبالبرکۃ توفیق الوصول (اقول یہ جز اول یعنی ہدایت سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہدایت دعوت، راستہ دکھانے اور برکت سے وصول مقصود کی توفیق کا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلے اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱

[2] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۱

شرح الشفا لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/۳۹۳

شرح الزرقانی علی المواھب المقصد الثانی الفصل الاول حرف ن دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۴۹

[3] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ صلے اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۸۲

تام ہے۔ ت)

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی الشیخ فی اللمعات واشار الیہ فی الاشعۃ حیث قال بعد ذکر الاولین (شیخ نے لمعات میں اسے ذکر کیا اور اشعہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انھوں نے پہلے دونوں کا ذکر کیا وہاں یہ ہے۔ ت)

این صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از ہمہ بیشتر و وافر و کامل تر ست[1]

تمام انبیاء میں یہ صفت مشترک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں یہ سب سے زیادہ اور وافر اور کامل تر ہے (ت)

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روزِ قیامت یہ امت سب اُمتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہلِ جنت کی ایک سو بیس[۱۲۰] صفیں ہوں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالٰی اسّی ہماری اور چالیس[۴۰] میں باقی سب اُمتیں، والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) وُہ توبہ کا حکم لے کر آئے[2] الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواھب (اسے امام نووی نے شرح مسلم، ملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا۔ ت)

(۵) اللہ عزّوجل کے حضور سے قبولِ توبہ کی بشارت لائے[3] شرح المواھب والمناوی فی التیسیر۔

(۶) اقول بلکہ وُہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا ہے وُہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روزِ اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی واقع ہوئی یا وقوع پائیگی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں[4] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ الفاسی فی مطالع المسرات فجزاہ اللہ معانی المبرات وعوالی المسرات (یہ علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا، اللہ تعالٰی ان کو نیکیوں کا ذخیرہ اور بلند خوشیاں جزا میں عطا فرمائے۔ ت)

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ الخ فصل ۱ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۸۲

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الفضائل باب فی اسمائہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انا محمد واحمد الخ مکتبہ امام الشافعی ریاض ۱/۳۷۶

[4] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۲ - ۱۰۱

(۸) توبہ سے مراد اہلِ توبہ ہیں[1] ای علی وزان قولہ تعالٰی واسئل القریۃ (اللہ تعالٰی کے قول واسئل القریۃ کے انداز پر۔ ت) یعنی توابین کے نبی' مطالع المسرات مع زیادۃ منی (مطالع المسرات اور جو کچھ زیادہ ہے وہ میری طرف سے) اقول اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں[2] کماسوغہ المناوی ثم العزیزی فی شروح الجامع الصغیر (جیساکہ علامہ مناوی نے پھر عزیزی نے الجامع الصغیر کی شرحوں میں ذکر فرمایا۔ ت) حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی اُمت توابین ہیں' وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں التائبون[3] فرماتا ہے، جمع الوسائل، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور اُمت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع[4]' مطالع۔ اقول و بہ فارق ما قبلہ فلیس فیہ حذف ولا یجوز (میں کہتا ہوں' اس سبب سے وُہ پہلے سے جُدا ہوا تو اس میں نہ حذف ہے اور نہ یہ جائز ہے۔ ت)

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب اُمتوں سے زائد مقبول ہوئی[5]، حفنی علی الجامع الصغیر، کہ اُن کی توبہ میں مجرد ندامت و ترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اُن کے بوجھ اتار لئے اگلی اُمتوں کے سخت وشدید بار ان پر نہ آنے دیئے' اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق بہ القرآن العزیز (جیساکہ قرآن نے اس کو بیان فرمایا۔ ت) جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہُوئی، شرح الشفا للقاری[6] والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار برمز (ن)

عہ اقتصر الحفنی فی تقریر ھذا الوجہ علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانہ

حفنی نے اپنی تقریر میں اس وجہ پر استغفار کے ذکر کا اقتصار کیا تو فرمایا آپ کی امت

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۱ و ۱۰۲

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انا محمد و احمد مکتبہ امام الشافعی ریاض ۱/۳۷۶

[3] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۲/۱۸۳

[4] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۰۱

[5] حاشیۃ الحفنی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۲/۶۳

للامام النووی والذی رأیتہ فی منہاجہ ماقدمت فحسب (ن کی رمز امام نووی کی طرف ہے اور جو میں نے ان کی کتاب منہاج میں دیکھا وہ میں نے پہلے بیان کردیا ہے اور بس۔ ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قبل من امتہ التوبۃ بمجرد الاستغفار زاد میرك بخلاف الامم السابقۃ و استدل بقولہ تعالٰی فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول الاٰیۃ، وقد اقرہ العلامۃ القاری فی المرقاۃ[1] وفی شرح الشفا وشدد النکیر علیہ فی جمع الوسائل شرح الشمائل فقال ھذا قول لم یقل بہ احد من العلماء فھو خلاف الامۃ وقد قال وارکان التوبۃ علی ما قالہ العلماء ثلثۃ الندم والقلع والعزم علی ان لایعود ولا احد جعل الاستغفار اللسانی شرطا للتوبۃ[2] الخ اقول رحم اللہ مولانا القاری این فی کلام الحنفی ومیرك ان التوبۃ لاتقبل الا بالاستغفار فضلا عن اشتراط الاستغفار باللسان انما ذکر ان مجرد الاستغفار کاف فی توبۃ ھذہ الامۃ من دون التزام امور اخر شاقۃ جدا کقتل الانفس وغیرہ مما التزمت بہ

سے صرف استغفار پر توبہ قبول فرمائی، اس پر میرک نے "بخلاف الامم السابقۃ" کا اضافہ کیا انھوں نے دلیل میں اللہ تعالٰی کا قول "اللہ تعالٰی سے استغفار کرو اور رسول ان کے لئے استغفار فرمائیں الاٰیۃ" ذکر کیا، علامہ قاری نے مرقات اور شرح شفاء میں اس کو ثابت رکھا جبکہ جمع الوسائل میں اس پر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ یہ بات علماء میں سے کسی نے نہ کی تو یہ امت کے خلاف ہے اور فرمایا کہ توبہ کے ارکان علماء کے بیان کے مطابق تین ہیں، ندامت اور چھوڑنا، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم، اور کسی نے بھی زبانی استغفار کو توبہ کی شرط نہ کہا الخ، اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی ملا علی قاری پر رحم فرمائے حنفی اور میرک کے کلام میں استغفار کے بغیر توبہ کا قبول نہ ہونا کہاں ہے، چہ جائیکہ زبانی استغفار کی شرط ہو، انھوں نے تو یوں کہا ہے کہ اس امت کی توبہ میں صرف استغفار کافی ہے دوسرے شاق امور لازم نہیں مثلاً جانوروں کو قتل کرنا وغیرہ، جو کچھ پہلی امتوں پر لازم کیا گیا

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی وصفاتہ الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/ ۵۰

جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۳

[2] " " " " " " " " " " " " " " "

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں، صحیح بخاری میں ہے: میں روز اللہ سبحٰنہ سے سَو بار استغفار کرتا ہوں[۱] شرح الشفاء والمرقاۃ واللمعات والمجمع برمز (ط) للطیبی والزرقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیاٰت المقربین (نیکوں کی خوبیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ ت) حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں وللاٰخرۃ خیرلك من الاولٰی[۲] (آپ کیلئے ہر پہلی ساعت سے دوسری افضل ہے۔ ت) جب ایک مقام اجل واعلٰی پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الامم السابقۃ فلا تشم منہ رائحۃ اشتراط الاستغفار لمطلق التوبۃ وان امعنت النظر لم تجد فیہ خلافا الحدیث الارکان ایضا فان الاستغفار الصادق لاینشؤ الاعن ندم صحیح والندم الصحیح یلزمہ الاقلاع وعزم الترك ولقد اصح عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قولہ الندم توبۃ علا ان المقصود الحصر بالنسبۃ الٰی ماکان علی الامم السابقۃ من الامر ثم ھذا کلہ لامساغ لہ فی تقریر الوجہ بما قررنا کما تری فاعرف ۱۲ منہ۔

اس سے مطلق توبہ کے لئے استغفار کی شرط کی بُو تک محسوس نہیں ہوتی، اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس میں آپ کوئی خلاف نہ پائیں گے کہ سچی استغفار کا وجود سچی ندامت کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح ندامت کو گناہ کا ختم کرنا اور اس کے ترک کا عزم لازم ہے اسی معنی میں حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صحیح منقول ہے کہ ندامت توبہ ہے اس کے علاوہ ان کا مقصد پہلی امتوں پر لازم امور کی نسبت سے حصر کرنا ہے، پھر اس وجہ کی تقریر میں اس تمام بیان کا کوئی دخل نہیں ہے جس کی ہم نے تقریر کی جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں، غور کرو ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/۳۹۳
مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی وصفاتہ الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/۴۹ و ۵۰
[۲] القرآن الکریم ۹۳/۴

توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطالع[1] مع بعض زیادات منی۔

(۱۲) **باب توبہ**: انھیں کے اُمت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شرح الشفا للقاری[2]، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں بابِ نبوت مسدود اور ختم ملّت پر توبہ مفقود، توجواُن کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں[3]، افادہ الفاسی و بہ استقامر کونہ من وجود التسمی بھذا الاسم العلی السمی (یہ فائدہ علامہ فاسی نے بیان کیا اور اسی معنیٰ کی بناء پر آپ کی ذات مبارکہ کا اس نام سے مسمّٰی ہونا درست ہے۔ ت)

(۱۳) **فاتح باب توبہ**: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انھیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مطالع[4]۔

(۱۴) **کعب کا خون**: وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کیلئے ہمیشہ مفتوح ہے جب سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خون اُن کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے اُن کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں لکھا فطرالیہ فانہ لایرد من جاء تائبا ان کے حضور اڑکر آؤ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اُسے کبھی رد نہیں فرماتے[5] مطالع المسرات، اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں: ؎

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی ۔۔۔ والعفو عند رسول اللہ مامول

انی اتیت رسول اللہ معتذرا ۔۔۔ والعذر عند رسول اللہ مقبول[6]

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۲

[2] شرح الشفا لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/ ۲۹۳

[3] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۰۱

[4] " " " " " " " "

[5] " " " " " " " " ص ۱۰۲

[6] المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ قصیدہ بانت سعاد لکعب بن زہیر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۶

بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے: لایجزئ بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر[1] احمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمرو والدارمی وابناسعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبد اللہ بن سلام، وابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ وابو نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ (اس کو بخاری نے عبد اللہ بن عمر اور دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور آخری نے عبد اللہ بن سلام سے، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابو نعیم نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔ ت) ولہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں عفو غفور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ قال تعالٰی

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما[2]۔

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پُر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پُر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام[3]۔

نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ الصخب فی السوق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۵
سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار المحاسن بیروت ۱/ ۱۵

[2] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[3] شرح شفا للقاری علی ہامش نسیم الریاض الباب الرابع من القسم الثانی مطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۳/ ۴۶۴

(۱۶) وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے، توبہ ایک نعمتِ عظمٰی بلکہ اجل نعم ہے اور نصوص متواترہ اولیائے کرام و علمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دُنیوی، ظاہری یا باطنی، روزِ اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انھیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے یہ سرالوجود و اصل الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:ف

انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم[۱] — میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ و اقرہ الناقدون۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور تحقیق کرنیوالوں نے اسے ثابت رکھا ہے۔ ت)

ان کا رب اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین[۲] — ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس جانفزا و ایمان افروز و دشمن گداز و شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر جمیل اپنے رسالہ مبارکہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت الورٰی میں ذکر کی والحمد للہ رب العٰلمین۔

(۱۷) **اقول** وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی:

یارسول اللہ اتوب الی اللہ و الٰی رسولہ ماذا اذنبت[۳] — یارسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

ف: ہر نعمت ہر شخص کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔

[۱] المستدرک للحاکم کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/ ۶۰۴

[۲] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

[۳] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرًا فی الدعوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۸

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ابوبکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہوکر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی:

تبنا الی اللہ والی رسولہ[1] ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیر نے یہ حدیثیں مع جلیل و نفیس بحثیں اپنے رسالہ مبارکہ الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء میں ذکر کیں۔

اقول توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کرکے اُسے راضی کرنا، اور نصِ قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالٰی:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[2] جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

وبلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنی قولنا من عصی اللہ فقد عصی الرسول۔ اس کو عکس نقیض، من لم یطع اللہ لم یطع الرسول، لازم ہے اور ہمارے قول "من عصی اللہ فقد عصی الرسول" کا یہی معنی ہے (ت)

اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔ قال اللہ تعالٰی:

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین[3] سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

نسأل اللہ الایمان والامن والامان ورضاہ ورضی رسولہ الکریم علیہ وعلٰی اٰلہ الصلٰوۃ والتسلیم۔ ہم اللہ تعالٰی سے ایمان، امن و امان، اس کی رضا، اس کے رسول کریم کی رضا چاہتے ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ الصلٰوۃ والتسلیم (ت)

یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابلِ حفظ ہیں کہ اس رسالے کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو دَ

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۵ و ۹۶
[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰
[3] " " ۹/ ۶۲

ہر گُلے را رنگ و بُوئے دیگر ست

(ہر پھول کا رنگ وخوشبو علیحدہ ہے۔ ت)

مگر میں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالٰی چیزے دیگر ہیں وباللہ التوفیق۔

توبہ قبول کرنے والے نبی

امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا:

انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمۃ ونبی التوبۃ وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم۔[1]

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت کا نبی ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں، میں سب میں آخر نبی ہوں، میں حشر دینے والا ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مالک لوائے حمد

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علٰی قدمی، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، فاذا کان یوم القیمۃ کان لواء الحمد معی، وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتھم۔[2]

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں۔ علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قال العلماء معناھما (ای معنی روایتی قدمی بالتثنیۃ والافراد) یحشرون علٰی

علماء نے فرمایا ان دونوں یعنی قدمی مفرد اور قدمیّ تثنیہ کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے

---

[1] شمائل الترمذی مع جامع الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۹۲
مسند احمد بن حنبل حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۵/ ۴۰۵

[2] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۷۵۰ باب من اسمہ جابر بن عبداللہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲/ ۱۸۴

اثری و زمان نبوتی ورسالتی ولیس بعدی نبی[1]

میری رسالت ونبوت کے زمانہ میں ہوگا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (ت)

تیسیر میں ہے:

ای علی اثر نبوتی ای زمنھا ای لیس بعدہ نبی[2]

یعنی میری نبوت کے زمانہ کے بعد یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں (ت)

جمع الوسائل میں ہے:

قال الجزری ای یحشر الناس علی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی[3]

جزری نے فرمایا یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (ت)

دس اسمائے مبارکہ

ابن مردویہ تفسیر اور ابونعیم دلائل میں اور ابن عدی و ابن عساکر و دیلمی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد و احمد والفاتح والخاتم وابوالقاسم والحاشر والعاقب والماحی ویٰس وطٰہٰ[4]

میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں: محمد و احمد وفاتح عالم ایجاد وخاتم نبوت وابوالقاسم وحاشر وآخر الانبیاء وماحی کفر ویٰس وطٰہٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لئے دس نام ہیں از انجملہ محمد و احمد و ماحی و حاشر و عاقب یعنی خاتم الانبیاء، و رسول الرحمۃ ورسول التوبہ ورسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا: وانا المقفی قفیت النبیین عامۃ وانا

---

[1] شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱
[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان لی اسماء مکتبۃ امام شافعی الریاض ۱/ ۳۴۳
[3] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۲
[4] الکامل فی ضعفاء ترجمہ سیف بن وہب دارالفکر بیروت ۳/ ۱۲۷۳
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث عالم الکتب بیروت ص ۱۲
تہذیب تاریخ ابن عساکر باب معرفۃ اسمائہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۷۵

قسم[1] میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تنبیہ: یہ حدیث ابن عدی نے مولٰی علی و ام المومنین صدیقہ و اسامہ بن زید و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت کی،

کما فی مطالع المسرات فان کان کلہا عاقب او مقفی و نحوھما کانت خمسۃ احادیث۔

جیسا کہ مطالع المسرات میں ہے تو اگر تمام میں عاقب یا مقفی وغیرہما ہوں تو پانچ احادیث ہوئیں (ت)

الحاشر والعاقب

حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کنیسہ یہود میں تشریف لے گئے، میں ہمرکاب تھا، فرمایا: اے گروہ یہود! مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ وباؤا بغضب من اللہ فباؤ بغضب علی غضب[2] (اور خدا کے غضب میں لوٹے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے۔ ت) اٹھالے گا، یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور نے فرمایا:

ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفٰی اٰمنتم اوکذبتم[3]

تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں نبی مصطفٰی ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسولِ جہاد

ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا رسول الملحمۃ انا المقفی والحاشر[4]

میں محمد و احمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں رسولِ جہاد ہوں، میں خاتم الانبیا ہوں، میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ وھب بن وھب بن خیر بن عبداللہ بن زہیر دارالفکر بیروت ۷/۲۵۲۶

[2] القرآن الکریم ۲/ ۶۱ و ۹۰

[3] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ مطبع دارالفکر بیروت ۳/ ۴۱۵

[4] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر اسماء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۱۰۵

نوع آخر : ھوالاول والاٰخر والظاھر والباطن[1]

ے وہی ہیں اوّل وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاھر
انھیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمۃ[2] — ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

مسلم وابن ماجہ ابوہریرہ وحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الاٰخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیٰمۃ المقضی لھم قبل الخلائق[3] — ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔

دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ ادرک بی الاجل المرحوم واختیار فی اختیارا فنحن الاٰخرون ونحن السابقون یوم القیٰمۃ۔[4] — بیشک اللہ نے مجھے مدت اخیرہ زمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چُن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہمیں روزِ قیامت سب سے اگلے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اس حدیث میں نُسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے :

ان اللہ ادرک بی الاجل المرحوم، و — مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور

---

[1] القرآن الکریم ۵۷/۳

[2] صحیح البخاری کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۰
صحیح مسلم " باب فضیلۃ یوم الجمعۃ " " " " ۱/۲۸۲

[3] " " " " " " " "

[4] کنز العمال بحوالہ الدارمی حدیث ۳۲۰۸۰ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۴۴۲

اختصو لی اختصارا[1]۔ میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔

اس اختصار کی شرح و تفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے اپنے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین[1] میں بیان کی۔

آخر زمان اور اولین یوم قیامت اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا:

لاوالذی اصطفٰی محمداعلی البشر لا افارقك۔ قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا، واللہ! خدا نے انھیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المومنین نے اسے تپانچہ مارا، وہ بارگاہِ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، عمر! تم اس تپانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور وہاں اے یہودی! آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسٰی کلیم اللہ، عیسٰی روح اللہ ہیں وانا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری اُمت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری اُمت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانے میں پہلے ہو و نحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمۃ اور ہم زمانے میں بعد اور روزِ قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری اُمت نہ داخل ہو[2]، صلی اللہ تعالٰی علیک و علیہم وسلم۔

دریائے رحمت بیہقی شعب الایمان میں ابوقلابہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انما بعثت فاتحا وخاتما[3] میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت و رسالت ختم کرتا ہوا۔

آخرین بعثت ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابواسحٰق جوزجانی تاریخ اور ابونعیم دلائل میں بطرق عدیدہ عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسنداً اور

---

[1] سنن الدارمی باب ۸ ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعۃ مصر ۱/ ۳۲

[2] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۱۱۸۵۱ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۱/ ۵۱۱

[3] بیہقی شعب الایمان حدیث ۵۲۰۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۳۰۸

ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی بن مریم کی تفسیر میں فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث[1]

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا: فبدأبی قبلھم ــــــــــ اسی لئے رب العزت تبارک وتعالٰے نے آیۂ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پُرنور کا نام پاک لیا، صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔

تذییل: ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے پُوچھا، نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہُوا، فرمایا:

ان اللہ تعالٰی لما اخذ من بنی اٰدم من ظھورھم ذریاتھم واشھدھم علٰی انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول من قال بلٰی ولذٰلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر من بعث[2]

جب اللہ تعالٰی نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روزِ میثاق نکالیں اور انھیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمھارا رب نہیں، تو سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کلمۂ بلٰی عرض کیا۔ کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہُوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے، صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔

حضرت فاروق کا طریقِ نداوخطاب بعد از وصال

شفا شریف امام قاضی عیاض و احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام و مدخل امام ابن الحاج و اقتباس الانوار علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی رشاطی و شرح البردہ ابوالعباس قصار و مواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بعد وفاتِ حضور

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ حدیث ۱۷۵۹۴ مکتبہ نزار مصطفٰے الباز مکۃ المکرمۃ ۹/ ۳۱۱۶
تفسیر بغوی المعروف معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ مصطفٰے البابی الحلبی مصر ۵/ ۲۳۲

[2] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی سہل باب خصوصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکونہ اول النبیین فی الخلق دارالکتب الحدیثۃ عابدین ۱/ ۹

سیدالکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضور کو ندا و خطاب کرکے عرض کئے ہیں انھیں میں گزارش کرتے ہیں:

بابی انت وامی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عند اللہ ان بعثك اخر الانبیاء وذکرك فی اولھم، فقال اللہ تعالٰی واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح[1] الاٰیۃ۔

یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح وابراہیم وموسٰی وعیسٰے بن مریم سے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت جبرائیل سلام کہتے ہیں

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہوکر مجھے یوں سلام کیا: السلام علیك یاظاھر، السلام علیك یاباطن۔ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں، جبریل نے عرض کی: اللہ تبارک وتعالٰی نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے،

وسماك بالاول لانك اول الانبیاء خلقا وسماك بالاخر لانك اخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء الی اخر الامم۔

حضور کا اوّل نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء ونبی امت آخرین ہیں۔

باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینشِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجی اور ہزار سال بھیجی یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے حضور کو مبعوث کیا یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔

---

[1] المواہب اللدنیہ باب وفاتہ صلے اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵۵۵

حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُر نور پر درود نہ بھیجی ہو، اللہ حضور پر درود بھیجے،

فربك محمود وانت محمد وربك الاول و الاٰخر والظاهر والباطن و انت الاول والاٰخر والظاهر والباطن۔

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد لله الذی فضلنی علیٰ جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی۔

سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔

ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس[1] الخ۔

علی قاری نے شرح شفاء میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تلمسانی نے ابن عباس سے روایت کیا الخ

اقول ظاهرہ انه اخرجه بسندہ فان الاسناد ماخوذ فی مفهوم الروایة کما قاله الزرقانی فی شرح المواهب و لعل الظاهر ان فیه تجرید او المراد ورود ذکرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کو انھوں نے اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ اسناد روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا ہو سکتا ہے کہ ظاہر اس میں تجرید ہو (اسناد ماخوذ نہ ہو) اور صرف وارد کرنا اور ذکر کرنا مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوع آخر خصوص نصوص ختم نبوت

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب و احلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا و ارسلت الی

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک

---

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسماء رسول اللہ الخ دار الفکر بیروت ۲/ ۴۲۵

الخلق کافۃ وختم بی النبیون[1] کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم النبیین

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولافخر، وانا خاتم النبیین ولافخر، وانا شافع ومشفع ولافخر[2]

میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

احمد وحاکم وبیہقی وابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان اٰدم لمنجدل فی طینتہ[3]

بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔ سہ

آدم سروتن باٰب وگل داشت
کو حکم بملکِ جان و دل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بحکم خداوندی جان و دل سے سرفراز تھے۔ت)

لوحِ محفوظ پر شہادتِ ختمِ نبوت

مواہب لدنیہ ومطالع المسرات میں ہے:

اخرج مسلم فی صحیحہ من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹

[2] سنن الدارمی حدیث ۵۰ باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن قاہرہ مصر ۱/ ۳۱

[3] المستدرک کتاب التاریخ ذکر اخبار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/ ۶۰۰
کنز العمال حدیث ۳۲۱۱۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۴۹

الله تعالٰی علیہ وسلم انه قال ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء، ومن جملة ماکتب فی الذکر وھو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین۔

وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوحِ محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ثم قال بعد ھذا فی المواھب وعن العرباض بن ساریة[1] فذکر الحدیث المذکور اٰنفا وقال بعدہ فی المطالع وغیر ذٰلک من الاحادیث[2] اھ وقال الزرقانی بعد قوله ان محمدا خاتم النبیین فان قیل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلی کتابة محمد خاتم النبیین[3] الخ فافادوا جمیعا انه بتمامه حدیث واحد مخرج ھٰکذا فی صحیح مسلم والعبد الضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیه الا الی قوله وکان عرشه علی الماء، وبھٰذا القدر عزاہ له فی المشکٰوة والجامع الصغیر والکبیر وغیرھا فالله اعلم۔

پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع المسرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ، اور علامہ زرقانی نے اپنے قول "تحقیق محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں" کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، تقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ، توان سب نے افادہ کرتے ہُوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبدِ ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا "وکان عرشه علی الماء" اس کا عرش پانی پر تھا، اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم وجامع صغیر وکبیر وغیرہما کی طرف منسوب کیا ہے، تو اللہ تعالٰی زیادہ علم والا ہے۔ (ت)

---

[1] المواھب اللدنیة باب سبق نبوته المکتب الاسلامی بیروت ١/ ٥٧
مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ٩٨
[2] " " " " " " "
[3] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفة بیروت ١/ ٣١

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی، حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل[1] وفی لفظ للشیخین فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین[2]

میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اول الرسل اٰدم و اٰخرھم محمد[3] سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سوسمار کی گواہی

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابونعیم کتاب دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا سوسمار شکار کرکے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۱۱

[2] صحیح البخاری باب خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۱

صحیح مسلم باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین " " ۲/ ۲۴۸

[3] نوادر الاصول حکیم ترمذی

ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات وعزٰی کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پر نور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سُنا اور سمجھا:

لبیك وسعدیك یا زین من وافی یوم القیٰمة۔

میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔

حضور نے فرمایا: من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی:

الذی فی السماء عرشه وفی الارض سلطانه وفی البحر سبیله وفی الجنة رحمته وفی النار عذابه۔

وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا: من انا بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی:

انت رسول رب العٰلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقك وقد خاب من کذبك۔

حضور پروردگارِ عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وُہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا نامراد رہا۔

اعرابی نے کہا: اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شُبہہ ہے، خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانك رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ت) یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر۔

یہ حدیث امیر المؤمنین مولٰی علی وام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایات سے بھی آئی:

کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبرٰی و لم اقف علی الفاظھم فان اشتملت جمیعا علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعة احادیث۔

جیسا کہ جامع کبیر اور خصائص کبرٰی میں ہے میں نے ان کے الفاظ نہ پائے اگر ان سب کے الفاظ خاتم النبیین کے لفظ پر مشتمل ہوں تو یہ چار احادیث ہوتیں (ت)

---

[1] دلائل النبوة لابی نعیم ذکر الظبی والضب عالم الکتب بیروت ۲/۱۳۴

تذییل : ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی کہ انھوں نے فرمایا : بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین[1] حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مُہرِ نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم۔

تذییل : طبرانی معجم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں :

اجعل شرائف صلوٰتك ونوامی برکاتك ورأفة تحنّنك علٰی محمد عبدك ورسولك الخاتم لما سبق والفاتح لما اغلق۔[2]

الٰہی ! اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مُہر نازل کر محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

نوع آخرف نبوت گئی، نبوت منقطع ہوئی، جب سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔

ولا نبی بعدی صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفہ نبی ولا نبی بعدی۔[3]

انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح برشرط صحیح مسلم کما قالہ الحاکم واقرہ الناقدون (جیسے حاکم نے کہا ہے اور محققین نے اسے ثابت رکھا ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت

بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد

---

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۰۵

[2] المعجم الاوسط حدیث ۹۰۸۵ مکتبۃ المعارف الریاض ۱۰/ ۳۶

[3] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱

ف : نوع چہارم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

فلا رسول بعدی ولا نبی[1] | نہ کوئی رسول نہ نبی۔ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ[2] | نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او تری لہ[3] | نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔

احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات[4] | نبوت ہوگئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصالِ اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سرِ انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا :

یایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ[5] | اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۵۱
[2] صحیح البخاری کتاب التعبیر | باب المبشرات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۳۵
[3] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۳۰۵۱ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۱۷۹
[4] سنن ابن ماجہ ابواب تعبیر الرؤیا باب الرؤیا الصالحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۶
[5] " " " " " " ص ۲۸۶-۸۷

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے

احمد و ترمذی و حاکم بتصحیح و رویانی و طبرانی و ابویعلٰی حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب[1]

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تذییل: صحیح بخاری شریف میں اسمٰعیل بن ابی خالد سے ہے:

قلت لعبد اللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما رأیت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ[2]

میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا تھا، فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہُوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یُوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفٰی کو فرماتے سنا:

لوکان بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی ما مات ابنہ ابراھیم[3]

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔

تذییل: امام ابوعمر ابن عبدالبر بطریق اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا:

کان ابراھیم قد ملأ المھد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اٰخر الانبیاء[4]

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

---

[1] جامع الترمذی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۰۹
[2] صحیح البخاری کتاب الآداب باب من سمی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۴
[3] مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث حضرت عبداللہ ابن اوفٰی دار الفکر بیروت ۴/ ۳۵۳
[4] شرح الزرقانی علی المواہب الاولٰی تحت الآثار ... المقصد الثانی، دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۱۵-۲۱۶

فائدہ: اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے، ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا[1]

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق پیغمبر ہوتا۔

وبہ انجلی ما اشتبہ علی الامام النووی مع جلالۃ شانہ، وسعۃ عرفانہ، اما ماقال الامام ابوعمر بن عبد البرلا ادری ماھذا فقد کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد النبی الانبیا کان کل احد نبیا لانہم من ولد نوح قال اللہ تعالٰی وجعلنا ذریتہ ھم الباقین[2] فاجابوا عنہ بان الشرطیۃ لایلزمہا الوقوع اقول نعم لکنہا لاشک تفید الملازمۃ فان کانت مبینۃ علی ان ابن نبی لایکون الا نبیا لزم ما الزم ابوعمر ولا مفر فالحق فی الجواب ما اقول من عدم صحۃ قیاس الانبیاء السابقین وبنیہم علی نبینا سید المرسلین وبنیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم فلو استحق ابنہ بعدہ النبوۃ لایلزم منہ استحقاق

اس سے امام نووی کو درپیش ہونے والا اشتباہ ختم ہوگیا باوجودیکہ ان کی شان اجل ہے اور ان کا عرفان وسیع ہے لیکن امام ابوعمر بن عبدالبر نے جو یہ فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا حالانکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہ ہوئے، اور اگر یہ ہوتا کہ نبی سے نبی ہی پیدا ہو تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ بھی تو نوح علیہ السلام کی اولاد تھے، کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رکھا، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ کسی شرطیہ قضیہ کو وقوع لازم نہیں ہے اقول (میں کہتا ہوں) ہاں درست ہے لیکن بے شک شرطیہ، ملازمہ کا فائدہ ضرور دیتا ہے اگر یہ قضیہ شرطیہ اس معنی پر مبنی ہو کہ نبی کا بیٹا ضرور نبی ہی ہوتا ہے تو ابوعمر کا الزام لازم آئے گا جس سے مفر نہیں ہے تو جواب میں حق وہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ انبیاء سابقین اور ان کے بیٹوں کا قیاس ہمارے نبی سید المرسلین اور ان کے صاحبزادوں پر درست نہیں، اللہ تعالٰی ہمارے نبی اور سب انبیاء پر درود وسلام

ف: حدیث ولو عاش ابراھیم لکان نبیا والبحث علیہ۔

حدیث "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے" کی تحقیق اور اس پر بحث سے متعلق یہ فائدہ ہے (ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الباوردی عن انس وابن عساکر حدیث ۳۲۲۰۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۶۹

[2] الاسرار المرفوعہ بحوالہ ابن عبدالبر فی التمہید حدیث ۳۸۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۹۱

[3] تہذیب تاریخ ابن عساکر باب ذکر بنیہ وبناتہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۹۵

ابناء الانبیاء جمیعا ھکذا رأیتنی کتبت علی ھامش نسختی التیسیر ثم رأیت العلامۃ علی القاری ذکر مثلہ فی الموضوعات الکبیر فللّٰہ الحمد وقد اخرج الدیلمی عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نحن اھل بیت لایقاس بنا احد[1] علی انی اقول لانسلم ان الحدیث یحکم بالنبوۃ بل انبأ عما تکامل فی جوھر ابراھیم من خصائل الانبیاء وخلال المرسلین بحیث لولم یسد باب النبوۃ لنا لکان نبیا تفضلا من اللّٰہ لااستحقاقا منہ فان النبوۃ لایستحقہا احد من قبل ذات لکن اللّٰہ تعالٰی یصطفی من عبادہ من تم وکمل صورۃ ومعنی ونسبا وحسبا وبلغ الغایۃ القصوٰی من کل خیر، اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ فاذن الحدیث علی وزان ما مر لوکان بعدی نبی لکان عمر[2]، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

فرمائے پھر اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا نبوت کا مستحق ٹھہرے تو اس پر لازم نہیں آتا کہ باقی تمام انبیا کے بیٹے بھی نبوت کے مستحق ہوں، میں نے اپنی تیسیر کے نسخے پر یونہی حاشیہ لکھا بعد ازاں میں نے علامہ ملا علی قاری کو موضوعات کبیر میں اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پایا فللّٰہ الحمد۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث نبوت کا حکم بیان کررہی ہے، یہ بات ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ حدیث مذکور حضرت کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق یہ خبر دے رہی ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام جیسے خصائل واوصاف تھے کہ اگر ہمارے لئے نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالٰی کے فضل محض سے نبی ہوتے نہ کہ بطور استحقاق نبی بنتے، کیونکہ کوئی بھی اپنی ذات میں نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالٰی نبوت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے کو منتخب فرماتا ہے جو صورۃً، معنیً، نسبًا، حسبًا ہر اعتبار سے تام وکامل ہو اور ہر خیر میں انتہائی مرتبہ کو پہنچا ہو، اللہ تعالٰی بہتر جانتا ہے کہ کہاں رسالت بنائے تو حدیث مذکور کی دلالت وہی ہے جو "لوکان بعدی نبیا لکان عمر" الحدیث کی دلالت ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ٦٨٣٨ دار الکتب العلمیۃ بیروت ٤/٢٨٣

[2] جامع الترمذی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ٢/٢٠٩

نوع آخر بعد طلوعِ آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام جوکسی کے لئے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحقِ لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی وھذا حدیث ثوبان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1]، ولفظ البخاری دجالون کذابون قریبا من ثلثین[2]

عنقریب اس اُمّت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اور بخاری کے الفاظ ہیں دجال کذاب تقریباً تیس ہوں گے۔ ت)

کذّاب اور دجّال

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون ودجالون سبعة وعشرون منھم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی[3]

میری امتِ دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب دجال ہوں گے اُن میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت

ابن عساکر علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انه نبی[4] الحدیث۔

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔

ف: نوع نہم حضور کے بعد جوکسی کو نبوت ملنی مانے دجال کذاب ہے۔

---

[1] سنن ابوداؤد کتاب الفتن ذکر الفتن ودلائلھا آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۸

[2] صحیح البخاری کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۴

[3] مسند امام احمد حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۶

[4] تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ الحارث بن سعید الکذاب داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۴۵

تذییل ابویعلٰی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابًا منھم مسیلمۃ والعنسی والمختار[1]

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں اُن میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی و مختار ثقفی ہے، اخزاھم اللہ تعالٰی۔

الحمدللہ بفضلہٖ تعالٰی یہ تینوں خبیث کُتّے شیرانِ اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے، اسود مردود خود زمانۂ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانۂ خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما میں، وللہ الحمد۔[ع]

حضرت علی اور ختمِ نبوت

نوعِ آخر خاص امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ صحاح، ابن ابی شیبہ مُصنّف، ابن جریر تہذیب الآثار میں بطرق عدیدہ کثیرہ سیدنا سعد بن ابی وقاص، اور حاکم بتصحیح اسناد مستدرک اور طبرانی معجم کبیر و اوسط اور ابوبکر عاقولی فوائد میں اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن بن سعد مولٰی علی اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیرالمومنین مولٰی علی اور احمد و حاکم و طبرانی و عقیلی حضرت عبداللہ بن عباس، اور احمد حضرت امیر معاویہ، اور احمد و بزار و ابوجعفر بن محمد طبری و ابوبکر مطیری حضرت ابوسعید خدری، اور ترمذی بافادہ تحسین حضرت جابر بن عبداللہ سے مسنداً اور حضرت ابوہریرہ سے تعلیقاً، اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمتفرق میں حضرت عبداللہ بن عمر اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید بن زید، اور طبرانی کبیر میں حضرات براء بن عازب و زید بن ارقم و جبیش

ف: نوع ششم خاص مولٰی علی کے باب میں متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا حصہ نہیں۔

ع: مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنھوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قتلت خیرالناس وشرالناس[2] میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔

---

[1] مسند ابویعلٰی مروی از عبداللہ بن زبیر حدیث ۶۷۸۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶/ ۱۹۹

[2] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہامش الاصابۃ باب الافراد فی الواو دار صادر بیروت ۳/ ۶۴۵

بن جنادہ و جابر بن سمرہ و مالک بن حویرث و حضرت ام المومنین ام سلمہ زوجہ امیر المومنین علی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی، حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا،

اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انہ لا نبی بعدی[1]

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دُوسرے کے لئے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یُوں ہے:

الا ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انک لست بنبی[2]

کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسٰی سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے:

قالت ھبط جبریل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی منک بمنزلۃ ھارون من موسٰی لکن لا نبی بعدک[3]

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی (رضی اللہ عنہ) تمھاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسٰی کے لئے ہارون، مگر تمھارے بعد کوئی نبی نہیں، صلی اللہ علیک وبارک وسلم۔

---

[1] صحیح البخاری مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۶
جامع الترمذی " " " " " " امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۱۴
صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل " " " " " " قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۷۸
مسند احمد بن حنبل حدیث حضرت سعد ابن ابی وقاص دار الفکر بیروت ۱/۱۸۲

[2] المجمع الزوائد بحوالہ احمد وغیرہ عن ابن عباس باب جامع مناقب علی رضی اللہ عنہ دار الکتاب بیروت ۹/۱۲۰
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دار الفکر بیروت ۳/۱۰۹

[3] المعجم الکبیر حدیث ۳۸۴ تا ۳۸۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۱۴۶ و ۱۴۷

فضائل صحابہ امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے کسی نے اُن سے ایک مسئلہ پوچھا، فرمایا، سل عنھا علی ابن ابی طالب فھو اعلم مولا علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں۔ سائل نے کہا: یا امیر المومنین! مجھے آپ کا جواب اُن کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا:

بئسما قلت لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغرہ بالعلم غرا ولقد قال لہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لانبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیہ شیئ یأخذ منہ[1]

تُو نے سخت بُری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلوٰۃ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب کسی بات میں شُبہہ پڑتا اُن سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی أخصمك بالنبوۃ ولا نبوۃ بعدی[2]

اے علی! میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی عیادت

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادۂ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمتِ اقدس حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا، پھر بعد نماز فرمایا:

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیك ما سألت اللہ لی شیئا الا سألت لك مثلہ ولا سألت اللہ شیئا

اے ابن ابی طالب! تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں، میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمھارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا

---

[1] فضائل الصحابۃ لامام احمد بن حنبل فضائل علی علیہ السلام حدیث ۱۱۵۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/۶۷۵

[2] حلیۃ الاولیاء المسندۃ فی مناقبھم وفضائلھم ۲؎ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۱/۶۵

الا اعطانیہ غیر انہ قیل لی انہ لا نبی بعدك۔ اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمھارے بعد کوئی نبی نہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اُسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔[1]

تنبیہ: اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) یہ حدیث حضرت امیر المومنین کے لئے مرتبۂ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے، صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کہ نصیبۂ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے تو اجناس وانواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیۂ نبیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تفاضل کثیر ووافر ہو۔

آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابن جمیل ونائب جلیل حضور پرنور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیث اکرم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کل ولی علٰی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما رفع المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمہ منہ الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانہ لاسبیل ان ینالہ غیر نبی[2] رواہ الامام الاجل ابو الحسن علی الشطنوفی قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار فقال اخبرنا ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان الدمیاطی المصری

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم پاک پر ہوں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں۔ (اس کو امام ابو الحسن علی شطنوفی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا، تو کہا ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان الدمیاطی المصری جو قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے، انھوں نے کہا مجھے شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبد اللہ سہروردی

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن ابی عاصم وابن جریر، وطس وابن شاہین فی السنۃ حدیث ۳۶۵۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۶۵

[2] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ الخ مطبع مصطفٰی البابی الحلبی مصر ص ۲۲

المولد بالقاھرۃ سلا٦٧ۃ سنۃ احدی وسبعین وستمائۃ، قال اخبرنا الشیخ القدوۃ شھاب الدین ابوحفص عمر بن عبد اللہ السھروردی ببغداد سلا٦٢٤ۃ سنۃ اربع وعشرین وستمائۃ، قال سمعت الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول علی الکرسی بمدرستہ[1] (فذکرہ)۔

(یعنی شیخ ابو حفص عمر بن عبد اللہ سہروردی نے ۶۲۴ھ کو بغداد میں بیان کیا کہ میں نے شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مدرسہ میں کرسی پر تشریف فرما، کہتے ہوئے سُنا تو وہ ذکر فرمایا جو گزرا۔ت)

بالجملہ مادون نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وُہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہٖ مشکک، ہر غوث وصدیق اس میں شریک اور اُن پر بشدت مقول بالتشکیک، بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتاہ ملک الموت وھو یطلب العلم کان بینہ وبین الانبیاء درجۃ واحدۃ درجۃ النبوۃ۔[2] رواہ ابن النجار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طلب علم میں ہو اس میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہے کہ درجہ نبوت ہے (اسے ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

دُوسری حدیث میں ہے:

کاد حملۃ القراٰن ان یکونوا انبیاء الا انہ لایوحٰی الیھم۔[3] رواہ الدیلمی فی حدیث عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

قریب ہے حاملانِ قرآن انبیاء ہوں مگر یہ کہ اُن کی طرف وحی نہیں آتی۔ (اسے دیلمی نے ایک حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

تو اس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تفضیل کا وہم نہیں ہوسکتا۔

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر کلماتِ اخبر بہا عن نفسہ الخ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ص ۲۲

[2] کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۲۸۸۲۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۶۰

[3] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۵

ابوبکر صدیق صدیقِ اکبر ہیں

علماء فرماتے ہیں: ابوبکر صدیق صدیقِ اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیقِ اصغر، صدیقِ اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ نسیم الریاض شرحِ شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قط وکذا علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہ وکون ابیہ علٰی غیر الملۃ ولذا اخص بقول علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ۔[1]

لیکن ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ صدیقِ اکبر ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انھوں نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی وہ کسی کو حاصل نہیں اور یونہی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا نام صدیقِ اصغر ہے جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے اور نہ ہی انھوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا باوجودیکہ وہ نابالغ تھے اور ان کے والد ملتِ اسلامیہ پر نہ تھے، اسی وجہ سے انھوں نے علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو خاص طور پر لیا۔ (ت)

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ فتوحاتِ مکیہ شریف میں فرماتے ہیں:

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذٰلک الوطن وحضرۃ ابوبکر لقام فی ذٰلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلٰی منہ یحجبہ عن ذٰلک فھو صادق ذٰلک الوقت وحکیمہ وما سواہ تحت حکمہ (ثم قال) وھذا المقام الذی اثبتناہ بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو لافراد ھو دون نبوۃ التشریع

یعنی اگر حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیقِ اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلٰی کوئی نہیں جو انھیں اس سے روکے وہ اُس وقت کے صادق وحکیم ہیں اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیرِ حکم، یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے، یہ مقامِ قربت فردوں کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک

---

[1] نسیم الریاض شرح شفاء امام عیاض الباب الاول الفصل الاول دارالفکر بیروت ۱/ ۱۴۲

وفوق الصدیقیۃ فی المنزلۃ عند اللہ والمشار الیہ بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر ففضل بہ الصدیقین اذ حصل لہ مالیس فی شرط الصدیقیۃ ولا من لوازمہا فلیس بین ابی بکر وبین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رجل لانہ صاحب الصدیقیۃ وصاحب سر۔[1]

نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ اُن کے قلوب میں وُہ رازِ الٰہی حاصل ہُوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابوبکر صدیق اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وُہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحبِ راز بھی، رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تذییل : بعض احادیث علویہ مبطلۂ دعوئے غلویہ۔

مولا علی کی نگاہ میں مقام صدیق اکبر

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے ہے :

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من، قال ثم عمر ثم خشیت ان اقول ثم من فیقول عثمان فقلت ثم انت یا ابت، فقال ما انا الا رجل من المسلمین[2] رواہ ایضا ابن ابی عاصم وخشیش وابونعیم فی الحلیۃ الاولیاء۔

میں نے اپنے والد ماجد مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے ؟ فرمایا : ابوبکر۔ میں نے کہا پھر کون ؟ فرمایا : پھر عمر۔ پھر مجھے خوف ہُوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان، اس لئے میں نے سبقت کرکے کہا اے باپ میرے ! پھر آپ ؟ فرمایا : میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔ (اسے ابن ابی عاصم اور خشیش اور ابونعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ ت)

---

[1] الفتوحات المکیۃ الباب الثالث والسبعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۵

[2] صحیح بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۸

جامع الاحادیث بحوالہ خ و د و ابن ابی عاصم وخشیش وغیرہ حدیث ۷۷۱۳ دار الفکر بیروت ۱۶/ ۲۱۷

کنز العمال " " " " " ۳۶۰۹۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۷

طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی جب امیر المومنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے، امیر المومنین فرماتے:

السباق یذکرون السابق یذکرون والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الیٰ خیر قط الا سبقنا الیہ ابوبکر[1]

ابوبکر کا بڑی سبقت والے ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت صدیق کے بارے میں حضرت علی کی رائے

ابوالقاسم طلحی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین واللالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں اور عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی، امیر المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انھیں ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے افضل بتاتے ہیں منبر شریف پر تشریف لے گئے حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا:

ایھا الناس بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ، فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر علیہ حد المفتری خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر (زاد غیر الطلحی) ثم احدثنا بعضھم احداثا یقضی اللہ فیھا ما یشاء[2]

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کرچکا ہوتا تو اب سزا دیتا، آج کے بعد جسے ایسا کہتا سُنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد آئے گی، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر ان کے بعد ہم نے کچھ نئے امور واقع ہُوئے کہ خدا اُن میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

امام ابوعمر ابن عبدالبر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابوالحسن دارقطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المومنین مولا علی فرماتے ہیں:

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۷۱۶۴ مکتبۃ المعارف الریاض ۸/ ۸۲
جامع الاحادیث بحوالہ طس حدیث ۷۶۸۰ دارالفکر بیروت ۱۶/ ۲۰۹
[2] کنز العمال بحوالہ ابن ابی عاصم وابن شاہین واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۱۴۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۱
جامع الاحادیث " " " " " " " ۳۵۷۷ دارالفکر بیروت ۱۶/ ۲۲۲

لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری[1]

میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر و عمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبد اللہ بن کثیر راوی، امیر المومنین فرماتے ہیں:

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ جلدا وجیعا[2]۔

جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد و مسدد و مسند اور عدنی ماتین اور ابو عبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی، امیر المومنین فرماتے ہیں:

سبق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ و یعفو اللہ عمن یشاء[3]، و للخطیب وغیرہ فھو ماشاء اللہ زاد ھو فمن فضلنی علی ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فعلیہ حد المفتری من الجلد و اسقاط الشہادۃ[4]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر ہوئے، پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسّی کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کبھی نہ سُنی جائے۔

ابو طالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی، ایک شخص نے امیر المومنین مرتضٰے کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: آپ خیر الناس ہیں۔ فرمایا: تُو نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: ابوبکر کو دیکھا؟ کہا: نہ۔ فرمایا: عمر کو دیکھا؟ کہا: نہ۔ فرمایا:

اما انک لو قلت انک رأیت النبی

سُن لے اگر تُو نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دیکھنے

---

[1] جامع الاحادیث عن الحکم بن جحل عن علی حدیث ۷۷۴۷ دار الفکر بیروت ۱۶/ ۲۲۵

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ ۲۲ عبد اللہ ابن ابی قحافہ " " ۱۳/ ۱۱۰

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۷۷۲۳ " " ۱۶/ ۲۱۹

کنز العمال " " " ۳۶۱۰۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۹

[3] المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفۃ الصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم، مناقب ابی بکر، دار الفکر بیروت ۳/ ۶۷-۶۸

[4] کنز العمال بحوالہ خط فی تلخیص المتشابہ حدیث ۳۶۱۰۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۹

جامع الاحادیث " " " " ۷۷۲۲ دار الفکر بیروت ۱۶/ ۲۱۹

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقتلتک، ولو قلت رأیت ابابکر وعمر لجلدتک۔[1]

خیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر وعمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا:

لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الا وقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[2]

جو مجھے ابوبکر وعمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

حضرات شیخین اوّلین جنتی ہیں

ابو طالب عشاری اور اصبہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی، میں نے امیر المومنین مولٰی علی سے عرض کی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا؟ فرمایا: ابوبکر وعمر۔ میں نے عرض کی: یا امیر المومنین! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا:

ای والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہما لیاکلان من ثمارہا ویرویان من ماۂہا ویتکئان علی فرشہا وانا موقوف بالحساب۔[3]

ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے، اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

خیر الناس بعد رسول اللہ

ابوذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں نے امیر المومنین سے عرض کی:

یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مہلا یا ابا جحیفۃ

یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ فرمایا ٹھہرو اے ابو جحیفہ! کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ العشاری حدیث ۷۷۴۳ دار الفکر بیروت ۱۶/۲۲۵
کنز العمال " " " ۳۶۱۵۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۶

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر " ۷۷۳۳ دار الفکر بیروت ۱۶/۲۲-۲۲۱

[3] " " " ابو طالب العشاری والاصفہانی الحدیث ۷۷۲۰ " " ۱۶/۲۱۹

الا اخبرك بخير الناس بعد رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم ابوبکر وعمر[1]

خیرالناس کون ہے؟ فرمایا: اے ابوجحیفہ! خیرالناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) ہیں۔

افضل الناس بعد رسول اللہ

ابونعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی، میں نے امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر فرماتے سنا:

ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان وفی لفظ ثم عمر ثم عثمان[2]

بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر وعمر وعثمان ہیں، اور بالفاظ دیگر پھر عمر پھر عثمان۔

مولود ازکٰی فی الاسلام

ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی، فرمایا:

قلت لعلی یا امیرالمؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم؟ قال ابوبکر، قلت ثم من؟ قال ثم عمر، قلت ثم من؟ قال ثم عثمان، قلت ثم من؟ قال انا، رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعینی ھاتین والا فعمیتا، و باذنی ھاتین والا فصمتا، یقول ما ولد فی الاسلام مولود ازکی ولا اطھر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر[3]

میں نے مولٰی علی سے عرض کی یا امیرالمومنین! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا، پھر کون؟ فرمایا: عمر، کہا: پھر کون؟ فرمایا: عثمان، کہا: پھر کون؟ فرمایا: میں، میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہوجائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ الصابونی فی المائتین حدیث ۴۴۷۷ دارالفکر بیروت ۱۶/۲۲۲
کنزالعمال " " " وطس وکر حدیث ۳۶۱۴۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۱

[2] کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر وحل وابن شاہین فی السنہ حدیث ۸۰۰۶ دارالفکر بیروت ۱۶/۲۹۰

[3] جامع الاحادیث " " " حدیث ۸۰۲۳ دارالفکر بیروت ۱۶/۲۹۴

ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی، امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

وھل انا الاحسنۃ من حسنات ابی بکر[1] — میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سیدنا صدیق کی سبقت کی چار وجوہات

خیثمہ طرابلسی و ابن عساکر ابوالزناد سے راوی، ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی: یا امیر المومنین! کیا بات ہوئی کہ مہاجرین و انصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام و سوابق پیشتر، فرمایا: اگر مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کردیتا، افسوس تجھ پر، ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے، افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے، ہجرت میں مجھ سے سابق، صحبت غار میں انہیں کا حصہ، نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے امامت کے لئے انہیں کو مقدم فرمایا ویحك ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابابکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ الاٰیۃ[2] افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالےٰ نے سب کی مذمت کی اور ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے: اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا اُن دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت صدیق کا تقدم

خطیب بغدادی و ابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصدیق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سألت اللہ ثلثا ان یقدمك فابی علی الا تقدیم ابی بکر[3] — اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالیٰ نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھنا۔

حضرت علی کی مدح افراط و تفریط کا شکار

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں، اور ابو یعلیٰ و دورقی و حاکم و ابن ابی عاصم

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابی طالب العشاری حدیث ۷۶۸۴ دار الفکر بیروت ۱۶/ ۲۰۸

[2] " " خیثمہ و ابن عساکر " ۷۶۸۹ " " ۱۶/ ۲۰۹

[3] تاریخ بغداد حدیث ۵۹۲۱ دار الکتاب العربی بیروت ۱۱/ ۲۱۳

کنز العمال بحوالہ ابی طالب العشاری وغیرہ حدیث ۳۵۶۸۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۱۵

و ابن شاہین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ اُنھوں نے فرمایا:

دعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا علی ان فیک من عیسیٰ مثلا ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بھا وقال علی الا وانہ یھلک فیّ رجلان محب مطری یفرطنی بما لیس فیّ و مبغض مفتر یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی الا وانی لست بنبی ولا یوحی الیّ ولکنی اعمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما استطعت فما امرتکم بہ من طاعۃ اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم او کرھتم وما امرتکم بمعصیۃ انا وغیری فلا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف[1]

مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا: اے علی! تجھ میں ایک کہاوت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہے، یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصارے ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا، مولا علی فرماتے ہیں: سُن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں، اور ایک دشمن مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے، سُن لو میں نہ تو نبی ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرتا ہوں، تو میں جب تمھیں اطاعتِ الٰہی کا حکم دوں تو میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے چاہے تمھیں پسند ہو خواہ ناگوار، اور اگر معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی، تو اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔

افضل الایمان

ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی، فرمایا:

قلت لمحمد بن الحنفیۃ ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فیما علا ابوبکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم

میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ مولا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے دریافت کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا: نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے

---

[1] المستدرک للحاکم — کتاب معرفۃ الصحابہ — دار الفکر بیروت — ۳/ ۱۲۳
مسند احمد بن حنبل — مروی از علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — " — ۱/ ۱۶۰

اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ[1] کہ اُن کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا ،
فرمایا: اس لئے کہ وُہ جب سے مسلمان ہُوئے اور جب تک اپنے رب عزوجل کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

شیخین کی افضلیت

امام دارقطنی جندب اسدی سے راوی:

ان محمد بن عبداللّٰہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ و الجزیرۃ فسألوہ عن ابی بکر وعمر فالتفت الی فقال انظر الی اھل بلادك یسألونی عن ابی بکر وعمر لھما افضل عندی من علی[2]

یعنی امام نفس زکیہ محمد بن عبداللّٰہ محض ابن امام حسن مثنّٰی ابن امام حسن مجتبٰی ابن مولٰی علی مرتضٰی کرم اللّٰہ تعالٰی وجوہہم کے پاس اہل کوفہ و جزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہوکر ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کرکے فرمایا اپنے وطن والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وُہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

رافضی اور خارجی نظریات

حافظ عمر بن شبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن مولا علی مرتضٰی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم سے راوی، انھوں نے رافضیوں سے فرمایا:

انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر وعمر ولم یستطیعوا ان یقولوا فیھما شیئا وانطلقتم انتم فطفرتم فوق ذلك فبرئتم منھما فمن بقی فو اللّٰہ ما بقی احد الا برئتم منہ[3]

خارجیوں نے چل کر تو انھیں سے برائت کی جو ابوبکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے ، اور اے رافضیو! تم نے اُن سے اُوپر جست کی کہ خود ابوبکر و عمر سے برائت کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے تبرّا نہ کیا۔

---

[1] الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن عساکر الباب الثانی مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۵۳
[2] " " بحوالہ الدارقطنی عن جندب الاسدی " " " ص ۵۵
[3] " " بحوالہ الحافظ عمر بن شعبہ " " " ص ۵۳

رافضی کی سزا دارقطنی فضیل بن مرزوق سے راوی، فرمایا:

قلت لعمر بن علی بن الحسین بن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم افیکم امام تفترض طاعتہ تعرفون ذٰلک لہ من لم یعرف ذٰلک لہ فمات مات میتۃ جاھلیۃ فقال لا واللّٰہ ماذٰلک فینا من قال ھذا فھو کاذب فقلت انھم یقولون ان ھذہ المنزلۃ کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قال قاتلھم اللّٰہ ویلھم ما ھذا من الدین واللّٰہ ماھٰؤلاء الا متأکلین بنا ھذا مختصرا[1]

میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی امام عمر بن علی سے پوچھا آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اس کا یہ حق پہچانتے ہیں جو اسے بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے، فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا کہے جھوٹا ہے، میں نے کہا رافضی تو کہتے ہیں یہ مرتبہ مولا علی کا تھا، پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا۔ فرمایا: اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو ان کے لئے یہ کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کمانے والے والعیاذ باللہ عزوجل۔

نصوص ختم نبوت یہاں تک سو احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے، پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ ہے، دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عدد حاصل ہوں، نظر کروں تو فیضان روح مبارک امیر المومنین سے تذییلات میں دس حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک و بعد ۳۹ سہ وبعد ۴۲ یک وبعد ۴۸ و ۵۸ دو دو وبعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر از انجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸۱ سے ۱۰۰ تک بیس۲۰ حدیثیں اس مطلب کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصل مرویات ایک سو بیس ۱۲۰ ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

ارشادات انبیاء وعلمائے کتب سابقہ حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابۂ کرام

---

[1] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الدارقطنی عن فضیل بن مرزوق الباب الثالث مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۵۶

سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے:

دعوتھم یارب دعاءً فاشیا فی الاولین والاٰخرین امۃ حتی انتھی الی خاتم النبیین احمد فانتسخہ وقرأہ وامن بہ وصدقہ۔

الٰہی! میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی، حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائے گا احمد و امتِ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامتہ یسعی نورھم بین ایدیھم[1]

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئینگے یوں کہ اُن کے نور اُن کے آگے جولان کرتے ہوں گے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے الحدیث وقد اختصرناہ (ہم نے حدیث کو اختصاراً نقل کیا ہے)

دارقطنی غرائب امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب رواۃ مالک میں بطریق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور ابن ابی الدنیا، اور بیہقی و ابونعیم دلائل میں بطریق ابن لہیعہ عن مالک بن الازہر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور ابونعیم دلائل میں من طریق یحییٰ بن ابراھیم بن ابی قتیلۃ عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور معاذ بن المثنیٰ زوائد مسند میں بطریق منتصر بن دینار عن عبد اللہ بن ابی الھذیل راوی ہیں، اور بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبد العزیز بن عمر بن جعونۃ بن نضلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابن جریر تاریخ، اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبد اللہ بن معروف عن ابی عبد الرحمٰن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب، اور ابن ابی الدنیا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

وھذا حدیث معاذ وفیہ صریح النص

یہ حدیث معاذ کی ہے اور اس میں صریح نص ہے

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب التواریخ المتقدمین من الانبیاء دار الفکر بیروت ۲/ ۵۴۷-۴۸

علی مرادنا وما زدنا من الطریق الاول ادرناه حوله هلالین۔

ہماری مراد پر، اور پہلے طریقہ سے ہم جو زیادتی کریں گے وہ ہلالین میں ہے (ت)

ذریب بن برثملا کی شہادت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا، یہ قیدی اور غنیمتیں لئے آتے تھے، ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہُوئی، نضلہ نے اذان کہی، جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلۃ تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ!، جب کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ جواب آیا اخلصت یا نضلۃ اخلاصًا نضلہ! تم نے خالص توحید کی، جب کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشرنا بہ عیسٰی بن مریم وعلٰی راس امتہ تقوم الساعۃ یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہُوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈرسنانے والے ہیں یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسٰی بن مریم علیہم الصلٰوۃ والسلام نے دی تھی انھیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلٰوۃ جواب آیا فریضۃ فرضت (طوبٰی لمن مشی الیھا وواظب علیھا)[1] نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی وشادمانی اس کے لئے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے، جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا وواظب علیھا (افلح من[2] اجاب محمدا

---

[1] ھکذا فی السابع وفی الطریق الثانی عند البیھقی فی الصلٰوۃ قال کلمۃ مقبولۃ وفی الفلاح قال البقاء لامۃ احمد صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وعکس ابن ابی الدنیا فذکر فی الصلٰوۃ البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی الفلاح کلمۃ مقبولۃ ۱۲ منہ۔ (م)

ساتویں طریقہ میں یوں ہے اور دوسرے طریقہ میں بیہقی کے ہاں یوں ہے، حی علی الصلٰوۃ پر کہا "یہ مقبول کلمہ ہے"، اور حی علی الفلاح پر کہا اس میں امتِ محمدیہ کے لئے بقا ہے، اور ابن ابی الدنیا نے اس کا عکس بیان کیا کہ پہلے میں اُمتِ محمدیہ کی بقا اور دوسرے میں، "مقبول کلمہ" کہا ۱۲ منہ (ت)

[2] زاد الخطیب وھو البقاء لامتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ (م)

خطیب نے یوں زیادہ کہا "یہ امتِ محمدیہ کی بقا ہے" صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ (ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اس پر مداومت کی، مراد کو پہنچا جس نے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی، جب کہا قد قامت الصلوٰۃ جواب آیا البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی رؤسھا تقوم الساعۃ بقا ہے امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اور انھیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ آواز آئی اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلۃ فحرم اللہ بھا جسدك علی النار اے نضلہ! تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے سبب تمھارا بدن دوزخ پر حرام فرما دیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہُوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خُوب کلام والے! ہم نے تمھاری بات سُنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہوکر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اور امیر المومنین عمر) کے سفیر ہیں۔ اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بُوڑھے شخص نمودار ہُوئے، سپید مُو، دراز ریش، سر ایک چکی کے برابر، سپید اُون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے، اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حاضرین نے جواب دیا اور نضلہ نے پُوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ میں ذریب بن برثملا ہوں بندۂ صالح عیسٰے بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وصی ہوں انھوں نے میرے لئے دُعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں (زاد فی الطریق الثانی (دوسرے طریقہ میں یہ زائد ہے۔ ت) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا انتقال فرمایا۔ اس پر وُہ پیر بزرگ بشدت روئے، پھر کہا ان کے بعد کون ہوا؟ کہا ابوبکر۔ وہ کہاں ہیں؟ کہا انتقال ہوا۔ کہا پھر کون بیٹھا؟ کہا عمر۔ کہا امیر المومنین عمر سے میرا اسلام کہو، اور کہا کہ ثبات وسداد وآسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آلگا ہے پھر علاماتِ قُربِ قیامت اور بہت کلماتِ وعظ وحکمت کہے اور غائب ہوگئے۔ جب امیر المومنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جائیے (اور وہ ملیں تو انھیں میرا اسلام کہئے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ تعالٰے عنہ (چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ) اُس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ ملا، آخر واپس آئے۔[1]

---

[1] دلائل النبوۃ ابو نعیم عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۲۸ ـ ۲۷

دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی قصۃ وصی عیسٰے ابن مریم علیہما السلام المکتبۃ الاثریہ لاہور ۵/ ۴۲۵ تا ۴۲۷

شام کے نصرانی ختمِ نبوت کی شہادت دیتے ہیں

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمھارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے؟ وہ کتابی بولا:

انه لم یکن نبی الا کان بعدہ نبی الا ھذا فانه لا نبی بعدہ وھذا الخلیفة بعدہ۔

بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔

اُسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔[۱]

تذییل اوّل: بادشاہِ روم کے دربار میں ذکرِ مصطفٰے

ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت، اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہمیں بادشاہِ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمھیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا اس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے ارکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجالائیں، پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمھارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے

---

[۱] المعجم الکبیر حدیث ۱۵۳۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۱۲۵
دلائل النبوۃ ابونعیم عالم الکتب بیروت ۱/ ۹

کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑگیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہا ہاں، کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اسی طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے نہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سُن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شانِ نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو[1] (یعنی اللہ تعالٰی ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالمِ اسباب میں شانِ نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے)

ولو جعلنٰہ ملکا لجعلنٰہ رجلا و للبسنا علیھم ما یلبسون[2] — اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو مرد ہی بناتے اور اس کو وہی لباس پہناتے جو مرد لوگ پہنتے ہیں (ت)

و لہذا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دو سرداروں کا مضمون رہتا ہے،

الحرب بیننا و بینہ سجال ینال منا و ننال منہ[3]۔ رواہ الشیخان عن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ — ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کبھی وہ کامیاب اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کو شیخین نے ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

لہذا جب ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھذہ اٰیۃ النبوۃ[4] یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزار و ابونعیم عن دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے بزار اور ابونعیم نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۸۶-۳۸۷
جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۱۵۶۴۱ دار الفکر بیروت ۲۰/۶۲

[2] القرآن الکریم ۶/۹

[3] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴

[4] کشف الاستار عن زوائد البزار باب فیما کان عند اہل الکتاب من علامات نبوتہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۱۱۷

تصرفِ اولیا اور مظلومیتِ حسین

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں، اور اسی قبیل سے ہے جاہل وہابیوں کا اعتراض کہ اولیاء اگر اللہ تعالٰی کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہوجاتے، ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرمادیا۔ مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ اُن کی قدرت جو انھیں اُن کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ، مقوقس بادشاہِ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمادیا جب اُنھوں نے اُن کا شہر مکہ چھڑایا تھا، حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کیا تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا انھوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کردیا جب اُنھوں نے انھیں پکڑا اور سُولی دینے کا ارادہ کیا تھا؟ مقوقس بولا: انت حکیم جاء من عند حکیم[1]، تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔ رواہ البیہقی عن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ (اس کو بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

خیر یہ تو فائدہ زائدہ تھا، حدیث سابق کی طرف عود کریں۔

ہرقل کے پاس انبیاء کی تصاویر

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بُلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زر نگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا، اُس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اُسے کھولا تو اس میں ایک سُرخ تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن وجمال میں) ہرقل بولا، انھیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ۔ کہا: یہ آدم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پھر وہ تصویر رکھ کر دُوسرا خانہ کھولا، اُس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد بسیار موئے سر بانند موئے قبطیاں، فراخ چشم، کشادہ سینہ، بزرگ سر (آنکھیں سُرخ، داڑھی خوبصورت) پُوچھا، انھیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ۔ کہا: یہ نوح ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء الی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المقوقس دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۳۹۶

کی ایک تصویر تھی، مرد خوب چہرہ، خوش چشم، دراز بینی، (کشادہ پیشانی)، رخسارے سُتے ہوئے، سر پر نشانِ پیری، ریش مبارک سپید نورانی، تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مُسکرا رہی ہے) کہا، ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ۔ کہا: یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا، اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر منیر تھی، بولا، انھیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، وُہ بولا: تمھیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالتِ حیاتِ دُنیوی میں دیکھ رہے ہیں۔ اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہوگیا سیدھا کھڑا ہُوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: اما انہ اٰخر البیوت ولکنی عجلتہ لانظر ماعندکم[1] سُنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کرکے دکھایا کہ دیکھوں تمھارے پاس اس باب میں کیا ہے، یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کرکے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو ضرور پہچان لوگے، بحمد اللہ تعالٰی ایسا ہی ہُوا، اور یہی دیکھ کر اس حرماں نصیب کے دل میں درد اُٹھا کہ حواس جاتے رہے اُٹھا بیٹھا دم بخود رہا،

واللہ متم نورہ ولوکرہ الکٰفرون[2]○ والحمد للہ رب العٰلمین[3]○

اللہ تعالٰے اپنے نور کو تمام فرمائیگا اگرچہ کافر ناپسند کریں، والحمد للہ رب العٰلمین۔ (ت)

ہمارا مطلب تو بحمد اللہ یہیں پُورا ہوگیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے، اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے، حلیہ ہائے منورہ پر اطلاعِ مسلمین کے لئے اس کا خلاصہ بھی مناسب، یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں، ترجمہ مختصر آحدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تھا جو لفظ حدیثِ ہشام رضی اللہ عنہ سے بڑھائے خطوط ہلالی میں تھے، اب حدیثِ ہشام اتم وازید ہے کہ اس میں پانچ انبیاء۔ لوط و اسحٰق و یعقوب و اسمٰعیل و یوسف علیہم الصلٰوۃ والسلام کا ذکر شریف زائد ہے لہذا اسی سے

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادہ بن الصامت حدیث ۱۵۶۴۱ دار الفکر بیروت ۲۰/ ۹۳
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۸۶-۸۹

[2] القرآن الکریم ۶۱/ ۸

[3] ؍؍ ؍؍ ۱/ ۱

اخذ کریں، اور جو مضمون حدیثِ عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زائد ہو اُسے خطوطِ ہلالی میں بڑھائیں،

فرماتے ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا، حریرِ سیاہ پر ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیثِ عبادہ میں گورا رنگ ہے) مرد[1] مرغول مو سخت گھونگر والے بال، آنکھیں جانب باطن مائل، تیز نظر، ترش رو دانت، باہم چڑھے ہونٹ، سمٹا جیسے کوئی حالتِ غضب میں ہو۔ ہم سے کہا: انھیں پہچانتے ہو؟ یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی، صورت ان سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہُوا، پیشانی کشادہ، پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدوّر گول)، کہا: انھیں جانتے ہو؟ یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریرِ سپید پر ایک تصویر نکالی، مرد گندم گوں، سر کے بال سیدھے، قد میانہ، چہرے سے آثارِ غضب نمایاں، کہا: یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریرِ سپید پر ایک تصویر نکالی، گورا رنگ جس میں سُرخی جھلکتی، ناک اونچی رخسارے ہلکے چہرہ خوبصورت، کہا: یہ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریرِ سپید پر ایک تصویر نکالی، صورت صورتِ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہ تھی مگر لبِ زیریں پر ایک تل تھا، کہا: یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریرِ سیاہ پر ایک تصویر نکالی، رنگ گورا، چہرہ حسین، ناک بلند، قامت خوبصورت، چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثارِ خشوع نمایاں، رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں، کہا: یہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدِ کریم اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریرِ سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھی، چہرہ گویا آفتاب تھا، کہا: یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریرِ سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ، باریک ساقیں، آنکھیں کم کھلی ہوئیں[2] جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے، پیٹ ابھرا ہُوا، قد میانہ، تلوار حمائل کئے، مگر حدیثِ عبادہ میں اس کے عوض

---

[1] الحمد للہ حدیثیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں ابو یعلیٰ و ابن عساکر نے بطریق یحییٰ بن ابی عمر والشیبانی عن ابی صالح عن ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث معراج میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حلیہ روایت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

واما موسٰی فضخم اٰدم طوال، کانہ من رجال شنوأۃ کثیر الشعر، غائر العینین، متراکب الاسنان مقلص الشفۃ خارج اللثۃ، عابس۔[1]

لیکن موسیٰ علیہ السلام بھاری بدن، گندم گوں، طویل، گویا شنوہ قبیلہ کے لوگ، آنکھیں جانب باطن مائل، باہم چڑھے ہوئے دانت، باہم ملے ہوئے ہونٹ، لثکی اُدھی، سمٹا جیسے حالتِ غضب۔ (ت)

اور یہیں سے ترجیح حدیث صحیح ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوئی کہ گندمی رنگ بتایا تھا ۱۲ منہ۔

[2] یہ اس سالہا سال کے گریۂ خوفِ الٰہی کا اثر تھا جس کے باعث رخسارۂ انور پر دو خطِ سیاہ بن گئے تھے۔

---

[1] درمنثور بحوالہ ابی یعلی وابن عساکر تحت آیۃ سبحٰن الذی منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۴/ ۱۴۸
المطالب العالیۃ بحوالہ ابی یعلی حدیث ۴۲۸۷ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۴/ ۲۰۲

یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی، ساق و سرین خوب گول، کہا: یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، فربہ سرین، پاؤں میں طول گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن دبی ہوئی، پشت کوتاہ، گورا رنگ) کہا: یہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انھیں اٹھائے ہوئے ہے)۔ پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی، مرد جوان، داڑھی نہایت سیاہ، سر کے بال کثیر، چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین، اعضاء متناسب)، کہا: یہ عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا: یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں، ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر کریم کے مطابق پائی۔ کہا: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھا دے حق سبحانہ تعالٰی نے ان پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ السلام کو دیں (انھوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کرکے سرحد اسلام تک پہنچا دیا)، ہم نے آکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حال عرض کیا، صدیق روئے اور فرمایا: مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا، ہمیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔[1][2]

مقوقس کے دربار میں فرمانِ نبوی

تذییل دوم: امام واقدی اور ابو القاسم بن عبد الحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمانِ اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ

ع۱ حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا میں حلیہ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے قد میانہ سے زائد درازے کم، سینہ چوڑا، خون کی سرخی بدن پر جھلکتی، بال عمدہ ان کی سیاہی سرخی مائل ۱۲ منہ

ع۲ **فائدہ:** یہ نفیس جلیل حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا بحمد اللہ صحیح ہے امام حافظ عماد الدین بن کثیر پھر امام خاتم الحفاظ سیوطی نے فرمایا: ھذا حدیث جید الاسناد ورجالہ ثقات ۱۲ منہ

ل دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتبۃ الاثریہ لاہور ۱/ ۳۸۸ تا ۳۹۰
جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادہ بن الصامت حدیث ۱۵۶۴۱ دار الفکر بیروت ۲۰/ ۶۲ و ۶۳

ع۲

مصرو اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے، اس نے اُن سے دریافت کیا کہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس بات کی طرف بُلاتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: توحید و نماز پنجگانہ و روزۂ رمضان و حج و وفائے عہد۔ پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا، انھوں نے باختصار بیان کیا، وہ بولا:

قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیہ حمرۃ قلّما تفارقہ وبین کتفیہ خاتم النبوۃ الخ

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سُرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جُدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مُہرِ نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اور صفاتِ کریمہ بیان کرکے بولا:

قد کنت اعلم ان نبیا قد بقی و قد کنت اظن مخرجہ بالشام، وھناک کانت تخرج الانبیاء قبلہ فاراہ قد خرج فی ارض العرب فی ارض جھد و بؤس والقبط لا تطاوعنی علی اتباعہ وسیظھر علی البلاد[1]

مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا، محنت میں مشقت کی زمین میں، اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

تتمہ حدیث: ابوالقاسم نے بطریق ہشام بن اسحٰق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقدی کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ:

قد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن انہ یخرج بالشام وقد اکرمت رسولک و بعثت الیک بھدیۃ[2]

مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

تذییل سوم: عبداللہ بن سلام کا واقعۂ ایمان

بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، جب میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چرچا سُنا اور حضور کے صفت و نام و ہیئات اور جن باتوں کی ہم حضور کے لئے

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ الواقدی و ابن عبدالحکیم المقصد الثانی، الفصل الثالث، دارالمعرفۃ بیروت ۳/۳۵۰

[2] الطبقات الکبرٰی ذکر بعثۃ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/۲۶۰

توقع کررہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی اگر تم موسٰی بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے! میں نے کہا: اے پھوپھی! خدا کی قسم وہ موسٰی بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسٰی بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں، وہ بولی:

یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر بہ انہ یبعث مع بعث الساعۃ، قلت لہا نعم[1]

اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دیے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا: نعم ہاں، الحدیث۔

خطیب و ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا احمد و محمد والحاشر والمقفی و الخاتم[2]

میں احمد ہوں اور محمد، اور تمام جہان کو حشر دینے والا اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا، اور نبوت ختم فرمانے والا، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ہجرت حضرت عباس

ابویعلٰی و طبرانی و شاشی و ابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً اور رویانی و ابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما عم نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کرکے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا:

یا عم اقم مکانك الذی انت فیہ، فان اللہ یختم بك الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔[3]

اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی دخول عبداللہ بن سلام علٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۵۳۰

[2] تاریخ بغدادی للخطیب ترجمہ ۲۵۰۱ احمد بن محمد السوطی دارالکتاب العربی بیروت ۵/ ۹۹

[3] تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ذکر من اسمہ عباس داراحیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۳۵

امام اجل فقیہ محدث ابواللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابوعمران ثنا عبدالرحمٰن ثنا داؤد ثنا عباد بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہمیں ابوبکر محمد بن احمد ان کو ابوعمران ان کو عبدالرحمٰن ان کو داؤد ان کو عباد بن کثیر ان کو عبد خیر سے انھوں نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا۔ (ت)

جب سورۃ اذا جاء نصراللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فورًا برآمد ہوئے، پنجشنبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو "لوگو! رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو" یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے، گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے باہر نکل آئیں، حدیہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر قیام فرماکر حمد وثنائے الٰہی بجالائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجی، پھر ارشاد ہوا:

انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لانبی بعدی[1] الحدیث، ھذا المختصر۔

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم ومکہ معظمہ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، الحدیث۔ ہذا المختصر۔

مدینہ طیبہ میں حضور کی تشریف آوری

اللہ اللہ ایک وُہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے۔ زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی وشادمانی ہے کہ درو دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہورہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ جھما جھم برس رہا ہے، فرش سے عرش تک نُور کا بُقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوقِ دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آتی ہیں کہ: ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع[2]

(ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے۔ ت)

---

[1] تنبیہ الغافلین باب الرفق دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۳۷

[2] المواہب اللدنیۃ الہجرۃ الی المدینۃ متی انشد طلع البدر المکتب الاسلامی ۱/ ۳۱۳

بنی النجار کی لڑکیاں کُوچے کُوچے محوِنغمہ سرائی ہیں کہ ؎

نحن جوارٍ من بنی النجار　　یاحبذا محمد من جار[1]

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں ، اے نجاریو ! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیسا اچھا ہمسایہ ہے ۔ (ت)

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے ، مجلسِ آخری وصیت ہے ، مجمع تو آج بھی وہی ہے ، بچّوں سے بُوڑھوں تک ، مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے ، ندائے بلال سُنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں ، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کُھلے چھوڑ دئے ہیں ، دل کُملائے چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑگئی کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے ۔ آسمان پژمردہ ، زمین افسردہ ، جدھر دیکھو سناٹے کا عالم ، اتنا ازدحام اور ہُو کا مقام ، آخری نگاہیں اس محبوب کے رُوئے حق نما تک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعفِ نومیدی سے ہلکان ہوکر بجو دانہ قدموں پر گرجاتی ہیں ، فرطِ ادب سے لب بند مگر دل کے دُھوئیں سے یہ صدا بلند ؎

کنت السواد لناظری　　فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فلیمت　　فعلیك کنت احاذر[2]

(آپ میری آنکھ کے لیے پتلی تھے بس اب آپ کو نظر کرنے والا اندھا ہوا چاہتا ہے جو چاہے آپ کے بعد مَر جائے کہ میں تو آپ ہی کے توسّل سے بچا کرتا تھا ۔ ت)

اللہ کا محبوب ، اُمت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہُوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے اُنھیں حافظِ حقیقی کے سپرد کر رہا ہے ، شانِ رحمت کو اُن کی جُدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج اُمنڈتے ہُوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی ، جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی ۔

نوح کی ساڑھے نوسو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت ۔ یہاں تیئیس ۲۳ ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت ۔ کنیز و غلام جوق جوق آرہے ہیں ، جگہ بار بار تنگ ہوجاتی ہے ، دفعہ دفعہ ارشاد ہوتا ہے : آنے والوں کو جگہ دو ، آنے والوں کو جگہ دو ۔ اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطانِ عالم نے منبرِ اکرم پر قیام کیا ہے ، بعد حمد و صلٰوۃ اپنے نسب و نام و قوم و مقام و فضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے ۔ مسلمانو ! خدارا پھر مجلسِ میلاد اور کیا ہے ، وہی دعوتِ عام وہی مجمع تام وہی منبر و قیام ، وہی بیان فضائل سیّد الانام علیہ و آلہ الصلٰوۃ والسلام مجلسِ میلاد اور کس شے کا نام ، مگر نجدی صاحبوں کو ذکرِ محبوب

---

[1] المواہب اللدنیۃ　الہجرۃ الی المدینۃ حتی انشد طلع البدر　المکتب الاسلامی بیروت　۱/ ۳۱۲

[2] 〃　〃　〃　المقصد العاشر　الفصل الاول (وثم)　〃　〃　۴/ ۵۵۴

سے کام و ربنا الرحمٰن المستعان وبہ الاعتصام وعلیہ التکلان (ہمارا رب رحمٰن مددگار ہے اور
ی ذات سے مضبوطی اور اسی پر اعتماد ہے۔ ت)

چارپائے کلام کرتے ہیں

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابومنظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک درازگوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا، وہ جانور بھی کلام میں آیا، ارشاد ہوا: تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی: یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ درازگوش پیدا کئے کلھم لایرکبہ الا نبی اُن سب پر انبیاء سوار ہوا کئے وقد کنت اتوقعك ان ترکبنی، لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرك مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اُس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں، میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اُسے قصداً گرا دیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا، جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحبِ خانہ باہر آتا اُسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مرگیا۔[1]

ھذا حدیث ابی منظور ونحوہ عن معاذ باختصار غیر انہ ذکر مکان الاباء ثلثۃ اخوۃ واسمہ مکان یزید عمر وقال کلنا رکبنا الانبیاء انا اصغرھم وکنت لك[2] الحدیث قلت ولا علیك من دندنۃ العلامۃ ابن الجوزی کعادتہ علیہ ولا من تحامل ابن دحیۃ علی حدیث الضب المار سابقا فلیس فیھما ماینکر شرعا ولا فی

یہ ابومنظور کی حدیث ہے اور اسی کی مثل حضرت معاذ سے بطریق اختصار مروی ہے مگر انھوں نے آباء کی جگہ تین بھائیوں کا اور یزید کی جگہ نام عمر ذکر کیا اور اس نے کہا ہم سب پر انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے جبکہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے ہوں، الحدیث۔ قلت (میں کہتا ہوں) علامہ ابن جوزی کا اعتراض جیسا کہ اس کی عادت ہے تجھے مضر نہیں، اور نہ ہی ابن دحیہ کی سوسمار سے متعلق گزشتہ حدیث پر جسارت تجھے مضر ہے، ان دونوں حدیثوں میں شرعی طور پر کوئی قابل انکار چیز نہیں

---

[1] المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن عساکر عن ابی منظور، مقصد رابع، فصل اول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۵۳
[2] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون عالم الکتب بیروت ص ۱۳۸

سندهما كذاب ولا وضاع ولا متهم به
فانى يا تهما الوضع وهذا امام الشان
العسقلانى قد اقتصر فى حديث ابى منظور
على تضعيفه وله شاهد من حديث
معاذ كما ترى لاجرم ان قال الزرقانى
نهايته الضعف لا الوضع[1] وقال هو و
القسطلانى فى حديث الضب (معجزاته
صلى الله تعالٰى عليه وسلم فيها ما هو
ابلغ من هذا وليس فيه ما ينكر
شرعا خصوصا وقد رواه الائمة) الحافظ
الكبار كابن عدى وتلميذه الحاكم و
تلميذه البيهقى وهو لا يروى موضوعا
والدارقطنى وناهيك به (فنهايته
الضعف لا الوضع) كما زعم كيف وللحديث
ابن عمر طريق اٰخر ليس فيه السلمى
رواه ابونعيم وورد مثله من حديث
عائشة وابى هريرة عند غيرهما[2] اھ
قلت وقد اورد كلا الحديثين الامام
خاتم الحفاظ فى الخصائص الكبرٰى
وقد قال فى خطبتها نزهته عن الاخبار
الموضوعة وما يرد[3] اھ قلت وعزا الزرقانى

اور نہ ہی ان کی سندوں میں کوئی کذّاب اور وضع
متہم راوی ہے تو ان حدیثوں کا موضوع ہونا کہاں سے
ہوا جبکہ امام عسقلانی نے ابومنظور کی حدیث کو ضعیف
کہنے پر اقتصار کیا حالانکہ اس حدیث کا شاہد حضرت معاذ
کی حدیث ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اسی بنا پر
علامہ زرقانی نے فرمایا زیادہ سے زیادہ یہ ضعیف ہے
موضوع نہیں ہے، اور انھوں نے اور امام قسطلانی
نے بھی سوسمار والی حدیث کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے معجزات میں تو اس سے بڑھ کر واقعات
ہیں جبکہ اس حدیث میں شرعی طور پر قابل انکار چیز بھی نہیں،
خصوصاً جبکہ اس کو بڑے ائمہ حفاظ جیسے ابن عدی، ان کے
شاگرد امام حاکم اور ان کے شاگرد امام بیہقی نے روایت
کیا ہو، امام بیہقی تو موضوع روایت ذکر نہیں کرتے اس
کو دارقطنی نے روایت کیا ان کی سند تو تجھے کافی ہے
تو زیادہ سے زیادہ یہ حدیث ضعیف ہوسکتی ہے موضوع
نہیں ہے جیسا کہ بعض نے خیال کیا، موضوع کیسے کہا جائے
جبکہ ابن عمر کی حدیث دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے
جس میں سلمی مذکور نہیں اس طریق کو ابونعیم نے روایت کیا
اور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے
اس کی مثل دونوں کے غیر سے وارد ہے اھ قلت (میں
کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو امام جلال الدین سیوطی

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ مقصد رابع، فصل اول، حدیث الضب، دارالمعرفۃ بیروت ۵/۱۴۸
[2] المواہب اللدنیۃ " " " " " المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۵۵
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ " " دارالمعرفۃ بیروت ۵/۱۴۹-۵۰
[3] الخصائص الکبرٰی مقدمۃ المؤلف دارالکتب الحدیثۃ بیروت ۱/۸

حدیث الضب لابن عمر تبع فیہ الماتن اعنی الامام القسطلانی صاحب المواھب وسبقھما الدمیری فی حیٰوۃ الحیوان الکبرٰی لکن الذی رأیت فی الخصائص الکبرٰی والجامع الکبیر للامام الجلیل الجلال السیوطی ھو عزوہ لامیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کما قدمت وقد اوردہ فی الجامع فی مسند عمر فزیادۃ لفظ الابن اما وقع سھوا او یکون الحدیث من طریق ابن عمر عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما فیصح العزو الی کل وان کان الاولی ذکرا لمنتھی ویحتمل علی بعد عن کل منھما فاذن یکون مرویا عن ستۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم، واللہ تعالٰی اعلم۔

نے خصائص الکبرٰی میں ذکر فرمایا حالانکہ انھوں نے اس کتاب کے خطبہ میں فرمایا ہے میں نے اس کتاب کو موضوع اور مردود روایات سے دُور رکھا ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) زرقانی کا سوسمار والی حدیث کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف منسوب کرنا ماتن یعنی مصنف مواہب امام قسطلانی کی پیروی ہے جبکہ ان دونوں سے قبل علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں اس کو ذکر کیا لیکن میں نے امام جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبرٰی اور جامع کبیر میں دیکھا انھوں نے اس کو امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کرچکا ہوں، انھوں نے اسے اپنی جامع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسند میں ذکر فرمایا، تو ابن کا لفظ سہواً لکھا گیا ہے یا پھر ابن عمر کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے لہذا دونوں حضرات کی طرف نسبت درست ہے اگرچہ منتہی راوی یعنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کرنا اولٰی ہے اور بعید احتمال کے طور پر دونوں حضرات سے مستقل روایت بھی ہوسکتی ہے تو یوں چھ صحابہ سے یہ حدیث مروی ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

میرے بعد کوئی نبی نہیں

سعید بن ابی منصور وامام احمد وابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ۔[1]

میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھے خواب۔

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۴۵۴
مجمع الزوائد کتاب التعبیر دار الکتاب بیروت ۷/ ۱۷۳

احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایبقی بعدی من النبوۃ شیئ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا العبد اوتری لہ۔[1]

میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں، اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

۳۰ تیس کذاب

ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمیر لیثی اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلٰثون کذابا کلھم یزعم انہ نبی زاد عبید قبل یوم القیٰمۃ۔[2]

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔ عبید نے اس پر "قبل یوم القیٰمۃ" کو زائد کیا۔

اقول وانما اخرناھما الی التذییل بخلاف عین اللفظ المتقدم فی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمتہ ان من قال فاقتلوہ کذا وکذا وھذا العموم انما تم لاجل ختم النبوۃ اذلوجاز ان یکون بعدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی صادق لما ساغ الامر المذکور بالعموم وان کان یأتی ایضا ثلٰثون اوالوف من الکذابین بل کان یجب اقامۃ امارۃ تمیزالصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن ھو کاذب

اقول (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو ہم نے تذییل کے آخر میں ذکر کیا برخلاف اسکے جو باسٹھویں حدیث میں پہلے گزرا عین لفظ اس کے کیونکہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ "جو بھی نبوت کا دعوٰی کرے اسے یہ یہ کرو۔ اور "جو بھی ایسا دعوٰی کرے اس سے یوں کرو" یہ عموم ختم نبوت کے لئے ہی تمام ہوسکتا ہے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہوتا تو پھر یہ عام حکم ایسے لوگ تیس ہوں یا ہزاروں ہوں سب کو شامل نہ ہوتا بلکہ پھر سچے اور جھوٹے نبی کی تمیز میں کوئی امتیازی علامت بیان کرکے "یہ یہ کرے" کا حکم ان میں سے صرف کاذبین کے لئے ہوتا

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا دارالفکر بیروت ۶/ ۱۲۹
تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ ۵۸۳۶ عبدالغالب بن جعفر دارالکتاب العربی بیروت ۱۱/ ۱۴۰

[2] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفتن حدیث ۱۹۴۱۱ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۵/ ۱۷۰

منھم لاغیر کما لایخفی والی اللہ المشتکی من ضعفنا فی ھٰذہ الزمان الکثیر فجارہ القلیل انصارہ الغالب کفارہ البین عوارہ وقد ظھر الاٰن بعض ھٰؤلاء الدجالین الکذابین فلو اراد اللہ باحد ھم شیئًا یطیروا بالمسلم والمسلم انما حدث فانا للہ وانا الیہ راجعون لکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاجبنا الاقتصار علی القدر المراد واللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہر ایک کے لئے نہ ہوتا، جیسا کہ ظاہر ہے، اور اللہ تعالٰی سے ہی اس زمانہ میں ہمیں اپنے کمزور ہونے کی شکایت ہے یہ زمانہ جس میں فجار کی کثرت، مددگاروں کی قلت، کافروں کا غلبہ اور کج روی عام ہے جبکہ اب بعض ایسے کذاب دجال لوگ ظاہر ہوئے ہیں، اگر ایسے دجالوں کو اللہ تعالٰی کے ارادہ سے کچھ ہوگیا تو اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ انھوں نے ایسی حدیث بیان کی جس پر یہ کچھ ہوا ہم اللہ تعالٰی کی ملک ہیں اور اسی کی طرف ہمارا لوٹنا ہے تاہم مسلمانوں کو اپنی حفاظت مناسب ہے اور فساد کو دفع کرنا زیادہ بہتر ہے تو اس لئے صرف مراد کو بیان کرنا ہی پسند کیا ہے، اور اللہ تعالٰی ہی سے مدد اور اسی پر توکل ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (ت)

علی بمنزلہ ہارون ہیں

خطیب حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انما علی منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لانبی بعدی۔[1]

علی مجھ سے ایسا ہے جیسا موسٰی سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصرًا، اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم، باوردی معرفت، ابن عدی کامل، ابو احمد حاکم کنٰی میں بطریق امام بخاری، ابن عساکر تاریخ میں بسبب زید بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل میں راوی وھذا حدیث احمد (یہ حدیث احمد ہے۔ ت) جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں بھائی چارہ کیا امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے عرض کی: میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا، اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت بخشنا

---

[1] تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ ۴۰۲۳ الحسن بن یزید دار الکتاب العربی بیروت ۷/ ۴۵۳

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا :

والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیرانہ لانبی بعدی[1]

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمھیں خاص اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسٰی سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔

امیر المومنین نے عرض کی : مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی؟ فرمایا : جو اگلے انبیاء کو ملی۔ عرض کی : انھیں کیا ملی تھی؟ فرمایا : خدا کی کتاب اور نبی کی سنّت، اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰے عنہ راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالٰے عنہ سے فرمایا : خدا کی قسم میں تمھیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں، ایک تو قرابت، دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر! تمھارے اخلاق میرے اخلاقِ کریمہ سے مشابہ ہیں،

ع فی نسخۃ کنز العمال المطبوعۃ عن عبداللہ بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل وھو خطاء وصوابہ عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبداللہ تابعی صدوق من رجال الاربعۃ ماخلا النسائی قال الذھبی حدیثہ فی مرتبۃ الحسن وابوہ تابعی مقبول رجال ابن ماجۃ ۱۲ منہ (م)

ع کنز العمال کے مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن عقیل اپنے والد ماجد اور ان کے دادا عقیل سے راوی جبکہ یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل، یہ عبداللہ تابعی ہیں نہایت صادق، نسائی کے ماسوا سنن صحاح کے راویوں میں شمار ہیں، امام ذہبی نے فرمایا ان کی روایت حسن کے مرتبہ میں ہے اور ان کے والد بھی تابعی اور مقبول، ابن ماجہ کے راویوں میں شمار ہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر من اسمہ سلمان ترجمہ سلمان بن الاسلام الفارسی داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۲۰۳
فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل حدیث ۱۰۸۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۶۳۸ - ۳۹

واما انت یاعلی فانت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انی لا نبی بعدی۔[1]

تم اے علی! مجھ سے ایسے ہو جیسے موسٰی سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم، آمین!

الحمدللہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہُوا جن میں چوراسی حدیثیں مرفوع تھیں اور سترہ تذییلات علاوہ۔ پہلے گزری تھیں سات اس تکمیل میں بڑھیں، ان سترہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پُرنور خاتم النبیین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی حضور کے ارشاد وتقریر کی طرف منتہی ہیں نواسی ہوئیں لہذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوّے احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان اللہ وتر یحب الوتر (اللہ واحد ہے اور واحد کو پسند کرتا ہے۔ ت) کا فضل حاصل ہو۔

میں آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے

بیہقی سُنن میں حضرت ابن زمل جُہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستّر بار سبحان اللہ وبحمدہٖ و استغفر اللہ ان اللہ کان توابا پڑھتے پھر فرماتے یہ ستّر سات سَو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سَو سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا، تو یہ ستّر کلمے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے ان الحسنات یذھبن السیاٰت، تو اس کے پڑھنے والے کے لئے نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سَو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل)

پھر لوگوں کی طرف مُنہ کرکے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے: کسی نے کچھ دیکھا ہے؟ ابن زمل نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر بُرا، رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انھوں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں

ع: بعد حدیث ۱۱ تذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت وہشام بن عاص، و تذییل دوم دو حدیث حاطب وشیوخ واقدی، و تذییل سوم حدیث ابن سلام و بعد حدیث ۱۱ دو حدیث عبید و نعیم رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱۲ منہ (م)

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عبداللہ بن عقیل حدیث ۳۳۶۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۳۹

چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے، اس میں ہر قسم کی گھاس ہے، پہلا ہجوم آیا، جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے اِدھر اُدھر اصلاً نہ پھرے، پھر اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا، پھر دوسرا ہلّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا، جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا پھر روانہ ہوئے، پھر عام ازدحام آیا، جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ اِدھر اُدھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑلیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں، حضور کے آگے ایک سال خوردہ لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لے جاتے ہیں سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمھیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اُسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے، ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پاگئے، پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور اے ابن زمل! تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجۂ اعلٰی پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں واما ناقۃ التی رأیت ورأیتنی اتبعہا فھی الساعۃ علینا تقوم لا نبی بعدی ولا اُمۃ بعد اُمتی اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی، نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری اُمت کے بعد کوئی امت، صلی اللہ تعالٰی علیک وعلٰی اُمتک اجمعین وبارک وسلّم و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین۔

تسجیلِ جمیل: بحمد اللہ تیس[۳۰] احادیثِ علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختمِ نبوت پر یہ ایک سو ایک[۱۰۱] حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ[۱۱۸] جن میں نوّے[۹۰] مرفوع ہیں اور اُن کے رواۃ و اصحاب اکثر[ا۷۱؎]۔

ل؎ کنز العمال بحوالہ البیہقی حدیث ۴۲۰۱۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۵۱۸ تا ۵۲۱
المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶ عن ابن زمل الجہنی المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۳۶۲ و ۳۶۷

گیارہ تابعی صحابہ و تابعین جن میں صرف گیارہ تابعی:

۱- امام اجل محمد باقر
۲- سعد بن ثابت
۳- ابن شہاب زہری
۴- عامر شعبی
۵- عبداللہ بن ابی الہذیل
۶- علاء بن زیاد
۷- ابوقلابہ
۸- کعب احبار
۹- مجاہد مکی
۱۰- محمد بن کعب قرظی
۱۱- وہب بن منبہ

اکاون صحابہ باقی ساٹھ صحابی ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں،

۱۲- ابی بن کعب
۱۳- ابوامامہ باہلی
۱۴- انس بن مالک
۱۵- اسماء بنت عمیس
۱۶- براء بن عازب
۱۷- بلال مؤذن
۱۸- ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
۱۹- جابر بن سمرہ
۲۰- جابر بن عبداللہ
۲۱- جبیر بن مطعم
۲۲- حبیش بن جنادہ
۲۳- حذیفہ بن اسید
۲۴- حذیفہ بن الیمان
۲۵- حسان بن ثابت
۲۶- حویصہ بن مسعود
۲۷- ابوذر
۲۸- ابن زمل
۲۹- زیاد بن لبید
۳۰- زید بن ارقم
۳۱- زید بن ابی اوفی
۳۲- سعد بن ابی وقاص
۳۳- سعید بن زید
۳۴- ابوسعید خدری
۳۵- سلمان فارسی
۳۶- سہل بن سعد
۳۷- ام المومنین ام سلمہ
۳۸- ابوالطفیل عامر بن ربیعہ
۳۹- عامر بن ربیعہ
۴۰- عبداللہ بن عباس
۴۱- عبداللہ بن عمر

۴۲ - عبدالرحمٰن بن غنم
۴۳ - عدی بن ربیعہ
۴۴ - عرباض بن ساریہ
۴۵ - عصمہ بن مالک
۴۶ - عقبہ بن عامر
۴۷ - عقیل بن ابی طالب
۴۸ - امیرالمومنین علی
۴۹ - امیرالمومنین عمر
۵۰ - عوف بن مالک اشجعی
۵۱ - ام المومنین صدیقہ
۵۲ - ام کرز
۵۳ - مالک بن حویرث
۵۴ - مالک بن سنان والد ابی سعید خدری
۵۵ - محمد بن عدی بن ربیعہ
۵۶ - معاذ بن جبل
۵۷ - امیر معاویہ
۵۸ - مغیرہ بن شعبہ
۵۹ - ابن ام مکتوم
۶۰ - ابو منظور
۶۱ - ابوموسیٰ اشعری
۶۲ - ابوہریرہ

اور نو صحابی تذییلات میں

۶۳ - حاطب بن ابی بلتعہ
۶۴ - عبداللہ ابن ابی اوفٰی
۶۵ - عبداللہ بن زبیر
۶۶ - عبداللہ بن سلام
۶۷ - عبداللہ بن عمرو بن عاص
۶۸ - عبادہ بن صامت
۶۹ - عبید بن عمرو لیثی
۷۰ - نعیم بن مسعود
۷۱ - ہشام بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ختمِ نبوت پر دیوبندی عقیدہ

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط نبوت کا انھیں الفاظ موجودۂ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آج کل کے بعض ضُلّال قاسمانِ کُفر و ضلال نے تحریفِ معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذّات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی بالذّات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض، باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اُس کے رسالہ ضلالت مقالہ کا خلاصہ

عبارت یہ ہے :

قاسم نانوتوی کا عقیدہ

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پرختم ہوجاتا ہے ، اسی طور پر رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے[1] اھ ملتقطاً ۔

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختمِ نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی ، خاتمیتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآنِ عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہُوا کما قال تعالےٰ (جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ ت) :

وننزّل من القراٰن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظّٰلمین الّا خسارًا[2] ۔

اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وُہ چیز کہ مسلمانوں کےلئے شفاء ورحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیاں کے ۔

اُسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون[3] قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے ۔

---

[1] تحذیر الناس مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ص ۱۸ و ۲۴

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۲

[3] " ۷/ ۱۸۵

صحابۂ کرام اورختمِ نبوت

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ حدیثیں ایسی لکھیں جن میں تنہا ختمِ نبوت کا ذکر ہے باقی نوّے ۹۰ احادیث اور اکثر تذییلات، اُن پر علاوہ نوّے سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنے پر خاتم ہونا بتارہی ہیں جسے وہ گمراہ ضالِ عوام کا خیال جانتا ہے اور اس میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی تعریف نہیں مانتا، صحابہ کرام وتابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گزرے، مثلاً:

۱۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔

۲۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔

۳۔ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴۔ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

انھیں تو یہ گمراہ کب سُنے گا کہ وہ اسی وسوسۃ الخناس میں صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اس کا عذر یوں پیش کیا کہ:

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا وہ عظیم الشان ہوگیا۔"

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیثیں دیکھے کہ:

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

۴۔ ہمیں پچھلے ہیں۔

۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

۶۔ قصرِ نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۔ رسالت ونبوت منقطع ہوگئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

۱۲۔ میرے بعد دجّال کذّاب ادعائے نبوت کریں گے۔

۱۳۔ میں خاتم النبیین ہُوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴۔ نہ میری اُمّت کے بعد کوئی اُمت۔

ادھر علمائے کُتبِ سابقہ اللہ ورسل جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالےٰ علیہم وسلم کے ارشادات سُن سُن کر شہادات ادا کریں گے کہ:

۱۔ احمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے اُن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

۳۔ وُہ آخر الانبیاء ہیں۔

ادھر ملائکہ وانبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ:

۴۔ وہ پسینِ پیغمبراں ہیں۔

۵۔ وہ آخرِ مرسلاں ہیں۔

خود حضرت عزّت عزّتہٗ سے ارشادات جانفزا و دلنواز آرہے ہیں کہ:

۶۔ محمّد ہی اوّل و آخر ہے۔

۷۔ اس کی اُمت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

۸۔ وُہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب! میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

۱۱۔ محمّد آخر الانبیاء ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مگر یہ ضالِ مضل محرّفِ قرآن مغیّرِ ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سُنے نہ انبیاء کی، نہ مصطفےٰ کی مانے نہ اُن کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا۔ اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نافہمی کے اوہامِ خیالاتِ عوام ہیں۔ آخر الانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے انا للہ

عہ نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہُوئے، ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر النبوت تھا، عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وُہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے، ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں بلکہ جبریل علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔ (م)

وانا الیہ راجعون ۝

کذٰلک یطبع اللہ علٰی کل متکبر جبار[1] ۝ اللہ یونہی مُہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب[2] ۝ اے رب ہمارے! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک تُو ہی بڑا دینے والا۔

ہاں ان تو نے[90] حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں، دو حدیث[112] سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اے چچا! جس طرح اللہ تعالٰی نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا، جیسے میں خاتم النبیین ہُوں تم خاتم المہاجرین ہوگے۔

شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے۔

ایک اور حدیث الٰہی جل وعلا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کروں گا اور ان کے دین وشریعت پر ادیان شرائع کو۔

او گمراہ! اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین دین بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے، توریت وانجیل وزبور اللہ تعالٰی کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ:

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور[3] ۝ جس کے لئے اللہ تعالٰی نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں،

نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدٰی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد اٰخر المرسلین وخاتم النبیین واٰلہ و

ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کے طلبگار ہیں، اور ہم سنورنے کے بعد بگڑنے اور ایمان کے بعد کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی سے اس کی پناہ کے طالب ہیں، حرکت اور طاقت نہیں مگر صرف اللہ تعالٰی سے جو بلند وعظیم ہے، اللہ تعالٰی کی صلواتیں ہمارے آقا ومولٰی محمد صلے اللہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

[2] 〃 〃 ۳/ ۸

[3] 〃 〃 ۲۴/ ۴۰

صحبہ اجمعین ، والحمد للہ رب العلمین ۔

علیہ وسلم پر جو رسولوں کے آخری اور نبیوں کے آخری ہیں اور آپ کی سب آل و اصحاب پر، والحمد للہ رب العالمین (ت)

دیوبندی اور شیعہ عقائد میں مماثلت

الحمد للہ کہ بیان اپنے منتہیٰ کو پہنچا اور حق کا وضوح ذروۂ اعلیٰ کو۔ احادیث متواترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور اہلبیتِ کرام کا نبوت و رسالت سے بے علاقہ ہونا تو بروجہ تواتر قطعی خود ہی روشن و آشکارا ہوا اور اس کے ساتھ طائفہ تالفہ وہابیہ قاسمیہ کو خاتم النبیین کو بمعنے آخر النبیین نہ ماننا، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننا اس کے کفرِ خفی و نفاقِ جلی کا بھی بفضلہٖ تعالیٰ خوب اظہار ہُوا اور ساتھ لگے رافضیوں کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی، اسد الغالب کی بارگاہ سے اسّی کوڑوں کی سزا پائی، ان چھوٹے مبتدعوں کا رَد یہاں محض تبعاً و استطراداً مذکور، ورنہ ان کے ابطال مشربِ ضلال سے قرآنِ عظیم و احادیث مرفوعہ و اقوالِ اہلبیت و صحابہ و ارشاداتِ امیر المومنین علی مرتضیٰ و اولیائے کرام و علمائے اعلام و دلائل شرعیہ اصلیہ و فرعیہ کے دفتر معمور جس کی تفصیل جلیل و تحقیقِ جزیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کی کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں مسطور ہے۔

منکرانِ ختمِ نبوت پر علمائے اسلام کی گرفت

اب بتوفیقہٖ تعالےٰ تکفیر منکرانِ ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

علامہ تورپشتی

(نص ۱) امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمد اللہ ایں مسئلہ در اسلامیان روشن تر ازاں ست کہ آنرا بکشف و بیان حاجت نہ افتد اما ایں مقدار از قرآن از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے را در شبہتے اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن و بدیں طریقہا پائے درنہند کہ خدائے تعالےٰ برہمہ چیز قادرست کسے قدرت اورا منکر نیست اما چوں خدائے تعالیٰ

بحمد اللہ تعالےٰ یہ مسئلہ مسلمانوں میں روشن تر ہے کہ اسے بیان و وضاحت کی حاجت کیا ہے لیکن قرآن سے کچھ اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ کسی زندیق کے لئے کسی جاہل کو شبہہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ رہے بسا اوقات کھُلی بات کی بجائے یوں فریب دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت کا انکار نہیں کر سکتا لیکن جب اللہ تعالیٰ

از چیزے خبر دہد کہ چنیں خواھد بودن یا نخواہد بودن جز چناں نباشد کہ خدائے تعالٰی ازاں خبر دہد و خدائے تعالٰی خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودے ویرا در ہرچہ ازاں خبر دادے صادق دانستے و بہماں حجت ہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وے باز پسیں پیغمبران ست در زمان او و تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بہ شک ست در آں نیز بہ شک ست و آنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[1]

۱۸/۷ کسی چیز کے متعلق خبر دے دے کہ ایسے ہوگی یا نہ ہوگی، تو اس کا خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالٰی اسی سے خبر دیتا ہے اور اللہ تعالٰی خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا، اس بات کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو سرے سے نبوت کا منکر ہوگا جو شخص آپ کی رسالت کا معترف ہوگا وہ آپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیان کردہ ہر خبر کو سچ جانے گا جن دلائل سے آپ کی رسالت کا ثبوت بطریق تواتر ہمارے لئے درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جو آپ کی اس بات میں شک کرے گا وہ آپ کی رسالت میں شک کرے گا' جو شخص کہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی تھا یا ہے یا ہوگا اور جو شخص کہے کسی نبی کے آنے کا امکان ہے وہ کافر ہے یہی خاتم الانبیاء محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صحیح ایمان کی شرط ہے (ت)

امام ابن حجر مکی

(نص ۲، ۳) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں:

تنبأ فی زمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ رجل قال امھلونی حتی اٰتی بعلامۃ فقال من طلب منہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذٰلک مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانبی بعدی۔[2]

امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ کوئی نشانی دکھاؤں، امام ہمام نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہوجائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد قطعی ومتواتر ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

---

[1] معتمد فی المعتقد (فارسی)

[2] خیرات الحسان فی مناقب الامام الفصل الحادی والعشرون فی فراستہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

فتاوٰی ہندیہ

(نص ۴ تا ۷) فتاوٰی خلاصہ[4] وفصول عمادیہ[5] وجامع الفصولین[6] وفتاوٰی ہندیہ[7] وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانہ حین قال ھٰذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ و افتضاحہ لایکفر[1]

یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہوجائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے، اور مشائخ متأخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوۃ میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہوجائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

واضح تکفیر مدعی النبوۃ ویظہر کفر من طلب منہ معجزۃ لانہ بطلبہ لہا منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ نعم ان اراد بذٰلک تسفیہہ وبیان کذبہ فلا کفر[2]

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

(نص ۹، ۱۰) اسی میں ہے:

ومن ذٰلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی اونسبۃ تعمد کذب الیہ

انھیں باتوں میں جو معاذاللہ آدمی کو کافر کردیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ الفصول العمادیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۶

او محاربته او سبه او الاستخفاف و مثل ذلك كما قال الحليمي مالو تمنى فى زمن نبينا او بعده ان لوكان نبيا فيكفر فى جميع ذلك والظاهر انه لافرق بين تمنى ذلك باللسان او القلب[1] اھ مختصرًا۔

کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اُسے بُرا کہنا اُس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انھیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہوجائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے یا صرف دل میں کرے اھ مختصراً۔

سبحان اللہ! جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا والعیاذ باللہ رب العلمین۔

(فص ۱۱ تا ۱۴) یتیمۃ الدہر پھر ہندیہ میں بعض ائمہ حنفیہ سے اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے:

واللفظ لها اذا لم يعرف ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات[2]

جب نہ پہچانے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

طائفہ قاسمیہ مولٰی سبحنہ وتعالٰی ہزاراں ہزار جزاہائے خیر وکرم ورضوان اتم کرامت فرمائے ہمارے علمائے کرام کو اُن سے کس نے کہہ دیا تھا کہ صدہا برس بعد وہابیہ میں ایک طائفہ طائفہ قاسمیہ ہونے والا ہے کہ اگرچہ براہِ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرے گا مگر اس کے معنٰی آخر الانبیاء ہونے سے صاف انکار کرے گا اس معنٰی کو خیالِ عوام وناقابلِ مدح قرار دے گا، اسی دن کے لئے اُن اجلۂ کرام نے لفظ اشہر واعرف ومکتوب فی المصحف اعنی خاتم النبیین کے عوض مسئلہ بلفظ آخر الانبیاء تحریر فرمایا کہ جو حضور کو سب سے پچھلا نبی نہ مانے مسلمان نہیں یعنی ختم نبوت اسی معنی پر داخلِ ضروریاتِ دین ہے، یہی مراد رب العالمین ہے، اسی ضروری دین وارشاد الٰہ العالمین کو یہ گمراہ معاذ اللہ عامی خیال بتاتے ہیں

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۲

[2] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۹۶

مہمل و مختل ٹھہراتے ہیں قاتلھم اللّٰہ انّٰی یؤفکونؔ[1] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت)
بحمد اللہ یہ کرامت علمائے کرام امت ہے فجزاھم اللّٰہ المثوبات الفاخرۃ ونفعنا ببرکاتھم فی الدنیا و الاٰخرۃ اٰمین (اللہ تعالٰی ان کو قابلِ فخر ثواب کی جزا دے اور ہمیں انکی برکات سے دنیا و آخرت میں نفع عطا فرمائے۔ ت)

فتاوٰی تاتارخانیہ تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال لاٰخر من فرشتہ توام فی موضع کذا اعینك علی امرك فقد قیل انہ لایکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملك بخلاف ما اذا قال انا نبی[2]۔

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقاً کہا میں فرشتہ ہوں بخلاف دعوٰی نبوت کہ بالاجماع کفر ہے۔

یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد و اسود خواہ بعد کما تقدم وسیاتی (جیسا کہ گزرا اور آگے آئے گا۔ ت)

شفاء قاضی عیاض شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے:

(وکذلك یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم) ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب و الاسود العنسی (او) ادعی (نبوۃ احد بعدہ) فانہ خاتم النبیین بنص القراٰن والحدیث فھذا تکذیب اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم (کالعیسویۃ) وھم طائفۃ (من الیھود) نسبوا لعیسٰی بن اسحٰق الیھودی ادعی النبوۃ فی زمن

یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی بن اسحٰق یہودی کی طرف منسوب ہے، اس نے مروان حمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۴

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۶

مروان الحمار وتبعہ کثیر من الیہود وکان من مذھبہ تجویز حدوث النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وکاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ علی فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبعدہ کالبزیغیۃ والبیانیۃ منھم) وھم اکفر من النصاری واشد ضررا منھم لانھم بحسب الصورۃ مسلمون ویلتبس امرھم علی العوام (فھٰؤلاء) کلھم (کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخبر انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علیٰ ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد منہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر ھٰؤلاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً وسمعاً)[1] اھ مختصراً۔

اس کے تابع ہوگئے، اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولا علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انھیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ و بیانیہ، ان لوگوں کا کفر نصارٰی سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑجاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور اُمّت نے اجماع کیا کہ یہ آیات و احادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص، تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماعِ اُمّت وبحکم حدیث وآیت بالیقین کافر ہیں۔

منکرانِ ختمِ نبوت کے فرقے

الحمد للہ اس کلامِ رشید نے ولید پلید و روافض بلید و قاسمیہ جدیدہ و امیریہ* طریدہ کسی مردود وعنید کا تسمہ نہ لگا و للہ الحجۃ السامیہ۔

---

*ع اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام احمد قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ کہتا ہے اور خود مرزا اپنے اوپر وحی اُترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلامِ الٰہی ومنزل من اللہ (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] کتاب الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ماھو من المقالات مطبعۃ شرکۃ صحافیہ ۲/ ۷۱-۲۷۰
نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض " " " " " دار الفکر بیروت ۴/ ۵۰۶ تا ۵۰۹

یہ فقرے آبِ زر سے لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود و نصارٰی سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار زائد تر، والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

مجمع الانہر وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے :

اما الایمان بسیدنا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا اٰمن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الانبیاء لایکون مؤمنا[1]

ہمارے مولا ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یُوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہوگیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں۔ اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت کہہ دیا جائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختمِ نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔ کما تقدم فی کلام الامام التورپشتی رحمہ اللہ تعالٰی (جیسا کہ امام تورپشتی کے کلام میں پہلے گزر چکا ہے۔ ت)

علامہ یوسف اُردبیلی امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں :

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بتاتا ہے اور اس کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" سے منقول کہ اس میں صراحۃً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیاء سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوئے امرتسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل و مفصل فتوٰی تحریر فرمایا جس کا حُسنِ بیان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام السوء والعقاب ہے، وللہ الحمد، عفی عنہ مصحح (م)

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۱

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لہا او اعتقد نبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیا کفر[1] اھ ملخصاً۔

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے اھ ملخصاً۔

امام غزالی

امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامۃ فہمت من ھذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص[2]۔

یعنی تمام اُمت محمدیہ صاحبہا وعلیہا الصلوٰۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑیے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل و تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے بَرانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیتِ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلا تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اُمتِ مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

بحمد اللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاء و نسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ و امیریہ خذلہم اللہ تعالٰی کے ہذیانات کا رد جلیل وجلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرما گئے، یہ ائمہ دین کی کرامت منجلی ہے۔

غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:

ادعت ایضا ان علیا نبی (الی قولہ رضی اللہ

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعوٰی بھی ہے کہ مولا علی نبی

---

[1] الانوار لاعمال الابرار

[2] الاقتصاد فی الاعتقاد

تعالیٰ عنہ) لعنھم اللہ وملئکتہ و سائر خلقہ الیٰ یوم الدین وقلع آثارھم واباد خضراءھم ولاجعل منھم فی الارض دیارا فانھم بالغوا فی غلوھم وصرضوا علی الکفر و ترکوا الاسلام و فارقوا الایمان وجحدوا الالٰہ والرسل والتنزیل فنعوذ باللہ ممن ذھب الیٰ ھٰذہ المقالۃ۔[1]

ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دے تباہ کردے زمین پر ان میں کوئی لینے والا نہ رکھے کہ انھوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ و رسول و قرآن سب کے منکر ہوگئے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔

الحمدللہ، اللہ عزوجل نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دارالفتن ہند پُرمحن کی زمین میں فتنوں کی بوچھار کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وُہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقرِ سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہرِ الٰہی سے الم نھلك الاولین ○ ثم نتبعھم الأخرین ○ کذٰلك نفعل بالمجرمین[2] (کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ت) کا منتظر ہے۔

تحفہ شرح منہاج

تحفہ شرح منہاج میں ہے:

اوکذب رسولا او نبیا او نقصہ بای منقص کان صغر اسمہ مریدا تحقیرہ اوجوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نبی قبل فلا یرد۔[3]

یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے، مثلاً بہ نیتِ توہین اس کا نام چھوٹا کرکے لے یا ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے اُن سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

---

[1] غنیۃ الطالبین فصل علامات اہل بدعت کے بیان میں مصطفی البابی مصر ۱/۸۸

[2] القرآن الکریم ۷۷/۱۶ تا ۱۸

[3] المعتقد المنتقد بحوالہ التحفہ شرح المنہاج مع المستند المعتمد مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۲۷-۱۲۸

شرح فرائد عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں :

فساد مذھبھم غنی عن البیان بشھادۃ العیان، کیف وھو یؤدی الی تجویز مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او بعدہ ، و ذٰلک یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین و اٰخر المرسلین ، وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی ، و اجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علٰی ظاھرہ و ھٰذا احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالٰی [1]

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے، اس کے رَد میں فرماتے ہیں کہ اُن کے مذہب کا بطلان محتاجِ بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیبِ قرآن کو مستلزم ہے قرآنِ عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہُوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امّت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنے پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں، یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالٰی ان پر لعنت کرے۔

نقل ھٰذین خاتم المحققین معین الحق المبین السیف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سرہ فی المعتقد المنتقد۔

یہ مذکورہ دونوں عبارتیں خاتم المحققین، حق مبین کے معاون ننگی تلوار مولانا فضل رسول قدس سرہ نے اپنی کتاب المعتقد المنتقد میں نقل کی ہیں (ت)

مواہب شریف مواہب شریف آخر نوع ثالث، مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسمّی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا :

من ذھب الی ان النبوۃ مکتسبۃ لا تنقطع او الی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق [2] الی آخرہ۔

جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی، یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وُہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

---

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ شرح الفرائد للنابلسی مع المستند المعتمد مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۵-۱۱۴
[2] المواہب اللدنیہ المقصد السادس النوع الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۳/۲

علامہ زرقانی نے اس کی دلیل میں فرمایا: لتکذیب القرآن وخاتم النبیین[1] یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآنِ عظیم وختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔

امام نسفی بحر الکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے:

صنف من الروافض قالوا بان الارض لاتخلو عن النبی والنبوۃ صارت میراثا لعلی و اولادہ وقال اھل السنۃ والجماعۃ لانبی بعد نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اللہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذلک لوشک فیہ[2] ببعض اختصار۔

رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولا علی اور ان کی اولاد کیلئے میراث ہوگئی ہے، اور اہل سنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم ونصِ صریح کا منکر ہے یونہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

تمہید ابو شکور سالمی تمہید ابو شکور سالمی میں ہے:

قالت الروافض ان العالم لایکون خالیا عن النبی قط وھذا کفر لان اللہ تعالٰی قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوۃ فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بخلاف ماقالت الروافض

رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وخاتم النبیین اب جو دعوٰی نبوت کرے کافر ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اسے ارشادِ الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوتِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولٰی علی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد السادس النوع الثالث دار المعرفۃ بیروت ۱۸۸/۶

[2] روح البیان آیۃ ماکان محمد ابا احد من رجالکم الخ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ ۱۸۸/۷

ان علیا کان شریکا لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبوۃ وھذا منھم کفر۔[1]

شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ ان کا کفر ہے۔

مولانا عبدالعلی

بحرالعلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء وھاتان القضیتان مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیھما علی امر کلی یجوز العقل تناول ھذا الحکم لغیر ھذین الشخصین و انکار ھذا مکابرۃ وکفر۔[2]

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابدالآباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لئے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لئے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔

فیہ لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن و سنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

امام احمد قسطلانی

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اول فصل ثانی میں فرماتے ہیں:

العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی و لدنی شیطانی و المحک ھو الوحی و لا وحی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و اما قصۃ موسٰی مع الخضر

یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی، اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے، اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے

---

[1] التمہید فی بیان التوحید الباب السابع فی المعرفۃ والایمان دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ص ۱۱۳

[2] شرح سلم لعبد العلی بحث التصدیقات آخر کتاب مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۶۰

عليهما الصلٰوة والسلام فالتعلق بها فی
تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی
الحاد وکفر یخرج عن الاسلام
موجب لاراقة الدم والفرق ان
موسٰی علیہ الصلٰوة والسلام
لم یکن مبعوثا الی الخضر، ولم
یکن الخضر مامورا بمتابعتہ ومحمد
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الٰی جمیع
الثقلین فرسالتہ عامة للجن والانس
فی کل زمان، فمن ادعی انہ مع
محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کالخضر مع موسٰی علیهما الصلٰوة
والسلام او جوز ذٰلک لاحد من الامة
فلیجدد اسلامہ (لکفرہ بھٰذہ الدعوی)
ولیشھد شھادة الحق (لیعود الی
الاسلام) فانہ مفارق لدین
الاسلام بالکلیة فضلا عن ان
یکون من خاصة اولیاء اللہ
تعالٰی وانما ھو من اولیاء الشیطٰن و
خلفائہ ونوابہ (فی الضلال و
الاضلال) والعلم اللدنی الرحمانی
ھو ثمرة العبودیة والمتابعة لھٰذا النبی الکریم
علیہ ازکی الصلٰوة واتم التسلیم وبہ یحصل
الفھم فی الکتاب والسنة بامر یختص بہ
صاحبہ کما قال علی امیرالمومنین وقد سئل

مطابق ہے) رہا خضر و موسٰی علیہما الصلٰوة والسلام کا
قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسٰی علیہما الصلٰوة
والسلام کو معلوم نہ تھا) اسے یہاں دستاویز بناکر
علم لدنی کے سبب وحی کی پروا نہ رکھنا نری بے دینی
کفر ہے، اسلام سے نکال دینے والی بات ہے جس
کے قائل کا قتل واجب، اور فرق یہ ہے کہ موسٰی
علیہ الصلٰوة والسلام حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے
نہ خضر کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص بنی اسرائیل کی
طرف بھیجے گئے تھے کان النبی یبعث الٰی قومہ
خاصة) اور محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تمام جن و
انس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ) کی طرف مبعوث ہیں
(وارسلت الی الخلق کافة) تو حضور کی رسالت
ہر زمانے میں سب جن و انس کو شامل ہے تو جو مدعی
ہو کہ وہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہے جیسے موسٰی کے ساتھ خضر،
امت میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن مانے وہ نئے
سرے سے مسلمان ہو کہ اس قول کے باعث کافر ہو گیا
مسلمان ہونے کے لئے کلمۂ شہادت پڑھے کہ وہ دین
اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ جائے کہ اللہ عزو
جل کے خاص اولیاء سے ہو وہ تو شیطان کا ولی
اور گمراہی و گمراہ گری میں ابلیس کا خلیفہ و نائب ہے
علم لدنی رحمانی بندگیِ خدا و پیروی محمد صلی اللہ تعالٰے
علیہ وسلم کا پھل ہے جس سے قرآن و حدیث میں
ایک خاص سمجھ حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری
وسنن نسائی میں ہے کہ امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ
تعالٰی وجہہ سے سوال ہوا کہ تم اہلبیت کو نبی صلی اللہ

(کما فی الصحیح وسنن النسائی) ھل خصکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشیئ دون الناس (کما تزعم الشیعۃ) فقال لا الا فہما یؤتیہ اللہ عبدا فی کتابہ[1] اھ مختصرا مزیدا ما بین الھلالین من شرح العلامۃ الزرقانی[1]۔

تعالٰی علیہ وسلم نے کوئی خاص شئی ایسی عطا فرمائی ہے جو اور لوگوں کو نہ دی جیسا کہ رافضی گمان کرتے ہیں؟ فرمایا: نہ، مگر وہ سمجھ جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں عطا فرمائی اھ مختصراً ہلالین والی عبارت شرح علامہ زرقانی کی ہے۔ مختصراً ہلالین میں شرح زرقانی کی عبارت زائد لائی گئی ہے۔

رزقنا اللہ تعالٰی بمنّہ و اٰلائہ بفضل رحمتہ باولیائہ وصل وسلم علٰی خاتم انبیائہ محمد و اٰلہ وصحبہ واحبائہ اٰمین۔

اللہ تعالٰی اپنی رحمت وفضل، احسان ونعمت ہمیں عطا فرمائے بوسیلہ اولیاء اللہ، صلٰوۃ وسلام نازل فرمائے خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔ آمین! (ت)

سیّد کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا

ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحۃً جاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید

امیری قاسمی مشہدی مرید رافضی غالی وہابی شدید، سب طریق کافر مرتد طرید علیہم لعنۃ العزیز الحمید (ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔ ت) اور جو کافر ہو وہ قطعاً سیّد نہیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح[2]۔

وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (ت)

نہ اسے سیّد کہنا جائز۔

منافق کو سیّد نہ کہو

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق سیّد فانہ ان یکن سیّدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل[3] رواہ

منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو (اس کو

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الفصل الاول علامات محبۃ الرسول المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۷-۲۹۶
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ " " " " دارالفکر بیروت ۶/ ۱۱ - ۳۱۰
[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶
[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لایقول المملوک ربی وربتی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴

ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(ابوداؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قال الرجل للمنافق یاسید فقد اغضب ربہ عزوجل[1]

جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام مجدہ اللہ تعالٰی خباثت کفر سے محفوظ ومصئون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا[2]

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کرکے۔

تمام فوائد اور بزار وابویعلٰی مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرمھا اللہ وذریتھا علی النار[3]

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اُسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کردیا۔

اہلبیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں

ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سألت ربی ان لایدخل احدا من اھل بیتی النار فاعطانیھا[4]

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۴/ ۳۱۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۳

[3] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/ ۱۵۲

[4] کنز العمال بحوالہ ابن بشران فی امالیہ عن عمران بن حصین حدیث ۳۴۱۴۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۹۵

اہلبیت عذاب سے بری ہیں طبرانی بسندِ صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا:

ان اللہ تعالٰی غیر معذبك ولا ولدك[1] بیشک اللہ تعالٰی نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمہا وذریتہا عن النار یوم القیمۃ[2] فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اُسے اور اس کی نسل کو روزِ قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

اہلبیت آگ میں نہیں جا سکتے قرطبی آیۂ کریمہ ولسوف یعطیك ربك فترضٰی کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل کہ انھوں نے فرمایا:

رضا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار[3] یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ اُن کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم کی ہے: نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نارِ خلود کافر کے لئے ہے۔ اہلبیت کرام

ع: افادہ الہیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواتہ ثقات انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لفاطمۃ فذکرہ ۱۲ منہ (م)

ع: ہیثمی نے صواعق میں اس کا افادہ کیا جہاں انھوں نے کہا سند کے ساتھ مروی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تو پھر اس حدیث کو ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۶۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۶۳

[2] المواہب اللدنیہ بحوالہ ابن عساکر المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۶۴

تنزیہ الشریعۃ بحوالہ ابن عساکر باب مناقب السبطین الخ الفصل الاول دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۱۳

[3] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی)، تحت آیۃ ولسوف یعطیك ربك دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰/ ۹۵

میں حضرت امیر المومنین مرتضٰی و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبٰی و حضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدہم علیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تاقیامِ قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالٰی مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلماتِ اہلِ تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منعِ خلود مقصود جب بھی نفیِ کفر پر دلالت موجود۔

شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیرِ حدیث مذکور:

انما سمیت فاطمۃ لان اللّٰہ فطمہا وذریتہا فاما ھی وابناھا فالمنع مطلق واما من عداھم فالممنوع عنھم نار الخلود،

واما مارواہ ابونعیم والخطیب ان علیا الرضا بن موسٰی الکاظم ابن جعفر الصادق سئل عن حدیث ان فاطمۃ احصنت فقال خاص بالحسن والحسین وما نقلہ الاخباریون عنہ من توبیخہ لاخیہ زید حین خرج علی المامون وقولہ اغرک قولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت الحدیث ان ھذا لمن خرج من بطنہا لالی ولا لک فھذا من باب التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان کثرت کما کان الصحابۃ المقطوع لھم بالجنۃ علی غایۃ من الخوف والمراقبۃ والافلفظ ذریۃ لایخص بمن خرج من بطنہا فی لسان العرب ومن ذریتہ

بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا یہ نام ہے لیکن فاطمہ اور انکے بیٹے تو ان پر مطلقًا جہنم کی آگ ممنوع ہے لیکن انکے ماسوا کیلئے جہنم کا خلود ممنوع ہے۔ آپ پر اور ان پر اللہ تعالٰی کا سلام ہو۔ اور لیکن جو ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا ہے کہ علی رضا بن موسٰی کاظم ابن جعفر الصادق سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ فاطمہ نے اپنے حرم گاہ کو محفوظ رکھا تو انھوں نے جواب میں فرمایا یہ حسن اور حسین کے لئے خاص ہے، اور وہ جو مورخین نے ان سے یہ نقل کیا کہ انھوں نے اپنے بھائی زید کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا جب اس نے مامون پر خروج کیا اور کہا کیا تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان نے غرور میں مبتلا کیا ہے کہ فاطمہ نے اپنی حرم گاہ کو محفوظ رکھا ہے الحدیث، اس پر انھوں نے فرمایا یہ میرے اور تیرے لئے خاص نہیں بلکہ جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بطن سے پیدا ہوا ہے ان سب کے لئے ہے، تو یہ تواضع اور مناقب کثیرہ کے باوجود غرور نہ کرنے کے باب سے ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جنت قطعی ہے اس کے باوجود وہ خوف و مراقبہ میں مبتلا تھے، ورنہ تو ذریت کا لفظ عربی

داؤد وسلیمٰن الاٰیة وبینهم وبینه قرون کثیرة فلا یرید ذلك مثل علی الرضا مع فصاحته ومعرفته لغة العرب علی ان التقلید بالطائع یبطل خصوصیة ذریتها ومجیئها الا ان یقال ﷲ تعذیب الطائع فالخصوصیة ان لا یعذبه اکراما لها واللّٰه اعلم اھ مختصرا ورأیتنی کتبت علی هامش قوله الا ان یقال ما نصه **اقول** ولا یجدی فان الوقوع ممنوع باجماع اهل السنة واما الامکان فثابت عند من یقول به الی خلاف ائمتنا الماتریدیة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم فانهم یحیلونه وقد تکلمت فی مسئلة علی هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی ویشفی فانی اجدنی فیها ارکن وامیل الی قول ساداتنا الاشعریة رحمهم اللّٰه تعالٰی و رحمنا بهم جمیعا واللّٰه اعلم بالصواب فی کل باب۔

زبان میں ایک پیٹ کی اولاد کے لئے خاص نہیں، جیسے آیۂ کریمہ ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن ہے، حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داؤد وسلیمٰن علیہما السلام کے درمیان کئی قرون کا فیصلہ ہے، لہٰذا علی رضا اپنی فصاحت اور عربی لغت کی معرفت کے باوجود یہ خاص مراد نہیں لے سکتے، علاوہ ازیں نافرمان کی تقلید حضرت زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد کی خصوصیت کو باطل کردیتی ہے، مگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو نافرمان کی تعذیب کا اختیار ہے لیکن حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے اکرام کے لئے ایسے عذاب نہیں دیتا، واللہ تعالٰی اعلم اھ مختصرا۔ میں نے زرقانی کے قول "الا ان یقال" پر حاشیہ لکھا جس کی عبارت یہ ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) ان کا یہ بیان مفید نہیں ہے عذاب کا وقوع تو باجماع اہلسنت ممنوع ہے، باقی رہا امکان تو یہ اس قائل کے ہاں ثابت ہے جو ہمارے ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے خلاف ہے کیونکہ ائمہ محال سمجھتے ہیں، میں نے اس مسئلہ پر کتاب مسلم الثبوت کی شرح بحر العلوم فواتح الرحموت پر حاشیہ میں کافی اور شافی بحث کی ہے میں نے وہاں اپنے کو سادات اشعریہ رحمہم اللہ کے قول کی طرف مائل پایا، اللہ تعالٰی ہم سب پر رحم فرمائے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

اذا تقرر ذلك فمن علمت نسبته الی آل

توجب یہ ثابت ہوا تو جس کی نسبت اہلبیت نبی اور

؎ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الثانی الفصل الثانی دار المعرفة بیروت ۳/ ۲۰۳

4/4

البیت النبوی والسر العلوی لا یخرجه عن ذٰلك عظیم جنایته ولا عدم دیانته وصیانته ومن ثم قال بعض المحققین ما مثال الشریف الزانی او الشارب او السارق مثلًا اذا اقمنا علیه الحد الا کامیر او سلطان تلطخت رجلاه بقذر فغسله عنهما بعض خدمه ولقد برّ فی ھذا المثال وحقق ولیتأمل قول الناس فی امثالھم الولد العاق لا یحرم المیراث نعم الکفران فرض وقوعه لاحد من اھل البیت والعیاذ باللّٰه تعالٰی ھو الذی یقطع النسبة بین من وقع منه وبین شرفه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم انما قلت ان فرض لانی اکاد ان اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع ممن علم اتصال نسبه الصحیح بتلك البضعة الکریمة حاشاھم اللّٰه من ذٰلك وقد احال بعضھم وقوع نحو الزنا واللواط ممن علم شرفه فما ظنك بالکفر[1]

علوی حضرات کی طرف معلوم ہے تو اس کی بڑی جنایت اور عدمِ دیانت وصیانت اس کو اس نسبت سے خارج نہ کرے گی، اس بات کی بناء پر بعض محققین نے فرمایا زانی یا شرابی یا چور سید پر حد قائم کرنے کی مثال صرف یہی ہے جیسے امیر یا سلطان کا کوئی خادم اس کے پاؤں پر لگی نجاست کو صاف کرے، اس مثال کو غور سے سمجھا جائے اور لوگوں کی اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ نافرمان اولاد وراثت سے محروم نہیں ہوتی، ہاں اگر ان حضرات سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے، والعیاذ باللہ، تو اس سے وہ نسبت منقطع ہوجائیگی، میں نے صرف فرض کرنے کی بات اس لئے کی ہے کیونکہ مجھے جزم کی حد تک یقین ہے کہ جو صحیح النسب سید ہو اس سے حقیقی کفر کا وقوع نہیں ہوسکتا اللہ تعالٰی ان کو اس سے بلند رکھے، بعض نے تو ان سے زنا اور لواطت جیسے افعال کو بھی محال کہا ہے بشرطیکہ ان کی نسبی شرافت یقینی ہو تو پھر کفر کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی حدیثیہ طلب ما الحکمۃ فی خصوص اولاد فاطمہ بالشرف المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۱۲۲

شیخ اکبر اور اہلبیت

امام الطریقہ لسان الحقیقہ شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں:

لما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبدا محضا قد طھرہ اللہ و اھل بیتہ تطھیرا و اذھب عنھم الرجس وھو کل مایشینھم فھم المطھرون بل ھم عین الطھارۃ فھذہ الآیۃ تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرك اھل البیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك و ما تأخر، و ای وسخ وقذر من الذنوب فطھر اللہ سبحانہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمغفرۃ مما ھو ذنب بالنسبۃ الینا فدخل الشرفاء اولاد فاطمۃ کلھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی یوم القیمۃ فی حکم ھذہ الآیۃ من الغفران الی اٰخر ما افادوا جاد وثمہ کلام طویل نفیس جلیل فعلیك بہ رزقنا اللہ العمل بما یحبہ ویرضاہ اٰمین!

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے خاص عبد ہیں کہ ان کو اور ان کے اہل بیت کو کامل طور پر پاک کر دیا ہے اور ناپاکی کو ان سے دور کر دیا ہے اور رجس ہر ایسی چیز ہے جو ان حضرات کو داغدار کرے تو وہ پاکیزہ لوگ بلکہ وہ عین طہارت ہیں، تو اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہلبیت کو طہارت میں شریک فرمایا ہے جس پر آیہ کریمہ "لیغفر لك اللہ" اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے پہلے اور پچھلے آپ کے خطایا معاف کر دئے یعنی گناہوں کی میل وقذر سے آپ کو پاک رکھا ہے جو ہماری نسبت سے گناہ ہو سکتے ہیں تو تمام سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد اس حکم میں داخل ہے الخ، تک جو حضرت شیخ نے بہترین فائدہ مند کلام فرمایا یہاں آپ کا جلیل نفیس طویل کلام ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس کی طرف راجع ہوں اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے پسندیدہ عمل کا حصہ عطا فرمائے، آمین! (ت)

لہ الفتوحات المکیۃ الباب التاسع والعشرون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۶

47

بدعقیدہ سیّد اگر کہئے بعض کٹر نیچری بیشمار اشد غالی رافضی بہت سچے ملحد جھوٹے صُوفی کچھ ہفت خاتم ششش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرینِ ضروریاتِ دین ہیں سیّد کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علیٰ انسابھم (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں۔ت) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار کافر نجس ہے قال تعالیٰ انما المشرکون نجس[1] (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک مشرک نرے ناپاک ہیں۔ت) اور ساداتِ کرام طیب وطاہر قال اللہ تعالیٰ ویطھرکم تطھیرا[2] (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تمھیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ت) اور نجس وطاہر باہم متبائن ہیں کہ ایک شَی پر معًا ان کا صدق محال، جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سیّد صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سیّد صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہِ دعوٰی سیّد بن بیٹھے ع

غلہ تا ارزاں شود امسال سیّد می شوم

(اس سال سیّد بنوں گا تاکہ خوراک میں ارزانی ہو۔ت)

رافضی سیّد رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔آج ایک رذیل سار ذیل دوسرے شہر میں جا کر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کا فرے کیا دُور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی وفضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں:

ومن این تحقق ذٰلک لقیام احتمال زوال بعض النساء وکذب بعض الاصول فی الانتساب[3]

یہ کیسے ثابت ہُوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۹/۲۸

[2] ؍؍ ۳۳/۳۳

[3] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی وفضائل اہل البیت الطاہرین محمد بن علی صبان مصری

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا للہ ہزار ہزار حاشا للہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی پارہ کفتنے ہی بُعد پر عیاذاً باللہ دخول نار کے لائق۔ الحمدللہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

دلیل اوّل تین قیاس پر مشتمل،

(۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ، یہ شخص نجس ہے۔

(۲) ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ، کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

(۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

نتیجہ، یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغریٰ مفروض اور کبریٰ منصوص، اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبریٰ بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار۔

نتیجہ: یہ شخص مستحقِ نار ہے اور نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحقِ نار نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔

نتیجہ، یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبریٰ منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلاً و فقہاً واضح البیان۔

والحمد للہ الکریم المنان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ سیدنا و مولانا سید الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وتابعیھم باحسان وعلینا معھم یا اللہ یا رحمٰن اٰمین اٰمین یا رؤف یا حنان سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحانہ وتعالٰی

تمام تعریفیں احسان فرمانے والے اللہ کریم کے لئے تام و کامل صلوٰۃ و سلام ہمارے آقا و مولےٰ انسان وجن کے سردار، قرآنی نص سے خاتم النبیین اور آپ کی آل و اصحاب اور تابعین اور ان کے ساتھ ہم پر، یا اللہ یا رحمان، آمین آمین، اے شفقت و مہربانی فرمانے والے! تُو پاک ہے اے اللہ! اور تیری ہی تعریفیں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، تجھ سے بخشش کا طالب ہوں اور تیری طرف ہی رجوع، اللہ سبحانہ وتعالےٰ

اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم۔

بڑے علم والا اور اسی جل مجدہ کا علم نہایت تام اور نہایت قطعی ہے (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفٰے احمد رضا خان

تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

الحمد للہ الذی جعلنا من ذوی العقول و منحنا بالرضا و القبول نسألہ الصلوۃ و السلام کما ینبغی لجلال عظمۃ قدر نبینا و سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و سلم خاتم الانبیاء و سید کل رسول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ المنزہ عن الکذب و الافول و الصلوۃ و السلام علٰی سیدنا محمد خاتم انبیائہ و اشرف رسلہ المبعوث الٰی کافۃ الخلق و الی الاسود و الاحمر ھو الشافع المشفع فی المحشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ المصابیح الغرر وعلی الائمۃ المجتھدین الٰی یوم الیقین اما بعد فقد نورت جفنی باثمد ھذا الجواب فیاطرب من جواب اصاب لایاتیہ الباطل من بین

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے ہمیں ذوالعقول بنایا اور رضا و قبول کا تحفہ دیا، اس سے ہم اپنے نبی و سردار محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو انبیاء کے پچھلے اور تمام رسولوں کے سردار کی پُرجلال عظمتِ قدر کے مناسب پر صلوۃ وسلام کا سوال کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں جو کذب اور بے حجابات سے پاک ہے، ہمارے سردار، اللہ تعالٰی کے انبیاء و رسولوں کے خاتم واشرف، جو تمام مخلوق کی طرف مبعوث، وہ محشر کے روز شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت مقبول ہے سیدنا محمد پر صلوۃ وسلام اور ان کی آل واصحاب پر جو قابل قدر چراغ ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، اما بعد میں نے اس جواب کے سُرمۂ اثمد سے اپنی پلکوں کو منور کیا، کیا ہی خوشی ہے ایسے جواب باصواب سے کہ باطل اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا، بلکہ یہ نری ہدایت ہے جو حق وصواب تک پہنچانے

يديه ولا من خلفه بل هداية مهداة الى الحق والصواب وكيف لا وهو للبحر الطمطام والحبر الفهام قدوة الفقهاء والمحدثين وزبدة الكملاء والمفسرين رياض البلغاء المتكلمين ومركز الفصحاء الماهرين جامع المتون وشارح الفنون التقى النقى نعمان الزمان مولانا الحاج الحافظ القارى الشيخ احمد رضا خان لان الت شموس افاضته على العلمين مشرقة وصمصام اجوبته لاعناق الملحدين قاطعة جزاه الله عنا وعن المسلمين خير الجزاء وجمع الله شمله مع الاوتاد والنجباء فلعمرى ان هذا الجواب لايقبله الا ذو قلب سليم ولا يخوض فيه بالباطل الا الملحد الزنديق الرجيم كما قيل ؎

الحمد لله ان الحق قد ظهرا
الا على اكمه لا يعرف القمرا
من فاضل نال من ابائه الشرفا
اروى سحاب ندائه الجن والبشرا

والحق ان من يضلل الله فلا هادى له ومن يهده فلا مضل له اللهم اجعلنا متصفين بالافعال كما جعلتنا واصفين بالاقوال وارضنا وارض عنا بجاه سيدنا محمد والأل واحفظنا عن زائغ الزائغين ومن همزات الشياطين و اخر دعوانا

والی ہے کیوں نہ ہو کہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، انتہائی فہم والے ماہر، فقہاء اور محدثین کے مقتدار، کاملین ومفسرین کے نشان، بلیغ کلام والوں کے باغ، فصیح ماہرین کے مرکز، متون کے جامع، فنون کے شارح، پاکیزہ، متقی، نعمانِ وقت مولانا الحاج حافظ قاری الشیخ احمد رضا خاں کا یہ جواب ہے، ان کے فیض کا سورج تمام جہانوں پر چمکتا رہے اور ان کے جوابات کی تلوار ملحدین کی گردن کو کاٹتی رہے، اللہ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی مقبول خدمات کو اوتاد و نجباء کے ساتھ شمار فرمائے، مجھے اپنی عمر کی قسم اس جواب کو صرف سلیم قلب والے لوگ ہی قبول کریں گے اور اس میں باطل کی تلاش صرف ملحد و زندیق مردود کو ہی ہوگی، جیسے کسی نے کہا:

الحمد للہ بیشک حق ظاہر ہوا مگر اندھوں کے لئے نہیں جو چاند کو نہیں پہچانتے، یہ ظہور ایسے فاضل سے ہوا جس نے اپنے آباء و اجداد سے شرف پایا، اس کی مجلس کے بادل نے جن و بشر کو سیراب کیا۔

یہ حق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، اے اللہ! ہمیں افعال میں ایسے متصف فرما جیسے تُو نے ہمیں اقوال میں واصف بنایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی آل پاک کے وسیلہ سے

ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین نمقہ ببنانہ الراجی عفو ربہ الحفی الباری احمد المکی الچشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرسۃ الاحمدیۃ الواقعۃ فی مکۃ المحمیۃ سنۃ ۱۳۱۷ھ۔

ہمیں راضی بنا اور ہم سے راضی رہ، اور ہمیں گمراہوں کی گمراہی اور شیطانوں کی شیطنت سے محفوظ فرما، ہماری آخری التجا اللہ رب العالمین کی حمد ہے، احمد مکی چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ نے ۱۳۱۷ھ میں اپنے دستخطوں سے مکہ مکرمہ میں جاری کیا۔ (ت)
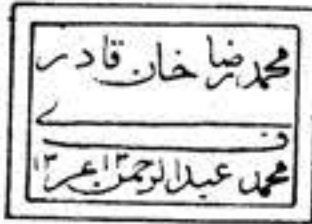
نوٹ

جلد پانزدہم کتاب السیر (حصہ دوم) ختم ہوئی
جلد شانزدہم کا آغاز کتاب الشرکۃ سے ہوگا۔

AN-NAWAWI'S

FORTY HADITH

AN ANTHOLOGY OF THE SAYINGS OF THE PROPHET MUHAMMAD

TRANSLATED BY

EZZEDDIN IBRAHIM
B. A. (Cairo); Ph. D. (Lond.)

DENYS JOHNSON - DAVIES
(ABDUL WADOUD)
M. A. (Cantab.)

Published by

JAMIA NIZAMIA RIZVIA

LAHORE. SHEIKHUPURA

PAKISTAN